عمران سیریز
جہنم سے فرار
www.UrduNovelsPoint.com
Pakistanipoint
Waqar
Azeem
اردو ناولز پوائنٹ ڈاٹ کام
ظہیر احمد
www.UrduNovelsPoint.com
اردو ناولز پوائنٹ ڈاٹ کام

محترم قارئین!

السلام علیکم:۔

میرا نیا ناول ''جہنم سے فرار'' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ ناول پہلے ''ٹاپ سیکرٹ فائل'' کے نام سے آنا تھا لیکن ایک تو کہانی لکھی جا رہی تھی اور پچھلے ماہ آنے والا ناول 'وکٹری گیم' پرنٹنگ کے لئے جانا تھا جس میں اگلے ناول کا اشتہار ضروری ہوتا ہے تو ناول کا نام ''ٹاپ سیکرٹ فائل'' تجویز کر دیا گیا لیکن بعد میں علم ہوا کہ اس نام سے محترم صفدر شاہین کا ناول پہلے ہی ارسلان پبلی کیشنز سے شائع ہو چکا ہے۔ لہٰذا فوری طور پر تبدیلی کی گئی اور ناول کا نیا نام جو کہانی کے مزاج کے عین مطابق ہے تجویز کیا گیا۔

ناول کا نام 'جہنم سے فرار' کن معنوں میں رکھا گیا ہے یہ تو آپ کو ناول پڑھ کر معلوم ہو ہی جائے گا۔ اس ناول میں عمران اور جولیا نے ہی کام کیا ہے اور اسرائیل کے خلاف نبرو آزما ہونے کے لئے اپنی سر دھڑ کی بازی لگا کر مشن پورا کرنے کے لئے پہنچ گئے۔ اسرائیل میں ان کے خلاف نئی، انتہائی طاقتور اور فعال ایجنسی جو ڈینجر ایجنسی کے نام سے مشہور تھی سامنے آتی ہے۔ ڈینجر ایجنسی جو ڈی ایجنسی کے طور پر کام کرتی ہے اس کے ایجنٹ موت کے ہرکارے بن کر عمران اور جولیا کے پیچھے لگ جاتے ہیں اور قدم قدم

پر انہیں ہلاک کرنے اور آگے بڑھنے سے روکنے کے لئے اپنی طاقت کا استعمال کرتے ہیں۔

عمران اور جولیا کا اسرائیل میں داخل ہونا جہنم میں داخل ہونے کے مترادف تھا اور انہیں جگہ جگہ موت کے داروغوں سے ٹکرانا پڑا۔ ڈی ایجنسی عمران اور جولیا کے خلاف اپنی پوری قوت سے ٹکرا رہی تھی اور عمران اور جولیا کے لئے اسرائیل میں قدم جمانا بھی مشکل ہو رہا تھا اس کے باوجود اسرائیلی پرائم منسٹر نے خصوصی طور پر ڈی ایجنسی کو ان کے خلاف کام کرنے سے روک دیا۔ کیوں؟

پرائم منسٹر کے حکم پر ڈی ایجنسی اور اس کے دونوں سربراہ انڈر گراؤنڈ کر دیئے گئے اور ان کی جگہ جی پی فائیو کے چیف کرنل ڈیوڈ کو عمران اور جولیا کے خلاف کام کرنے کا ٹاسک دے دیا گیا لیکن کرنل ڈیوڈ اس بار عمران اور جولیا کے خلاف خود ایکشن لینے کی بجائے اپنے ایک نئے سیکشن جو سیکرٹ سیکشن تھا کو ان کے مقابلے پر لے آیا اور پھر جی پی فائیو کے سیکرٹ سیکشن نے بھی عمران اور جولیا کے گرد دائرہ تنگ کر دیا۔ عمران اور جولیا جو اسرائیل میں مشن مکمل کر کے وہاں سے نکلنے کی کوشش میں لگے ہوئے تھے ان کے راستے میں موت کی دیواریں کھڑی کر دی گئیں اور ان کے لئے اسرائیل کے جہنم زار صحراؤں سے تن تنہا نکلنا ناممکن بنا دیا گیا۔ عمران اور جولیا اس جہنم سے فرار ہونے کے لئے ہر طرف بھاگتے پھر رہے تھے۔ قدم قدم پر انہیں موت کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا اور جہاں جاتے تھے موت بھیانک منہ کھولے ان کے سامنے پہنچ جاتی تھی۔ یہاں تک کہ عمران کے فلسطینی دوست بھی اس بار عمران اور جولیا کو اس جہنم سے فرار ہونے کے لئے کوئی مدد فراہم کرنے سے قاصر ہو گئے تھے۔

جولیا کی خواہش تھی کہ وہ ڈینجر ایجنسی کے دونوں چیفس کو تلاش کریں اور ان کے قبضے سے وہ فائل حاصل کریں جس کے لئے وہ دونوں اسرائیل آئے تھے لیکن عمران ایسا نہیں چاہتا تھا۔ اس نے ایک فائل حاصل کی تھی لیکن وہ فائل ادھوری تھی۔ کیا عمران تنگ آ کر واقعی ادھوری فائل لے کر اسرائیل سے نکلنا چاہتا تھا۔ کیا وہ ڈی ایجنسی اور جی پی فائیو کے سیکرٹ سیکشن سے خوفزدہ ہو گیا تھا۔ یا پھر..... اس یا پھر کا جواب آپ ناول پڑھ کر ہی معلوم کریں تو زیادہ دلچسپ ہو گا۔ انتہائی تیز رفتار ایکشن، مزاح اور سسپنس کا حسین امتزاج لئے یہ حیرت انگیز ناول ایسی بلندیوں کو چھو رہا ہے جو آپ کو ہر لحاظ سے پسند آئے گا اور آپ اس ناول کے تحریر کرنے پر مجھے یقیناً دادِ تحسین دیئے بغیر نہ رہ سکیں گے۔

اس ناول کے بارے میں تو میں لکھ چکا۔ اب آپ کو پھر سے پچھتر ویں ناول جو ڈائمنڈ جوبلی نمبر ہے اور جس کا نام "ڈائمنڈ مشن" ہے کہ بارے میں بتا دوں۔ ناول اپنے جوبن پر ہے اور تیزی سے تحریر کے تکمیلی مراحل طے کر رہا ہے۔ اب تک میں اس ناول کے تین سو سے زائد صفحات تحریر کر چکا ہوں۔ ناول کی

ضخامت کتنی ہو گی اور اس کی قیمت کیا ہو گی یہ تو ناول مکمل ہونے کے بعد ہی آپ کو بتا سکوں گا لیکن یہ ضرور کہوں گا کہ ''ڈائمنڈ مشن'' اپنی مثال آپ ہے اور اسے پڑھ کر آپ واقعی ششدر رہ جائیں گے۔ ایسا دلچسپ اور شاندار ناول شاید ہی آپ نے کبھی پڑھا ہو اس لئے بار بار آپ سے التجا کرتا ہوں کہ اس ناول کو خریدنے کے لئے ابھی سے تیاری کر لیں ورنہ بعد میں ناول نہ ملا تو آپ ہاتھ ملتے رہ جائیں گے۔

مجھے ہر ناول پڑھ کر ایک عدد خط ضرور لکھ دیا کریں کیونکہ آپ کے خطوط میرے لئے مشعل راہ ہوتے ہیں۔

اب اجازت دیں۔

اللہ آپ سب کا حامی و ناصر ہو۔

آپ کا مخلص

ظہیر احمد

ائیر پورٹ سے باہر آتے ہی نوجوان مرد اور نوجوان لڑکی نے اطمینان کا سانس لیا اور پھر وہ ٹیکسیوں کی طرف جانے کی بجائے اس زمین دوز راستے کی جانب بڑھے جو سڑک پار کرنے کے لئے استعمال ہوتا تھا۔

ان کے ہاتھوں میں بریف کیس تھے جبکہ شانوں پر بھاری تھیلے لٹکے ہوئے تھے۔ وہ چہروں سے ایشیائی دکھائی دے رہے تھے۔ دونوں زمین دوز راستہ طے کر کے سیڑھیاں چڑھ کر دوسری طرف موجود سڑک پر آئے اور فٹ پاتھ پر اسی طرح پیدل ہی آگے بڑھتے چلے گئے۔ ان کے ارد گرد موجود افراد انہیں بڑی حیرت بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ ایک فرلانگ چلنے کے بعد وہ ایک ہوٹل کے سامنے رک گئے۔ مسلسل پیدل چلنے سے ان کے سانس پھول چکے اور ان کی پیشانیوں پر پسینہ آ گیا تھا۔

''کیا خیال ہے''...... مرد نے بریف کیس زمین پر رکھتے ہوئے

لڑکی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"کس بارے میں پوچھ رہے ہو"...... لڑکی نے اس کی طرف حیرت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"تمہارا کیا خیال ہے۔ میں تم سے کیا پوچھ سکتا ہوں"۔ نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کسی ٹیکسی پر سفر کرنے کے لئے یا پھر ہوٹل میں چلنے کے لئے"...... لڑکی نے سامنے موجود ہوٹل کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں"...... نوجوان نے کہا۔

"تو پھر"...... لڑکی نے کہا۔

"پیٹ پوجا کے لئے"...... نوجوان نے پیٹ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ صدیوں سے بھوکا ہو۔

"پیٹ پوجا ہوٹل میں ہی تو جا کر کی جا سکتی ہے"...... لڑکی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہوٹل میں پیٹ پوجا خاصی مہنگی پڑے گی اور تم جانتی ہو کہ میری جیبیں ہمیشہ خالی ہی رہتی ہیں"...... نوجوان نے مسمسی سی صورت بناتے ہوئے کہا۔

"ضروری تو نہیں کہ ہم کسی تھری یا فور سٹار ہوٹل میں رہائش اختیار کریں۔ ہم کسی سستے ہوٹل میں بھی تو رہ سکتے ہیں"...... لڑکی نے اسی طرح منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم تو بات بات پر منہ بنانا اور جھگڑنا شروع کر دیتی ہو۔ دیار

غیر میں تو جھگڑا نہ کرو اور اگر کرنا ہی ہے تو پھر پہلے کچھ کھا پی لیتے ہیں جسم کے ساتھ زبان میں بھی طاقت آ جائے گی پھر جتنا مرضی جھگڑتی رہنا مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو گا اور پھر جب لڑ لڑ کر تھک جائیں گے تو پھر اس بات پر غور کر لیں گے کہ رہائش کے لئے سستا ہوٹل ٹھیک رہے گا یا مہنگا"...... نوجوان نے کہا۔

"جیسے تمہاری مرضی"...... لڑکی نے شانے اچکا کر کہا۔

"تو آؤ پھر سامنے والے ریسٹورنٹ میں چلتے ہیں۔ اس ریسٹورنٹ سے مجھے ایشیائی کھانوں کی مہک آتی محسوس ہو رہی ہے جس کی وجہ سے میرے پیٹ میں ہاتھی گھوڑوں کے ساتھ مگر مچھوں نے بھی رقص کرنا شروع کر دیا ہے۔ اس سے پہلے کہ یہ سب میرا پیٹ پھاڑ کر باہر آ جائیں شکم سیری کر لی جائے"۔ نوجوان نے بریف کیس اٹھاتے ہوئے کہا تو لڑکی نے ایک طویل سانس لے کر اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ دونوں سائیڈ پر موجود ایک جدید طرز کے نفیس ریسٹورنٹ کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ وہ گلاس ڈور کھول کر ریسٹورنٹ کے وسیع و عریض ہال میں داخل ہوئے۔ ہال میں خاصی میزیں خالی نظر آ رہی تھیں وہ ایک میز کی جانب بڑھتے چلے گئے۔ ابھی وہ بیٹھے ہی تھے کہ اسی لمحے ایک ویٹر تیر کی طرح ان کی طرف بڑھا۔

"لیس سر"...... ویٹر نے انتہائی خوش اخلاقی سے کہا۔

"مینو کارڈ دو"...... لڑکی نے ویٹر سے مخاطب ہو کر کہا تو ویٹر

نے سر ہلا کر جیب سے دو انتہائی نفیس مینو کارڈز نکال کر ایک نوجوان کی طرف جبکہ دوسرا لڑکی کی طرف بڑھا دیا۔ نوجوان نے اس سے کارڈ لیا اور حیرت سے اسے الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا۔

''حیرت ہے۔ شادی کارڈ میں اتنے کھانے۔ یہ کس کی شادی ہو رہی ہے۔ کوئی نام بھی لکھا ہوا نہیں ہے''۔ نوجوان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ شادی کارڈ نہیں ہے۔ مینو کارڈ ہے''...... لڑکی نے منہ بنا کر کہا۔

''مینو کارڈ۔ یہ کیا ہوتا ہے۔ شادی کارڈ اور وزیٹنگ کارڈ کے بارے میں تو میں نے سنا ہے لیکن مینو کارڈ۔ بڑا عجیب سا نام ہے''...... نوجوان نے حماقت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس پر کھانوں کے نام لکھے ہوئے ہیں۔ تمہیں کھانے کے لئے جو آرڈر دینا ہے۔ کارڈ پر دیکھو اور ویٹر کو آرڈر کر دو''...... لڑکی نے کہا۔

''کیوں۔ کارڈ پر دیکھے بغیر میں اسے کوئی آرڈر نہیں کر سکتا''۔ نوجوان نے کہا۔

''کر سکتے ہیں جناب۔ کیوں نہیں۔ آپ بتائیں آپ کیا کھانا پسند کریں گے''...... ویٹر نے کہا جو خاموشی سے ان کی باتیں سن رہا تھا۔

''ہڑ ہڑ کا مربہ اور بینگن کا بھرتہ لے آؤ''۔ نوجوان نے بڑے

بارعب لہجے میں کہا۔

''کک کک۔ کیا مطلب۔ یہ کون سی ڈشز ہیں''...... ویٹر نے ہکلا کر حیرت سے کہا۔

''یہ ڈشز نہیں کھانے کا سامان ہے نانسنس۔ تم نے ہی کہا تھا کہ مینو کارڈ پر دیکھے بغیر میں کوئی بھی آرڈر دوں تم پورا کرو گے تو کرو اب میرا آرڈر پورا''...... عمران نے کہا۔

''یہ سب یہاں نہیں ہے''...... ویٹر نے منہ بنا کر کہا۔

''تو پھر دال مسور اور سادہ چاول لے آؤ۔ اگر ادرک کا آچار ہو تو وہ بھی لیتے آنا''...... عمران نے کہا۔

''یہ آپ کن ڈشز کے نام لے رہے ہیں۔ میں نے آج تک ان ڈشز کے نام بھی نہیں سنے''...... ویٹر نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

''کافی اور فش رول لے آؤ''...... اس سے پہلے کہ نوجوان کچھ کہتا لڑکی نے ویٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس میم''...... ویٹر نے کہا اور لوٹ گیا۔

''فش رول کے علاوہ اور کچھ نہیں منگا سکتی تھی۔ اب رول شدہ فش میں چائے کے ساتھ کیسے نگلوں گا اگر ان فشز نے میرے پیٹ میں راک اینڈ رول ڈانس شروع کر دیا تو''...... نوجوان نے منہ بنا کر کہا۔

''فی الحال اسی پر قناعت کرو''...... لڑکی نے غرا کر کہا تو نوجوان

منہ بنا کر رہ گیا۔ تھوڑی دیر بعد ویٹر فش رول کی ٹرے اور کافی کے دومگ لے کر آ گیا۔ فش رول کے علاوہ ٹرے میں سلاد کے نام پر ابلی سبزی کی کافی مقدار موجود تھی۔ وہ فش رول کھانے لگے۔

”کچھ اور چاہئے جناب“...... ویٹر نے کچھ دیر بعد دوبارہ ان کے پاس آتے ہوئے کہا۔

”گائیڈ بک ہے تمہارے پاس“......نوجوان نے کہا تو ویٹر نے اثبات میں سر ہلایا اور اس نے کچھ ہی دیر میں نوجوان کو ایک گائیڈ بک لا کر دے دی۔ نوجوان کافی کے سپ لیتے ہوئے ہوٹل کی گائیڈ بک کا مطالعہ بھی کرتا جا رہا تھا پھر اس نے گائیڈ بک میں درج ہوٹلوں کے نام اور فون نمبر ایک پیپر پر نوٹ کرنے شروع کر دیئے۔ فش رول اور کافی ختم کر کے نوجوان نے گائیڈ بک میز پر رکھی اور اٹھ کھڑا ہوا۔

”تم یہیں رکو میں ایک فون کر کے آتا ہوں“......نوجوان نے اپنی ساتھی لڑکی سے کہا۔

”کسے فون کرنے جا رہے ہو“......لڑکی نے چونک کر پوچھا۔

”ایک سستے سے ہوٹل کا نمبر ملا ہے۔ میں نے سوچا کہ فون کر کے کمروں کے بارے میں معلوم کر لوں تو اچھا ہے“...... نوجوان نے کہا۔

”کیا مطلب“......لڑکی نے پوچھا۔

”مطلب یہ کہ اگر ہم ایسے ہی چلے گئے اور وہاں کمرے نہ ملے

تو خواہ مخواہ ٹیکسی کا کرایہ بھی ضائع ہو جائے گا“......مرد نے کہا۔

”کفایت شعار ہوتے جا رہے ہو“......لڑکی نے کہا۔

”شادی سے پہلے کفایت شعاری اچھی ہوتی ہے۔ بعد میں کوئی مسئلہ نہیں ہوتا اور ویسے بھی ہمارے پاس اتنی رقم نہیں کہ ہم ادھر ادھر اُڑاتے رہیں۔ ساری رقم فضول میں اُڑا دی تو یہاں کوئی ہمیں ایک پیسہ بھی قرض دینے والا نہیں ملے گا“......نوجوان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے جاؤ اور جلدی واپس آنا“......لڑکی نے کہا۔

”ابھی آیا“......نوجوان نے کہا اور کاؤنٹر کی جانب بڑھ گیا۔

لڑکی ہال کا جائزہ لینے لگی۔ وہاں بھانت بھانت کے لوگ نظر آرہے تھے۔ رنگ برنگے فیشن زدہ برائے نام لباس پہنے نوجوان لڑکیاں ہنستی مسکراتی ہوئیں اپنے ساتھیوں کے ساتھ بیٹھی کھا پی رہی تھیں۔

وہ اس طرح ان کو دیکھ رہی تھی کہ جیسے یہ نظارے اس نے زندگی میں پہلی مرتبہ دیکھے ہوں پھر وہ ایک جوڑے کو دیکھنے لگی جن کے لباس سے ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے وہ ابھی ابھی شادی کر کے آئے ہوں کیونکہ مرد اور عورت عروسی لباسوں میں تھے اور ایک میز پر بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے ان کے سامنے طرح طرح کے لوازمات رکھے ہوئے تھے۔ لڑکی کی ہال میں گھومتی ہوئی نظریں ایک آدمی سے ٹکرائیں اور دوسرے لمحے اسے ایسا لگا جیسے اس کے

جسم میں سنسنی سی دوڑتی چلی گئی ہوں۔ گو کہ اس سے نظریں ملتے ہی اس آدمی نے چہرہ گھما لیا تھا مگر اس کے باوجود لڑکی کے جسم میں سنسنی سی دوڑ گئی تھی۔ اس نے مذکورہ آدمی کا اچھی طرح سے جائزہ لیا پھر دوسری جانب دیکھنے لگی چند لمحے بعد اس نے کن انکھیوں سے اس آدمی کی جانب دوبارہ دیکھا اور پھر وہ یہ دیکھ کر چونک پڑی کہ وہ آدمی ایک بار پھر اسی کی جانب متوجہ تھا۔ لڑکی ایک طویل سانس لے کر رہ گئی۔

''مل گیا''...... اچانک اس کے ساتھی کی آواز آئی اور وہ چونک پڑی، مڑ کر دیکھا تو اس کا ساتھی اپنی کرسی پر بیٹھ رہا تھا۔

''کیا مل گیا''...... اس نے آہستہ سے پوچھا۔

''کمرہ''...... نوجوان نے دانت نکالتے ہوئے کہا تو لڑکی ایک طویل سانس لے کر رہ گئی۔

''تمہیں خوشی نہیں ہوئی ڈیئر''...... نوجوان نے حیرت سے پوچھا اور دیدے نچاتے ہوئے اسے گھورنے لگا۔

''ہم نے کون سا ساری زندگی ان کمروں میں رہنا ہے جو خوشی ہو گی''...... لڑکی نے منہ بنا کر کہا تو مرد ہنس پڑا۔

''تفریح کے چند روز دکھ بھری طویل زندگی سے بہتر ہیں''۔ نوجوان نے بڑے فلسفیانہ لہجے میں مسکراتے ہوئے کہا۔

''تفریح۔ یہ تفریح میرے ایک جملے سے بہت بڑی ٹریجڈی میں تبدیل ہو سکتی ہے''...... لڑکی نے اچانک مسکراتے ہوئے کہا تو

نوجوان بری طرح سے چونک پڑا۔

''وہ کیسے ڈیئر۔ کہیں تم نے میرے رقیب روسفید کو تو نہیں دیکھ لیا۔ لیکن وہ یہاں کیسے ہو سکتا ہے اسے تو ہم یہاں سے بہت دور سمندر پار چھوڑ آئے ہیں''...... نوجوان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہماری نگرانی ہو رہی ہے''...... لڑکی نے کہا۔

''نن نن۔ نگرانی۔ کیا مطلب''...... نوجوان نے ہکلا کر کہا۔

''ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ تم انجان ہو اور تم نہیں جانتے کہ ہم پر نظر رکھی جا رہی ہے''...... لڑکی نے کہا۔

''نگرانی کرنے والا نیوی بلیو سوٹ میں ملبوس ہے کیوں ٹھیک کہہ رہا ہوں نا میں''...... نوجوان نے اسی طرح مسکراتے ہوئے مگر دبے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تو تم جانتے تھے کہ نگرانی ہو رہی ہے''...... لڑکی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''ہاں''...... نوجوان نے سر ہلا کر کہا۔

''تو مجھے بتایا کیوں نہیں۔ کوئی اشارہ بھی تو کر سکتے تھے''۔ لڑکی نے منہ بنا کر کہا۔

''میرے اشارے کا تم کوئی اور مطلب سمجھ لیتی تو''۔ نوجوان نے کہا۔

''ہمیشہ الٹی ہی ہانکو گے''...... لڑکی منہ بنا کر رہ گئی۔

’’ائیرپورٹ کے کسٹم لاؤنج ہی سے وہ ہمارے پیچھے ہے‘‘۔ نوجوان نے کہا۔

’’اوہ۔ اسی لئے تم ہمارے لئے خصوصی طور پر بھیجی گئی کار میں آنے کی بجائے خاص طور پر ٹیکسی سے آئے ہو‘‘......لڑکی نے کہا۔

’’ہاں‘‘......نوجوان نے کہا۔

’’پھر اب‘‘......لڑکی نے پوچھا۔

’’اسی ستے سے ہوٹل میں چلیں گے جس میں کمرے بک کروائے ہیں۔ اس کے بعد سوچیں گے کہ کیا کرنا ہے‘‘......نوجوان نے کہا۔

’’مگر ہماری نگرانی کیوں ہو رہی ہے اور یہ نگرانی کرنے والا ہے کون۔ جانتے ہو اس کے بارے میں‘‘......لڑکی نے پوچھا۔

’’کرنے دو اسے جو کرتا ہے ہم کون سا یہاں بنک میں ڈاکا ڈالنے آئے ہیں‘‘......نوجوان نے لاپرواہی سے کہا۔

’’کیا ہماری کوئی حرکت مشکوک ہے‘‘......لڑکی نے پوچھا۔

’’پتہ نہیں۔ اسے چھوڑو اور چلنے کی تیاری کرو ہمارے پاس وقت زیادہ نہیں ہے‘‘......نوجوان نے اسی انداز میں کہا۔

’’چلو‘‘......لڑکی نے اٹھتے ہوئے کہا۔ نوجوان نے بل کی ادائیگی کی اور وہ دونوں بریف کیس سنبھالے ہوٹل سے باہر نکل آئے۔ فٹ پاتھ کے کنارے رک کر وہ سامنے سے آنے والی ٹیکسی کا انتظار کرنے لگے اور جیسے ہی ٹیکسی آگے آئی نوجوان ہاتھ سے

ٹیکسی کو رکنے کا اشارہ کرنے لگا۔ ٹیکسی ان کے قریب آ کر رک گئی۔ نوجوان ڈرائیور کی سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا جبکہ لڑکی عقبی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ ان کے بیٹھتے ہی ٹیکسی حرکت میں آ گئی تھی۔

’’رپورٹ‘‘...... اچانک نوجوان نے ڈرائیور کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

’’کیسی رپورٹ‘‘......لڑکی نے چونک کر کہا۔

’’تم سے نہیں کہا۔ ہاں تم بولو‘‘......نوجوان نے لڑکی کو خاموش رہنے کا اشارہ کرتے ہوئے ڈرائیور سے کہا۔

’’آپ کی نگرانی کے لئے صرف ایک ہی آدمی ہے۔ وہی جو ہوٹل میں آپ کے ساتھ داخل ہوا تھا‘‘......ٹیکسی ڈرائیور نے کہا۔

’’کیا وہ اب بھی ہمارے پیچھے ہے‘‘......نوجوان نے پوچھا۔

’’جی ہاں۔ ایک کار میں وہ ہمارا تعاقب کر رہا ہے سبز رنگ کی کار ہے‘‘......ٹیکسی ڈرائیور نے کہا۔

’’گویا دو آدمی ہوئے۔ جبکہ تم نے کہا ہے کہ نگرانی کرنے والا صرف ایک ہے‘‘......نوجوان نے کہا۔

’’جی ہاں۔ کار والا ائیر پورٹ سے کافی دور کھڑا تھا آپ کے ہوٹل سے نکلنے کے بعد وہ دوسری جانب سے گھوم کر اس طرف آیا تھا پھر اس کا ساتھی گاڑی میں بیٹھا ہے‘‘......ٹیکسی ڈرائیور نے کہا۔

’’ان مریضوں کا کیا علاج ہونا چاہئے‘‘......نوجوان نے پوچھا۔

’’راستے میں ایک جگہ گاڑی کی خرابی کا بہانہ کر کے میں اسے

روک کر آپ کو اتار دوں گا“...... ٹیکسی ڈرائیور نے کہا۔

”پھر“......نوجوان نے پوچھا۔

”جس جگہ میں آپ کو اتاروں گا وہاں ڈبل سڑک ہے آپ سیڑھیاں اتر کر نچلی سڑک پر چلے جانا وہاں دوسری ٹیکسی آپ کو مل جائے گی اس کا ڈرائیور کھڑکی سے سرخ رنگ کا رومال باہر نکال کر آپ کو دکھائے گا جو اس بات کا اشارہ ہو گا کہ وہ ہمارا آدمی ہے“۔ ٹیکسی ڈرائیور نے کہا تو نوجوان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ چند منٹ بعد ٹیکسی ڈبل ہائی وے سے گزر کر اس پل پر جا پہنچی جو سڑکوں کو جدا کرتا تھا۔ پل پر پہنچتے ہی ٹیکسی ہچکولے کھانے لگی تھی پھر وہ ایک جگہ رک گئی۔ ڈرائیور نے دو چار بار سیلف لگایا اور جب انجن غرا کر رہ گیا اور گاڑی اسٹارٹ نہ ہوئی تو وہ نیچے اتر آئے۔

”آپ جائیں“...... ڈرائیور نے ان سے کہا۔

”ہمارا تعاقب کرنے والی گاڑی کا رنگ سبز ہے نا“......نوجوان نے پوچھا۔

”جی ہاں“...... ڈرائیور نے کہا۔

”اور جس ٹیکسی میں ہمیں جانا ہے“......نوجوان نے پوچھا۔

”وہ زرد رنگ کی ٹیکسی ہے میری ٹیکسی جیسی۔ پل سے نیچے ہے اور ہاں ایک نوٹ مجھے دے جائیں تاکہ یہ پتہ لگ سکے کہ مجھے یہاں تک کا کرایہ آپ نے دیا ہے“...... ڈرائیور نے کہا۔

”ہونہہ“......نوجوان نے سر ہلایا اور جیب سے پرس نکال کر مقامی کرنسی کا ایک نوٹ اس کے ہاتھ میں تھما دیا۔ پھر وہ پل پر پیدل ہی آگے بڑھنے لگے تھے کن انکھیوں سے انہوں نے پل کے ڈھلوان کی جانب دیکھا۔ زرد رنگ کی ٹیکسی وہاں موجود تھی جس پر ٹیکسی کا مونوگرام بنا ہوا تھا۔ وہ پل سے نیچے جانے والی گول سیڑھیاں اترنے لگے۔ نیچے پہنچ کر جیسے ہی وہ سیڑھیوں سے آگے بڑھے چونک پڑے۔ ان کی مطلوبہ ٹیکسی صرف چند قدم کے فاصلے پر موجود تھی اور پل کے نیچے اس طرح کھڑی تھی کہ اوپر سے اس کا دیکھا جانا ممکن نہیں تھا وہ اس کی جانب بڑھنے لگے۔ ڈرائیور کے ہاتھ میں سرخ رنگ کا ایک رومال تھا۔

”جلدی آئیں۔ کہیں وہ لوگ نیچے نہ آ جائیں“...... ڈرائیور نے کہا۔

”ہونہہ“......نوجوان نے ہنکارہ بھرا اور پھر وہ دونوں پھرتی سے ٹیکسی میں بیٹھ گئے ان کے بیٹھتے ہی ٹیکسی حرکت میں آ گئی تھی۔ پل سے آگے بڑھنے کے بعد نوجوان نے پلٹ کر پل کی جانب دیکھا مگر اسے سبز گاڑی نظر نہ آئی۔

”کیا اس طرح وہ مشکوک نہیں ہو جائیں گے“......نوجوان نے کہا۔

”ہو تو جائیں گے مگر اب وہ ہمیں پا نہیں سکیں گے۔ ہم ان کی [illegible] کے حصار سے نکل آئے ہیں“...... ڈرائیور نے کہا۔

”کیوں کیا ٹیکسی کے نمبروں سے وہ تم تک پہنچ نہیں جائیں گے“...... نوجوان نے کہا۔

”نہیں کیونکہ اب تیسرا موڑ آنے پر گاڑی کے نمبر بدل جائیں گے۔ نمبروں والی پلیٹ آٹو میٹک ہے“...... ڈرائیور نے کہا۔

”اس صورت میں وہ لوگ پہلی ٹیکسی کے ڈرائیور کو پکڑ کر اس سے پوچھ گچھ کر سکتے ہیں“...... نوجوان نے کہا۔

”وہ بھی ہاتھ نہیں آئے گا“...... ڈرائیور نے کہا۔

”کیا مطلب“...... نوجوان نے پوچھا۔

”دوسرا ڈرائیور ٹیکسی پر ایک اسٹیکر جس پر ”گاڑی خراب ہے مکینک کو لینے جا رہا ہوں“ لکھا ہو گا، لگا کر رفو چکر ہو چکا ہو گا“۔ ڈرائیور نے کہا۔ پھر گاڑی میں خاموشی چھا گئی تھی چند منٹ بعد وہ اس وقت چونک پڑے تھے جب ایک چاکلیٹی کلر کی گاڑی نے ان کو رکنے کا اشارہ کیا اور ٹیکسی ڈرائیور نے سائیڈ پر کر کے ٹیکسی روک دی۔

”اس گاڑی میں آ جائیں“...... چاکلیٹی کلر کی گاڑی سے آواز آئی اور وہ چونک پڑے پیچھے بیٹھی ہوئی لڑکی کے چہرے پر کچھ زیادہ ہی حیرت تھی۔ ٹیکسی سے اتر کر وہ تیزی سے چاکلیٹی کلر کی گاڑی میں بیٹھ گئے ان کے بیٹھتے ہی گاڑی حرکت میں آ گئی تھی۔

”مادام آپ سیٹ پر لیٹ جائیں تا کہ آپ کسی کی نظروں میں نہ آ سکیں۔ آگے سی سی ٹی وی کیمرے نصب ہیں۔ ہمیں ان کی

نظروں سے آپ کو بچانا ہے“...... ڈرائیو نے کہا۔

”کیوں۔ اس کی کیا ضرورت ہے“...... نوجوان نے چونک کر پوچھا۔

”چیکنگ شروع ہو چکی ہے۔ تعاقب کرنے والوں نے وائرلیس پر ہیڈ کوارٹر کو دونوں ٹیکسیوں کے بارے میں بتایا تھا اس کے فوراً بعد ہی ٹیکسیوں میں سفر کرنے والوں کی چیکنگ شروع ہوئی ہے“۔ ڈرائیور نے کہا۔

”اس صورت میں سیٹ پر لیٹنے سے بہتر ہے کہ یہ سیٹوں کے درمیان چھپ جائے“...... نوجوان نے کہا۔

”یہ اور بھی بہتر ہو گا جناب“...... ڈرائیور نے کہا۔

”ٹھیک ہے“...... نوجوان نے کہا اور اس کے کہنے پر اس کی ساتھی لڑکی عقبی سیٹ کے پائیدان میں نیم دراز ہو گئی۔ بریف کیس انہوں نے عقبی سیٹ پر رکھ دیئے تھے اور شولڈر بیگ اگلی سیٹ کے پائیدان میں رکھ کر مرد نے اس پر پیر رکھ دیئے تھے۔

”ہماری نگرانی کی وجہ کیا ہو سکتی ہے“...... نوجوان نے ڈرائیور سے پوچھا۔

”ابھی میں کچھ نہیں کہہ سکتا جناب۔ میرے آدمی وہاں موجود ہیں جلد ہی نگرانی کی وجوہات کا پتہ چل جائے گا پھر میں آپ کو بتا سکوں گا“...... ڈرائیور نے کہا۔

”ٹھیک ہے“...... نوجوان نے کہا۔

"آپ نے طیارے میں کسی ایسے آدمی کو تو نہیں دیکھا تھا کہ جس پر نگرانی کرنے کا شبہ کیا جا سکے"...... ڈرائیور نے پوچھا۔

"نہیں۔ میں نے احتیاط کی تھی۔ طیارے میں ایسا کوئی آدمی نہیں تھا جو ہماری نگرانی پر مامور ہو"...... نوجوان نے کہا۔

"پھر کسی معلومات ہی کی بنیاد پر نگرانی شروع کی گئی ہو گی"۔ ڈرائیور نے کہا۔

"ہاں ہو سکتا ہے"...... نوجوان نے ایک طویل سانس لے کر کہا۔

"ابھی کتنا راستہ باقی ہے"...... نوجوان نے پوچھا۔

"پہنچنے ہی والے ہیں جناب"...... ڈرائیور نے کہا۔

"اپنا نام تو بتا دو ڈرائیور صاحب"...... نوجوان نے کہا۔

"میرا نام عاصم۔ مگر یہاں مجھے رونی کے نام سے جانا جاتا ہے"...... ڈرائیور نے کہا۔

"گڈ شو"...... نوجوان نے کہا۔

"اپنے اصلی ناموں سے ہم چند دن بھی یہاں نہیں گزار سکتے اسی لئے نام بدل کر رہتے ہیں"...... رونی نے کہا۔

"جیسا دیس ویسا بھیس والی ضرب المثل پر عمل کرنا ہی پڑتا ہے اور تم نے اس پر عمل کر کے اچھا کیا ہے"...... مرد نے کہا۔

"ہم سب ہی بدلے ہوئے ناموں اور حلیئے میں یہاں کام کر رہے ہیں"...... رونی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ جہاں ہم جا رہے ہیں کیا وہاں وائٹ ایگل سے ملاقات ہو جائے گی"...... نوجوان نے پوچھا۔

"پتہ نہیں۔ باس وہاں ہوں گے یا نہیں اس بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا"...... رونی نے کہا۔

"ٹھیک ہے"...... نوجوان نے سر ہلا کر کہا۔

"مجھے آپ کو وہاں پہنچانا ہے بس"...... رونی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ہاں یہ بتاؤ کہ تم عین وقت پر ہماری ٹیکسی کے پاس کیسے جا پہنچے تھے"...... نوجوان نے پوچھا۔

"میں شروع سے ہی آپ کی دوسری ٹیکسی کے تعاقب میں تھا پھر جیسے ہی مجھے ٹیکسیوں کی چیکنگ کے بارے میں اطلاع ملی میں نے آپ کو ٹیکسی سے پک کر لیا"...... رونی نے کہا۔

"دوسری ٹیکسی کا ڈرائیور محفوظ ہو گا"...... نوجوان نے پوچھا۔

"وہ محفوظ ہو گا۔ ویسے میں نے اس کے بارے میں ابھی معلومات حاصل نہیں کیں"...... رونی نے کہا اور نوجوان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ابھی کتنی دیر اور مجھے لیٹنا ہے"...... اچانک ان کی ساتھی لڑکی نے پوچھا اور وہ چونک پڑے۔

"صرف دو منٹ مادام"...... رونی نے کہا۔

"کیوں کیا کوئی تکلیف ہے لیٹے رہنے میں"...... نوجوان نے عقبی سیٹ کی طرف مڑتے ہوئے پوچھا۔

''نہیں یونہی پوچھ لیا تھا''...... لڑکی نے کہا۔اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی گاڑی ایک عمارت کے احاطے میں گھوم کر رک چکی تھی۔

''آ جائیں''...... رونی نے اترتے ہوئے کہا۔

''چلو اٹھو''...... نوجوان نے اپنی ساتھی لڑکی سے کہا اور دروازہ کھول کر گاڑی سے باہر نکل آیا۔ اس کی ساتھی لڑکی بھی باہر نکل آئی تھی۔ یہ جولیا تھی اور ظاہر ہے نوجوان عمران کے سوا کون ہو سکتا تھا۔ وہ دونوں رونی کے ساتھ چلتے ہوئے عمارت میں داخل ہوئے تھے۔ عمارت زیادہ بڑی نہیں تھی۔ ایک چھوٹی سی راہداری طے کر کے وہ ایک کمرے میں داخل ہوئے اور اندر داخل ہوتے ہی بری طرح چونک پڑے اور سکتے کی سی حالت میں کھڑے کے کھڑے رہ گئے۔ ان کے سامنے نصف درجن پولیس کانسٹیبل کھڑے انہیں گھور رہے تھے جبکہ ان کے پاس ہی کھڑے انسپکٹر کے ہاتھ میں ریوالور تھا جس کا رخ انہی کی جانب تھا۔

یہ ایک انتہائی وسیع و عریض کمرہ تھا جو دفتر کے انداز میں سجا ہوا تھا۔ کمرے میں سارا سامان انتہائی قیمتی اور امپورٹڈ تھا۔ وسط میں ایک جہازی سائز کی میز رکھی ہوئی تھی جس کے پیچھے اونچی نشست والی کرسی پر ایک کرخت چہرے والا ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس آدمی کے چہرے پر کرختگی جیسے ثبت دکھائی دے رہی تھی۔ اس کی آنکھیں سرخ تھیں اور اس کے چہرے پر جھلاہٹ کے تاثرات تھے۔ میز کے سامنے لائٹ بلیو کلر کا لباس پہنے ایک نوجوان کھڑا تھا جو اس سے کچھ فاصلے پر ہاتھ باندھے سر جھکائے سہمے ہوئے انداز میں کھڑا تھا۔ ادھیڑ عمر اسے کھا جانے والی نظروں سے گھور رہا تھا۔

''تو وہ تمہارے ہاتھ سے نکل گئے''...... ادھیڑ عمر نے نوجوان کی طرف دیکھتے ہوئے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

''یس باس''...... لائٹ بلیو سوٹ والے نے کہا۔

''افسوس سے زیادہ اپنی نااہلی اور غفلت پر تمہیں ڈوب مرنا

چاہئے میگ"...... باس نے غضبناک لہجے میں کہا۔

"یہ واقعہ میری غفلت سے زیادہ کم علمی کی بنا پر پیش آیا ہے سر"...... لائٹ بلیو سوٹ والے نے کہا جس کا نام اس آدمی نے میگ لیا تھا۔

"کیا مطلب ہے تمہارا"...... باس نے پوچھا۔

"یہی کہ اگر مجھے ان لوگوں کے بارے میں پوری طرح بتا دیا جاتا تو وہ مجھے دھوکہ نہیں دے سکتے تھے"...... میگ نے کہا۔

"تمہیں کیا احکامات ملے تھے"...... باس نے سر ہلا کر پوچھا۔

"یہی کہ جہاز سے سارج کلوم اور روزی گرین آرہے ہیں مجھے ان کی نگرانی کرنی ہے اور رہائش گاہ کا پتہ لگانا ہے"...... میگ نے کہا۔

"اور کچھ"...... باس نے میگ کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

"صرف یہی حکم ملا تھا اور وہ بھی اس وقت جبکہ میں ایک تقریب میں سرکاری طور پر شریک تھا"...... میگ نے کہا۔

"پورا واقعہ کس طرح پیش آیا ہے تفصیل سے بتاؤ"...... باس نے تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد میگ سے پوچھا۔

"یس باس۔ احکامات ملتے ہی میں ائیرپورٹ روانہ ہو گیا تھا سارج کلوم اور روزی گرین جب لاؤنج سے باہر آئے تو میں ان سے چند قدم کے فاصلے پر تھا"...... میگ نے کہا۔

"انہیں کوئی ریسیو کرنے آیا تھا"...... باس نے پوچھا۔

"نو باس۔ ایک سفید رنگ کی کار کی جانب سے انہیں سگنل دیا گیا تھا مگر انہوں نے سگنل نظرانداز کر دیا اور وہ اس کار کی طرف جانے کی بجائے زمین دوز راستے کی طرف بڑھ گئے تھے۔ زمین دوز راستے سے نکل کر وہ ایک ریسٹورنٹ چلے گئے جہاں انہوں نے کافی اورفش رول لئے تھے"...... میگ نے مزید بتاتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ بغیر رکے بولتے جاؤ"...... باس نے غور سے سنتے ہوئے کہا۔

"وہاں سے سارج کلوم نے ویٹر سے گائیڈ بک لے کر ستے ہوٹلوں کے نام پتے اور فون نمبر نوٹ کر کے بذریعہ فون ایک ہوٹل میں کمرے بک کروائے تھے پھر وہ لوگ وہاں سے روانہ ہو گئے تھے"...... میگ نے کہا۔

"کیا وہ اس ہوٹل تک نہیں پہنچے"...... باس نے پوچھا۔

"جی نہیں۔ ریسٹورنٹ سے نکل کر وہ ایک ٹیکسی میں بیٹھے اور وہاں سے روانہ ہو گئے۔ ہم نے اس ٹیکسی ڈرائیور کو سارج کلوم کو اشارہ کرتے دیکھا تھا وہ یقیناً اسی کا آدمی تھا"...... میگ نے جواب دیا۔

"ویری گڈ۔ اس ٹیکسی میں وہ کہاں گئے تھے"...... باس نے سر ہلا کر کہا۔

"وہ ٹیکسی ڈبل ہائی وے کے پل پر خراب ہو گئی اور وہ لوگ ٹیکسی ڈرائیور کو کرایہ دے کر ٹیکسی سے اتر گئے۔ ٹیکسی چھوڑ کر وہ پل

سے نیچے اتر گئے جہاں پہلے سے دوسری ٹیکسی ان کی منتظر تھی وہ اس میں سوار ہو گئے۔ جب میں سیڑھیاں اتر کر نیچے پہنچا تو مجھے فوری طور پر ٹیکسی نہیں مل سکی اس لئے تعاقب نہیں کر سکا اور وہ نکل گئے''...... میگ نے کہا۔

''تم نے ٹیکسی کا جو نمبر دیا تھا وہ ٹیکسی کہیں بھی نہیں ملی اور نہ ہی کسی ٹیکسی میں سارج کلوم اور روزی گرین مل سکے۔ کیا تم نے نمبر صحیح دیکھا تھا''...... باس نے پوچھا۔

''یس سر اور وہ نمبر جعلی تھا''...... میگ نے کہا۔

''گویا دوسری ٹیکسی پر جعلی نمبر پلیٹ لگی ہوئی تھی''...... باس نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ جو نمبر اس ٹیکسی پر تھا اس نمبر کی ٹیکسی چھ ماہ پہلے ایک حادثے میں ٹوٹ پھوٹ کر ختم ہو چکی ہے''...... میگ نے کہا۔

''پہلی ٹیکسی اور اس کے ڈرائیور کا کیا کیا ہے تم نے''...... باس نے پوچھا۔

''اس دوران پہلی ٹیکسی کا ڈرائیور اپنی ٹیکسی پر گاڑی خراب ہے مکینک لینے جا رہا ہوں کا اسٹیکر لگا کر نکل گیا تھا''...... میگ نے کہا۔

''اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس ٹیکسی کی نمبر پلیٹ بھی جعلی ہی ثابت ہوئی ہو گی''...... باس نے کہا۔

''نو سر وہ اصلی ٹیکسی تھی مگر ایک گھنٹے قبل ایک سینما کے سامنے

سے بمعہ ڈرائیور اغوا کی گئی تھی''...... میگ نے کہا۔

''اس کے ڈرائیور کا کیا بنا''...... باس نے پوچھا۔

''اسے ان لوگوں نے شہر سے بہت دور لے جا کر چھوڑ دیا تھا اور وہ بمشکل اپنے ہیڈ آفس پہنچ کر اس واقعے کے بارے میں بتا پایا تھا۔ جس کے بعد منیجر نے پولیس کو اطلاع دی تھی''...... میگ نے کہا۔

''گویا ان کا کوئی سراغ ہمارے پاس نہیں ہے''...... باس نے غرا کر پوچھا۔

''بظاہر ایسا ہی مگر......'' میگ کہتے کہتے رک گیا۔

''مگر کیا''...... باس نے پوچھا۔

''پہلی ٹیکسی کا ڈرائیور مجھے شناسا سا لگا تھا''...... میگ نے کہا۔

''اوہ۔ پھر تو یاد کرو کہ اسے کب اور کہاں تم نے دیکھا تھا۔ ذہن پر زور دو''...... باس نے چونک کر کہا۔

''میں اسی وقت سے یاد کرنے کی کوشش کر رہا ہوں مگر اب تک یاد نہیں آ سکا''...... میگ نے کہا۔

''یاد کرتے رہو اور ان دونوں کی تلاش بھی جاری رکھو۔ باس نے کہا۔

''ایسا ہی ہو گا باس۔ کیا اب مجھے ان دونوں کے بارے میں تفصیلات مل سکیں گی''...... میگ نے کہا۔

نہیں۔ اس فائل میں تفصیلات موجود ہیں۔ اس کا

مطالعہ کر لینا“...... باس نے دراز کھول کر ایک فائل نکال کر میگ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

”یس باس“......میگ نے فائل لیتے ہوئے کہا۔

”سرسری تفصیلات یہ ہیں کہ سارج کلوم اور روزی گرین ان دونوں کے بارے میں ہمارے کافرستانی سفارتی مشن کے ایک ایجنٹ نے اطلاع دی تھی کہ ان دونوں کی نگرانی کی جائے“۔ باس نے مختصراً بتاتے ہوئے کہا۔

”نگرانی کرانے کی وجہ بھی بتائی ہو گی باس“......میگ نے کہا۔

”ہاں ایجنٹ کے خیال کے مطابق ان دونوں کا تعلق کافرستان سے نہیں ہے بلکہ وہ پاکیشائی ایجنٹ ہیں جن میں نوجوان علی عمران ہے لیکن اس کے ساتھ جو لڑکی ہے اس کا نام معلوم نہیں ہو سکا لیکن عمران کے ساتھ ہونے کی وجہ سے کہا جا سکتا ہے کہ اس کا تعلق بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے“...... باس نے کہا۔

”ایجنٹ کو یہ خیال کیوں آیا باس“......میگ نے پوچھا۔

”اس نے کافرستان میں ان کی رہائش گاہ پر بگ لگا کر ان کی گفتگو سنی تھی اسی سے اس نے یہ اندازہ لگایا تھا“...... باس نے کہا۔

”تو یہ بات ہے“......میگ نے کہا۔

”ہاں وہ سارج کلوم اور روزی گرین کے روپ میں عمران اور سیکرٹ سروس کی لیڈی ایجنٹ ہے“...... باس نے کہا۔

”مگر ان لوگوں کی یہاں آمد کا مقصد“......میگ نے پوچھا۔

”مقصد کا ابھی پتہ نہیں چل سکا ہے۔ ویسے یہاں آنے میں ان کے ایک نہیں ایک ہزار مقاصد ہو سکتے ہیں کیونکہ یہ لوگ اسرائیل کو مسلمانوں کا سب سے بڑا دشمن سمجھتے ہیں“...... باس نے کہا۔

”یس باس۔ واقعی ان کے یہاں آنے کے ہزاروں مقاصد ہو سکتے ہیں۔ وہ اسرائیل کو نقصان بھی پہنچا سکتے ہیں ہمیں یہ معلوم کرنا ہو گا کہ وہ یہاں کیوں آئے ہیں“......میگ نے کہا۔

”بالکل ٹھیک مگر مقصد معلوم کرنے سے پہلے ان کو تلاش کرنا ضروری ہے اور جب تک وہ سامنے نہیں آ جاتے نہ ان کا مقصد معلوم ہو گا اور نہ ہی کوئی اور بات“...... باس نے کہا۔

”میں ابھی ان کی تلاش شروع کرا دیتا ہوں باس“۔ میگ نے کہا۔

”سب سے پہلے یہ معلوم کرو کہ وہ یہاں کس طریقے سے داخل ہوئے ہیں۔ یہاں آنے میں ان کی مدد کس نے کی ہے۔ ان کا پتہ چل جائے تو پھر ان تک پہنچنا آسان ہو جائے گا“...... باس نے کہا۔

”یس باس۔ یہ واقعی اہم پوائنٹ ہے۔ اس کے بعد ہی ہم ان لوگوں کا سراغ پا سکیں گے“......میگ نے کہا۔

”مشتبہ لوگوں کی نگرانی شروع کرا دو اور تمام ہوٹلوں اور ریسٹ

ہاؤسز اور خاص طور پر ان فلسطینی افراد سے پوچھ گچھ کراؤ جو اسرائیل مخالف ہیں۔ یہاں ان کی مدد کرنے والا یقیناً کوئی فلسطینی گروپ ہو گا''...... باس نے کہا۔

''ہوٹلوں اور ریسٹ ہاؤسز کی صرف نگرانی کی جائے یا چیکنگ بھی''...... میگ نے پوچھا۔

''چیکنگ کرا لو مگر وہ اتنے احمق نہیں ہیں کہ کسی ہوٹل میں جا کر ٹھہر گئے ہوں گے تاکہ تم انہیں پکڑ سکو''...... باس نے منہ بنا کر کہا۔

''یس باس''...... میگ نے سر ہلا کر کہا۔

''اس کے علاوہ امیگریشن سے ان کی تصویریں حاصل کر کے متعلقہ افراد میں تقسیم کرا دو تاکہ ان کی تلاش میں آسانی رہے اور کسی نے ان کو دیکھا ہو تو وہ ان کے بارے میں بتا سکے''۔ باس نے کہا۔

''یس باس''...... میگ نے کہا۔

''یہ کیس آج سے تمہارے سپرد ہے تم اسے ڈیل کرو میں چاہتا ہوں کہ اس سے پہلے کہ عمران اور اس کی ساتھی اسرائیل میں اپنا کوئی مشن مکمل کریں تم انہیں نہ صرف مشن مکمل کرنے سے روکو بلکہ ان کا خاتمہ کر دو''...... باس نے کہا۔

''یس باس۔ آپ بے فکر رہیں۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی۔ میں اپنے سپیشل گروپ کو ان کی تلاش میں لگا دیتا ہوں وہ جہاں بھی

چھپے ہوں گے میں انہیں تلاش کر لوں گا اور جلد ہی میں آپ کو ان کی ہلاکت کی خوشخبری سناؤں گا''...... میگ نے کہا۔

''گڈ شو۔ میں یہی چاہتا ہوں۔ جاؤ اور جا کر کیس پر کام شروع کر دو اور کامیابی کی خبر سناؤ''...... باس نے کہا۔

''اوکے باس''...... میگ نے کہا پھر اس نے سیلوٹ کیا اور کمرے سے نکل آیا۔ فائل اس کے ہاتھ ہی میں تھی کمرے سے باہر نکل کر وہ راہداری میں آگے بڑھنے لگا اسی راہداری میں اس کا کمرہ بھی تھا۔ اپنے کمرے میں پہنچ کر وہ اپنی کرسی پر گر سا گیا۔ اس کا ذہن تھکا ہوا تھا اور وہ جھلایا ہوا بھی تھا۔ عمران سے ڈاج کھا جانا اسے بری طرح سے کھل رہا تھا۔ وہ اسی بات پر جھلایا ہوا تھا۔ اسی لئے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان لڑکی اندر داخل ہوئی۔ یہ اس کی سیکرٹری تھی۔ میگ کو پریشان اور الجھا ہوا دیکھ کر وہ اس کی جانب بڑھی تھی۔

''آپ بہت پریشان ہیں سر۔ کیا بات ہے چیف نے کچھ کہا ہے''...... سیکرٹری نے میگ سے مخاطب ہو کر کہا۔

''نہیں۔ چیف نے کچھ نہیں کہا''...... میگ نے کہا۔

''تو پھر آپ اس قدر پریشان اور الجھے ہوئے کیوں ہیں سر''...... سیکرٹری نے اپنائیت سے پوچھا۔

''ایک کیس ملا ہے اور اس کیس کے مجرموں نے پہلے ہی مرحلے پر مجھے ڈاج دے کر میری انا کو ٹھیس پہنچائی ہے اور یہ

تکلیف مجھ سے برداشت نہیں ہو رہی۔ ان کا دیا ہوا ڈاج نشتر کی طرح میرے سینے میں چبھ رہا ہے“...... میگ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”کون مجرم“...... سیکرٹری نے چونک کر پوچھا۔

”وہ معمولی مجرم نہیں ہیں۔ وہ خود کو ناقابلِ تسخیر مجرم سمجھتے ہیں“...... میگ نے کہا۔

”اوہ۔ لیکن وہ ہیں کون“...... سیکرٹری نے کہا۔

”ان کا تعلق پاکیشیا سے ہے“...... میگ نے کہا۔

”پاکیشیا سے“...... سیکرٹری نے کہا۔ اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

”ہاں۔ پاکیشیائی سیکرٹ ایجنٹ جن میں ایک بظاہر مسخرہ نظر آنے والا شخص عمران ہے اور اس کے ساتھ ایک لڑکی ہے جس کا تعلق یقیناً پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے۔ وہ ایک مسافر طیارے سے اسرائیل پہنچے ہیں“...... میگ نے کہا۔

”اوہ۔ اگر وہ خطرناک ایجنٹ ہیں تو پھر آپ نے انہیں ایئر پورٹ سے نکلنے کیوں دیا سر۔ انہیں گرفتار کیوں نہیں کیا“...... سیکرٹری نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”مجھے ادھوری اطلاع دی گئی تھی۔ ہیڈ کوارٹر کی طرف سے ملنے والے احکامات میں صرف اتنا بتایا گیا تھا کہ کافرستان سے آنے والے ایک طیارے میں ایک نوجوان جوڑا آ رہا ہے ان کی نگرانی

کی جائے اور یہ چیک کیا جائے کہ وہ کہاں جاتے ہیں۔ اگر مجھے پہلے بتا دیا جاتا کہ وہ پاکیشیائی ایجنٹ ہیں جو میک اپ میں کافرستان سے یہاں پہنچے ہیں تو میں انہیں وہاں سے کسی بھی صورت میں نہ نکلنے دیتا۔ اب تک ان کی لاشیں بھی میرے ہاتھوں جل کر راکھ بن چکی ہوتیں“...... میگ نے کہا۔

”اوہ۔ لیکن اب وہ کہاں ہیں“...... سیکرٹری نے پوچھا۔

”میں نے ان کا تعاقب کیا تھا مگر وہ ایک جگہ مجھے دھوکہ دے کر نکل جانے میں کامیاب ہو گئے“...... میگ نے کہا۔

”اوہ۔ لیکن یہ ہوا کیسے سر۔ وہ آپ کو کیسے ڈاج دے سکتے ہیں آپ تو“...... سیکرٹری نے انتہائی حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

”یہ سب ان کی پلاننگ اور میری ادھوری معلومات کی وجہ سے ہوا ہے۔ اگر مجھے ان کی اصلیت کا علم ہوتا تو میں کبھی دھوکہ نہ کھاتا“...... میگ نے غرا کر کہا۔

”اوہ۔ تو آپ اسی وجہ سے پریشان ہیں“...... سیکرٹری نے کہا۔

”ہاں۔ وہ مجھے ڈاج دے کر نکل جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں اس لئے میں خود کو قصور وار سمجھتا ہوں“...... میگ نے کہا۔

”وہ کیوں سر“...... سیکرٹری نے پوچھا۔

”اس لئے کہ میں ایک ذہین اور باصلاحیت ایجنٹ ہوں جسے کوئی ڈاج نہیں دے سکتا لیکن پاکیشیائی ایجنٹ مجھے یوں ڈاج دے کر نکل گئے جیسے ان کے سامنے میری کوئی حیثیت ہی نہ ہو“......

میگ نے منہ بنا کہا۔

''آپ نے نادانستگی میں ان سے دھوکہ کھایا ہے سر۔ واقعی اگر آپ کو معلوم ہوتا کہ وہ خطرناک پاکیشیائی ایجنٹ ہیں تو آپ کی پلاننگ کچھ اور ہوتی اور وہ کسی بھی صورت میں آپ کو ڈاج دے کر نہیں نکل سکتے تھے۔ آپ خود ہی کہہ رہے ہیں کہ وہ معمولی مجرم نہیں ہے بلکہ خود کو ناقابلِ تسخیر سمجھتے ہیں''...... سیکرٹری نے کہا۔

''ہونہہ۔ وہ مجھ سے بڑھ کر ناقابلِ تسخیر نہیں ہو سکتے۔ ناقابلِ تسخیر صرف میگ ہے۔ گریٹ میگ''...... میگ نے غرا کر کہا۔

''یس چیف۔ اسرائیل کی سب سے بڑی اور طاقتور ڈی ایجنسی ہی ہے جس کے ناقابلِ تسخیر ایجنٹ آپ ہیں۔ آپ کے مقابلے میں عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس بھلا کیا حیثیت رکھتی ہے۔ ایک بار وہ آپ کو دھوکہ دے گئے لیکن اب وہ آپ کے ہاتھوں سے نہیں نکل سکیں گے اور مجھے یقین ہے کہ ان کا انجام جلد ہو گا وہ بھی آپ کے ہاتھوں۔ انتہائی عبرتناک انجام''...... سیکرٹری نے کہا۔

''ہاں۔ اب جب تک میں ان کو گرفتار کر کے انہیں ہلاک کر کے ان کی لاشیں چیف کے سامنے پیش نہیں کر دیتا مجھے چین نہیں آئے گا۔ میں جلد ہی ان کو زمین کی تہہ سے بھی کھینچ نکالوں گا۔ میں دیکھتا ہوں وہ کب تک مجھ سے چھپے رہتے ہیں''...... میگ نے مٹھیاں بھینچتے ہوئے سرد لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ وہ جلد ہی آپ کے ہاتھوں کیفرِ کردار تک پہنچیں

گے''...... سیکرٹری نے کہا۔

''ابھی تم جاؤ۔ مجھے سوچنے دو کہ میں ان تک کیسے پہنچ سکتا ہوں۔ تھوڑی دیر کے لئے مجھے اکیلا چھوڑ دو۔ ضرورت ہوئی تو میں تمہیں خود بلا لوں گا''...... میگ نے کہا۔

''یس سر''...... سیکرٹری نے کہا اور مڑ گئی پھر رک کر بولی۔

''کافی لاؤں آپ کے لئے وہ اس وقت آپ کو سکون دے گی''...... سیکرٹری نے کہا۔

''ہاں لے آؤ''...... میگ نے کہا۔

''اوکے سر''...... سیکرٹری نے کہا اور تیز تیز چلتی ہوئی بیرونی دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

چند لمحے وہ ششدر کھڑے رہے۔ جولیا، عمران کے پیچھے تھی اور وہ سوچ رہی تھی کہ شاید برے پھنسے ہیں۔ ان کے پاس اسلحہ نہیں تھا۔ وہ بالکل ہی نہتے تھے اور ان کے سامنے دشمن موجود تھے جن کی تعداد سات تھی اور وہ بھی مسلح۔ سات مسلح دشمنوں کے نرغے سے نہتے افراد کا نکلنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور تھا اور جولیا سوچ رہی تھی کہ ان لوگوں سے بچ نکلنے کے لئے انہیں کوئی سائنٹیفک اسلحہ استعمال کرنا ہوگا۔ لیکن اس سے پہلے کہ جولیا کوئی حرکت کرتی عمران نے اچانک احمقوں کے انداز میں ہنسنا شروع کر دیا۔

''ارے تم اور یہ وردی''...... عمران نے قہقہے کے درمیان کہا۔

''کیوں۔ اس وردی میں کیا خرابی ہے جو میں اسے نہیں پہن سکتا''...... انسپکٹر نے عمران کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''بات خرابی کی نہیں ہے پیارے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''پھر تم ہنسے کیوں ہو''...... انسپکٹر نے منہ بنا کر پوچھا۔

''اس لئے کہ اس وقت اس وردی کو پہننے کی ضرورت کیوں پیش آ گئی''...... عمران نے پوچھا۔

''احتیاطاً''...... انسپکٹر نے مسکرا کر جواب دیا۔ عمران اور پولیس آفیسر کو اس طرح ہنس ہنس کر باتیں کرتے دیکھ کر جولیا کا دماغ گھوم گیا تھا۔ وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر کبھی عمران اور کبھی پولیس آفیسر کو دیکھ رہی تھی جو شاید عمران کا کوئی دوست تھا یا پھر فارن ایجنٹ جس نے احتیاطاً پولیس والے کا بھیس بدلا ہوا تھا۔

''کس بات کی احتیاط''...... عمران نے پوچھا۔

''اگر آپ راہ میں کہیں پھنس جاتے تو میں اور میرے چھ ساتھی اسٹیٹ پولیس کے روپ میں آپ کو ان لوگوں سے آسانی سے چھڑا کر لے آتے''...... انسپکٹر نے کہا۔

''تو یہ بات ہے''...... جولیا نے دل ہی دل میں سوچا۔

''چلو اب اس کی ضرورت نہیں رہی''...... عمران نے کہا۔

''ہاں''...... انسپکٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ارے کیا ہمیں سارا دن پولیس والوں کی طرح یہاں کھڑے ہی رکھو گے''...... عمران نے کہا۔

''اوہ نہیں۔ آپ تشریف رکھیں ہم یہاں آپ کی خدمت کے لئے ہی آئے ہیں''...... انسپکٹر نے کہا۔

''[illegible] خدمت کے لئے آئے ہو یا خدمت کرنا بھی جانتے

ہو“...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

”خدمت کرنے کے ساتھ ساتھ آپ کے لئے ہم اپنی جانیں بھی نچھاور کر سکتے ہیں جناب“...... انسپکٹر نے ہنستے ہوئے کہا۔

”گڈ۔ اسے کہتے ہی شانِ وفاداری اور یہ شانِ وفاداری ریڈ ایگل گروپ اور اس کے چیف باس میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے“...... عمران نے مسکرا کر کہا تو انسپکٹر ہنس پڑا جو اسرائیل کے فلسطینی گروپ ریڈ ایگل کا چیف باس عبدالسلام تھا جو وائٹ ایگل کہلاتا تھا۔

”آؤ ڈیئر“...... عمران نے جولیا سے کہا اور وہ وائٹ ایگل کے ساتھ چلتے ہوئے اس کمرے سے ملحقہ دوسرے اور نسبتاً بڑے کمرے میں جا پہنچے۔ یہ کمرہ خوبصورت اور قیمتی سامان سے سجا ہوا تھا۔ وہ بیٹھ گئے۔

”سب سے پہلے ٹیکسی ڈرائیور کی خبر لو۔ خاص طور پر اس کی جس نے ہمیں ہوٹل سے پک کیا تھا“...... عمران نے کہا۔

”شہاب چیک کرو۔ ہارون اب تک دو نمبر پہنچا ہے یا نہیں“...... وائٹ ایگل نے اپنے ایک ساتھی سے کہا۔ اس کے چھ ساتھی کانسٹیبلوں کی وردی میں تھے۔

”یس باس“...... کانسٹیبل نے کہا اور کمرے سے نکلتا چلا گیا۔

”تم لوگ بھی جاؤ اور لباس بدل لو“...... وائٹ ایگل نے باقی ساتھیوں سے کہا۔

”یس سر“...... سب ساتھیوں میں سے ایک نے کہا۔

”ہاں عمران صاحب پہلے یہ بتائیں کہ کھانا چلے گا یا چائے کافی“...... وائٹ ایگل نے عمران سے پوچھا۔

”فی الحال تو کافی منگوا لو۔ اس کے بعد سوچیں گے کہ کیا کھانا پینا ہے“...... عمران نے کہا تو وائٹ ایگل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”ڈرائیوروں کے بارے میں اطلاع کتنی دیر میں مل سکے گی“...... عمران نے کہا۔

”پانچ منٹ لگیں گے مگر آپ ان کے لئے اس قدر فکر مند کیوں ہیں۔ وہ میرے منجھے ہوئے ساتھی ہیں۔ اپنا کام اور اپنا بچاؤ کرنا انہیں بخوبی آتا ہے“...... وائٹ ایگل نے پوچھا۔

”اس لئے کہ جس نے ایئرپورٹ سے ہمارا تعاقب کیا تھا اس کے بارے میں شاید تمہیں علم نہیں کہ وہ کون ہے“...... عمران نے کہا۔

”کون ہے وہ“...... وائٹ ایگل نے چونک کر پوچھا۔

”اسرائیلی ڈینجر ایجنسی کا ٹاپ ایجنٹ میگ۔ ہماری نگرانی اور تعاقب میگ نے کیا تھا“...... عمران نے کہا۔

”اوہ۔ تو وہ میگ تھا۔ میں تو سمجھا تھا کہ ڈینجر ایجنسی کا کوئی عام سا ایجنٹ ہو گا جسے آپ کی نگرانی پر لگایا گیا ہے“...... وائٹ ایگل نے کہا۔

”نہیں۔ میگ میک اپ میں تھا۔ اسی لئے میں تمہاری بھیجی ہوئی کار میں جانے کی بجائے ٹیکسی میں گیا تھا اور میگ ہی کی وجہ سے میں تمہارے ان دونوں آدمیوں کے لئے فکر مند ہوں“۔ عمران نے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں۔ مجھے یقین ہے کہ وہ محفوظ ہوں گے اور میگ کو ڈاج دے کر اپنے مخصوص ٹھکانوں تک پہنچ چکے ہوں گے“...... وائٹ ایگل نے کہا۔

”پھر بھی ان کے بارے میں اطمینان کرنا ضروری ہے کہ وہ محفوظ ہیں“...... عمران نے کہا۔

”میں نے آدمی بھیجا ہے ابھی کچھ دیر میں اطلاع مل جائے گی“...... وائٹ ایگل نے کہا۔

”اوکے“...... عمران نے سر ہلا کر کہا۔ وائٹ ایگل نے اپنے ایک آدمی کو آواز دے کر بلایا اور اسے کافی لانے کا کہا۔ وہ آدمی سر ہلا کر چلا گیا تو عمران ایک بار پھر وائٹ ایگل کی طرف متوجہ ہو گیا۔

”مشن کے بارے میں کوئی اطلاع“...... عمران نے وائٹ ایگل سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”فی الحال اتنا ہی معلوم ہو سکا ہے کہ آپ جس فارمولے کے بارے میں معلومات حاصل کرنے آئے ہیں وہ تکمیل پا چکا ہے اور اس سے متعلق سارے کاغذات ایک فائل میں رکھ کر اسے سیل کر

دیا گیا ہے اور اس پر ٹاپ سیکرٹ کی مہر لگ چکی ہے“...... وائٹ ایگل نے کہا۔

”ہونہہ۔ اب وہ فائل کہاں ہے“...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے پوچھا۔

”پہلے وہ اٹامک انرجی کمیشن کے سربراہ ڈاکٹر کارٹرس کے پاس تھی جو اس فارمولے کا انچارج بھی تھا لیکن اب وہ فائل ڈینجر ایجنسی کے چیف کو دے دی گئی ہے“...... وائٹ ایگل نے کہا۔

”فارمولے سے متعلق کوئی خبر“...... عمران نے پوچھا۔

”نہیں۔ کیونکہ کسی بھی اخبار یا میگزین میں اس تجربے کے بارے میں ایک سطر بھی شائع نہیں ہوئی ہے اسے ٹاپ سیکرٹ رکھا گیا ہے“...... وائٹ ایگل نے کہا۔

”فارمولے کی نوعیت کا علم ہو سکا ہے“...... عمران نے پوچھا۔

”صرف وہی جس کی اطلاع پہلے دے چکا ہوں“...... وائٹ ایگل نے کہا۔

”ڈینجر ایجنسی کے چیف کا نام معلوم ہے“...... عمران نے پوچھا۔

”جی ہاں۔ اس کا نام کرنل رابرٹ ہے اور ڈینجر ایجنسی نام کی نہیں حقیقتاً اسرائیل کی جی پی فائیو کے بعد دوسری بڑی ایجنسی ہے جو انتہائی باوسائل، طاقتور اور فعال ہے“...... وائٹ ایگل نے ہوئے کہا۔

"تو ڈاکٹر کارٹرس نے فائل اس لئے اس کے حوالے کی ہے تاکہ اس کے پاس محفوظ رہے"...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں"...... وائٹ ایگل نے کہا۔

"یہ ڈاکٹر کارٹرس کس قسم کا آدمی ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"وہ بنیادی طور پر سائنس دان ہے مگر اس نے مارشل آرٹ کی تربیت بھی لے رکھی ہے اور سراغرسانی کے شعبے میں بھی کافی سدھ بدھ رکھتا ہے"...... وائٹ ایگل نے کہا۔

"کیا وہ بھی کسی ایجنسی سے منسلک ہے"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"جی ہاں۔ ڈینجر ایجنسی کے دو چیف ہیں ایک کرنل رابرٹ جو فرسٹ چیف کہلاتا ہے جبکہ سیکنڈ چیف ڈاکٹر کارٹرس ہے۔ کرنل رابرٹ کی طرح ڈینجر ایجنسی اس کے احکامات پر بھی عمل کرتی ہے"...... وائٹ ایگل نے کہا۔

"گویا وہ سراغرساں بھی ہے فائٹر بھی ہے اور سائنس دان بھی یعنی اسے ہرفن مولا کہا جا سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ ایسا ہی سمجھ لیں"...... وائٹ ایگل نے کہا۔ اسی لمحے وائٹ ایگل کا ایک ساتھی اندر آ گیا اس کے جسم پر اب وردی نہیں تھی البتہ اس کے ہاتھوں میں کافی کی ٹرے تھی جسے اس نے ان کے سامنے میز پر رکھ دیا پھر وائٹ ایگل کے ہاتھ کا اشارہ پا کر وہ

مڑا اور کمرے سے نکلتا چلا گیا۔

"ڈاکٹر کارٹرس کی رہائش گاہ کے بارے میں معلومات حاصل کی ہیں تم نے"...... عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ وہ آفیسرز کالونی کے کوٹھی نمبر ڈی تھرٹین میں رہتا ہے"...... وائٹ ایگل نے کہا۔

"کالونی کی پوزیشن کیا ہے۔ میرا مطلب ہے وہاں کے حفاظتی انتظامات"...... عمران نے پوچھا۔

"یہ ٹاپ رینک آفیسرز کالونی ہے جس کے لئے انتہائی سخت اور انتہائی فول پروف سائنسی حفاظتی انتظامات کئے گئے ہیں اور یہ انتظامات ڈاکٹر کارٹرس کی رہائش گاہ میں کچھ زیادہ ہیں۔ اس رہائش گاہ کی سیکورٹی اس قدر ٹائٹ ہے کہ سیکورٹی کی نظروں میں آئے بغیر اس رہائش گاہ میں ایک مکھی بھی داخل نہیں ہو سکتی"...... وائٹ ایگل نے کہا۔

"گڈ شو۔ یہ ہوئی نا بات۔ اور کچھ"...... عمران نے دیا۔

"کالونی کے گرد کافی اونچی فصیل ہے اور گیٹ پر مسلح گارڈز پہرہ دیتے ہیں۔ رات کے وقت گلیوں میں مسلح افراد کا گشت بھی ہوتا ہے اور سارے ہی گارڈز ہر وقت مستعد اور چوکنے رہتے ہیں"...... وائٹ ایگل نے کہا۔

"پہلی بار کسی آفیسرز کالونی کے گرد فصیل کے بارے میں، میں نے سنا ہے"...... عمران نے کہا۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس نے یہاں بے شمار مشن مکمل کئے ہیں اور ہر مرتبہ جی پی فائیو اور دوسری ایجنسیوں کو ناکوں چنے چبوائے ہیں اس لئے اب یہاں کے حفاظتی انتظامات ہر سطح پر انتہائی فول پروف اور سخت کر دیئے گئے ہیں۔ ہم فلسطینیوں سے زیادہ یہاں علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خوف پایا جاتا ہے''...... وائٹ ایگل نے مسکرا کر کہا تو عمران بھی مسکرا دیا۔ وائٹ ایگل نے کافی کا ایک کپ جولیا اور دوسرا عمران اور تیسرا اپنے سامنے رکھ لیا۔

''کرنل رابرٹ کس ذہنیت کا انسان ہے''...... عمران نے کافی کا کپ اٹھا کر سپ لیتے ہوئے پوچھا۔

''وہ شیطانی دماغ رکھتا ہے۔ پاکیشیا اور اسلامی ممالک کے ساتھ ساتھ فلسطین کا سب سے بڑا دشمن ہے اور مسلمانوں سے انتہائی نفرت کرنے والا انسان ہے وہ۔ فائل خاص طور پر اس کی کسٹڈی میں دی گئی ہے کیونکہ کہا جاتا ہے کہ کرنل رابرٹ کی کسٹڈی سے آج تک کوئی راز غائب نہیں ہوا اور جس نے بھی اس پر ہاتھ ڈالنے کی کوشش کی وہ یا تو مارا گیا یا پھر ہمیشہ کے لئے سلاخوں کے پیچھے چلا گیا البتہ فائل کی ایک کاپی ڈاکٹر کارٹرس کے پاس بھی ہے''...... وائٹ ایگل نے کہا۔

''کیا وہ کاپی ڈاکٹر کارٹرس کی رہائش گاہ میں ہو سکتی ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''اس کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہے کہ وہ اہم ترین

دستاویزات، فائلیں اور فارمولے کہاں رکھتا ہے اس کا علم صرف اور صرف ڈاکٹر کارٹرس کو ہی ہے کسی اور کو نہیں''...... وائٹ ایگل نے کہا۔

''اس کے ساتھ اور لوگ بھی تو ہوں گے''...... عمران نے پوچھا۔

''ہاں اس کے سیکرٹری اور مددگار سائنس دانوں کے علاوہ درجنوں افراد اور ٹاپ کلاس ایجنٹس ہیں جن میں میگ سرِفہرست ہے جو واقعی خطرناک ایجنٹ ہے''...... وائٹ ایگل نے بتایا۔

''میرا اشارہ صرف سیکرٹری یا اس کے قریب ترین ساتھیوں کی جانب ہے''...... عمران نے کہا۔

''اس کی پرسنل سیکرٹری اور اس کا اسسٹنٹ اس سے قریب کہے جا سکتے ہیں''...... وائٹ ایگل نے کہا۔

''ان کے نام''...... عمران نے پوچھا۔

''سیکرٹری کا نام کیتھی ہے اور اسسٹنٹ کا نام رہوڈا ہے''۔ وائٹ ایگل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''رہوڈا کس عمر اور حلیئے کا آدمی ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''اس کی عمر پینتالیس سے پچاس سال کے لگ بھگ ہے صحت اچھی ہے ہاتھ پیر مضبوط ہیں اور جسم چھریرا ہے''...... وائٹ ایگل نے کہا۔

''چہرے کا حدود اربعہ بتاؤ''...... عمران نے کہا۔

"کلین شیو ہے"...... وائٹ ایگل نے بتایا۔

"اس کی کوئی تصویر مل سکتی ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں کیوں نہیں۔ آئے دن اس کی تصویریں اخبار میں شائع ہوتی رہتی ہیں"...... وائٹ ایگل نے کہا۔

"کوئی تصویر منگوالو اور اگر ساتھ میں ڈاکٹر کارٹرس کی بھی تصویر مل جائے تو بہتر ہوگا۔ کرنل رابرٹ کو تو میں جانتا ہوں۔ اس کی تصویر کی ضرورت نہیں پڑے گی لیکن ڈاکٹر کارٹرس کی تصویر کام آ سکتی ہے"...... عمران نے کافی کا سپ لیتے ہوئے کہا۔

"اخبارات میں سے ڈاکٹر کارٹرس کی تصویریں مل تو جائیں گی مگر وہ گروپ فوٹوز میں ہوں گی"...... وائٹ ایگل نے کہا۔

"تم تصویریں منگواؤ تو سہی"...... عمران نے کہا۔ جولیا اس دوران خاموشی سے کافی پیتی رہی تھی۔

"جی بہتر"...... وائٹ ایگل نے کہا اور زور سے تالی بجائی ایک لمحے بعد ہی ایک آدمی اندر داخل ہوا۔ وائٹ ایگل نے اس کو رہوڈا اور ڈاکٹر کارٹرس کی تصویریں لانے کی ہدایت دی پھر عمران کی طرف مڑا۔

"ایک اطلاع اور ہے مگر پتہ نہیں وہ آپ کے لئے کارآمد بھی ہو گی یا وہ صرف افواہ ہے"...... وائٹ ایگل نے کہا۔

"اطلاع بتاؤ۔ اسے کارآمد بنانا میرا کام ہے"۔ عمران نے مسکرا کر کہا۔

"جس طرح کرنل رابرٹ اپنے ایجنٹ میگ پر بھروسہ کرتا ہے اور تمام اہم کام اسی کے سپرد کرتا ہے اور اسی کے گروپ کو آگے رکھتا ہے اسی طرح ڈاکٹر کارٹرس کا بھی ایک خاص آدمی ہے رہوڈا وہ ڈاکٹر کارٹرس کا نمبر ٹو ہے اور میگ کی طرح وہ بھی اپنے ہر کام میں رہوڈا پر ہی اعتماد کرتا ہے اور ہر معاملے میں اسے ہی پیش پیش رکھتا ہے۔ رہوڈا انتہائی ذہین اور طاقتور آدمی ہے اس کے اختیارات میگ کی طرح وسیع ہیں۔ کرنل رابرٹ نے ڈاکٹر کارٹرس کے کہنے پر اسے ہر طرح کی آزادی دے رکھی ہے۔ وہ ایسا انسان ہے جو میگ کی طرح شک پڑنے پر راہ چلتے آدمی کو بھی گولی مار سکتا ہے"...... وائٹ ایگل نے کہا۔

"کیا وہ شادی شدہ ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"آپ کا اشارہ رہوڈا کی جانب ہے تو وہ شادی شدہ اور چار بچوں کا باپ ہے"...... وائٹ ایگل نے کہا۔

"اور ڈاکٹر کارٹرس"...... عمران نے پوچھا۔

"وہ غیر شادی شدہ ہے"...... وائٹ ایگل نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"رہوڈا کی رہائش کہاں ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"آفیسرز کالونی کے اسی بنگلے میں جس میں ڈاکٹر کارٹرس کی رہائش ہے۔ البتہ اس کے بیوی بچے دوسری جگہ رہتے ہیں"۔ وائٹ ایگل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ان کا پتہ''...... عمران نے پوچھا۔

''کیا آپ ان سے ملنا چاہتے ہیں''...... وائٹ ایگل نے رھوڈا کے بیوی بچوں کی رہائش گاہ کے بارے میں بتاتے ہوئے پوچھا۔

''سردست کچھ نہیں کہا جا سکتا''...... عمران نے کہا اور پھر وہ وائٹ ایگل سے مزید سوال کرنے لگا جو اس مشن پر مبنی تھے جس کے لئے وہ خصوصی طور پر جولیا کے ساتھ خفیہ طور پر اسرائیل پہنچا تھا۔

ڈینجر ایجنسی جو ڈی ایجنسی کے نام سے معروف تھی کا سیکنڈ چیف ڈاکٹر کارٹرس اپنے آفس میں بیٹھا ایک فائل دیکھ رہا تھا کہ اچانک دروازے پر دستک ہوئی تو وہ چونک پڑا۔

''یس۔ کم اِن''...... ڈاکٹر کارٹرس نے دروازے کی طرف دیکھ کر کہا تو دروازہ کھلا اور ایک لحیم شحیم اور انتہائی کسرتی جسم کا مالک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے بازوؤں کی پھڑکتی ہوئی مچھلیاں اس بات کا ثبوت تھیں کہ وہ لڑائی بھڑائی کا ماہر ہے۔ اس کے چہرے پر بھی سختی اور کرختگی کے تاثرات ثبت تھے۔ اس کی آنکھوں میں بھی بے پناہ سرخی نظر آ رہی تھی۔

''آپ نے مجھے یاد کیا تھا چیف''...... نوجوان نے اندر آ کر فوجی انداز میں ڈاکٹر کارٹرس کو سیلوٹ کرتے ہوئے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ہاں رھوڈا۔ ایک اہم اطلاع ملی ہے''...... ڈاکٹر کارٹرس نے

مخصوص کرخت لہجے میں کہا۔

''وہ کیا چیف''...... رہوڈا نے پوچھا۔

''علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں جانتے ہو''...... ڈاکٹر کارٹرس نے پوچھا۔

''یس چیف۔ عمران اور اس کے ساتھی شیطان سے زیادہ مشہور ہیں''...... رہوڈا نے جواب دیا۔

''کیا تمہیں اس بات کا بھی علم ہے کہ علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ایک لیڈی ایجنٹ اسرائیل میں موجود ہیں''۔ ڈاکٹر کارٹرس نے کہا تو رہوڈا چونک پڑا۔

''اوہ۔ نہیں۔ میرے پاس تو ایسی کوئی اطلاع نہیں ہے''۔ رہوڈا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''بیٹھو''...... ڈاکٹر کارٹرس نے کہا تو رہوڈا تھینک یو چیف کہہ کر اس کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔

''مجھے فرسٹ چیف نے ان کی آمد کی اطلاع دی تھی لیکن یہ اطلاع مصدقہ نہیں تھی کہ آنے والا عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی لیڈی ایجنٹ ہے۔ فرسٹ چیف نے ان دونوں کی نگرانی کے لئے میگ کو آگے بڑھایا تھا لیکن عمران اور اس کی ساتھی لڑکی یہاں موجود اپنے چند مددگاروں کی مدد سے میگ کو ڈاج دے کر نکل جانے میں کامیاب ہو گئے۔ فرسٹ چیف نے میگ کو سختی سے انہیں ڈھونڈنے اور ہلاک کرنے کا حکم دیا ہے لیکن ابھی تک اس کی

طرف سے مجھے اور فرسٹ چیف کو کوئی مثبت رپورٹ نہیں ملی ہے۔ میگ اور اس کا گروپ عمران اور اس کی ساتھی لڑکی کو ہر طرف ڈھونڈتا پھر رہا ہے لیکن وہ دونوں ایسے غائب ہیں جیسے گدھے کے سر سے سینگ''...... ڈاکٹر کارٹرس نے کہا۔

''اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ لیکن یہ عمران اور اس کی ساتھی لڑکی یہاں کرنے کیا آئے ہیں۔ کیا ان کا کوئی مشن سامنے آیا ہے''۔ رہوڈا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ ابھی تک ان کے یہاں آنے کا مقصد سامنے نہیں آیا ہے لیکن وہ جس طرح کافرستانی طیارے میں اسرائیلی عوام کے روپ میں یہاں پہنچے ہیں اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے کہ ان کا مشن خاص ہے اور وہ جس طرح یہاں آتے ہی غائب ہو گئے ہیں اس سے تو یہ تاثر اور بھی پختہ ہو جاتا ہے کہ انہیں اس بات کی خبر مل چکی ہے کہ ان کی نگرانی کی گئی ہے اور وہ خود کو ہم سے محفوظ رکھنے کی کوشش کر رہے ہیں''...... ڈاکٹر کارٹرس نے کہا۔

''لیکن میگ ابھی تک انہیں کیوں نہیں ڈھونڈ سکا۔ وہ اس معاملے میں انتہائی ذہین آدمی ہے اور زمین میں چھپے ہوئے بچھوؤں کو بھی ڈھونڈ نکالتا ہے پھر علی عمران اور اس کی ساتھی لڑکی ابھی تک اس کی پہنچ سے دور کیوں ہیں''...... رہوڈا نے حیرت سے کہا۔

''وہ کوشش کر رہا ہے لیکن مجھے احساس ہو رہا ہے کہ عمران،

میگ سے زیادہ تیز ہے۔ جس طرح سے اس نے میگ کو ڈاج دیا ہے اس سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اسے میگ کے بارے میں بہت کچھ معلوم ہے۔ اس لئے میں نے خصوصی طور پر تمہیں بلایا ہے تاکہ فرسٹ چیف کے حکم پر میگ اپنے طور پر کام کرے اور تم میرے حکم پر اپنے طور پر عمران اور اس کی ساتھی لڑکی کو تلاش کرو اور وہ دونوں جہاں بھی نظر آئیں انہیں کوئی موقع دیئے بغیر ہلاک کر دو۔ وہ ایکریمین، اسرائیلی یا کسی بھی میک اپ میں ہو سکتے ہیں۔ تمہیں کسی پر ذرا سا بھی شک ہو اسے فوراً گولی مار دو۔ گولی مارنے اور اس کی ہلاکت کے بعد اس بات کی تسلی کرنا کہ مرنے والے اصل افراد ہیں یا نہیں“...... ڈاکٹر کارٹرس نے سخت لہجے میں کہا۔

”وہ کہاں دیکھے گئے ہیں“...... رہوڈا نے پوچھا۔

”وہ تل ابیب میں ہی ڈراپ ہوئے ہیں۔ میگ نے تل ابیب سے باہر جانے والے تمام راستوں کی پکٹنگ کر دی ہے لیکن مجھے خدشہ ہے کہ وہ پھر اسے ڈاج دے کر نہ نکل جائیں“...... ڈاکٹر کارٹرس نے کہا۔

”کیا عمران اور اس کی ساتھی لڑکی کسی مشن پر آئے ہیں“۔ رہوڈا نے پوچھا۔

”ممکن ہے ایسا ہی ہو لیکن فرسٹ چیف کے پاس اس بات کا حتمی ثبوت نہیں ہے۔ وہ ہمارے خلاف کام کریں گے یا کسی اور

کے خلاف۔ ان کا اسرائیل آنا نیک شگون نہیں ہے اور میں نہیں چاہتا کہ وہ اسرائیل میں کسی کو بھی اپنا نشانہ بنائیں یا اسرائیل میں اپنا کوئی بھی مشن مکمل کر سکیں“...... ڈاکٹر کارٹرس نے کہا۔

”یس چیف۔ واقعی عمران کا یہاں آنا ہمارے لئے کسی بہت بڑے خطرے کا پیش خیمہ ہو سکتا ہے۔ اس سے پہلے کہ وہ اسرائیل کے خلاف کوئی بھی کام کریں ہمیں انہیں ڈھونڈ کر انہیں ان کے انجام تک پہنچا دینا چاہئے۔ چاہے میں انہیں ان کے انجام تک پہنچاؤں یا میگ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا“...... رہوڈا نے کہا۔

”ہاں۔ یہ ٹھیک ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ عمران کا خاتمہ تمہارے ہاتھوں ہو۔ دنیا میں جس آدمی سے میں شدید ترین نفرت کرتا ہوں وہ یہی شخص ہے اور میرا بس نہیں چلتا کہ اس شخص کی میں اپنے ہاتھوں بوٹیاں اُڑاؤں۔ اس کے ٹکڑے کروں اور اس کی لاش چیل کوؤں کو کھلا دوں“...... ڈاکٹر کارٹرس نے انتہائی نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یس چیف۔ بس ایک بار پتہ چل جائے کہ وہ کہاں ہے اور وہ یہاں کس مقصد کے لئے آیا ہے تو میں اس کا ٹھکانہ معلوم ہوتے ہی اس پر عقاب کی طرح جھپٹ پڑوں گا اور اسے لاش میں تبدیل کر کے آپ کے قدموں میں لا کر پھینک دوں گا“...... رہوڈا نے کہا۔

”نجانے مجھے ایسا کیوں لگ رہا ہے کہ عمران کے یہاں آنے کا

محور میں ہوں''...... ڈاکٹر کارٹرس نے کہا تو رہوڈا چونک پڑا۔

''وہ کیسے جناب میں کچھ سمجھا نہیں''...... رہوڈا نے کہا۔

''میرا اندازہ ہے کہ عمران یہاں ٹاپ سیکرٹ فائل کے لئے آیا ہے جو میرے تجربات پر مبنی ہے''...... ڈاکٹر کارٹرس نے کہا۔

''اوہ۔ لیکن چیف۔ آپ کی ایجاد کے ٹاپ سیکرٹ کے بارے میں ان لوگوں کو کیسے علم ہو گیا''...... رہوڈا نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف ایکسٹو انتہائی ذہین آدمی ہے۔ اس تک نجانے کس طرح ہر بات پہنچ جاتی ہے۔ ہوسکتا ہے کہ ہمارے لاکھ چھپانے کے باوجود یہ ٹاپ سیکرٹ لیک آؤٹ ہو گیا ہو اور اس کی اطلاع ایکسٹو کو مل گئی ہو اور اس نے فوری طور پر فائل حاصل کرنے کے لئے عمران کو یہاں بھیج دیا ہو گا''...... ڈاکٹر کارٹرس نے کہا۔

''پھر تو ہمیں اور زیادہ محتاط رہنا ہو گا چیف۔ اگر وہ یہاں ٹاپ سیکرٹ فائل حاصل کرنے آئے ہیں تو پھر ان کا ٹارگٹ ڈی ایجنسی ہی ہو گی اور وہ ڈی ایجنسی کو نقصان پہنچانے کے لئے وہ کچھ بھی کر سکتے ہیں''...... رہوڈا نے کہا۔

''ہاں۔ اسی بات کا مجھے بھی خدشہ ہے اور یہ بھی ممکن ہے میرا اندازہ غلط ہو۔ عمران اور اس کی ساتھی لڑکی یہاں کسی اور مقصد کے تحت آئے ہوں گے مگر......'' ڈاکٹر کارٹرس نے کہا۔

''مگر کیا چیف''...... رہوڈا نے پوچھا۔

''ہمیں بہرحال پوری طرح چوکنا رہنا ہو گا۔ تاکہ اگر عمران اور اس کی ساتھی لڑکی ٹاپ سیکرٹ فائل ہی کے حصول کے لئے یہاں آئے ہیں تو وہ ہماری کسی غفلت کا فائدہ نہ اٹھا سکیں اور ٹاپ سیکرٹ فائل حاصل نہ کر سکیں''...... ڈاکٹر کارٹرس نے کہا۔

''یس چیف۔ اب مجھے ہر طرف واقعی خطرہ منڈلاتا ہوا محسوس ہو رہا ہے اس لئے ہمیں اپنی حفاظت کے انتظامات اور زیادہ سخت کرنے ہوں گے اور ہمیں ہر لمحے محتاط رہنا ہو گا۔ ہم ایسا کوئی بھی ویک پوائنٹ نہیں چھوڑیں گے جس کا فائدہ اٹھا کر عمران اور اس کی ساتھی لڑکی ٹاپ سیکرٹ فائل تک پہنچ سکے''...... رہوڈا نے کہا۔

''گڈ شو۔ میں بھی یہی چاہتا ہوں۔ ٹاپ سیکرٹ فائل کی حفاظت کے ساتھ تمہیں عمران اور اس کی ساتھی لڑکی کو بھی ہر صورت میں تلاش کرنا ہے اور وہ بھی جلد سے جلد تاکہ ان کا خاتمہ کر کے سکون کا سانس لیا جا سکے اگر وہ تمہارے ہاتھوں سے بھی پھسل گئے تو پھر انہیں اور کوئی قابو نہیں کر سکے گا''...... ڈاکٹر کارٹرس نے کہا۔

''آپ فکر نہ کریں چیف۔ عمران اور اس کی ساتھی لڑکی میرے ہاتھوں سے نہیں بچ سکیں گے۔ میں انہیں پورے تل ابیب میں تلاش کروں گا اور اگر وہ زمین کے نیچے بھی کہیں چھپے ہوئے ہوں گے تو میں انہیں وہاں سے بھی ڈھونڈ نکالوں گا اور انہیں ان کے

انجام تک پہنچا کر دم لوں گا۔ لیکن چیف آپ مجھے صرف ایک دن کی رخصت دے دیں۔ حفاظتی انتظامات کے لئے میں جیفرڈ کو کہہ دیتا ہوں۔ ایک دن کے لئے یہ ذمہ داری وہ سنبھال لے گا۔ کل سے میں خود یہ سب کچھ سنبھال لوں گا اور پوری فورس سے عمران اور اس کی ساتھی لڑکی کو تلاش کر کے ان کی لاشیں آپ کے قدموں میں لا کر پھینک دوں گا''...... رہوڈا نے کہا۔

''کیوں کوئی خاص بات ہے جو آج رخصت مانگ رہے ہو''...... ڈاکٹر کارٹرس نے چونک کر پوچھا۔

''یس چیف۔ مجھے گھر جانا ہے۔ گھر سے فون آیا تھا کہ میرے دو چھوٹے بچے بیمار ہیں۔ مجھے ان کو دیکھنا ہے اور کچھ گھریلو کام بھی ہیں''...... رہوڈا نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تو پھر جیفرڈ کو سب کچھ سمجھا دو۔ اس سے کہہ کر اس عمارت کی سیکورٹی ٹائٹ کرا دو تاکہ عمران اور اس کی ساتھی لڑکی اگر غلطی سے بھی اس طرف آئیں تو سوائے موت کے ان کے کچھ ہاتھ نہ آئے''...... ڈاکٹر کارٹرس نے کہا۔

''یس چیف۔ میں سیکورٹی کے انتظامات اپنے سامنے کرا کے جاؤں گا تاکہ کہیں معمولی سا بھی رخنہ باقی نہ رہے جو پاکیشیائی ایجنٹوں کے عمارت میں داخلے کے لئے معاون ثابت ہو سکے''...... رہوڈا نے کہا۔

''ٹھیک ہے اور تمام گارڈز کو الرٹ اور ہمہ وقت چوکنا رہنے کی

ہدایت جاری کر دو۔ ان کی نفری بڑھا دو اور انہیں عمارت کے چاروں اطراف تعینات کر دو''...... ڈاکٹر کارٹرس نے کہا۔

''یس چیف''...... رہوڈا نے کہا اور کمرے سے نکل آیا اس کا رخ سیکورٹی روم کی جانب ہی تھا۔ برآمدے میں پہنچ کر وہ سیکورٹی روم کی طرف بڑھا ہی تھا کہ اس کے سیل فون فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ چونک پڑا اور اس نے جیب سے سیل فون نکال لیا۔ سیل فون کے ڈسپلے پر نظریں پڑتے ہی اس کی پیشانی پر لاتعداد سلوٹیں پڑ گئیں۔ اس نے منہ بناتے ہوئے سیل فون کا کال رسیونگ بٹن پریس کیا اور اسے کان سے لگا لیا۔

''یس۔ رہوڈا بول رہا ہوں''...... رہوڈا نے کہا۔

''امی بول رہی ہوں''...... دوسری جانب سے رہوڈا کی بیوی کی آواز آئی۔

''کیا بات ہے امی کیوں فون کیا ہے''...... رہوڈا نے کہا۔

''تم گھر آ جاؤ۔ ابھی فوراً''...... امی نے کہا۔ اس کے لہجے میں بے حد گھبراہٹ اور پریشانی کا عنصر تھا۔

''کیوں کیا ہوا۔ کوئی خاص بات ہے''...... رہوڈا نے بری طرح سے چونکتے ہوئے پوچھا۔

''ہاں ایک مسئلہ ہو گیا ہے اور اسے تم ہی حل کر سکتے ہو۔ صرف تم اس لئے جلد سے جلد گھر پہنچ جاؤ''...... امی نے کہا۔

''مسئلہ کیا ہے۔ بولو''...... رہوڈا نے پوچھا۔

’’تم گھر آجاؤ تب ہی بتا سکتی ہوں‘‘...... امی نے کہا۔

’’کیا بچوں کی طبیعت زیادہ خراب ہو گئی ہے‘‘...... رہوڈا نے پریشانی کے عالم میں پوچھا۔

’’نہیں۔ یہ بات نہیں ہے‘‘...... امی نے کہا۔

’’تو پھر کیا بات ہے۔ تم مجھے بتا کیوں نہیں رہی۔ تم اس قدر گھبرائی ہوئی کیوں ہو۔ سب خیریت تو ہے نا‘‘...... رہوڈا نے کہا۔

’’میں تمہیں کیا بتاؤں رہوڈا۔ وہ......‘‘ امی نے کہا اور پھر اچانک رہوڈا کو یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے امی کے ہاتھوں سے فون چھین لیا ہو۔

’’رہوڈا‘‘...... اچانک فون پر ایک مردانہ کرخت آواز سنائی دی تو رہوڈا بری طرح سے چونک پڑا۔

’’کیا مطلب۔ کون ہو تم‘‘...... رہوڈا نے بری طرح سے اچھلتے ہوئے پوچھا۔

’’اپنے گھر آؤ، تعارف بھی ہو جائے گا لیکن جلد آنا کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہیں آنے میں دیر ہو جائے اور یہاں تمہارے بیوی اور بچوں کی پریشانی میں مزید اضافہ ہو جائے‘‘۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

’’کیا مطلب۔ کیا چاہتے ہو تم‘‘...... رہوڈا نے اس بار پریشانی کے ساتھ ساتھ قدرے سخت لہجے میں کہا۔

’’میں زیادہ بات نہیں کروں گا۔ تمہیں صرف اتنا بتاؤں گا کہ

تمہارے بیوی اور بچے ہمارے قبضے میں ہیں ان کے سروں پر گنیں تنی ہوئی ہیں۔ اگر پندرہ منٹ میں تم گھر نہ پہنچے تو پھر ان گنوں سے شعلے نکلیں گے اس کے بعد کیا ہو گا یہ تم بخوبی سمجھ سکتے ہو‘‘۔ دوسری طرف سے آواز آئی۔

’’نن نن۔ نہیں نہیں۔ میرے بیوی بچوں کو کچھ نہ کہنا اگر انہیں تم نے معمولی سی بھی گزند پہنچائی تو میں تمہارے ٹکڑے اُڑا دوں گا۔ تمہاری بوٹیاں نوچ لوں گا‘‘...... رہوڈا نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

’’ہمارے ٹکڑے اور بوٹیاں اُڑانے کا خیال چھوڑو اور اپنے بیوی بچوں کی فکر کرو اگر تمہیں ان کی زندگی عزیز ہے تو اور دوسری بات یہ کہ تم جہاں ہو وہاں ہمارے آدمی بھی موجود ہیں جو تم پر نظر رکھے ہوئے ہیں۔ میرے حکم پر کہیں سے بھی ایک گولی آ سکتی ہے جو تمہاری کھوپڑی کے پار ہو جائے گی اور تمہیں گولی چلانے والے کا پتہ بھی نہیں چلے گا۔ اس لئے شرافت کا ثبوت دیتے ہوئے کسی کو کچھ بتائے بغیر وہاں سے نکلو اور اپنے گھر پہنچ جاؤ یہی تمہاری اور تمہارے بیوی بچوں کی زندگی کی ضمانت ہو گی۔ اگر پندرہ منٹ سے ایک سیکنڈ بھی تم لیٹ ہو گئے تو پھر تم اپنے بیوی بچوں کو کسی بھی حال میں زندہ نہ دیکھ سکو گے۔ اس لئے ہری اپ‘‘...... دوسری طرف سے اس قدرے سرد لہجے میں کہا گیا کہ رہوڈا جیسا گریٹ [illegible] لمحے کے لئے کانپ کر رہ گیا۔

”مجھے تھوڑا وقت دو۔ گھر پہنچنے میں مجھے ٹریفک کی وجہ سے وقت لگ سکتا ہے۔ اگر میری کار کہیں ٹریفک میں پھنس گئی تو پندرہ منٹ میں، میں گھر نہیں پہنچ سکوں گا“...... رہوڈا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”بکواس مت کرو۔ پندرہ منٹ کا مطلب پندرہ منٹ ہے۔ اب تم اپنے گھر تیز رفتار کار میں آؤ یا کسی ہیلی کاپٹر میں“۔ دوسری طرف سے اسی طرح سرد لہجے میں کہا گیا۔

”او کے۔ میں پندرہ منٹ سے بھی پہلے پہنچنے کی کوشش کروں گا لیکن اگر میرے بیوی بچوں کو کوئی تکلیف ہوئی تو میں تم میں سے کسی ایک کو بھی زندہ نہیں چھوڑوں گا سمجھے“...... رہوڈا نے غراتے ہوئے کہا۔

”اپنا رویہ درست کرو۔ ورنہ......“ دوسری طرف سے اور زیادہ کرخت اور سرد لہجے میں کہا گیا تو رہوڈا بوکھلا گیا۔

”ٹھ ٹھ۔ ٹھیک ہے۔ میں تمہاری ہدایت پر عمل کروں گا اور میں آ رہا ہوں“...... رہوڈا نے کہا تو دوسری طرف سے رابطہ منقطع کر دیا گیا۔

”ہیلو ہیلو“...... رہوڈا نے چیخ کر کہا لیکن دوسری طرف سے اسے کوئی جواب نہ ملا۔ اس نے پریشانی کے عالم میں ادھر ادھر دیکھا لیکن وہ برآمدے میں کھڑا تھا۔ سیکورٹی گارڈز اس سے کافی فاصلے پر کھڑے تھے اس لئے اس کی باتیں کسی نے نہیں سنی تھیں۔

وہ تیزی سے مڑ کر بھاگتا ہوا سیکورٹی روم میں داخل ہوا۔ کمرے میں جدید مشینری لگی تھی۔ دیواروں پر بڑی بڑی سکرینیں نصب تھیں جن پر عمارت اور اس کے باہر کے مناظر دکھائی دے رہے۔ مشینوں پر مختلف آپریٹرز بیٹھے کام کر رہے تھے۔ سائیڈ پر ایک ٹیبل تھی جہاں ایک نوجوان کمپیوٹرائزڈ مشین آپریٹ کر رہا تھا۔ رہوڈا تیزی سے اس ٹیبل کی طرف بڑھا۔ اسے دیکھ کر ٹیبل کے پیچھے بیٹھا ہوا شخص فوراً اس کے احترام میں اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے رہوڈا کو فوجی انداز میں سیلوٹ کیا۔

”جیفرڈ میں ایک ضروری کام سے اپنے گھر جا رہا ہوں۔ میری چیف سے بات ہو گئی ہے اور انہوں نے مجھے ایک روز کی رخصت بھی دے دی ہے۔ میرے بعد یہاں کے تمام انتظامات تم نے سنبھالنے ہیں“...... رہوڈا نے نوجوان سے مخاطب ہو کر تیز تیز بولتے ہوئے کہا اور پھر وہ اسے سیکنڈ چیف ڈاکٹر کارٹرس کی ہدایات کے بارے میں بتانے لگا کہ عمارت کی سیکورٹی کس طرح ٹائٹ کر دی جائے تاکہ اس کی نظروں میں آئے بغیر عمارت میں ایک پرندہ بھی پر نہ مار سکے۔ جیفرڈ کو ہدایات دینے کے بعد رہوڈا تیزی سے کمرے سے نکلا اور پھر تقریباً بھاگتا ہوا پورچ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ دھمکی آمیز فون سننے کے باوجود وہ خود کو نارمل رکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس نے دھمکی آمیز فون کے بارے میں جیفرڈ کو بھی نہیں بتایا تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ پورچ سے کار نکال کر عمارت

سے باہر آ گیا اور پھر وہ انتہائی تیز رفتاری سے اپنے گھر کی طرف اڑا چلا جا رہا تھا۔ اس کے دماغ میں آگ لگی ہوئی تھی۔ رہ رہ کر اسے اپنے کانوں میں فون پر بات کرنے والے کے الفاظ گونجتے ہوئے سنائی دے رہے تھے۔ اسے دھمکی دینے والے کی کوئی فکر نہیں تھی۔ اسے اس بات کا ڈر تھا کہ کہیں اسے دیر ہو گئی تو دھمکی دینے والا کہیں اس کے بیوی بچوں کو نقصان نہ پہنچا دے۔ وہ اپنے بیوی بچوں سے بے حد پیار کرتا تھا اور ان کی ذرا سی تکلیف پر بھی تڑپ اٹھتا تھا اس لئے اس کی کوشش تھی کہ وہ مقررہ وقت پر گھر پہنچ جائے اور اس دھمکی دینے والے کا سامنا کر سکے۔ وہ یہ بھی سوچ رہا تھا کہ آخر وہ شخص تھا کون جو اس کے گھر تک پہنچ گیا تھا اور اس کا اس کے گھر والوں کو یرغمال بنانے کا مقصد کیا ہو سکتا تھا۔ رہوڈا کا تعلق ڈینجر ایجنسی کے ڈینجر سیکشن سے تھا اور وہ جانتا تھا کہ کرمنل ڈینجر ایجنسی سے زیادہ اس کے نام سے خوف کھاتے ہیں اس لئے انڈر ورلڈ کے افراد میں کم از کم اتنی ہمت نہیں ہو سکتی تھی کہ وہ اس کے گھر میں داخل ہو سکیں اور اس کے بیوی بچوں کو اس طرح یرغمال بنا کر اسے کسی بھی بات یا کسی بھی کام کے لئے مجبور کر سکیں۔ بولنے والے کا انداز بے حد سخت اور جارحانہ تھا اور اس نے رہوڈا سے مقامی زبان میں ہی بات کی تھی لیکن وہ کون تھا۔ رہوڈا نے پہلے اس کی آواز نہیں سنی تھی۔ اس کا یہ دشمن عرب ملکوں کے جاسوس یا پھر فلسطینی گروپس کے گوریلے یا اس کے ذاتی دشمنوں

میں سے ہی کوئی ایک ہو سکتا تھا لیکن وہ کون تھا اور کیا چاہتا تھا اس بارے میں رہوڈا کو کوئی اندازہ نہیں ہو رہا تھا۔ یہ سب سوچتے ہوئے وہ تیز رفتاری سے ڈرائیونگ کر رہا تھا اور ڈرائیونگ کرتے ہوئے تیز رفتاری کے باعث وہ پندرہ منٹ سے پہلے ہی اپنے گھر کے دروازے پر تھا۔ کار کھڑی کر کے وہ تیزی سے گھر میں داخل ہوا۔ گھر کا گیٹ قدرے کھلا ہوا تھا وہ اندر داخل ہوتے ہی ٹھٹھک کر رک گیا۔ سامنے برآمدے میں اس کی بیوی ایمی موجود تھی۔ ستون کے پیچھے سے ایک ہاتھ دکھائی دے رہا تھا ہاتھ کسی لڑکی کا تھا۔ جس میں بھاری ریوالور دکھائی دے رہا تھا اور یہ ریوالور ایمی کے سر سے لگا ہوا تھا۔ یہ دیکھ کر وہ غراتا ہوا آگے بڑھا۔ جیسے ہی وہ آگے بڑھا اس کے عقب میں گیٹ خود بخود بند ہو گیا۔ اس نے پلٹ کر دیکھا تو یہ دیکھ کر اس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے کہ گیٹ کے پاس ایک سیاہ پوش موجود تھا۔ جو سر سے پاؤں تک سیاہ لباس میں چھپا ہوا تھا۔ اسی نے رہوڈا کے اندر آتے ہی دروازہ بند کیا تھا اور اسے کار بھی اندر نہیں لانے دی تھی۔

"کون ہو تم"...... رہوڈا نے پوچھا۔

"کمرے میں چلو سب پتہ چل جائے گا"...... سیاہ پوش نے اس کی طرف بڑھتے ہوئے کرخت لہجے میں کہا تو رہوڈا یہ آواز پہچان گیا۔ یہ وہی آواز تھی جو اس نے اپنی بیوی کے سیل فون پر سنی تھی۔ [illegible] کی بات سن کر رہوڈا غرا کر رہ گیا۔ اس کا بس نہیں چل

رہا تھا کہ وہ اس سیاہ پوش پر یکلخت حملہ کر کے اس کے ٹکڑے اُڑا دیتا لیکن ایک تو سیاہ پوش کے ہاتھوں میں مشین گن تھی اور جس طرح ستون کے پیچھے سے ایک لڑکی کا ریوالور والا ہاتھ نکلا ہوا تھا اسے دیکھ کر رہوڈا کو اندازہ ہو گیا تھا کہ ان افراد کی تعداد زیادہ ہو سکتی ہے جو اس کے گھر میں نجانے کن کن حصوں میں ہوں۔

''ٹھیک ہے۔ چلو'' ...... رہوڈا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اور برآمدے کی طرف بڑھا۔ برآمدے سے ہوتا ہوا جب وہ آگے آیا تو ستون کے پیچھے موجود لڑکی جس نے رہوڈا کی بیوی کے سر سے ریوالور لگا رکھا تھا وہ بھی ستون کے پیچھے سے نکل آئی۔ اس نے بھی سر سے پاؤں تک سیاہ لباس پہن رکھا تھا اور اس کی آنکھوں پر تاریک چشمہ تھا۔ برآمدے سے گزرتے ہوئے وہ سامنے راہداری کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کی سہمی ہوئی بیوی بھی اس کے ساتھ چلنے لگی جبکہ مسلح مرد اور لڑکی انہیں ریوالور اور مشین گن کی زد میں لئے ان کے پیچھے آ رہے تھے۔

''ڈرائینگ روم کی طرف چلو'' ...... پیچھے آنے والے سیاہ پوش نے سرد لہجے میں کہا تو رہوڈا اور ایمی سائیڈ کی طرف مڑ گئے جہاں ایک ہال نما کمرہ تھا اور یہ کمرہ ڈرائینگ روم کے طرز پر قیمتی سامان سے سجا ہوا تھا۔ جیسے ہی رہوڈا ڈرائینگ روم میں داخل ہوا وہ ایک بار پھر ٹھٹھک کر رہ گیا۔ سامنے چار کرسیاں پڑی تھیں جن پر اس کے چاروں بچے رسیوں سے جکڑے نظر آ رہے تھے۔ ان کے منہ

بھی بندھے ہوئے تھے۔ کمرے میں اور کوئی مسلح فرد نہیں تھا۔

''تم کون ہو اور یہ سب کیا ہے۔ اس طرح میرے بچوں کو یرغمال کیوں بنایا گیا ہے۔ بولو'' ...... رہوڈا نے غراہٹ بھرے لہجے میں پوچھا۔

''''سب کچھ ابھی تمہارے سامنے آ جائے گا۔ پہلے تم یہ ایک گولی کھاؤ'' ...... سیاہ پوش نے کہا اور لباس کی جیب سے ایک کیپسول نما گولی نکال کر اس کی طرف بڑھا دی۔

''گولی۔ کیا مطلب۔ کون سی گولی ہے یہ'' ...... رہوڈا نے چونک کر کہا۔

''گھبراؤ نہیں۔ زہر نہیں ہے۔ کھاؤ اسے'' ...... سیاہ پوش نے غرا کر کہا۔

''نہیں۔ میں کوئی گولی نہیں کھاؤں گا۔ دور رکھو اسے مجھ سے'' ...... رہوڈا نے غرا کر کہا۔

''ٹھیک ہے۔ جینی'' ...... سیاہ پوش نے اپنے ساتھی سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس باس'' ...... لڑکی نے کہا۔

''اس کے ایک بچے کے سر میں گولی اتار دو۔ یہ دوسری بار بھی گولی کھانے سے انکار کرے تو اس کے دوسرے بچے کو بھی ہلاک کر دینا۔ جتنی بار یہ انکار کرے گا اس کے ایک ایک بچے اور پھر بیوی کو تم نے گولیاں مار دینی ہیں'' ...... سیاہ پوش نے سرد لہجے میں

کہا۔

''یس باس''......لڑکی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور ریوالور لے کر کرسی پر بندھے ہوئے ایک بچے کی طرف بڑھ گئی اور اس نے ریوالور بچے کے سر سے لگا دیا۔

''رر۔ رر۔ رکو۔ یہ تم کیا کر رہے ہو''...... رہوڈا نے بوکھلا کر چیختے ہوئے کہا۔

''میں کچھ نہیں کر رہا۔ میری ساتھی جینی تمہارے ایک بچے کو گولی مار رہی ہے اور بس''...... سیاہ پوش نے سادہ سے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ فار گاڈ سیک ایسا مت کرو۔ ان معصوم بچوں پر رحم کرو۔ انہوں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے''...... رہوڈا نے کہا۔

''ان کی زندگی تم سے وابستہ ہے۔ اگر تم ہمارے احکامات پر عمل کرو گے تو تمہارے ساتھ یہ بھی زندہ رہیں گے۔ ورنہ......''

سیاہ پوش نے کرخت لہجے میں کہا تو رہوڈا کے چہرے پر پہلی بار خوف کے تاثرات ابھر آئے۔ جس انداز میں اس سیاہ پوش نے بات کی تھی اس سے اسے صاف اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ واقعی ان کے رحم و کرم پر ہے۔ اس کے ایک انکار پر اس کے بیوی بچوں کی زندگی ختم ہو سکتی ہے۔ اس نے ہاتھ بڑھایا تو سیاہ پوش نے کیپسول نما گولی اس کی ہتھیلی پر رکھ دی۔ یہ گولی سرخ رنگ کی تھی اور آگ کی طرح دہکتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

''آخر یہ گولی ہے کیا اور تم مجھے کیوں کھلانا چاہتے ہو۔ کیا ہو گا اس گولی کے کھانے سے''...... رہوڈا نے پریشانی کے عالم میں پوچھا۔

''کھاؤ اسے، تو تمہیں خود معلوم ہو جائے گا''...... سیاہ پوش نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا یہ کوئی ڈرگ ہے''...... رہوڈا نے اسی انداز میں پوچھا۔

''ہو سکتا ہے۔ کھاؤ اسے ورنہ اس بار جینی تمہارے بیٹے کو گولی مارنے میں دیر نہیں لگائے گی...... سیاہ پوش نے کہا تو رہوڈا نے پہلے اپنے بچے اور پھر بیوی کی طرف دیکھا۔

''کھا لو۔ جب یہ کہہ رہا ہے کہ یہ زہر نہیں ہے تو تم کیوں ڈر رہے ہو۔ ان سے بحث مت کرو۔ ان لوگوں نے مجھے اور بچوں کو بھی یہ گولیاں کھلائی ہیں۔ ہمیں ابھی تک کچھ نہیں ہوا بس دماغ تھوڑا سویا سویا سا معلوم ہو رہا ہے اور کچھ بھی نہیں''...... رہوڈا کی بیوی ایمی نے کہا۔

''اوہ''...... رہوڈا کے منہ سے نکلا۔

''اس لئے تم بھی اسے کھا لو اور کھانے سے پہلے یقین کر لو کہ اس میں واقعی زہر نہیں ہے''...... سیاہ پوش نے کہا۔

''آخر تم یہ گولی مجھے کیوں کھلانا چاہتے ہو کیا مقصد ہے تمہارا بولو''...... رہوڈا کے لہجے میں شک شبے کی پرچھائیاں لرز رہی تھیں۔

''تمہارے ہر سوال کا جواب گولی کھانے کے بعد مل جائے گا

ورنہ گن سے نکلنے والی گولی سے تمہارا دل و دماغ ہمیشہ کے لئے تاریکی میں ڈوب جائے گا"...... سیاہ پوش نے کہا۔

"ہونہہ"...... رہوڈا غرایا اور پھر اس نے پریشانی کے عالم میں سرخ گولی منہ میں رکھ لی۔

"نگل جاؤ اسے فوراً ورنہ زبان جلے گی تو تم بولنے کے بھی قابل نہیں رہو گے"...... سیاہ پوش نے کہا تو رہوڈا نے فوراً گولی نگل لی۔ اسے گولی کھاتے دیکھ کر سیاہ پوش لڑکی نے بچے کے سر سے ریوالور ہٹایا اور ریوالور لے کر کمرے کے ایک ایسے گوشے میں جا کھڑی ہوئی تھی جہاں سے وہ کمرے میں موجود ہر فرد اور دروازے اور دونوں کھڑکیوں کو گن کی زد میں رکھ سکے۔

"اب بولو کون ہو اور کیا چاہتے ہو"...... رہوڈا نے پوچھا۔

"اس سوال کا جواب ابھی تمہیں دوں گا مگر پہلے میں تمہیں ان گولیوں کے بارے میں بتا دوں جو تم نے اور تمہاری بیوی اور بچوں نے کھائی ہیں"...... سیاہ پوش نے کہا۔

"چلو یہی بتا دو۔ کم از کم ایک الجھن تو کم ہو"...... رہوڈا نے سر جھٹک کر کہا۔

"یہ گولیاں نہیں بلکہ کیپسول ہیں جن کے اندر طاقتور مائیکرو بم چھپے ہوئے ہیں"...... سیاہ پوش نے انکشاف کرتے ہوئے کہا تو رہوڈا بری طرح سے اچھل پڑا۔ ایمی کے چہرے پر بھی خوف کے تاثرات نمودار ہو گئے جیسے وہ پہلے ان کیپسولوں کے بارے میں

نہ جانتی تھی۔

"کیا۔ مائیکرو بم"...... رہوڈا نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"ہاں ایسے مائیکرو بم جو ریموٹ کنٹرولڈ ہیں جنہیں کئی کلو میٹر کے دائرے میں رہتے ہوئے ریموٹ کنٹرول کا ایک بٹن پریس کر کے بلاسٹ کیا جا سکتا ہے اور ان بموں کے بلاسٹ ہونے کا کیا نتیجہ نکلے گا اس کا تم بخوبی اندازہ لگا سکتے ہو"...... سیاہ پوش نے کہا۔

"م۔م۔ مگر تم نے یہ بم ہمیں کیوں کھلائے ہیں"...... رہوڈا نے ہکلاتے ہوئے کہا اب اس کے چہرے کا خوف ہزاروں گنا بڑھ چکا تھا۔ وہ سیکرٹ ایجنٹ تھا مائیکرو بم کیپسولز کے بارے میں وہ بخوبی سمجھ سکتا تھا جو حلق میں اترتے ہی ان کے معدوں میں جا کر چپک گئے تھے اور انہیں بغیر آپریشن کے کسی بھی صورت میں ان کے معدے سے نہیں نکالا جا سکتا تھا۔

"تاکہ تمہیں اس بات کا یقین رہے کہ اگر ہم یہاں سے چلے بھی جائیں تو تم اور تمہارے بیوی بچے ہمارے رحم و کرم پر ہوں گے اور ہم جب چاہیں تم میں سے کسی ایک کو یا تم سب کو ایک ساتھ بھیانک موت دے سکتے ہیں"...... سیاہ پوش نے کہا۔

"تم نے آخر ایسا کیوں کیا ہے۔ کیا چاہتے ہو تم"...... رہوڈا نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔ اس کے دماغ پر چھپکلی سی سوار [illegible] گئی۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ ان دونوں پر جھپٹ

پڑے اور اپنے ہاتھوں سے ان کی بوٹیاں اُڑا کر رکھ دے۔

''ہمیں تم سے چند معلومات درکار ہیں اور بس''...... سیاہ پوش نے کہا۔

''معلومات۔کیسی معلومات''...... رہوڈا نے چونک کر کہا۔

''یہاں نہیں۔ اپنے بیوی بچوں کو یہیں رہنے دو اور میرے ساتھ کسی الگ کمرے میں چلو۔ ہم وہاں اطمینان سے بیٹھ کر باتیں کریں گے۔ اب ہمیں کوئی جلدی نہیں ہے''...... سیاہ پوش نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا تو رہوڈا چند لمحے اسے گھورتا رہا پھر اس نے سر جھٹک دیا۔

''ٹھیک ہے آؤ''...... رہوڈا نے کہا اور وہ سیاہ پوش کو لے کر ڈرائینگ روم سے نکلتا چلا گیا۔ اس نے سیاہ پوش لڑکی کو اشارہ کر دیا تھا کہ رہوڈا کے بیوی بچے اگر مزاحمت کریں تو وہ انہیں گولی مار سکتی ہے۔

رہوڈا، سیاہ پوش کو لے کر ایک کمرے میں آ گیا۔ یہ چھوٹا سا سٹنگ روم تھا۔ سیاہ پوش بڑے اطمینان بھرے انداز میں ایک صوفے پر بیٹھ گیا جبکہ رہوڈا اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

''گھورتے رہنے سے کچھ نہیں ہو گا رہوڈا۔ بیٹھ جاؤ اور اطمینان سے میری بات سنو۔ اگر تم نے مجھ سے تعاون کیا تو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ نہ صرف تم زندہ رہو گے بلکہ تمہاری بیوی اور

بچوں کو بھی کوئی گزند نہیں پہنچے گا اور ہم یہاں جس خاموشی سے آئے ہیں اسی خاموشی سے واپس چلے جائیں گے''...... سیاہ پوش نے کہا تو رہوڈا اسے گھورتا ہوا اس کے سامنے صوفے پر بیٹھ گیا۔

''بولو۔ کیا معلومات چاہتے ہو تم''...... رہوڈا نے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

''ڈاکٹر کارٹرس کے بارے میں چند معلومات درکار ہیں اور وہ تمہارے علاوہ اور کسی سے نہیں مل سکتیں''...... سیاہ پوش نے کہا تو رہوڈا بے اختیار چونک پڑا۔

''کون ڈاکٹر کارٹرس۔ میں کسی ڈاکٹر کارٹرس سے واقف نہیں ہوں۔ میں تو ایک ڈاکٹر کا معمولی سا سیکورٹی انچارج ہوں اور بس۔ اس ڈاکٹر کا نام ڈاکٹر کارٹرس نہیں ڈاکٹر جیمز ہے''...... رہوڈا نے منہ بنا کر کہا۔

''لگتا ہے تمہیں اپنی اور اپنے بیوی بچوں کی زندگیوں سے کوئی پیار نہیں ہے''...... سیاہ پوش نے سرد لہجے میں کہا۔

''نہیں میں صحیح کہہ رہا ہوں۔ میں واقعی ڈاکٹر کارٹرس کو نہیں جانتا''...... رہوڈا نے بوکھلا کر کہا۔

''پھر مجھے تم پر اور تمہارے بیوی بچوں پر رحم کرنے کا کوئی شوق نہیں۔ ادھر میں تمہیں گولی مارتا ہوں اور پھر دوسرے کمرے میں جا کر تمہارے بیوی بچوں کو بھی ہلاک کر دیتا ہوں''...... سیاہ پوش نے سرد لہجے میں کہا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور اس نے

مشین گن کا رخ رہوڈا کی جانب کر کے ٹریگر پر انگلی رکھ دی۔

''نہیں۔ نہیں۔ رکو۔ میں بتاتا ہوں''...... رہوڈا نے اسے اٹھتے دیکھ کر کہا۔

''بولو۔ اب اگر تمہارے منہ سے ایک بھی غلط بات نکلی تو اپنے ساتھ ساتھ تم اپنے بیوی بچوں کے نقصان کے بھی خود ہی ذمہ دار ہو گے''...... سیاہ پوش نے کرخت لہجے میں کہا۔

میں ڈاکٹر کارٹرس کا سیکورٹی انچارج ہوں اور اس شعبے کے علاوہ اس کے کسی اور معاملے سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے''۔ رہوڈا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تعلق تو تمہارا اور ڈاکٹر کارٹرس کا زبردست ہے۔ مگر ہمیں اس سے کوئی مطلب نہیں ہے''...... سیاہ پوش نے کہا۔

''کیا کہنا چاہتے ہو''...... رہوڈا نے چونک کر پوچھا۔

''یہی کہ تم ڈاکٹر کارٹرس کو لڑکیاں اور شراب مہیا کرتے ہو۔ تمہارے بارے میں ہمارے پاس مکمل رپورٹ ہے کہ تم ڈاکٹر کارٹرس کا شوق پورا کرنے کے لئے کہاں کہاں سے لڑکیاں اغوا کر کے لاتے ہو''...... سیاہ پوش نے غرا کر کہا تو رہوڈا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''میں نہیں جانتا کہ تم کیا پوچھنا چاہتے ہو مگر یقین کرو کہ میں ڈاکٹر کارٹرس کے مشاغل کے بارے میں ایک بھی بات نہیں جانتا اور نہ ہی اس کی سرگرمیوں سے میرا تعلق ہے''...... رہوڈا نے ک

''ہونہہ۔ کیا تم اس کے علاوہ اور کچھ نہیں کہہ سکتے''...... سیاہ پوش نے کہا۔

''یعنی''...... رہوڈا نے پوچھا۔

''یہی کہ تم جانتے ہو کہ ڈاکٹر کارٹرس ضروری کاغذات، اپنی ایجادات کے فارمولے اور اہم دستاویزات کہاں رکھتا ہے''۔ سیاہ پوش نے کہا۔

''نہیں تم میرا یقین کرو میں ایسی کوئی بات نہیں جانتا''۔ رہوڈا نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''کیا تم اب بھی چاہتے ہو کہ واقعی تمہاری بیوی اور تمہارے چاروں بچوں کو باری باری ہلاک کر دیا جائے''...... سیاہ پوش نے غرا کر کہا۔

''کیا دھمکی دے رہے ہو''...... رہوڈا نے کہا۔

''میں دھمکی نہیں دیتا۔ جو کہتا ہوں اس پر عمل کرتا ہوں۔ تمہاری ضد تمہارے کسی بچے کی جان لے لے گی''...... سیاہ پوش نے کہا۔

''ہونہہ۔ سادے کیپسول کھلا کر بم کا ڈراوا دے کر تم رہوڈا کو احمق نہیں بنا سکتے''...... رہوڈا نے کہا۔

''تو یہ بات ہے''...... سیاہ پوش نے کہا پھر اس نے کمرے میں نظر دوڑائی اور ایک کونے کی جانب بڑھ گیا پھر پلٹا اور اس نے کارنس پر پڑا ہوا ایک گلدان اٹھایا اور اسے لا کر کمرے کے فرش پر
س نے جیب سے ایک کیپسول نکال کر گلدان میں ڈال دیا

اور پیچھے ہٹ آیا۔

"تمہارے سامنے میں نے گلدن میں ویسا ہی کیپسول ڈالا ہے جیسا تمہارے بیوی بچوں کو اور تمہیں کھلایا ہے"...... سیاہ پوش نے کہا۔

"ہاں تو پھر"...... رہوڈا نے کاٹ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"پھر یہ کہ تمہاری غلط فہمی دور کرنے کے لئے مجھے اس کا تجربہ تمہیں دکھانا پڑے گا"...... سیاہ پوش نے سرد لہجے میں کہا۔

"اچھا۔ تم اب بھی اس پر بضد ہو کہ ہمیں کھلائے جانے والے کیپسولوں میں مائیکرو بم تھے"...... رہوڈا نے کہا۔

"خود ہی یقین کر لو گے کہ کیپسولوں میں بم ہیں یا نہیں"۔ سیاہ پوش نے جیب سے ایک چپٹا سا باکس نکالتے ہوئے غرا کر کہا۔ پھر اس نے باکس کا اوپری ڈھکنا ہٹا دیا۔ اندر کمپیوٹر نما چھوٹی سی مشین نظر آ رہی تھی۔ سیاہ پوش نے دو تین بٹن دبا دیئے فوراً ہی ننھی سی سکرین پر ایک نمبر ابھر آیا۔

"پیچھے ہٹ کر دیوار سے لگ جاؤ"...... سیاہ پوش نے ایک بٹن پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا اور خود بھی تیزی سے پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ رہوڈا بھی کچھ سوچ کر پیچھے ہٹا اور ایک دیوار کے کونے سے جا لگا اور پھر اس سے پہلے کہ رہوڈا کچھ کہتا سیاہ پوش نے اچانک مشین کا ایک بٹن دبا دیا۔ فوراً ہی سکرین پر جھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی ہلکے سے دھماکے کے ساتھ گلدان کے ٹکڑے کمرے کے فرش پر

بکھرتے چلے گئے۔

"اب کیا خیال ہے"...... سیاہ پوش نے رہوڈا سے مخاطب ہو کر پوچھا۔ گلدان کے ٹکڑے ہوتے دیکھ کر رہوڈا کا رنگ بدل گیا تھا اور اس کے چہرے پر زردی سی پھیل گئی تھی اور اب وہ سیاہ پوش کی جانب انتہائی خوف بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا جس کے ہاتھ میں ریموٹ کنٹرولڈ مشین تھی۔ اگر وہ اس مشین سے ایک گلدان کے ٹکڑے اڑا سکتا تھا تو پھر جو کیپسول اس نے اور اس کے بیوی بچوں نے نگلے تھے ان کے بلاسٹ ہونے سے ان کا کیا انجام ہو سکتا تھا یہ رہوڈا کو سمجھ آ گیا تھا۔

عمران اور جولیا ایک گلی میں اس طرح کھڑے تھے کہ جیسے دونوں لورز ہوں اور ان کی بہت عرصے بعد ملاقات ہو رہی ہو۔ آس پاس سے گزرنے والے ان پر ایک نظر ڈالتے اور مسکراتے ہوئے آگے بڑھ جاتے تھے ابھی تک کسی نے ان سے تعرض نہیں کیا تھا کہ وہ دونوں وہاں کیوں کھڑے ہیں۔

بظاہر وہ وہاں کھڑے ایک دوسرے سے گپیں ہانک رہے تھے مگر حقیقتاً وہ سڑک کے ساتھ ایک پتلی گلی کے کنارے پر واقع ملٹی پلس لاکرز لمیٹڈ کمپنی کی نگرانی کر رہے تھے اور جائزہ لے رہے تھے کہ اس کے ارد گرد کس قسم کا ماحول ہے حفاظتی انتظامات کیسے ہیں۔ ملٹی پلس لاکرز لمیٹڈ کمپنی کے گیٹ پر دو مسلح گارڈ کے علاوہ انہیں اور کوئی گارڈ کہیں نظر نہیں آیا تھا۔

''کیا گیٹ پر موجود گارڈز کے علاوہ اور کوئی گارڈ لاکرز کی حفاظت کے لئے یہاں نہیں ہے''...... جولیا نے سرگوشی کرتے

ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''بظاہر ایسا ہی لگ رہا ہے''...... عمران نے سادہ سے لہجے میں جواب دیا۔

''مگر ایسا ہونا ناممکن ہے''...... جولیا نے کہا۔

''ممکن ہے کہ ان دو گارڈز کے علاوہ الیکٹرانک اور سائنسی آلات سے حفاظت کی جاتی ہو''...... عمران نے کہا۔

''ہاں یہ ممکن ہے۔ مگر رہوڈا نے ہمیں ایسے کسی آلے یا حفاظتی نظام کے بارے میں نہیں بتایا تھا''...... جولیا نے کہا۔

''ہمیں رہوڈا کی باتوں پر بھروسہ نہیں کرنا۔ وہ ڈینجر ایجنسی کا ٹاپ ایجنٹ ہے۔ اس کے ساتھ جو کچھ ہوا ہے۔ اس سے وہ خوفزدہ تو ہو گیا تھا لیکن اس کے باوجود اس پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا کہ اس نے ہمیں صحیح معلومات فراہم کی ہوں''...... عمران نے کہا۔

''یہی میں کہنے والی تھی۔ وہ کٹر یہودی ہے۔ یہودیوں پر بھروسہ کرنے والا دنیا کا سب سے بڑا احمق ہی ہو سکتا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''میں نے اسے ڈاج دینے کے لئے اسے اور اس کے بیوی بچوں کو نقلی کیپسول کھلائے تھے۔ اس کے سامنے صرف ایک اصل کیپسول کا تجربہ کیا تھا جس سے وہ قدرے خوفزدہ ہو گیا تھا اور اس نے زبان کھول دی تھی۔ اس کے لب و لہجے سے تو لگ رہا تھا کہ وہ سچ بول رہا ہے لیکن پھر بھی میں یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ اس کی

کہی ہوئی ہر بات سچ ہو۔ ٹاپ سیکرٹ فائل کی دو کاپیاں بنائی گئی ہیں۔ اصل فائل ڈینجر ایجنسی کے فرسٹ چیف کے پاس ہے جبکہ اس کی نقل ڈاکٹر کارٹرس نے رہوڈا کے کہنے کے مطابق اس کمپنی کے خفیہ لاکر میں رکھی ہوئی ہے جس کے بارے میں ڈینجر ایجنسی کا فرسٹ چیف بھی نہیں جانتا اور اسی نظریئے کے تحت میں نے رہوڈا کے لئے یہ سارا ڈرامہ رچایا تھا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ہمارا رچایا ہوا ڈرامہ کارآمد ہوتا ہے یا نہیں اگر ہو گیا اور ہمیں یہاں سے ٹاپ سیکرٹ فائل کی کاپی مل گئی تو ہم یہاں سے اسے لے کر خاموشی سے چلے جائیں گے ورنہ پھر دوبارہ اصل کارروائی ڈینجر ایجنسی کے فرسٹ چیف کے خلاف کرنا پڑے گی جس میں کافی مشکلات پیش آ سکتی ہیں“...... عمران نے کہا۔

”تو پھر کیا سوچا ہے تم نے“...... جولیا نے پوچھا۔

”میں سوچ رہا ہوں کہ یہ مہم آج ہی سر کیوں نہ کر لی جائے“...... عمران نے کہا۔

”کیا گیٹ سے ڈائریکٹ اندر جائیں گے“...... جولیا نے کہا۔

”نہیں“...... عمران نے انکار میں سر ہلایا۔

”پھر“...... جولیا نے پوچھا۔

”ملٹی پلس لاکرز لمیٹڈ کمپنی کی عمارت کے برابر والی عمارت اس سے ایک منزلہ اونچی ہے اور ہم اس سے باآسانی اس کمپنی کی عمارت کی چھت پر اتر سکتے ہیں“...... عمران نے بتایا۔

”ساتھ والی عمارت بھی کمرشل معلوم ہوتی ہے“...... جولیا نے کہا۔

”شاید نہیں یقیناً۔ اس عمارت میں سارے ہی دفاتر ہیں اور ایک فلور رہائشی فلیٹوں کا بھی ہے“...... عمران نے کہا۔

”تو پھر چلو۔ کام شروع کرتے ہیں“...... جولیا نے پوچھا۔

”ہاں چلو“...... عمران نے کہا اور وہ ایک دوسرے کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے گلی سے باہر نکل کر ایک جانب بڑھنے لگے۔ کچھ دور چلنے کے بعد عمران نے ایک سپر اسٹور سے مقامی طور پر تیار کی جانے والی قیمتی شراب کی ایک بوتل خریدی اور سڑک عبور کر کے اسی سمت آ گیا جس طرف ملٹی پلس لاکرز لمیٹڈ کمپنی کی عمارت تھی۔ وہ اس عمارت کے سامنے سے گزر کر آگے بڑھ گئے۔ دوسری عمارت کا دروازہ عقبی طرف تھا۔ وہ اسی طرف چلے آئے۔

عمارت کا بڑا گیٹ بند تھا صرف ذیلی دروازہ تھوڑا سا کھلا ہوا تھا۔ عمران، جولیا کو بڑبڑانے والے انداز میں کچھ سمجھانے لگا پھر وہ عمارت کے گیٹ پر پہنچ کر رک گئے۔ عمران نے سڑک کا جائزہ لیا وہاں دور تک کوئی نظر نہیں آ رہا تھا۔ وہ آگے بڑھا اور احتیاط کے ساتھ گیٹ کی جھری سے اندر جھانکنے لگا۔ اندر گیٹ سے دس بارہ فٹ کے فاصلے پر کرسیاں پڑی ہوئی تھیں اور ان پر دو چوکیدار نما آدمی بیٹھے ہوئے تھے ان کے سامنے میز پر شراب کی بوتل رکھی ہوئی تھی جو آدھی سے زیادہ خالی دکھائی دے رہی تھی۔ دونوں کے

ہاتھوں میں شراب کے گلاس تھے جسے وہ گھونٹ گھونٹ پی رہے تھے۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے سر ہلایا اور جولیا کو اشارے سے قریب بلا لیا۔ جولیا آئی اور دونوں گیٹ سے کچھ فاصلے پر کھڑے ہو گئے۔ عمران نے زمین سے ایک پتھر اٹھایا اور اسے گیٹ کی طرف اچھال دیا۔ گیٹ پر پتھر کے ٹکرانے سے تیز آواز پیدا ہوئی۔ اس طرح پیدا ہونے والی آواز نے اندر موجود دونوں چوکیداروں کو چونکا دیا تھا۔ عمران کا سارا دھیان اندر ہی کی جانب تھا جیسے ہی اس نے قریب آتے قدموں کی آواز سنی بلند لہجے میں بولنے لگا۔

"اب کیا ہوا ڈیئر"...... عمران نے جولیا سے کہا۔

"میں تھک گئی ہوں"...... جولیا نے تھکے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔ اتنی جلدی تھک گئی۔ اسی لئے میں نے کہا تھا کہ ہوٹل میں کمرہ لے لیتے ہیں مگر تم ہو کہ انکار ہی کئے جاتی ہو"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ تم جانتے ہو کہ ڈیڈی نے ہوٹلوں پر پہرے بٹھا رکھے ہیں۔ اگر میں تمہارے ساتھ کسی ہوٹل میں گئی تو ڈیڈی کے جاسوس اس بات کی اطلاع فوراً ڈیڈی کو دے دیں گے۔ اس کے بعد ڈیڈی کو مجھ تک پہنچنے میں دیر نہیں لگے گی اور تم جانتے ہو کہ میں ڈیڈی سے کتنا ڈرتی ہوں۔ انہوں نے اس بار مجھے تمہارے ساتھ دیکھ لیا تو وہ مجھے فوراً گولی مار دیں گے اور زندہ تم بھی نہیں بچو گے

کیونکہ ڈیڈی تمہیں پسند نہیں کرتے"...... جولیا نے کہا۔

"پھر بتاؤ اب کیا کریں"...... عمران نے کہا۔

"مجھے نہیں پتہ تمہارے کہنے پر گھر سے دور پیدل یہاں تک آ گئی ہوں لیکن زیادہ سے زیادہ ایک بجے تک واپس چلی جاؤں گی کیونکہ ڈیڈی ایک بجے گھر پہنچ جاتے ہیں اور انہوں نے مجھے گھر نہ دیکھا تو واویلا مچا دیں گے اور پھر ان کے جاسوس فوراً میری تلاش میں نکل کھڑے ہوں گے"...... جولیا نے جان بوجھ کر انتہائی پریشان لہجے میں کہا۔

"تو پھر اب تم ہی بتاؤ میں کیا کروں"...... عمران نے جیسے بے بسی کے انداز میں کہا۔

"اس بوتل کو سڑک پر پھینک دو اور واپس چلو"...... جولیا نے بگڑے ہوئے موڈ سے کہا۔

"لگتا ہے اب تم واقعی ناراض ہو گئی ہو"...... عمران نے کہا۔

"کیوں کیا مجھے ناراض نہیں ہونا چاہئے"...... جولیا نے غراتے ہوئے کہا۔

"اب اس میں میرا کیا قصور ہے۔ ہم باتوں باتوں میں نجانے کہاں سے کہاں نکل آئے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"تمہارا قصور نہیں تو پھر کس کا ہے۔ اگر فلیٹ خالی نہیں تھا تو مجھے اپنے پاس کیوں بلایا تھا"...... جولیا نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

”جب تمہیں کال کی تھی اس وقت میں فلیٹ میں تنہا تھا۔ ممی کسی کام سے باہر گئی ہوئی تھی انہوں نے کہا تھا کہ وہ شام کو لوٹیں گی لیکن پھر نجانے وہ اچانک جلدی کیوں آ گئیں۔ جس طرح تمہارے ڈیڈی مجھے پسند نہیں کرتے اسی طرح میری ممی بھی تو تمہیں دیکھ کر بگڑ جاتی ہیں پھر میرا بھی دانہ پانی بند ہو جاتا ہے اس لئے میں تمہیں فلیٹ میں کیسے لے جا سکتا تھا“...... عمران نے کہا۔

ابھی تک گیٹ نہیں کھلا تھا۔ عمارت کے دونوں چوکیداروں میں سے کوئی باہر نہیں آیا تھا وہ شاید گیٹ کے پاس رک گئے تھے اور ان دونوں کی باتیں غور سے سن رہے تھے۔

”پھر اب میں کیا کروں“...... جولیا نے کہا۔

”میں تو کہتا ہوں کہ کسی ہوٹل میں ہی چلتے ہیں۔ کوشش کریں گے کہ ہم تمہارے ڈیڈی کے جاسوسوں سے بچ جائیں“...... عمران نے خوشامدانہ انداز میں کہا۔

”نہیں اور آج کے بعد تم مجھے کال بھی نہیں کرو گے سمجھے۔ اب چلو واپس بس“...... جولیا نے سختی سے نفی میں سر ہلا کر کہا۔

”ناراض نہ ہو ڈیئر ابھی ایک بجنے میں بہت دیر ہے مجھے سوچنے دو۔ ہو سکتا ہے کہ ہمیں یہاں مہنگے داموں ہی کوئی ٹھکانہ مل جائے اور ہم بیٹھ کر دل کی باتیں کر سکیں“...... عمران نے کہا۔

”سوچنے کی بجائے بہتر ہے کہ شراب کی بوتل سڑک پر پھینکو اور میری نظروں سے دور ہو جاؤ“...... جولیا نے کہا۔

”نہیں یہ شراب بہت قیمتی ہے میں اسے نہیں پھینک سکتا اور نہ ہی تمہیں چھوڑ سکتا ہوں“...... عمران نے کہا۔

”تو میں خود چلی جاتی ہوں“...... جولیا نے کہا پھر وہ آگے بڑھنے لگی۔

”ٹھہرو“...... ذیلی دروازہ کھول کر کسی نے کہا تھا۔

”کک۔ کون“...... عمران نے بظاہر خوفزدہ لہجے میں پوچھا۔

”ڈرو مت“...... ذیلی دروازے سے باہر آنے والے ایک چوکیدار نے کہا۔

”ہم ڈر نہیں رہے“...... جولیا نے غراتے ہوئے کہا۔

”ہاں اور کیا۔ ہم چور نہیں ہیں جو کسی سے ڈریں گے“۔ عمران نے بھی سخت لہجے میں کہا۔

”ہم نے تم دونوں کی ساری باتیں سن لی ہیں“...... چوکیدار نے ان کی طرف چمکدار آنکھوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کی نظریں عمران اور جولیا کی بجائے عمران کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی قیمتی شراب کی بوتل پر جمی ہوئی تھیں اور وہ بوتل کی جانب حرص بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

”کک۔ کک۔ کیا مطلب۔ کون سی باتیں“...... عمران نے ہکلا کر کہا۔

”تم لوگوں کو وقت گزارنے کے لئے محفوظ جگہ کی ضرورت ہے نا۔ بولو“...... چوکیدار نے پوچھا۔

"ہاں مگر تم کیا کر سکتے ہو"...... عمران نے پوچھا۔

"بہت کچھ۔ آؤ اندر آ جاؤ"...... چوکیدار نے کہا۔

"اندر۔ کیا خیال ہے"...... عمران نے پہلے اندر کا لفظ دوہرایا پھر جولیا سے پوچھا۔

"چلو۔ لارڈ میڈولا کی بیٹی کسی سے نہیں ڈرتی چلو اندر دیکھیں یہ کیا کہتا ہے"...... جولیا نے کہا۔

"کیا۔ کیا تم لوسی میڈولا ہو۔ لارڈ میڈولا کی بیٹی"...... چوکیدار نے چونک کر اور حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ اگر تم ہمیں تھوڑی دیر کی تنہائی دے دو تو میں تمہیں ایک گھنٹے کے پانچ سو ڈالر دے سکتی ہوں"...... جولیا نے کہا تو چوکیدار کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ اسی لمحے دوسرا چوکیدار بھی باہر نکل آیا۔

"اور یہ بوتل بھی تمہاری۔ ہمیں چونکہ تھوڑی دیر رکنا ہے اس لئے ہم نے شراب پی تو پھر ہم جس حالت میں ہوں گے اس حالت میں ہمارے لئے گھروں میں داخل ہونا ناممکن ہو جائے گا"۔ عمران نے مسمسی سی صورت بناتے ہوئے کہا تو دونوں چوکیدار ہنس پڑے۔

"ٹھیک ہے۔ لیکن ہم تمہیں زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ دے سکتے ہیں۔ ایک گھنٹے کے لئے تم ایک کمرے میں جا کر جتنی مرضی باتیں کرو لیکن ایک گھنٹے کے بعد تمہیں کمرہ چھوڑنا ہو گا کیونکہ اس

کے بعد مالک آ جاتے ہیں اور ہم نہیں چاہتے کہ مالک تم دونوں کو یہاں دیکھیں"...... ایک چوکیدار نے عمران سے بوتل لیتے ہوئے کہا۔

"ہمیں منظور ہے"...... عمران نے کہا۔

"تو آ جاؤ"...... دوسرے چوکیدار نے کہا تو وہ ان کے ہمراہ اندر داخل ہو گئے۔ چوکیدار نے ذیلی دروازہ اندر سے بند کر دیا۔

"ہمارا انعام"...... ایک چوکیدار نے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو جولیا نے ہینڈ بیگ کھولا اور اس میں سے تین سو ڈالر نکال کر اس کے ہاتھ پر رکھ دیئے۔

"تم نے پانچ سو دینے کا کہا تھا"...... چوکیدار نے کہا۔

"باقی دو سو واپسی پر"...... جولیا نے کہا۔

"یہ صرف اس کے لئے ہیں۔ یا ہم دونوں کے لئے"۔ دوسرے چوکیدار نے پوچھا۔ جولیا نے اسے تیز نظروں سے گھورا اور اسے بھی تین سو ڈالر نکال کر دے دیئے۔ تو اس کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

"تمہیں بھی باقی دو سو بعد میں دوں گی"...... جولیا نے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تھینک یو۔ آپ لوگ بے فکر ہو کر اوپر چلے جائیں"۔ چوکیدار نے جھپٹنے کے انداز میں نوٹ لیتے ہوئے کہا۔

"یہ چابی لیں۔ دوسری منزل پر نمبر دو سو سترہ ہے۔ وہ

ایئرکنڈیشنڈ آفس ہے''...... دوسرے نے چابیوں کے گچھے میں سے
ایک چابی نکال کر عمران کی جانب بڑھاتے ہوئے کہا۔
''گڈ شو۔ اب تو ہم واقعی سکون سے سوسکیں گے''...... عمران
نے چابیاں لیتے ہوئے کہا۔
''سوسکیں گے۔ کیا مطلب۔ کیا تم دونوں یہاں آرام کرنے
آئے ہو''...... ایک چوکیدار نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
''تمہیں انعام مل گیا ہے نا۔ اب ہم اوپر جا کر آرام کریں یا
ایک دوسرے سے لڑنا شروع کر دیں تمہیں اس سے کوئی مطلب
نہیں ہونا چاہئے''...... جولیا نے سخت لہجے میں کہا۔
''ٹھیک ہے''...... دوسرے چوکیدار نے کہا۔
''آیئے میں آپ کو دوسری منزل تک لے چلتا ہوں''۔ پہلے
چوکیدار نے ان دونوں سے کہا۔
''تم نے دوسوسترہ نمبر بتایا ہے نا''...... جولیا نے کہا۔
''ہاں''...... چوکیدار نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔
''ہم چلے جائیں گے تم شراب سے دل بہلاؤ۔ چلو ڈیئر''۔
عمران نے جولیا کے بولنے سے پہلے کہا۔
''چلو''...... جولیا نے کہا اور وہ زینے طے کرنے لگے دوسری
منزل پر پہنچ کر عمران دوسوسترہ نمبر کے سامنے رک گیا۔
''کیا اندر چلنے کا ارادہ ہے''...... جولیا نے پوچھا۔
''ہاں''...... عمران نے کہا۔

''وقت کیوں ضائع کر رہے ہو''...... جولیا نے کہا۔
''اس لئے کہ جب وہ تصدیق کے لئے آئیں تو ہمیں واقعی
اس کمرے کے اندر پائیں''...... عمران نے دروازہ کھولتے ہوئے
کہا تو جولیا خاموش ہوگئی وہ عمران کی بات سمجھ گئی تھی پھر وہ کمرے
میں داخل ہو گئے۔ عمران نے دروازہ لاک کر کے اندر سے بولٹ
لگا دیا۔ پھر وہ دروازے کے سامنے صوفے پر اس طرح بیٹھ گئے کہ
کی ہول سے دیکھنے والے کو وہ ایک دوسرے کے پاس بیٹھے باتیں
کرتے دکھائی دیں۔
''اب ان کا انتظار کرنا پڑے گا''...... جولیا نے کہا۔
''زیادہ دیر نہیں لگے گی۔ اس کے بعد شاید وہ صبح تک ہماری
خبر لینے کے قابل بھی نہیں رہیں گے''...... عمران نے کہا۔
''کیا مطلب''...... جولیا نے کہا وہ کچھ نہیں سمجھی تھی۔
''مطلب یہ کہ وہ اس بات کی تصدیق کرنے کے بعد کہ ہم
یہاں موجود ہیں نیچے جا کر شراب نوشی میں مصروف ہو جائیں
گے''...... عمران نے کہا۔
''شراب کی ایک بوتل دو آدمیوں کو گھنٹے دو گھنٹے سے زیادہ نشے
میں نہیں رکھ سکے گی''۔ جولیا نے کہا۔ جواب میں عمران کچھ کہنا
چاہتا تھا کہ چونک کر خاموش ہوگیا۔ راہداری سے قدموں کی چاپ
سنائی دی تھی ایسا لگا تھا کہ جیسے کوئی دبے قدموں چل رہا ہوں۔
''وہ ہمیں چیک کرنے آ رہے ہیں''...... عمران نے کہا اور وہ

دونوں ایک دوسرے کے سامنے بیٹھ گئے۔ ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ہوئے یوں بن گئے جیسے کسی نے اچانک جادو کی چھڑی گھما دی ہو اور وہ وہیں پتھروں کے بتوں میں تبدیل ہو گئے ہوں اور وہ بھی اس حالت میں کہ پلکیں جھپکائے بغیر ایک دوسرے کو دیکھتے رہیں۔ چند لمحوں کے بعد واپس جاتے قدموں کی چاپ ابھری اور عمران بے آواز مگر بڑی تیزی سے اٹھ کر دروازے کی طرف جھپٹا پھر اسی تیزی سے اس نے دروازہ کھول کر باہر جھانکا۔ وہ بس زینے کی جانب مڑتے ہوئے چوکیدار کی ایک ہی جھلک دیکھ سکا تھا اس کے نظروں سے اوجھل ہوتے ہی اس نے کمرے کے اندر کی جانب رخ کیا۔

''آؤ جلدی کرو''...... عمران نے جولیا سے کہا تو جولیا تیزی سے اٹھی اور دروازے کی طرف لپکی۔ وہ دونوں باہر آئے عمران نے دروازہ لاک کیا اور وہ تیزی سے زینوں کی جانب بڑھنے لگے۔ زینے تیزی سے طے کرتے ہوئے وہ چھت پر پہنچے۔ عمران نے چھت پر پہنچ کر جائزہ لیا پھر مطمئن انداز میں سر ہلاتے ہوئے اس نے اپنی شرٹ پتلون سے باہر نکالی اور کمر سے لپٹی ہوئی نائیلون کی باریک مگر مضبوط ڈوری کھولنے لگا۔ ڈوری میں مخصوص قسم کی گرہیں لگی ہوئی تھیں۔ یہ ایسی گرہیں تھیں کہ ان کی مدد سے آسانی سے چڑھا اور اترا جا سکتا تھا عمران نے ڈوری کا ایک سرا سائیڈ پر موجود ایک ستون سے باندھ دیا۔ پھر جھٹکا دے کر اس کی مضبوطی کا اندازہ

لگایا اور تیزی سے منڈیر کی جانب بڑھا۔ منڈیر کی دیوار سے اس نے رسی دوسری جانب لٹکائی۔

''میں جا رہا ہوں تم یہاں رہ کر اردگرد نظر رکھو گی''...... عمران نے جولیا سے کہا۔

''مگر......'' جولیا نے کہنا چاہا۔

''بحث کی ضرورت نہیں۔ وقت بہت کم ہے اور کام بہت زیادہ، واپسی میں تم یہاں رہ کر مجھے کور دے سکو گی''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے''...... جولیا نے سر ہلایا۔

''اس کے علاوہ خطرہ محسوس کرو تو ہر آنے والے کو بے دریغ گولی سے اڑاتی رہنا اور ہاں رسٹ واچ ٹرانسمیٹر آن رکھنا تاکہ مجھ سے تمہارا رابطہ رہے''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے''...... جولیا نے کہا۔

''اس جگہ سے تم ملٹی پلس لاکرز لمیٹڈ کمپنی کے گیٹ کے سامنے والی دونوں سڑکوں کی نگرانی کر سکتی ہو''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ میں دیکھ رہی ہوں''...... جولیا نے کہا۔

''یہ اس لئے بتا رہا ہوں کہ اگر کوئی خطرہ ہوا یا پولیس نے ریڈ کیا تو وہ انہی دوسمتوں سے آئیں گے اور تم ان کو دیکھنے کے بعد مجھے ٹرانسمیٹر پر مطلع کر سکتی ہو''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے میں سمجھ گئی۔ اب تم بے فکر ہو کر جاؤ میں تمہیں کور دینے کے لئے چوکنا رہوں گی''...... جولیا نے لباس کی اندرونی

جیب سے سائیلنسر لگا ریوالور نکالتے ہوئے کہا۔

''اوکے''...... عمران نے کہا اور رسی پکڑ کر دیوار پر چڑھا اور دوسری جانب اترتا چلا گیا۔ جولیا اسے نیچے اترتا دیکھتی رہی اس کے دیکھتے ہی دیکھتے عمران ملٹی پلس لاکرز لمیٹڈ کمپنی کی چھت پر اترا اور جھکے جھکے انداز میں دوڑتا ہوا زینوں کی جانب بڑھتا چلا گیا۔

عمران زینوں کے دروازے کے پاس رک گیا۔ جولیا کی نظریں اسی پر مرکوز تھیں۔ چند لمحے عمران وہاں نظر آتا رہا۔ وہ نجانے دروازے کے ساتھ کیا کر رہا تھا پھر جولیا نے اچانک زینوں کا دروازہ کھلتے اور عمران کو اس میں غائب ہوتے دیکھا تو وہ طویل سانس لے کر مڑ گئی۔ ایک نظر اس نے اسی عمارت کے زینوں والے دروازے پر ڈالی پھر کچھ سوچ کر آگے بڑھی اور دروازہ بند کر کے لاک لگا دیا اور پھر پلٹی اور رسی کے پاس آ کر کھڑی ہوگئی۔ پھر اس نے ملٹی پلس لاکرز لمیٹڈ کمپنی کے مین گیٹ والی سڑک کی دونوں سمتوں کا جائزہ لیا اور وہاں ادھر ادھر ٹہلنے لگی۔ اس کا ذہن عمران ہی کے بارے میں سوچ رہا تھا عمران جو پاکیشیا کا سپوت تھا اور وہ اپنے وطن اور اپنی قوم کے لئے اپنی زندگی پر کھیل جاتا تھا۔ اس وقت بھی اس نے اپنی زندگی داؤ پر لگا دی تھی۔

یہ اسرائیل کا دارالحکومت تل ابیب تھا۔ تل ابیب جہاں صرف درندے بستے تھے وہ درندے جو درندگانہ فیصلے کرتے تھے اور وہ درندے جو ان فیصلوں پر عمل کراتے تھے۔ عمران ان درندوں کے

بھٹ میں آ گھسا تھا اور ان کے جبڑوں کو چیر کر اپنا مقصد حاصل کرنے کے لئے زندگی داؤ پر لگا دی تھی۔ جولیا سوچتی رہی اور وقت گزرتا رہا مگر اس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ وہ اپنے اردگرد سے بھی غافل ہوگئی تھی نہیں وہ پوری طرح چوکنا تھی۔ چوکنا نہ ہوتی تو ملٹی پلس لاکرز لمیٹڈ کمپنی والی سڑک پر دور نظر آنے والی جلتی بجھتی سرخ لائٹس کو دیکھ کر چونک نہ پڑتی۔ وہ ایک نہیں کئی لائٹس تھیں جو سائرن بجاتی ہوئیں قطار در قطار اور اسی جانب بڑھتی چلی آ رہی تھیں۔

''پولیس''...... جولیا کے ذہن میں ایک ہی لفظ ابھرا تھا خطرہ سر پر پہنچ گیا تھا وہ تیزی سے پیچھے ہٹی اور ریسٹ واچ کی جانب متوجہ ہوگئی اور عمران کو پولیس کی آمد کی اطلاع دینے کے لئے اس سے رابطہ کرنے کی کوشش کرنے لگی۔

ڈاکٹر کارٹرس اپنی خواب گاہ میں موجود تھا۔ اس کے چہرے پر پریشانی اور الجھن کے تاثرات نمایاں دکھائی دے رہے تھے۔ کمرے میں زیرو پاور کا بلب جل رہا تھا اور رات زیادہ ہونے کے باوجود ابھی نیند اس کی آنکھوں سے کوسوں دور دکھائی دے رہی تھی۔ وہ ٹہلتا ہوا بار بار رک کر دائیں طرف دیوار پر لگے ہوئے دیوار گیر کلاک کی طرف دیکھتا اور پھر ہونٹ چباتے ہوئے ادھر ادھر ٹہلنا شروع کر دیتا۔

اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے کسی کا بے تابی سے انتظار ہو۔ اچانک کمرے میں ہلکی سی بیپ کی آواز ابھری اور ڈاکٹر کارٹرس اس بری طرح سے اچھل پڑا جیسے اچانک اس کے قدموں کے قریب ہینڈ گرنیڈ پھٹ پڑا ہو۔ بیپ کی آواز پھر سنائی دی اور وہ تیزی سے ایک دیوار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ دیوار میں نصب وارڈ روب کھول کر اس نے خفیہ خانے میں ہاتھ ڈالا اور ایک جدید سا

ٹرانسمیٹر نکال لیا۔ اس ٹرانسمیٹر پر نہ صرف سرخ رنگ کا بلب سپارک ہو رہا تھا بلکہ بیپ کی آواز بھی اسی سے آ رہی تھی۔ ڈاکٹر کارٹرس نے فوراً ایک بٹن پریس کر دیا۔ بٹن پریس ہوتے ہی ٹرانسمیٹر سے نہ صرف بیپ کی آواز آنا بند ہو گئی بلکہ اس پر جلتا بجھتا سرخ بلب بھی بجھ گیا اور اس کی جگہ سبز رنگ کا بلب جل اٹھا۔

''ہیلو ہیلو۔ جیفرڈ بول رہا ہوں۔ ہیلو۔ اوور''...... ایک اور بٹن پریس ہوتے ہی ٹرانسمیٹر سے رہوڈا کے نائب کی آواز سنائی دی۔

''یس۔ سیکنڈ چیف اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... ڈاکٹر کارٹرس نے سخت لہجے میں کہا۔

''چیف۔ کیا آپ کچھ دیر کے لئے کنٹرول روم میں آ سکتے ہیں۔ اوور''...... جیفرڈ نے کہا۔

''کنٹرول روم میں۔ کیوں کوئی خاص بات ہے۔ اوور''۔ ڈاکٹر کارٹرس نے کہا۔

''یس چیف۔ ماسٹر لاکرز سسٹم سے مجھے ریڈ کاشن مل رہا ہے۔ اوور''...... جیفرڈ نے کہا تو ڈاکٹر کارٹرس بری طرح سے اچھل پڑا۔

''ریڈ کاشن۔ ماسٹر لاکرز سے۔ کیا مطلب۔ اوور''...... ڈاکٹر کارٹرس نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

''ایسا لگ رہا ہے جیسے کسی نے ماسٹر لاکرز میں داخل ہونے کی کوشش کی ہے۔ آپ یہاں آ جائیں۔ میں ماسٹر کمپیوٹر آن کر رہا ہوں۔ آپ کے آنے تک سارا سسٹم ایکٹیو ہو جائے گا اور اس

بات کا علم ہو جائے گا کہ وہاں کون ہے“...... جیفرڈ نے کہا۔

”ہونہہ۔ تم جلد سے جلد ماسٹر کمپیوٹر کو ایکٹیو کرو۔ آخر وہاں جانے والا کون ہوسکتا ہے۔ اوور“...... ڈاکٹر کارٹرس نے کہا۔

”یس چیف۔ اوور“...... جیفرڈ نے کہا اور ڈاکٹر کارٹرس نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ منقطع کر دیا۔

”یہ کیا چکر ہے۔ ماسٹر لاکرز میں کون داخل ہوا ہو گا۔ وہاں تو میرا سپیشل لاکر ہے۔ کیا وہاں میرے سیکرٹ لاکر کو چیک کرنے کے لئے کسی نے نقب لگائی ہے یا کوئی اور معاملہ ہے“...... ڈاکٹر کارٹرس نے پریشانی کے عالم میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے تیزی سے آگے بڑھ کر بیڈ کی سائیڈ پر رکھا ہوا انٹر کام کا بٹن پریس کیا۔

”یس سر“...... دوسری طرف سے فوراً اس کی لیڈی سیکرٹری کی آواز سنائی دی جو اس عمارت میں نائٹ شفٹ پر تھی۔

”کیٹی۔ ڈابکر کہاں ہے“...... ڈاکٹر کارٹرس نے پوچھا۔

”ڈابکر۔ وہ باہر لان میں موجود سیکورٹی گارڈز کے ساتھ ہے چیف“...... کیٹی نے جواب دیا۔

”اسے فوراً بلاؤ“...... ڈاکٹر کارٹرس نے کہا۔

”کیوں کیا ہوا چیف۔ آپ گھبرائے ہوئے کیوں ہے۔ سب خیریت تو ہے“...... کیٹی کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

”بہت برا ہوا ہے کیٹی۔ بہت برا“...... ڈاکٹر کارٹرس نے بڑی

بے چینی اور پریشانی کے عالم میں کہا۔

”ہوا کیا ہے چیف“...... کیٹی نے پوچھا۔

”ماسٹر لاکرز میں گڑ بڑ ہو رہی ہے۔ شاید کوئی میرے سپیشل لاکر کو کھولنے کی کوشش کر رہا ہے“...... ڈاکٹر کارٹرس نے پریشانی کے عالم میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ماسٹر لاکرز۔ میں کچھ سمجھی نہیں چیف اور یہاں آپ کی رہائش گاہ میں ایسا کوئی لاکر نہیں ہے“...... کیٹی نے کہا۔

”تم نہیں سمجھو گی۔ نانسنس۔ تم ڈابکر سے کہو کہ وہ گاڑی تیار کرے میں آ رہا ہوں اور ہاں تمہیں بھی میرے ساتھ چلنا ہے۔ تم گاڑی کے پاس رکو میں بس تیار ہو کر آ رہا ہوں“...... ڈاکٹر کارٹرس نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

”یس چیف۔ لیکن“...... کیٹی نے کہنا چاہا۔

”شٹ اپ یو نانسنس۔ جتنا کہہ رہا ہوں اس پر عمل کرو ورنہ میں ابھی آ کر تمہیں شوٹ کر دوں گا۔ نانسنس“......ڈاکٹر کارٹرس نے غصے سے چیختے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے انٹر کام بند کر دیا۔ انٹر کام کے ساتھ ایک فون سیٹ پڑا ہوا تھا۔ ڈاکٹر کارٹرس نے کچھ سوچا پھر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے لگا۔

”یس۔ ڈی ایجنسی“...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک بھاری اور کرخت آواز سنائی دی۔

''سیکنڈ چیف کارٹرس بول رہا ہوں۔ فرسٹ چیف سے بات کراؤ۔ فوراً''...... ڈاکٹر کارٹرس نے غرا کر کہا۔

''اوہ۔ لیکن چیف تو بیڈ روم میں ہیں۔ کیا انہیں اس وقت جگانا مناسب ہوگا''...... دوسری طرف سے کرنل رابرٹ کے سیکرٹری نے قدرے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''میں ڈینجر ایجنسی کا سیکنڈ چیف ہوں نانسنس۔ میں کسی بھی وقت کرنل رابرٹ سے بات کرسکتا ہوں۔ ایمرجنسی ہے۔ میری اس سے فوراً بات کراؤ''...... ڈاکٹر کارٹرس نے حلق پھاڑ کر دہاڑتے ہوئے کہا۔

''یس چیف۔ ایک منٹ ہولڈ کریں۔ میں ابھی آپ کی چیف سے بات کراتا ہوں''...... سیکرٹری نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''یس۔ کرنل رابرٹ بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد رسیور میں کرنل رابرٹ کی نیند میں ڈوبی ہوئی آواز سنائی دی۔

''ڈاکٹر کارٹرس بول رہا ہوں''...... ڈاکٹر کارٹرس نے فوراً کہا۔

''رات کے دو بج رہے ہیں ڈاکٹر۔ اس وقت تمہیں میری کیا ضرورت پیش آ گئی جو تم نے ایمرجنسی کال کی ہے''...... دوسری طرف سے کرنل رابرٹ نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ماسٹرز لاکرز میں کسی نے گھسنے کی کوشش کی ہے کرنل رابرٹ۔ تمہارا آفس وہاں سے زیادہ نزدیک ہے۔ فوری طور پر کسی گروپ کو

وہاں بھیجو اور ساری عمارت کا گھیراؤ کر لو جلدی''...... ڈاکٹر کارٹرس نے کہا۔

''اوہ۔ کون ہیں وہ لوگ''...... کرنل رابرٹ نے چونک کر کہا۔

''میں نہیں جانتا۔ آپ فوراً مسلح گروپ وہاں بھیجیں میں خود بھی وہاں پہنچ رہا ہوں۔ فوراً کا مطلب ہے فوراً۔ ایک لمحے کی دیر بھی قومی سلامتی کے لئے خطرناک ثابت ہوسکتی ہے''۔ ڈاکٹر کارٹرس نے کہا۔

''اوہ اوہ۔ ٹھیک ہے۔ میں بھی مسلح گروپ کے ساتھ پہنچ رہا ہوں۔ لیکن اگر آپ تفصیل بتا دیتے تو زیادہ مناسب ہوتا''۔ کرنل رابرٹ نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

''یہ سب باتیں بعد میں بھی کی جا سکتی ہیں کرنل رابرٹ پہلے آپ گروپ لے کر وہاں پہنچیں۔ ہری اپ''...... ڈاکٹر کارٹرس نے تیز لہجے میں کہا اور پھر اس نے کرنل رابرٹ کا جواب سنے بغیر رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔ رسیور رکھ کر وہ تیزی سے ملحقہ ڈریسنگ روم میں چلا گیا۔ تھوڑی دیر میں وہ تیار ہو کر باہر آ گیا۔ اس کی ایک جیب خاصی پھولی ہوئی تھی جس سے ظاہر ہو رہا تھا کہ اس نے جیب میں بھاری ریوالور رکھا ہے۔ وہ تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھا اور پھر دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔ برآمدے سے ہوتا ہوا وہ لان میں آیا تو سفید لباس میں ڈرائیور مستعد کھڑا تھا۔ سامنے سفید رنگ کی جدید ماڈل کی تیز رفتار کار تھی۔ ڈاکٹر کارٹرس

کچھ کہے بغیر کار کا عقبی دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گیا۔ اس کے بیٹھتے ہی ڈرائیور بھی کار میں بیٹھ گیا۔ کار کے پاس ایک نوجوان لڑکی کھڑی تھی جو اس کی نائٹ شفٹ کی پرسنل سیکرٹری کیٹی تھی۔

"کہاں جانا ہے سر"...... ڈرائیور نے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

"ملٹی پلس لاکرز لمیٹڈ کمپنی کی طرف چلو۔ جلدی"...... ڈاکٹر کارٹرس نے گاڑی میں بیٹھنے کے بعد ڈرائیور سے کہا۔ کیٹی اس کے برابر آ بیٹھی تھی۔

"یس سر"...... ڈرائیور نے کہا اور گاڑی حرکت میں آ گئی۔

"جس قدر تیز رفتاری سے ڈرائیونگ کر سکتے ہو کرو۔ ہمیں جلد سے جلد وہاں پہنچنا ہے"...... ڈاکٹر کارٹرس نے مضطربانہ لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... ڈرائیور نے کہا اور رفتار بڑھاتا چلا گیا۔

"ملٹی پلس لاکرز لمیٹڈ کمپنی سے ہمارا کیا تعلق چیف"...... کیٹی نے پوچھا۔

"وہاں میرا ایک لاکر ہے اور کسی نے ماسٹر لاکرز روم میں نقب لگائی ہے۔ مجھے خدشہ ہے کہ کہیں وہ میرا پرسنل لاکر نہ توڑ رہا ہو"...... ڈاکٹر کارٹرس نے کہا۔

"اوہ۔ اس میں کیا ہے سر۔ قیمتی اشیاء یا اہم ترین کاغذات اور فائلیں"...... کیٹی نے پوچھا۔

"تمہاری دوسری بات صحیح ہے"...... ڈاکٹر کارٹرس نے کہا۔

"مگر آپ نے کبھی مجھ سے اس کا تذکرہ نہیں کیا سر"۔ کیٹی نے کہا۔

"میرے علاوہ کوئی نہیں جانتا کہ اس کمپنی میں میرے نام پر کوئی لاکر ہے اور اس لاکر میں میں نے اہم ترین کاغذات رکھے ہوئے ہیں جو اگر غلط ہاتھوں میں آ گئے تو ملک و قوم کو شدید خطرات لاحق ہو سکتے ہیں"...... ڈاکٹر کارٹرس نے کہا۔

"مگر......" کیٹی نے کچھ کہنا چاہا تھا۔

"کاغذات محفوظ رکھنے اور رازداری کے خیال سے ایسا کیا گیا تھا نانسنس۔ اس لاکر میں اصل کاغذات نہیں۔ کاپیاں ہیں لیکن کاپیاں بھی اصل کے مطابق ہیں جن کا محفوظ رہنا ضروری ہے۔ سمجھی تم"...... ڈاکٹر کارٹرس نے غرا کر کہا۔

"اگر ماسٹر لاکرز کے بارے میں آپ کے سوا کوئی اور نہیں جانتا تو پھر کوئی وہاں جا کر آپ کا لاکر کیوں کھولے گا چیف اسے کیسے معلوم ہو سکتا ہے کہ وہاں آپ کا سپیشل لاکر موجود ہے جس میں اہم دستاویزات یا فائلیں ہیں"...... کیٹی نے کہا۔

"خاموش رہو۔ تم ان باتوں کو نہیں سمجھ سکتی"...... ڈاکٹر کارٹرس نے کرخت لہجے میں کہا تو کیٹی سہم کر خاموش ہو گئی۔

"تم کار اس قدر آہستہ کیوں چلا رہے ہو نانسنس۔ رات کا وقت ہے خالی سڑکیں ہیں۔ تیز چلاؤ۔ ہمیں پانچ منٹ میں وہاں پہنچنا ہے نانسنس"...... ڈاکٹر کارٹرس نے ڈرائیور سے مخاطب ہو کر

کہا جس کا نام ڈابکر تھا۔

''یس چیف''...... ڈابکر نے کہا اور ساتھ ہی اس نے کار کی رفتار میں مزید اضافہ کرنا شروع کر دیا۔ رات کے وقت واقعی سڑکیں ویران تھیں۔ ہر طرف گہری خاموشی چھائی ہوئی تھیں۔ کہیں کوئی ایک آدھ گاڑی دکھائی دے جاتی تھی۔

''ہونہہ۔ جیفرڈ نے مجھے کنٹرول روم میں بلایا تھا اور میں پریشانی کے عالم میں وہاں جانا ہی بھول گیا''...... ڈاکٹر کارٹرس نے چونک کر کہا۔

''تو کیا واپس رہائش گاہ چلیں جناب''...... ڈابکر نے پوچھا۔

''نہیں۔ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ کیٹی تم جیفرڈ سے رابطہ کرو۔ فوراً''...... ڈاکٹر کارٹرس نے کہا تو کیٹی نے اثبات میں سر ہلا کر اپنے ہینڈ بیگ سے جدید ساخت کا سیل فون نکالا اور تیزی سے رہائش گاہ کے کنٹرول روم کے سیکنڈ انچارج جیفرڈ سے رابطہ ملانے لگی۔

''جیفرڈ بول رہا ہوں''...... رابطہ ملتے ہی جیفرڈ کی آواز سنائی دی۔

''کیٹی بول رہی ہوں جیفرڈ''...... کیٹی نے کہا۔

''کیوں فون کیا ہے اور چیف کہاں ہیں''...... جیفرڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''چیف میرے ساتھ ہیں اور ہم ڈابکر کے ساتھ باہر جا رہے

ہیں۔ یہ لو چیف تم سے بات کریں گے''...... کیٹی نے کہا اور پھر اس نے سیل فون ڈاکٹر کارٹرس کی طرف بڑھا دیا۔

''ڈاکٹر کارٹرس بول رہا ہوں جیفرڈ''...... ڈاکٹر کارٹرس نے کہا۔

''یس چیف۔ آپ کو تو میں نے کنٹرول روم میں بلایا تھا چیف اور آپ......'' جیفرڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ میں جلدی میں تھا اس لئے کنٹرول روم نہیں آ سکا۔ تم فکر نہ کرو۔ میں ماسٹر لاکرز ہی چیک کرنے جا رہا ہوں۔ تم بتاؤ ماسٹر کمپیوٹر ایکٹیو ہوا ہے۔ پتہ چلا کہ لاکرز روم میں کون موجود ہے اور وہ کون سا لاکر کھولنے کی کوشش کر رہا ہے''...... ڈاکٹر کارٹرس نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

''نو چیف۔ کمپیوٹر ابھی مکمل طور پر ایکٹیو نہیں ہوا۔ میرا خیال ہے اس میں کوئی وائرس آ گیا ہے''...... دوسری طرف سے جیفرڈ نے قدرے پریشانی کے عالم میں کہا تو ڈاکٹر کارٹرس نے غصے سے ہونٹ بھینچ لئے۔

''آئے دن تمہارے کمپیوٹر میں وائرس آیا رہتا ہے۔ تم اس کا مکمل صفایا کیوں نہیں کرتے نانسنس۔ اب کمپیوٹر آن ہونے کی اشد ضرورت ہے تو وہ آن ہی نہیں ہو رہا۔ اب کیسے پتہ چلے گا کہ ماسٹرز لاکر روم میں کون موجود ہے اور وہ کون سا لاکر توڑ رہا ہے۔ نانسنس''...... ڈاکٹر کارٹرس نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔

''سس۔ سس۔ سوری چیف۔ میں کوشش کر رہا ہوں۔ اس سسٹم

کو ایکریمین ایجنٹ ہیک کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں جس سے وائرس سسٹم ایکٹیو ہو جاتا ہے۔ میں بار بار اسے واش کرتا ہوں لیکن پھر بھی کوئی نہ کوئی کمی رہ جاتی ہے۔ میں صبح ہوتے ہی اسے مکمل طور پر ہر قسم کے وائرس سے واش کر دوں گا اور اس بار میں ماسٹر کمپیوٹر میں ایسا جدید اینٹی وائرس سسٹم لگاؤں گا جس سے نہ تو کوئی وائرس کمپیوٹر میں داخل ہو سکے گا اور نہ اس سسٹم کو کوئی ہیک کر سکے گا''...... جیفرڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہ کام تمہیں بہت پہلے کر لینا چاہئے تھا نانسنس۔ تم جانتے ہو کہ ایکریمین ایجنسیاں ڈینجر ایجنسی کے ماسٹر کمپیوٹر تک رسائی حاصل کرنے میں لگی رہتی ہیں تاکہ وہ ہماری ایکٹیوٹیز چیک کر سکیں اس کے باوجود تم نے اس کمپیوٹر کو سیف نہیں کیا ہے''...... ڈاکٹر کارٹرس نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

''میں اس سسٹم کی مکمل حفاظت کرتا ہوں چیف۔ ایکریمین ایجنسیاں کوشش ضرور کرتی ہیں لیکن میں نے ابھی تک اس سسٹم میں کسی کو ان ہونے نہیں دیا اور نہ ہی کوئی اس کمپیوٹر کا ڈیٹا ہیک کر سکا ہے۔ آپ بے فکر رہیں۔ صبح یہ سسٹم ہر لحاظ سے محفوظ ہو جائے گا۔ میں نے سر رہوڈا کی مدد سے ماسٹر اینٹی وائرس سسٹم بنا لیا ہے جو اسے ہر قسم کے مسئلے سے مکمل طور پر محفوظ رکھے گا''...... جیفرڈ نے کہا۔

''اوکے۔ صبح کی بات صبح دیکھی جائے گی۔ تم وقتی طور پر وائرس

ریموو کرو اور کمپیوٹر کو سیف موڈ میں آن کرو۔ میں ہر حال میں جاننا چاہتا ہوں کہ ماسٹر لاکرز میں کون ہے اور وہ کس لاکر کو توڑنا چاہتا ہے''...... ڈاکٹر کارٹرس نے کہا۔

''یس چیف۔ آپ مجھے صرف دس منٹ دے دیں۔ دس منٹ تک میں آپ کو کمپیوٹر سے حاصل کی ہوئی فوٹیج آپ کے سمارٹ سیل فون پر ٹرانسفر کر دوں گا''...... جیفرڈ نے کہا۔

''ہونہہ۔ دس منٹ بہت زیادہ ہیں نانسنس۔ ان دس منٹوں میں وہ اپنا کام کر کے نکل گیا تو''...... ڈاکٹر کارٹرس نے غرا کر کہا۔

''میں کوشش کروں گا کہ جلد سے جلد کمپیوٹر آن ہو لیکن اتنا وقت تو بہرحال لگ ہی جائے گا''...... جیفرڈ نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم اپنا کام جاری رکھو۔ میں بس پہنچنے والا ہوں۔ اب میں خود چیک کروں گا کہ وہاں کون ہے اور کون سا لاکر توڑنے کی کوشش کی جا رہی ہے''...... ڈاکٹر کارٹرس نے کہا اور ساتھ ہی اس نے رابطہ منقطع کر دیا۔

''نانسنس۔ سب کچھ مجھے ہی کرنا پڑتا ہے۔ کوئی بھی اپنے کام میں پرفیکٹ نہیں ہے۔ ہر کسی کے پاس بنا بنایا بہانہ ہوتا ہے۔ دل کرتا ہے کہ تم سب کو ایک لائن میں کھڑا کر کے اپنے ہاتھوں سے گولیاں مار دوں۔ نانسنس''...... ڈاکٹر کارٹرس نے غراتے ہوئے کہا اس کی غراہٹ اس قدر خوفناک تھی کہ ڈابکر اور اس کے ساتھ بیٹھی ہوئی کیٹی کانپ کر رہ گئی۔

"ہمیں وہاں پہنچنے میں وقت لگ سکتا ہے چیف۔ آپ کو سپیشل گروپ کو پہلے ہی وہاں بھیج دینا چاہئے تھا"...... کیٹی نے کہا۔

"ہاں۔ میں نے کرنل رابرٹ کو کال کر دی تھی۔ اس نے گروپ بھیج دیا ہو گا جو اب تک وہاں پہنچ بھی چکا ہو گا۔ کرنل رابرٹ کو اس بارے میں پہلے سے میں نے بریفنگ دے دی تھی تاکہ کبھی ایسا وقت آئے تو تفصیل بتانے میں وقت نہ ضائع ہو"...... ڈاکٹر کارٹرس نے کہا۔

"یس چیف"...... کیٹی نے سر ہلا دیا۔ ڈابکر خاموش تھا۔ وہ تیزی رفتاری سے ڈرائیونگ کر رہا تھا۔ مزید آدھا گھنٹہ کار دوڑانے کے بعد اس نے ایک موڑ مڑتے ہی رفتار کم کرنی شروع کر دی تھی پھر جس عمارت کے سامنے اس نے گاڑی روکی وہاں کئی سپیشل اسکواڈ گاڑیاں کھڑی ہوئی تھیں اور ان سے مسلح افراد اتر رہے تھے یہ سب سادہ لباس والے تھے۔

"ڈاکٹر کارٹرس"...... اچانک ایک سادہ لباس والے نے ڈاکٹر کارٹرس کی جانب بڑھتے ہوئے کہا۔ ڈاکٹر کارٹرس نے چونک کر دیکھا تو یہ دیکھ کر اس کے چہرے پر سکون آ گیا کہ وہ ڈینجر ایجنسی کا چیف کرنل رابرٹ تھا۔ ڈاکٹر کارٹرس نے اس سے نہایت گرم جوشی سے ہاتھ ملایا۔

"کیا ہو رہا ہے کرنل رابرٹ"...... ڈاکٹر کارٹرس نے کہا۔

"میرے آدمی کاروائی شروع کر چکے ہیں۔ عمارت کو ہر طرف

سے گھیرا جا چکا ہے اور ٹروپرز عمارت میں بھی گھس رہے ہیں۔ جلد ہی پتہ چل جائے گا کہ اندر گھسنے والے کون ہیں اور ان کی تعداد کتنی ہے"...... کرنل رابرٹ نے سنجیدگی سے کہا۔

"گڈ شو۔ آؤ"...... ڈاکٹر کارٹرس نے زینے طے کرتے ہوئے کہا۔ یہاں جگہ جگہ اسے مسلح افراد نظر آئے تھے۔ دوسری منزل پر پہنچے تو یہاں ان کو تیسری منزل کے زینوں کا دروازہ بند ملا تھا اور چھ سات مسلح افراد دیواروں سے چپکے کھڑے ہر قسم کی سچوئیشن کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار تھے۔ سامنے ایک بڑا سا فولادی دروازہ تھا جو بند تھا اور دروازے کے سامنے سرخ رنگ کی لیزر لائٹس مچلتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔ یہ کٹر ریز تھیں۔ اگر کوئی انسان غلطی سے بھی ان میں داخل ہو جاتا تو ریز لمحوں میں اسے کاٹ کر رکھ دیتیں۔

"دروازہ کھولو"...... کرنل رابرٹ نے غراتے ہوئے کہا۔

"ہمارے پاس ریز ختم کرنے کا ریموٹ نہیں ہے اور نہ دروازے کی چابیاں"...... ایک شخص نے کہا۔

"تو کیسے ختم ہوں گی یہ ریز اور کیسے کھلے گا دروازہ"...... ڈاکٹر کارٹرس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ماسٹر لاکرز کا مالک آ رہا ہے جناب۔ چابیاں اسی کے پاس ہیں وہی اسے کھولے گا"...... ایک دوسرے شخص نے کہا۔

"اوہ۔ ایک ایک لمحہ قیمتی ہے اور یہ احمق اسے ضائع کر رہے

ہیں......" ڈاکٹر کارٹرس نے مٹھیاں بھینچ کر کہا تھا۔

"وہ آ گئے"...... اچانک ایک مسلح آدمی نے کہا اور ڈاکٹر کارٹرس اور کرنل رابرٹ چونک کر مڑ کر دیکھنے لگے۔ ایک لمبے قد کا مقامی آدمی تیزی سے اسی طرف آ رہا تھا۔ اس نے کرنل رابرٹ اور ڈاکٹر کارٹرس کو سلام کیا۔

"یہ ریز کا جال ختم کرو میتھوز اور لاکرز کا دروازہ کھولو۔ ہمیں اندر جانا ہے"...... ڈاکٹر کارٹرس نے سخت لہجے میں کہا۔

"لیکن ہوا کیا ہے جناب اور یہ سب"...... میتھوز نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کوئی ماسٹر لاکرز روم میں موجود ہے نانسنس۔ اس سے پہلے کہ وہ کوئی لاکر توڑ کر اس میں موجود کوئی چیز لے کر نکل جائے ہم اسے فوراً پکڑ لینا چاہتے ہیں"...... کرنل رابرٹ نے کہا۔

"ماسٹر لاکرز میں کوئی کیسے داخل ہو سکتا ہے جناب۔ دروازہ بند ہے اور باہر ریز کٹر کا جال پھیلا ہوا ہے۔ اس طرف آنے والا زندہ بچ کر اندر کیسے جا سکتا ہے"...... میتھوز نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سب کچھ ممکن ہے۔ میرے سسٹم پر کاشن ملا ہے کہ کوئی ماسٹر روم میں موجود ہے۔ اب وہ اندر کیسے گھسا ہے۔ اس کا مجھے علم نہیں۔ تم فوراً دروازہ کھولو"...... ڈاکٹر کارٹرس نے سخت لہجے میں کہا تو ادھیڑ عمر میتھوز نے جیب سے ایک ریموٹ کنٹرول آلہ نکال کر

دروازے کی طرف کر کے اس پر لگا ہوا ایک بٹن پریس کیا تو دروازے کے باہر تڑپتی ہوئی سرخ روشنی کی لہریں یکلخت غائب ہو گئیں۔ اس نے ریموٹ کے یکے بعد دیگرے مزید چند بٹن پریس کئے اور ریموٹ پر لگا ہوا سرخ بٹن پریس کر دیا۔ اس بٹن کے پریس ہوتے ہی دروازہ کھل جانا چاہئے تھا لیکن ایسا نہ ہوا۔

"کک کک۔ کیا مطلب۔ یہ دروازہ کیوں نہیں کھل رہا"۔ میتھوز نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا تو کرنل رابرٹ اور ڈاکٹر کارٹرس دونوں چونک پڑے۔

"دروازہ نہیں کھل رہا۔ کیا مطلب"...... کرنل رابرٹ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"مم۔ مم۔ میں کوشش کر رہا ہوں۔ کوڈ بٹن پریس کر کے میں نے دروازہ اوپن کرنے کے لئے ریڈ بٹن پریس کیا ہے لیکن دروازہ نہیں کھلا"...... میتھوز نے کہا۔ وہ بار بار ریموٹ کنٹرول دروازے کی طرف کر کے ریڈ بٹن پریس کر رہا تھا لیکن دروازہ نہیں کھل رہا تھا۔

"تم نے غلط کوڈ پریس کئے ہوں گے۔ دوبارہ کوڈ لگاؤ"۔ ڈاکٹر کارٹرس نے غصیلے لہجے میں کہا تو میتھوز ایک بار پھر کوڈ پریس کرنے لگا۔ کوڈ پریس کرتے ہی اس نے ایک بار پھر سرخ بٹن پریس کیا لیکن دروازہ اپنی جگہ سے ٹس سے مس نہ ہوا۔

"نن۔ نن۔ نہیں کھل رہا"...... میتھوز نے بوکھلائے ہوئے لہجے

میں کہا۔

"یہ کیا بکواس ہے۔ تم نشے میں ہو گیا۔ لاؤ ریموٹ مجھے دو"...... کرنل رابرٹ نے غرا کر کہا اور اس سے ریموٹ کنٹرول چھین لیا۔

"کوڈ بتاؤ"...... کرنل رابرٹ نے چیخ کر کہا تو میتھوز نے کوڈ بتا دیئے۔ کرنل رابرٹ نے کوڈ پریس کئے اور پھر اس نے ریموٹ کا رخ دروازے کی طرف کر کے ریڈ بٹن پریس کر دیا۔ لیکن دروازہ نہ کھلا۔ کرنل رابرٹ غصے سے بار بار سرخ بٹن پریس کر رہا تھا لیکن دروازہ کھل ہی نہیں رہا تھا۔

"کیا ہوا ہے اسے"...... ڈاکٹر کارٹرس نے غراتے ہوئے کہا۔

"پتہ نہیں۔ لاک کھل ہی نہیں رہا"...... کرنل رابرٹ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"مجھے دکھائیں۔ میں چیک کرتا ہوں"...... ڈاکٹر کارٹرس نے کہا تو کرنل رابرٹ نے ریموٹ کنٹرول اسے دے دیا۔ ڈاکٹر کارٹرس نے بھی ریموٹ کے مخصوص کوڈ پریس کئے اور پھر اس نے سرخ بٹن پریس کیا لیکن معاملہ جوں کا توں رہا۔

"ریموٹ خراب معلوم ہوتا ہے۔ کیا تمہارے پاس دوسرا ریموٹ ہے"...... ڈاکٹر کارٹرس نے میتھوز سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہیں۔ یہ سپیشل ریموٹ ہے۔ اس پر لگا ہوا بلب جل رہا ہے جس کا مطلب ہے کہ ریموٹ ٹھیک ہے"...... میتھوز نے پریشانی

کے عالم میں کہا۔

"اگر ریموٹ ٹھیک ہے تو پھر دروازہ کیوں نہیں کھل رہا ہے نانسنس"...... کرنل رابرٹ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"شاید دروازے کا لاک جام ہو گیا ہے"...... میتھوز نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"تو اب یہ کیسے کھلے گا"...... ڈاکٹر کارٹرس نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"دروازے بنانے والی فرم کے انجینئر کو بلانا پڑے گا"۔ میتھوز نے پرتشویش نظروں سے انہیں دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں اتنا وقت نہیں ہے پتہ نہیں اندر کون لوگ ہیں اور لاکر کھولنے میں کس حد تک کامیاب ہو سکے ہیں"...... ڈاکٹر کارٹرس نے غصے سے بھرپور لہجے میں کہا۔

"تب پھر کیا کیا جائے"...... میتھوز نے اسی طرح پریشانی کے عالم میں کہا۔

"دروازہ بم سے اُڑانا پڑے گا"...... کرنل رابرٹ نے کہا تو میتھوز بری طرح سے اچھل پڑا۔

"بم سے۔ یہ۔ یہ۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں جناب"۔ میتھوز نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"وہی جو تم نے سنا ہے"...... کرنل رابرٹ نے غرا کر کہا۔ اس نے ایک مسلح آدمی کو اپنے قریب بلایا۔

''یس چیف''...... مسلح آدمی نے کہا۔

''تمہارا نام کیا ہے''...... کرنل رابرٹ نے پوچھا۔

''ولیم چیف''...... اس آدمی نے جواب دیا۔

''تمہارے پاس میگنٹ بم ہیں''...... کرنل رابرٹ نے پوچھا۔

''یس چیف''...... ولیم نے جواب دیا۔

''گڈ شو۔ بم دروازے سے لگاؤ اور اسے اُڑا دو۔ ہری اپ''...... کرنل رابرٹ نے کہا۔

''یس چیف''...... ولیم نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''لل لل۔ لیکن......'' میتھوز نے کہنا چاہا۔

''یو شٹ اپ نانسنس۔ پیچھے ہٹ جاؤ سب''...... کرنل رابرٹ نے پہلے میتھوز سے اور پھر اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا تو وہ سب تیزی سے پیچھے ہٹتے چلے گئے۔ ولیم نے جیب سے دو میگنٹ بم نکالے اور دروازے کی دونوں سائیڈوں پر لگا دیئے پھر اس نے بموں کے بٹن پریس کئے اور مڑ کر تیزی سے پیچھے کی طرف بھاگا۔ سب دیواروں کی جڑوں سے لگ گئے تھے۔ ابھی چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ اچانک یکے بعد دیگرے دو زور دار دھماکے ہوئے اور فولادی دروازے کے پرخچے اُڑتے چلے گئے۔

''چلو۔ اندر چلو جلدی اور اندر جو نظر آئے اس گولیوں سے اُڑا دینا''...... کرنل رابرٹ نے چیختے ہوئے کہا تو مسلح افراد مشین گنیں سنبھالے تیزی سے ٹوٹی ہوئی دیوار کی طرف دوڑ پڑے۔ کرنل

رابرٹ، ڈاکٹر کارٹرس اور میتھوز بھی تیزی سے اس طرف لپکے اور پھر وہ سب ایک ہال نما بڑے لاکرز روم میں داخل ہو گئے۔ لاکرز روم خالی تھا۔ روم کئی حصوں پر مشتمل تھا۔ وہ سب تیزی سے اندرونی حصے کی طرف بھاگتے چلے گئے۔

''آپ کا لاکر کہاں ہے ڈاکٹر کارٹرس''...... کرنل رابرٹ نے ڈاکٹر کارٹرس سے مخاطب ہو کر کہا۔

''میرے ساتھ آئیں''...... ڈاکٹر کارٹرس نے کہا اور تیزی سے ایک راہداری کی طرف بھاگنے لگا۔ کرنل رابرٹ اور دو مشین گن بردار بھی ان کے ساتھ بھاگنے لگے۔ ایک اور موڑ مڑتے ہی اچانک ڈاکٹر کارٹرس کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے پیر کے نیچے کوئی گول سی چیز آ گئی ہو۔ وہ لڑکھڑایا اور اس کے لڑکھڑاتے ہی ہلکا سا دھماکہ ہوا اور ڈاکٹر کارٹرس اچھل کر دیوار سے جا ٹکرایا۔ کرنل رابرٹ اور ان کے ساتھ آنے والے دونوں مسلح افراد کے پیر بھی قدرے ٹھوس گول چیزوں پر پڑے اور دوسرے لمحے کمرہ متعدد ہلکے دھماکوں اور ان سب کی تیز چیخوں سے گونج اٹھا۔ وہ سب اچھل اچھل کر گرتے چلے گئے۔ انہوں نے چونک کر دیکھا تو یہ دیکھ کر وہ اچھل پڑے کہ فرش پر سنہرے رنگ کی چھوٹی چھوٹی گولیاں بکھری ہوئی تھیں۔ یہ ایسی گولیاں تھیں جو بچے عام طور پر شب برات پر دیواروں یا زمین پر مار کر دھماکوں سے پھوڑتے تھے اور جن سے پٹاخے پھوٹتے تھے۔

"پٹاخے"...... کرنل رابرٹ نے غرا کر کہا۔

"ان سے بچ کر چلو۔ ان پٹاخوں کا یہاں ہونے کے مطلب واضح ہے کہ یہاں ضرور کوئی آیا تھا"...... ڈاکٹر کارٹرس نے غرا کر کہا اور وہ تیزی سے پٹاخوں کی گولیوں سے بچ کر آگے بڑھنے لگے۔ تیسری راہداری میں داخل ہو کر وہ ایک کمرے میں داخل ہوئے۔

اس کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔ وہ جیسے ہی کمرے میں داخل ہوئے اچانک کمرہ زور دار دھماکوں سے گونج اٹھا۔ یہ ریوالور سے فائر ہونے کے دھماکے تھے۔ فائرنگ ہوتے ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے دائیں بائیں چھلانگ لگا گئے۔ ان کی قسمت اچھی تھی ورنہ دروازے کی طرف ہونے والی فائرنگ کی زد میں آ کر ان میں سے ایک آدھ ضرور ڈھیر ہو جاتا۔ نیچے گرتے ہی وہ تیزی سے دائیں بائیں کروٹیں بدلتے چلے گئے اور پھر دیوار سے لگتے ہی کرنل رابرٹ اور ڈاکٹر کارٹرس کی نظریں ایک رسی پر پڑیں جو دو الماریوں کے درمیان پھنسے ہوئے ایک ریوالور کے ساتھ بندھی ہوئی تھی اور رسی کا دوسرا سرا لاکرز کے ہینڈلوں کے گرد گھومتا ہوا دروازے کی طرف جا رہا تھا۔ دروازہ جیسے ہی دھماکے سے کھلا تھا رسی کھنچ گئی تھی اور رسی کھنچتے ہی ریوالور کا ٹریگر دب گیا تھا۔ گولیاں اسی ریوالور سے نکلی تھیں۔ ڈاکٹر کارٹرس کی نظریں چھت پر موجود اے سی ٹنل پر پڑیں تو وہ چونک پڑا۔ اے سی ٹنل کا ہوا دان کھلا ہوا

تھا۔ چونکہ ریوالور میں آٹھ گولیاں ہوتی ہیں اس لئے آٹھوں گولیوں کے فائر ہوتے ہی ریوالور خاموش ہو گیا تھا لیکن اس کی نال سے دھواں نکلتا اب بھی صاف دکھائی دے رہا تھا۔

"وہ اوپر اس ٹنل میں موجود ہے۔ فائرنگ کرو۔ جلدی"۔ کرنل رابرٹ نے چیختے ہوئے کہا تو مسلح افراد سیدھے ہوئے اور انہوں نے لیٹے لیٹے ہی اے سی ٹنل پر مشین گنوں سے گولیاں برسانی شروع کر دیں۔ تڑتڑاہٹ کی تیز آواز کے ساتھ اے سی کے ٹنل میں متعدد سوراخ بنتے چلے گئے۔

"وہ جو کوئی بھی ہے اسی ٹنل کے ذریعے یہاں آیا تھا۔ جاؤ۔ باہر جاؤ اور جہاں جہاں یہ ٹنل جا رہا ہے اسے چھلنی کر دو۔ اسے یہاں سے کسی بھی صورت میں بچ کر نہیں نکلنا چاہئے"...... ڈاکٹر رابرٹ نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا تو مسلح افراد اچھل کر کھڑے ہوئے اور وہ چھت پر موجود اے سی ٹنل پر مسلسل فائرنگ کرتے ہوئے باہر نکل گئے۔ میتھوز، کرنل رابرٹ اور ڈاکٹر کارٹرس اٹھے اور پھر ڈاکٹر کارٹرس تیزی سے اس طرف بھاگا جس طرف اس کا سپیشل لاکر تھا۔ اپنے لاکر کے پاس پہنچ کر وہ ٹھٹھک کر رک گیا۔ اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں اور وہ یوں ساکت ہو گیا جیسے کسی نے جادو کی چھڑی گھما کر اسے پتھر کا بت بنا دیا ہو۔

"کیا ہوا ڈاکٹر کارٹرس۔ کیا تمہارا سیف......" کرنل رابرٹ نے اس کے پیچھے آتے ہوئے کہا لیکن سیف کی حالت دیکھ کر اس

کے الفاظ اس کے منہ میں ہی رہ گئے۔ سیف کے پٹ یوں پگھلے ہوئے تھے جیسے وہ فولاد کے نہ ہوں بلکہ موم کے بنے ہوئے ہوں اور آگ کی گرمی نے انہیں پگھلا دیا ہو۔ لاکر البتہ خالی نہیں تھا۔ اس میں متعدد فائلیں اور دستاویزات دکھائی دے رہی تھیں۔

''اوہ اوہ۔ اس نے لاکر کھول لیا ہے لیکن یہ فائلیں اور دستاویزات۔ لگتا ہے ہمارے بروقت پہنچنے کی وجہ سے اسے لاکر سے کاغذات اور فائلیں نکالنے کا موقع نہیں مل سکا ہے اور اسے فوراً یہاں سے بھاگنا پڑا''...... کرنل رابرٹ نے کہا۔

''مجھے بھی ایسا ہی لگ رہا ہے''...... ڈاکٹر کارٹرس نے کہا۔

''آپ کاغذات اور فائلیں چیک کریں اور دیکھیں ان میں کوئی فائل یا دستاویز مس تو نہیں ہے۔ میں ابھی آتا ہوں''...... کرنل رابرٹ نے کہا اور پھر تیزی سے مڑا۔

''کہاں جا رہے ہو''...... ڈاکٹر کارٹرس نے اس سے پوچھا۔

''وہ جو بھی ہے چھت اور اے سی ٹنل کے راستے یہاں تک پہنچا تھا۔ اسے یہاں سے نکلنے میں ابھی وقت لگے گا۔ میں تمام ٹنل اور خاص طور پر چھت چیک کرنے جا رہا ہوں''...... کرنل رابرٹ نے کہا تو ڈاکٹر کارٹرس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کرنل رابرٹ تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف دوڑتا چلا گیا۔ کمرے سے نکل کر وہ باہر راہداری میں آیا اور پھر راہداری سے دوڑتا ہوا سیڑھیوں کی طرف بڑھا جو چھت کی طرف جاتی تھیں۔ ہر طرف مسلح افراد پھیلے

ہوئے تھے جو عمارت کا ایک ایک حصہ چیک کر رہے تھے۔ چند مسلح افراد کو ساتھ لے کر کرنل رابرٹ چھلانگیں لگا کر دو دو سیڑھیاں چڑھتا چلا گیا۔ وہ دانت پیستا اور غصے سے کھولتا ہوا چھت پر پہنچ گیا پھر چھت کا جائزہ لے ہی رہا تھا کہ چونک پڑا۔

''وہ جا رہا ہے''...... ایک شخص نے چلا کر کہا تھا۔ کرنل رابرٹ نے اس کی آواز سنی اور تیزی سے اس کی طرف لپکا اور پھر اس کے قریب آ کر وہ اس طرف دیکھنے لگا جس طرف مسلح آدمی اشارہ کر رہا تھا۔ اس نے دیکھا اور چونک پڑا ملٹی پلس لاکرز لمیٹڈ کمپنی کے برابر والی عمارت کی منڈیر سے لٹکی ہوئی رسی کی مدد سے کوئی جھولتا ہوا اوپر اٹھ رہا تھا۔ چونکہ دو عمارتوں کے درمیان خاصا بڑا خلاء تھا اور وہاں اندھیرا تھا اس لئے کرنل رابرٹ اس آدمی کا چہرہ نہ دیکھ سکا۔

''فائر''...... کرنل رابرٹ نے چیخ کر کہا۔ اس کا حکم سنتے ہی وہاں موجود مسلح افراد نے دوسری عمارت کی طرف مشین گنوں کے رخ کئے ہی تھے کہ اسی لمحے دوسری عمارت کی چھت کے کنارے سے یکلخت شعلے سے چمکے اور کرنل رابرٹ کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے اردگرد سے بے شمار گولیاں گزرتی چلی گئیں ہوں۔ ساتھ ہی اسے اردگرد تیز انسانی چیخیں سنائی دیں۔ وہ بوکھلا کر فوراً نیچے جھک گیا۔ اس نے دائیں بائیں دیکھا تو یہ دیکھ کر اس کے اوسان خطا ہو گئے کہ اس کے اردگرد موجود افراد جو فائرنگ کر رہے تھے وہ

خون میں لت پت بری طرح سے تڑپ رہے تھے۔ دوسری چھت پر یقیناً کوئی موجود تھا جس نے انہیں چھت کے کنارے پر دیکھ لیا تھا اور جیسے ہی انہوں نے رسی کے ذریعے جھول کر اس چھت پر جانے والے آدمی پر فائرنگ کی۔ دوسری چھت پر موجود دوسرے شخص نے ان پر فائرنگ شروع کر دی جس کے نتیجے میں کرنل رابرٹ کے کئی ساتھی گولیوں کا شکار ہو گئے تھے۔ دوسری طرف سے مسلسل فائرنگ کی جا رہی تھی اور فائرنگ کی آواز سے صاف محسوس ہو رہا تھا کہ دوسری چھت پر ایک ہی آدمی موجود ہے جو مشین گن سے فائرنگ کر رہا ہے۔ فائرنگ اس قدر تیز تھی کہ کرنل رابرٹ کو سر اٹھانے کا موقع ہی نہیں مل رہا تھا۔ پھر اچانک فائرنگ کی آوازیں آنا بند ہو گئیں لیکن کرنل رابرٹ اور اس کے جو چند ساتھی بچ گئے تھے ان میں اتنی ہمت نہیں ہو رہی تھی کہ وہ سر اٹھا کر دوسری چھت کی طرف دیکھ سکیں۔ انہیں خدشہ تھا کہ جیسے ہی انہوں نے سر اٹھائے دوسری طرف سے پھر فائرنگ ہو سکتی تھی جو ان کے لئے یقینی طور پر جان لیوا ثابت ہوتی۔

دوسری عمارت کے زینوں کا دروازہ بند دیکھ کر عمران وہیں رک گیا۔ اس نے پلٹ کر دیکھا تو اسے جولیا کا سر چھت کے کنارے پر دکھائی دیا۔ وہ اسی کی طرف متوجہ تھی۔ عمران نے جیب سے دستانے نکالے اور پھر اس نے دستانے پہن کر دروازے کا جائزہ لیا۔ چوکھٹ میں وائرنگ موجود تھی اور دروازہ الیکٹرانک حفاظتی نظام کے تحت بند تھا۔ عمران نے پھرتی سے جیب سے ایک قلم نما آلہ نکالا اور اس کا ڈھکن کھول کر قلم کی ٹپ والا حصہ سائیڈ پر موجود باریک تاروں کی جانب کیا اور قلم کا عقبی حصہ انگوٹھے سے بٹن کی طرح پریس کر دیا۔ قلم کی ٹپ کی نوک سے باریک سی نیلی شعاع نکلی اور تاروں پر پڑنے لگی۔ تاروں سے دھواں نکلا اور تار تیزی سے پگھلتے چلے گئے۔ جیسے ہی تار پگھلتے۔ عمران نے قلم بند کیا اور پھر اس نے ایک انگلی سے دونوں تاروں کو قدرے باہر نکالا اور پھر اس نے جلی ہوئی تاروں کو ساتھ ملا دیا۔ جیسے ہی شارٹ سرکٹ

ہوا۔ ہلکی سی کٹک کی آواز کے ساتھ زینے کا دروازہ کھلتا چلا گیا۔
عمران نے دروازے کو دھکیلا تو وہ کھلتا چلا گیا۔ دوسرے ہی لمحے وہ اندر تھا اور تیزی سے زینے اتر رہا تھا۔ ہر منزل پر اسے بند دروازوں سے سابقہ پڑا تھا مگر اس کے پاس موجود بلیو ریز قلم نے لمحوں میں انہیں کھول دیا تھا۔ بلیو ریز بند دروازوں کے لاک اور حفاظتی سسٹم کو پگھلا کر ناکارہ بناتی چلی جا رہی تھی۔ تیسری منزل پر پہنچ کر وہ رک گیا یہاں بھی تیسری سے دوسری منزل کے زینوں پر جانے کے لئے دروازہ موجود تھا۔ لیکن اس نے وہ دروازہ نہیں کھولا بلکہ ادھر ادھر دیکھنے لگا پھر ایک کمرے کے دروازے پر لگا ہوا سلاخ والا ہینڈل شعاع سے پگھلا کر الگ کیا اور اسے تیسری منزل کی راہداری کے دروازے کے لاک میں پھنسا دیا اور آگے بڑھنے لگا۔ راہداری کے موڑ پر رک کر اس نے جیب سے پٹاخوں والی چھوٹی چھوٹی گولیاں نکال کر فرش پر پھیلانی شروع کر دیں اگر کوئی بے دھیانی میں ان پر پیر رکھ دیتا تو وہ پھٹ پڑتے اور اسے ان کی آوازوں سے معلوم ہو جاتا کہ کوئی راہداری میں آیا ہے۔ رہوڈا کے بیان کے مطابق وہ تیسری راہداری کے ایک کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ وہاں اسے اے سی کا ٹنل نظر آیا جو سائیڈوں سے ہوتا ہوا جا رہا تھا۔ ٹنل کے ہول نیچے بھی تھے جہاں سے ٹھنڈی ہوائیں آ رہی تھیں۔ اس ہول کے آگے سلاخوں والی جالی لگی ہوئی تھی۔ عمران نے جالی الگ کی اور پھر وہ اس میں

چلا گیا۔ اسے اوپر جانے میں تھوڑی دقت ہوئی تھی لیکن وہ چھت کے ساتھ موجود ٹنل میں پہنچ گیا اور پھر وہ ٹنل میں چوپاؤں کی طرح چلتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ عمران نے رہوڈا سے تمام تر تفصیل معلوم کر لی تھی۔ اے سی ٹنل کو دیکھ کر وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ کس کس طرف سے گزرتے ہیں اس لئے وہ مختلف موڑ مڑتا ہوا ماسٹر لاکرز روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ماسٹر روم میں آتے ہی اس نے سائیڈ کی جالی اتاری اور بڑے اطمینان سے پیر لٹکا کر نیچے کود گیا۔ یہاں ہر طرف دیواروں میں لاکرز ہی لاکرز بنے ہوئے تھے۔ چند راہداریاں تھیں۔ وہاں بھی دیواروں میں فولادی لاکرز دکھائی دے رہے تھے۔ ہر لاکر پر نمبر لکھے ہوئے تھے۔
عمران لاکرز کی طرف جانے کی بجائے تیزی سے ماسٹر لاکر روم کے مین دروازے کی طرف بڑھا اور پھر اس نے دروازے کو اندر سے لاک لگا دیا۔ یہ دروازہ آٹو میٹک تھا جسے باہر سے ریموٹ کنٹرولڈ آلے سے ہی کھولا جا سکتا تھا۔ اب عمران نے چونکہ اسے اندر سے لاکڈ کر دیا تھا اس لئے باہر سے کوئی لاکھ ریموٹ کنٹرول آلے سے اس دروازے کو کھولنے کی کوشش کرتا وہ ناکام ہی رہتا۔ سوائے دروازے کو باہر سے دھماکے سے اُڑا دینے کے۔
لاکرز روم لاکڈ کرتے ہی عمران تیزی سے آگے بڑھنے لگا اس کی نظریں لاکروں کے نمبروں پر جمی ہوئی تھیں۔ رہوڈا کے کہنے ق ڈاکٹر کارٹرس کا لاکر نمبر چار سو تھا۔ عمران دو راہداریاں

گزر کر جیسے ہی تیسری راہداری والی دیوار کے پاس آیا اسے لاکر نمبر چار سو دکھائی دے گیا۔ عمران نے لاکر کے پاس آ کر جیب سے وہی بلیو ریز والا قلم نکالا جس سے اس نے چھت کے دروازے کا لاک پگھلایا تھا۔ اس نے قلم سے لاکر کا لاک پگھلایا اور احتیاط سے لاکر کے ساتھ لگی ہوئی تاروں کو کاٹ کر حفاظتی نظام ناکارہ بنانے میں مصروف ہو گیا۔ لاکر میں بے شمار فائلیں اور دستاویزات موجود تھیں۔ عمران نے فائلیں اور سارے کاغذات نکال کر فرش پر رکھے اور پھر اس نے اپنے لباس کی خفیہ جیب سے ایک اسپائی کیمرہ نکال لیا۔ اس نے فائلیں کھول کر ان کی تصاویر بنانی شروع کر دیں۔ فائلوں کی تصاویر بنانے کے بعد اس نے باقی دستاویزات کی بھی تصویریں بنائیں اور پھر اس نے جیسے ہی آخری دستاویز کی تصویر بنائی تو وہ چونک پڑا۔ اس کے ریسٹ واچ پر ضربیں لگنے لگیں۔ اس نے چونکہ وائس سسٹم آف کر رکھا تھا اس لئے ریسٹ واچ سے بیپ کی آواز سنائی نہ دی تھی۔ عمران نے سپائی کیمرہ لباس کی اندرونی جیب میں ڈالا اور پھر اس نے تمام دستاویزات اور فائلیں اٹھا کر اسی ترتیب سے واپس لاکر میں رکھنی شروع کر دیں جس ترتیب سے وہ پہلے لاکر میں موجود تھیں۔ اس کے بعد عمران نے ریسٹ واچ کا ونڈ بٹن باہر کھینچا اور ڈائل کو انگوٹھے کی مدد سے پریس کر دیا۔

''ہیلو ہیلو۔ جے کالنگ۔ ہیلو۔ اوور''...... ڈائل پریس ہوتے ہی

جولیا کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''یس۔ آئی اٹنڈنگ یو۔ کیا ہوا ڈیئر۔ سب خیریت تو ہے با میری آواز سننے کے لئے بے چین ہو رہی تھی۔ اوور''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''خیریت ہی تو نہیں ہے ورنہ مجھے تمہیں کال کرنے کی ضرورت کیوں پڑتی۔ اوور''...... جولیا کی آواز سنائی دی۔

''لگتا ہے باراتی تنویر ایکشن کے لئے بینڈ باجے کے ساتھ پہنچ گئے ہیں مگر تم پریشان کیوں ہو رہی ہو۔ اوور''...... عمران نے پوچھا۔

''وہ کئی گاڑیوں میں آئے ہیں۔ اوور''...... جولیا نے کہا۔

''ظاہر ہے ہمارے باراتی ایک آدھ گاڑی میں تو آ نہیں سکتے تھے۔ سینکڑوں باراتیوں کے لئے گاڑیوں کی تعداد بھی زیادہ ہونی چاہئے تھی۔ اوور''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تم کہاں تک پہنچے ہو۔ اوور''...... جولیا نے پوچھا۔

''وہاں جہاں مجھے پہنچنا تھا۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''میرا مطلب یہ ہے کہ کام کتنا باقی ہے۔ اوور''...... جولیا نے کہا۔

''سمجھ لو کام پورا ہو گیا ہے۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''تو پھر وہاں کیا کر رہے ہو۔ جلدی نکلو وہاں سے۔ انہوں نے عمارت کے گرد پھیلنا شروع کر دیا ہے۔ سب مسلح ہیں وہ کسی بھی

وقت عمارت میں داخل ہو سکتے ہیں۔ اوور“...... جولیا نے کہا۔

”پرواہ مت کرو۔ اوور۔“ ......عمران نے کہا۔

”ان کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ اوور“...... جولیا نے کہا۔

”فکر نہ کرو۔ یہ دولہا باراتیوں کے قابو آنے والا نہیں ہے۔ یہ ایسا دولہا ہے جو باراتیوں کے ہجوم میں سے بھی دلہن کو اٹھا کر لے جائے گا اور کسی کے کانوں کان خبر بھی نہیں ہو گی۔ اوور“...... عمران نے اسی طرح مسکراتے ہوئے کہا۔

”کبھی تو سنجیدہ ہو جایا کرو نانسنس۔ اوور“...... جولیا کی جھلاہٹ بھری آواز سنائی دی۔

”اگر نانسنس سنجیدہ ہو گیا تو پھر اسے نانسنس کون کہے گا۔ اوور“...... عمران بھلا آسانی سے کہاں باز آنے والا تھا۔

”باتیں بنانے کی بجائے تم جلدی کام ختم کیوں نہیں کر لیتے۔ اوور“...... جولیا نے کہا۔ اس کی آواز سے اضطراب جھلک رہا تھا۔

”تم کہتی ہو تو کر لیتا ہوں۔ اوور“...... عمران نے کہا اور تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کام سے فارغ ہو کر عمران نے جیب سے ایک ریوالور اور ایک رسی کا بنڈل نکالا اور پھر اس نے رسی کا ایک سرا ریوالور کے ٹریگر سے باندھ کر ریوالور کو ایک مخصوص زاویئے پر رکھ کر لاکرز کی دو الماریوں کے درمیان پھنسایا اور پھر وہ رسی کھینچ کر الماری کے ہینڈل اور لاکرز کے ساتھ دائرے کی شکل میں باندھتے ہوئے دروازے کی طرف لے آیا اور رسی کا دو

دروازے کے ہینڈل پر باندھ دیا۔ اب اگر دروازہ کھولا جاتا یا اسے بم سے اُڑایا جاتا تو رسی کھنچ جاتی اور رسی کے کھنچتے ہی الماری کے درمیان پھنسے ہوئے ریوالور کا ٹریگر دب جاتا اور ریوالور سے فائرنگ ہونا شروع ہو جاتی اور جو اس دروازے سے اندر آنے کی کوشش کرتا وہ بلا شبہ گولیوں کا شکار بن جاتا۔ پھر وہ دوبارہ لاکرز کی طرف آیا اور لاکرز کے ساتھ لگے ہینڈلز پکڑتا ہوا تیزی سے اوپر چڑھتا چلا گیا۔ اے سی ٹنل کے قریب آ کر وہ اچکا اور اس نے کنارے پکڑ کر اپنے جسم کو مخصوص انداز میں جھکولا دیا اور ٹنل میں پہنچ گیا۔ اس نے ابھی ٹرانسمیٹر آف نہ کیا تھا۔

”کیا رہا۔ اوور“...... اچانک جولیا کی آواز پھر آئی۔

”میں باہر آ رہا ہوں۔ اوور“...... عمران نے کہا پھر وہ جھک کر تیزی سے ٹنل میں انہی راستوں کی طرف بڑھتا چلا گیا جن راستوں سے گزر کر وہ یہاں آیا تھا۔ ابھی وہ دوسری راہداری تک پہنچا ہی تھا کہ چونک پڑا۔ بیک وقت کئی پٹاخے پھٹنے کی آواز سنائی دی تھی۔ عمران سمجھ گیا کہ مسلح افراد عمارت میں داخل ہو کر اس فلور پر پہنچ چکے ہیں جہاں عمران موجود تھا۔ وہ رکے بغیر آگے بڑھتا چلا گیا۔ اس کی کوشش تھی کہ فولادی ٹنل میں اس کے چلنے کی آواز پیدا نہ ہو اور وہ اپنے اس مقصد میں کامیاب رہا تھا۔ ٹنل سے گزرتا ہوا وہ اس روم میں آ گیا جہاں سے وہ اے سی کے ٹنل میں داخل ہوا تھا۔ ہول سے باہر نکل کر اس نے نیچے چھلانگ لگائی۔ اسی لمحے

اسے باہر سے بے شمار افراد کے دوڑنے کی آوازیں سنائی دیں۔ وہ تیزی سے دروازے کی طرف لپکا اور اس نے کی ہول سے آنکھ لگا دی۔ اسے باہر بے شمار مسلح افراد بھاگتے دکھائی دیئے۔ کچھ ہی دیر میں راہداری خالی ہو گئی تو عمران نے چند لمحے توقف کے بعد کمرے کا لاک کھولا اور پھر اس نے دروازہ کھول دیا اور احتیاط سے باہر جھانکنے لگا۔ وہاں کوئی نہ تھا۔ عمران تیزی سے کمرے سے باہر آیا اور پھر وہ راہداری کا جائزہ لینے کے بعد زینوں کی جانب بڑھنے لگا۔ ابھی وہ چھت پر پہنچا ہی تھا کہ اس نے ایسی آوازیں سنی جیسے بہت سے افراد دوڑتے ہوئے زینے چڑھ رہے ہوں۔

عمران نے زقند بھری اور اُڑتا ہوا چھت کے اس کنارے کی طرف دوڑتا چلا گیا جہاں سے وہ رسی کی مدد سے دوسری چھت سے جھول کر اس چھت پر آیا تھا۔ رکے بغیر اس نے ہوا میں چھلانگ لگائی اور چھت کے کنارے سے ہوتا ہوا ہوا میں لٹکی ہوئی رسی پکڑ کر تیزی سے جھولتا چلا گیا۔ اسے دوسری چھت پر اب جولیا کا سر دکھائی نہ دے رہا تھا۔ شاید وہ کنارے پر کہیں چھپی ہوئی تھی۔ اسے یقین تھا کہ جولیا نے اسے آتے دیکھ لیا ہو گا۔

''جلدی کرو''...... جولیا کی تیز آواز سنائی دی تو عمران تیزی سے رسی کی مدد سے ہوا میں جھولتا ہوا اس چھت کے کنارے پر آ گیا جہاں جولیا موجود تھی۔ ابھی اس نے دوسری چھت کے کنارے پر قدم رکھے ہی تھے کہ اسی لمحے اسے عقب سے بے شمار افراد کی چیختی

ہوئی آوازیں سنائی دیں۔

''وہ جا رہا ہے''...... کسی کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

''فائر''...... فوراً ہی کسی نے کہا تھا۔ لیکن اس سے پہلے کہ پیچھے سے فائر ہوتے عمران نے چھت کے کنارے پر چھپی ہوئی جولیا کے ہاتھوں میں موجود مشین گن سے شعلے نکلتے دیکھے اور دوسری چھت سے بے شمار افراد کے چیخنے کی تیز آوازیں سنائی دیں۔ جولیا نے بروقت مشین گن استعمال کی تھی۔ فائرنگ ہوتے ہی عمران نے منڈیر سے چھلانگ لگائی اور کمر کے بل چھت کے فرش پر گرا اور تیزی سے کروٹیں بدلتا ہوا چھت کے کنارے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جولیا مسلسل دوسری چھت پر فائرنگ کر رہی تھی۔ چند لمحے توقف کے بعد دوسری چھت سے بھی فائرنگ شروع ہو گئی۔

''آؤ چلو''...... عمران نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا تو جولیا منڈیر سے ہٹی اور پھر وہ دونوں جھکے جھکے انداز میں تیزی سے زینوں کی طرف دوڑتے چلے گئے۔

زینوں کے قریب پہنچ کر عمران نے ایک لمحے کے لئے آہٹ لینے کی کوشش کی پھر وہ بڑی تیزی سے زینے طے کرنے لگا۔ وہ تین تین چار چار سیڑھیاں پھلانگ رہے تھے۔ گراؤنڈ فلور پر پہنچے تو گیٹ پر دونوں چوکیداروں کو پریشانی کے عالم میں کھڑے پایا تھا۔

''کیا بات ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''پپ پپ۔ پتہ نہیں۔ باہر بے شمار گاڑیاں موجود ہیں جن سے

بے شمار مسلح افراد اتر کر ساتھ والی عمارت میں گھس گئے ہیں اور اب ہر طرف سے فائرنگ کی تیز آوازیں سنائی دے رہی ہیں''...... ان میں سے ایک نے کہا جبکہ دوسرے کی نظر جولیا کے ہاتھ میں دبی مشین گن پر جمی ہوئی تھی اور وہ بڑی حیرت سے اسے دیکھ رہا تھا۔

''ہاں۔ ہم بھی فائرنگ کی آواز سن کر یہاں آئے ہیں''۔ عمران نے کہا۔

''ہمیں بے حد ڈر لگ رہا ہے۔ کیا تم ہم دونوں کو یہاں سے کسی دوسرے راستے سے باہر نکال سکتے ہو۔ دیکھو یہ لارڈ میڈولا کی بیٹی ہے۔ اگر کسی نے اسے میرے ساتھ دیکھ لیا تو خواہ مخواہ بدنام ہو جائے گی اور اس کا باپ اسے گولی مار دے گا''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ ہم تمہیں دوسرے راستے سے نکال دیتے ہیں۔ ہم بھی نہیں چاہتے کہ کوئی تم دونوں کو یہاں دیکھے لیکن......'' اچانک وہ بھی چپ ہو گیا کیونکہ اس کی نظر بھی جولیا کے ہاتھ میں موجود مشین گن پر پڑ گئی تھی اور وہ بھی حیرت زدہ ہو گیا تھا۔

''لیکن کیا''...... عمران نے پوچھا۔

''یہ مشین گن......'' چوکیدار نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''اس کی فکر مت کرو۔ یہ کھلونا گن ہے جو ہمیں اسی کمرے سے ملی ہے جہاں تم نے بھیجا تھا''...... عمران نے کہا۔ وہ آہستہ آہستہ ان کی جانب بڑھ رہا تھا کیونکہ وہ دروازے کے بالکل قریب

کھڑے تھے اور ایک ہی چھلانگ میں باہر فٹ پاتھ پر پہنچ سکتے تھے۔ باہر پہنچ کر اگر وہ چیخنے لگتے تو ان کے لئے مصیبت کھڑی ہو جاتی اس لئے وہ چاہتا تھا کہ ان کو بھاگنے کا موقع نہ دے۔

اسے قریب آتے دیکھ کر وہ دونوں چونک پڑے لیکن اس سے پہلے کہ وہ کچھ کرتے عمران کے ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئے اور وہ دونوں چیختے ہوئے لہرا کر نیچے گرتے چلے گئے۔ انہوں نے نیچے گر کر اٹھنے کی کوشش کی لیکن اسی لمحے جولیا آگے بڑھی اور اس نے برق رفتاری سے دونوں کے سروں پر مشین گن کا دستہ مار دیا اور وہ دونوں وہیں ڈھیر ہوتے چلے گئے۔

''آؤ۔ اب ہم عقبی راستے کی طرف چلتے ہیں۔ ہمارا یہاں رکنا خطرناک ہو گا''...... عمران نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ تیزی سے عمارت کی باؤنڈری وال کے ساتھ دوڑتے چلے گئے۔ عمارت کے عقب میں آتے ہی عمران نے ادھر ادھر دیکھا لیکن اسے وہاں دوسرا کوئی دروازہ دکھائی نہ دیا۔ وہ ابھی ادھر ادھر دیکھ ہی رہا تھا کہ اچانک اسے دھماکے سے گیٹ کے کھلنے کی آواز سنائی دی۔

''انہوں نے گیٹ اُڑا دیا ہے اور وہ ہماری تلاش میں اس عمارت میں پہنچ چکے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''اب کیا کریں۔ یہاں تو کوئی دوسرا دروازہ نہیں ہے اور دیوار بھی بلند ہے۔ ہم باہر کیسے جائیں گے''...... جولیا نے ہونٹ

بھینچتے ہوئے کہا۔

"اب ہمیں کچھ وقت اسی عمارت میں ہی رہنا پڑے گا۔ آؤ"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا اور تیزی سے سائیڈ کی گلی کی طرف دوڑا۔ جولیا بھی اس کے پیچھے لپکی۔ اس گلی میں عمارت کا اندرونی دروازہ تھا۔ عمران نے دروازہ دھکیلا تو دروازہ کھل گیا۔ عمران اندر داخل ہوا۔ کمرہ خالی تھا۔ عمران نے جولیا کو دروازے کے پٹ کی آڑ میں ہونے کا اشارہ کیا تھا۔ پھر دوسرے پٹ کی آڑ میں وہ خود کھڑا ہو گیا۔ اب وہ دونوں ہی دیوار سے چپکے دروازے کے پٹوں کی آڑ میں کھڑے تھے جبکہ دروازے کے دونوں پٹ کھلے ہوئے تھے۔ عمران نے یہ ایک نفسیاتی داؤ استعال کیا تھا۔ تاکہ مسلح افراد جب اس طرف آئیں تو وہ نفسیاتی طور پر کھلے ہوئے دروازے والے کمرے پر زیادہ توجہ نہ دیں گے اور انہیں عمارت کے دوسرے حصوں میں ڈھونڈتے رہیں گے اور اگر کوئی اس طرف آیا تو عمران انہیں پکڑ بھی سکتا تھا۔ اس نے دیکھا تھا کہ مسلح افراد میں بے شمار افراد ایسے تھے جنہوں نے سر سے پاؤں تک خود کو سیاہ لباس میں ڈھانپ رکھا تھا اور ان کے چہروں پر نقاب بھی تھے۔ اگر ان میں سے دو افراد اس کمرے میں آ جاتے تو عمران اور جولیا ان کے سیاہ لباس اور نقاب پہن کر وہاں سے نکل سکتے تھے۔ عمران کا یہ نفسیاتی عمل خطرناک بھی ثابت ہو سکتا تھا۔ مسلح افراد زیادہ تعداد میں بھی اندر آ سکتے تھے اور اگر ایسا ہوتا تو وہ دونوں درواز

کے پیچھے چھپے ہوئے واضح دکھائی دے سکتے تھے ایسی صورت میں ظاہر ہے مسلح افراد نے ان پر فائرنگ ہی کرنی تھی جس سے بچنا ان کے لئے مشکل ثابت ہو سکتا تھا لیکن عمران ہر معاملے میں رسک لینے کا عادی تھا۔ زیادہ امکان یہی تھا کہ کھلے ہوئے دروازے اور بظاہر خالی کمرے کو دیکھنے کے بعد کوئی اندر آنے کی زحمت نہیں کرے گا اور ایسا ہی ہو رہا تھا۔ ہر طرف دوڑنے بھاگنے اور چیخنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ کچھ افراد اس کمرے کے باہر سے بھی گزر رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد اچانک دو افراد دوڑتے ہوئے آئے اور اس دروازے کے سامنے رک گئے۔

"اس کمرے کو دیکھا ہے تم نے فیرس"...... ایک آدمی نے جیسے دوسرے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اس کمرے کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ وہ جو کوئی تھا اتنا پاگل نہیں تھا کہ اس کمرے میں گھس جاتا اور دروازہ اسی طرح کھلا چھوڑ دیتا"...... فیرس نامی آدمی کی آواز سنائی دی۔

"پھر بھی ہمیں اس کمرے کو ایک نظر دیکھ لینا چاہئے۔ چھت پر ہمیں دو افراد کے قدموں کے نشانات ملے ہیں ایک مرد اور ایک عورت۔ انہوں نے ہی لاکرز روم میں نقب لگائی تھی اور پھر چھت سے ہمارے ساتھیوں پر فائرنگ کر کے انہیں ہلاک کیا تھا۔ دونوں زینوں سے نیچے آئے ہیں۔ فائرنگ کی اطلاع ملتے ہی ہمارے ساتھیوں نے اس عمارت کو بھی گھیر لیا تھا۔ انہوں نے کنفرم کیا ہے

کہ ان میں سے کسی نے بھی ان دونوں کو عمارت سے باہر جاتے نہیں دیکھا ہے اور یہاں جس طرح دو چوکیدار بے ہوش پڑے ہوئے ہیں اس سے بھی یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ دونوں اسی عمارت میں موجود ہیں''...... دوسرے آدمی نے کہا۔

''تمہاری یہ بات میں مان سکتا ہوں جیک کہ وہ دونوں اسی عمارت میں ہی ہیں لیکن اس کمرے میں نہیں۔ میرا دل نہیں مانتا کہ وہ دونوں اس کھلے ہوئے کمرے میں ہوں گے''...... فیرس نے جھلاہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''ایک نظر دیکھ لینے میں کیا حرج ہے''...... جیک نامی آدمی نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تمہاری تسلی کے لئے دیکھ لیتے ہیں''...... فیرس نے کہا تو عمران اور جولیا مستعد ہو گئے۔ وہ غور سے ان کی باتیں سن رہے تھے۔ جولیا کے ہاتھوں میں مشین گن تھی جبکہ عمران خالی ہاتھ تھا۔ وہ انتظار کرنے لگے کہ دونوں اندر آئیں تو وہ دونوں ایک ساتھ ان پر جھپٹ سکیں اور وہ بھی اس انداز میں کہ انہیں ان دونوں پر جوابی حملہ کرنے کا موقع نہ مل سکے۔ اگر وہ انہیں دیکھتے ہی فائرنگ کر دیتے تو فائرنگ کی آواز ہر طرف پھیل جاتی اور پھر وہاں جتنے بھی مسلح افراد تھے انہوں نے ایک لمحے سے بھی کم وقفے میں اسی کمرے کے گرد گھیرا ڈال دینا تھا۔

''دونوں کا ایک ساتھ اندر جانا خطرناک ہو سکتا ہے۔ وہ مسلح

ہیں۔ ایسا کرو کہ تم یہیں رکو۔ میں اندر جا کر دیکھ لیتا ہوں۔ اگر کوئی خطرے والی بات ہوئی تو میں تمہیں آواز دے دوں گا۔ کیا کہتے ہو''...... جیک نے کہا۔

''نہیں۔ اندر کوئی خطرہ نہیں ہے۔ ہم دونوں اندر چلتے ہیں ہمارے ہاتھوں میں مشین گنیں ہیں۔ اگر اندر کوئی ہوا تو ہم انہیں موقع دیئے بغیر ان پر فائرنگ کر دیں گے''...... فیرس نے اکیلے اندر جانے سے گھبراتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ جیسے تمہاری مرضی''...... جیک نے کہا اور پھر عمران اور جولیا کو دو افراد کے بھاری قدموں کی چاپ کمرے کی طرف بڑھتی سنائی دی تھی۔ وہ دونوں دروازے کے پاس آ کر رک گئے۔ جولیا اور عمران دروازے کی سائیڈوں سے چپک سے گئے۔ جیک اور فیرس نے دروازے کے پاس ہی کھڑے رہ کر کمرے میں جھانکا۔ کمرے میں ایک بیڈ اور چند کرسیوں کے سوا کچھ نہیں تھا۔ یہ شاید کسی چوکیدار کا کمرہ تھا جس میں برائے نام ہی سامان تھا۔

''نہیں۔ کمرہ خالی ہے''...... جیک نے کہا۔

''میں نے تو تم سے پہلے ہی کہہ دیا تھا''...... فیرس نے جیسے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''دروازے کے پٹوں کے پیچھے دیکھو''...... جیک نے کہا تو عمران نے بے اختیار جبڑے بھینچ لئے۔ قدم آگے بڑھنے کی آواز ابھری ہی تھی کہ ایک اور بھاگتے قدموں کی آواز سنائی دی۔

"تم دونوں یہاں کیا کر رہے ہو"...... آنے والے نے چیخ کر کہا۔

"کچھ نہیں۔ اس کمرے کا جائزہ لے رہے تھے"...... جیک کی آواز سنائی دی۔ آنے والے آدمی کی آواز سن کر وہ وہیں رک گئے تھے۔

"باہر چلو سب۔ فرسٹ اور سیکنڈ چیف نے ہم کو یہ عمارت خالی کرنے کا حکم دیا ہے۔ جلدی چلو"...... آنے والے نے کہا۔

"عمارت خالی کرنے کا حکم دیا ہے لیکن کیوں۔ کیا وہ دونوں یہاں سے نکل گئے ہیں"...... فیرس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ دونوں چیفس کا خیال ہے کہ وہ عمارت کے اندر ہی موجود ہیں۔ وہ عمارت سے اپنے تمام آدمیوں کو نکال رہے ہیں تا کہ اس عمارت کو ہی بموں سے اُڑا دیا جائے۔ عمارت کے تباہ ہوتے ہی وہ دونوں جہاں بھی چھپے ہوئے ہوں گے اپنی موت آپ مر جائیں گے"...... آنے والے شخص نے کہا تو عمران کا دماغ بھک سے اُڑ گیا۔

"اوہ۔ ٹھیک ہے۔ چلو"...... جیک نے کہا اور پھر انہوں نے بھاگتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنیں۔ وہ تینوں ایک ساتھ وہاں سے چلے گئے تھے۔ ان کے جاتے ہی عمران فوراً دروازے کے پیچھے سے نکلا اور اس نے احتیاط سے باہر جھانکنا شروع کر دیا۔ باہر کوئی نہیں تھا۔

"ہمیں جلد سے جلد یہاں سے نکلنا ہے جولیا۔ اگر انہوں نے واقعی عمارت کو بموں سے اُڑا دیا تو ہم بھی نہیں بچ سکیں گے"۔ عمران نے جولیا سے مخاطب ہو کر انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"لیکن ہم نکلیں گے کیسے۔ تم نے سنا نہیں وہ کہہ رہے تھے کہ انہوں نے باہر سے ساری عمارت کے گرد گھیرا ڈال رکھا ہے"۔ جولیا نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"میں تو اس انتظار میں تھا کہ کوئی کمرے میں آتا تو میں اسے دبوچ کر اس کا لباس پہن لیتا اور پھر ہم دونوں ان میں شامل ہو کر یہاں سے نکل جاتے لیکن......" عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"میں بھی یہی سوچ رہی تھی۔ لیکن تیسرے نے آ کر انہیں اندر داخل ہونے سے روک دیا تھا ورنہ......" جولیا نے کہا۔

"بہرحال نکلو یہاں سے۔ ہم دیوار کے ساتھ لگ کر چلتے ہیں۔ اگر کوئی اس طرف بھاگ کر آیا تو ہم بھی اسی کے انداز میں بھاگیں گے جیسے ہم بھی ان کے ساتھی ہوں۔ ہم دونوں نے بھی سیاہ لباس پہن رکھے ہیں۔ بس ہمارے پاس سیاہ نقابوں کی کمی ہے ورنہ ہمارا کام آسان ہو جاتا"...... عمران نے کہا۔

"میرے بیگ میں دو سیاہ رومال ہیں۔ کیا ہم انہیں نقاب کی طرح چہروں پر نہیں لگا سکتے"...... جولیا نے کہا۔

"نکالو رومال۔ شاید کام بن جائے"...... عمران نے کہا تو جولیا

نے ہینڈ بیگ کی سائیڈ جیب میں ہاتھ ڈال کر سیاہ رنگ کے دو رومال نکالے اور ایک عمران کی طرف بڑھا دیا۔ اسی لمحے انہیں ایک بار پھر دوڑتے قدموں کی آوازیں سنائی دیں تو وہ تیزی سے کمرے میں آ گئے اور ایک بار پھر کھلے ہوئے دروازے کے پیچھے چھپ گئے۔ اس بار دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں زیادہ تھیں۔ ان آوازوں کو سن کر وہ مستعد ہو گئے۔ عمران نے اپنے اعصاب میں تناؤ محسوس کیا تھا۔ اسے نجانے کیوں ایسا محسوس ہوا جیسے اب وہ دونوں خطرے کی زد میں ہوں اور بھاگ کر آنے والے افراد اسی کمرے میں آ رہے ہوں۔ جولیا نے بھی دیوار کے ساتھ لگ کر مشین گن دونوں ہاتھوں میں پکڑ لی اور انگلی ٹریگر پر رکھ دی جیسے وہ ہر خطرے کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو۔

کرنل رابرٹ کا چہرہ غصے سے بگڑا ہوا تھا۔ کرنل رابرٹ نے ایک آدمی کو ماسٹر لاکرز کی چھت سے رسی سے جھول کر دوسری چھت پر جاتے دیکھا تھا اور اس چھت سے کسی نے اس پر اور اس کے ساتھیوں پر فائرنگ بھی کی تھی جس کے نتیجے میں اس کے کئی ساتھی مارے گئے تھے۔

کرنل رابرٹ نے زندہ بچ جانے والے افراد کو چھت پر ہی رکنے اور دوسری عمارت کی چھت پر مسلسل فائرنگ کرنے کا حکم دیا اور مڑ کر تیزی سے زینے اترتا چلا گیا۔ نیچے جاتے ہی اس کی ملاقات ڈاکٹر کارٹرس سے ہوئی جو بہت سی فائلیں اور دستاویزات بغل میں دبائے بیرونی دروازے کی طرف جا رہا تھا۔ کرنل رابرٹ کے پوچھنے پر ڈاکٹر کارٹرس نے اسے بتایا کہ اس کی تمام فائلیں اور دستاویزات محفوظ ہیں۔ لاکر کھولنے والے کو شاید اتنا موقع نہیں مل سکا تھا کہ وہ ان فائلوں اور دستاویزات کو وہاں سے نکال کر لے

جاتا۔ جس پر کرنل رابرٹ نے اطمینان کا سانس لیا تھا۔ اس نے ڈاکٹر کارٹرس کو جب بتایا کہ چھت پر دو افراد تھے جن میں سے ایک ساتھ والی عمارت کی چھت پر چھپا ہوا تھا جبکہ ماسٹر لاکرز کی عمارت میں ایک آدمی داخل ہوا تھا تو ڈاکٹر کارٹرس چونک پڑا۔

کرنل رابرٹ اور ڈاکٹر کارٹرس اس عمارت سے نکل کر باہر آئے اور انہوں نے باہر موجود مسلح افراد کو ساتھ والی عمارت کو گھیرنے کا حکم دے دیا۔ ڈاکٹر کارٹرس نے فائلیں اور کاغذات اپنی کار کی سیٹ کے نیچے رکھے اور پھر وہ کرنل رابرٹ کے ساتھ اس عمارت کی طرف بڑھا۔ عمارت کا دروازہ بند تھا اور اس عمارت کی دیواریں خاصی بلند تھیں۔ چونکہ ان کے ساتھیوں نے عمارت کو چاروں اطراف سے گھیر لیا تھا اس لئے کرنل رابرٹ اور ڈاکٹر کارٹرس کو یقین تھا کہ وہ جو کوئی بھی ہیں ابھی اسی عمارت کے اندر موجود ہیں۔

کرنل رابرٹ کے حکم پر عمارت کے دروازے کو بم سے اُڑایا گیا اور پھر اس کے حکم پر مسلح افراد تیزی سے عمارت میں داخل ہوتے چلے گئے۔ اندر داخل ہوتے ہی ڈاکٹر کارٹرس اور کرنل رابرٹ کو دو چوکیدار بے ہوش پڑے دکھائی دیئے۔ انہیں بے ہوش دیکھ کر ڈاکٹر کارٹرس اور کرنل رابرٹ کے چہرے غصے سے بگڑ گئے۔ وہ سمجھ گئے کہ ماسٹر لاکرز میں نقب لگانے والے اسی عمارت میں داخل ہوئے تھے اور انہوں نے اس عمارت کے چوکیداروں کو بے

ہوش کیا اور چھت پر جا کر ماسٹر لاکرز کی عمارت پر کود گئے۔

مسلح افراد نے ڈاکٹر کارٹرس اور کرنل رابرٹ کے حکم پر عمارت کا چپہ چپہ چھان مارا تھا لیکن انہیں وہاں کوئی نہیں ملا تھا جس پر کرنل رابرٹ اور ڈاکٹر کارٹرس کے چہرے غصے سے بگڑ گئے تھے۔

اس عمارت کی دیواریں خاصی اونچی ہیں وہ چھلانگیں لگا کر ان دیواروں کے پار نہیں جا سکتے اور عمارت کے باہر ہمارے آدمی موجود ہیں۔ اس لئے مجھے یقین ہیں کہ وہ دونوں اندر ہی موجود ہیں۔ ڈھونڈھو انہیں اندر جا کر“...... کرنل رابرٹ نے چیختے ہوئے کہا تو جو مسلح آدمی ناکامی کی خبر لے کر آئے تھے اسے غصے میں دیکھ کر ایک بار پھر اندر کی طرف دوڑ گئے۔

”آخر وہ دونوں تھے کون“...... ڈاکٹر کارٹرس نے کہا۔

”مجھے نہیں معلوم البتہ میں اس بات پر حیران ضرور ہوں کہ ماسٹر لاکرز میں داخل ہونے اور خاص طور پر آپ کا لاکر کھول لینے کے باوجود انہوں نے کوئی فائل یا دستاویز کیوں نہیں اٹھائی“۔ کرنل رابرٹ نے کہا۔

”ہم بروقت یہاں پہنچ گئے تھے۔ ہوسکتا ہے کہ جب اس آدمی نے میرا لاکر توڑا ہو اسی وقت اس نے باہر سے ہماری آوازیں سن لی ہوں کہ ہم لاکرز روم کا دروازہ بم سے اُڑا کر اندر آ رہے ہیں تو وہ بوکھلا کر خالی ہاتھ ہی نکل گیا ہو“...... ڈاکٹر کارٹرس نے کہا۔

”نہیں۔ میرا دل یہ بات ماننے کے لئے تیار نہیں ہے۔ وہ جو

کوئی بھی تھے جدید سائنسی آلات سے لیس تھے اور وہ جس طرح سے ماسٹر لاکرز میں داخل ہوئے تھے یہ عام آدمیوں کا کام نہیں ہو سکتا۔ یہاں تک پہنچنے اور لاکر کھولنے کے باوجود وہ خالی ہاتھ گئے ہوں یہ ناممکن ہے قطعی ناممکن''...... کرنل رابرٹ نے کہا اور یہ صرف ایک آدمی کا کام بھی نہیں ہوسکتا۔

''لیکن میری تمام فائلیں اور دستاویزات مکمل ہیں۔ کوئی ایک کاغذ بھی غائب نہیں ہے''...... ڈاکٹر کارٹرس نے کہا۔

''کیا آپ نے تمام فائلیں اور کاغذات اچھی طرح چیک کئے ہیں''...... کرنل رابرٹ نے پوچھا۔

''ہاں بالکل اور مجھے اس بات کی تسلی ہے کہ کسی فائل سے ایک بھی کاغذ غائب نہیں ہوا ہے''...... ڈاکٹر کارٹرس نے کہا۔

''تو کیا وہ محض یہاں آپ کا لاکر کھولنے کے لئے ہی آئے تھے''...... کرنل رابرٹ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''یہ واقعی حیرت انگیز بات ہے۔ وہ جلدی میں ہی سہی مگر اپنی مطلوبہ فائل یا دستاویز کے ساتھ لاکر میں موجود دوسری کئی فائلیں اور دستاویزات بھی تو لے جا سکتے تھے''...... ڈاکٹر کارٹرس نے کہا۔

''سوچنے کی بات یہ بھی ہے کہ وہ دونوں آخر تھے کون اور انہیں اس بات کا علم کیسے ہوا کہ اس عمارت میں آپ کا خفیہ لاکر بھی ہے جس میں آپ اہم فائلیں اور دستاویزات رکھتے ہیں''...... کرنل رابرٹ نے اسی طرح ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''اس بات کا مجھے علم نہیں ہے کہ انہیں کیسے پتہ چلا۔ ہوسکتا ہے کہ یہ وہی پاکیشائی ایجنٹ ہوں''...... ڈاکٹر کارٹرس نے کہا تو کرنل رابرٹ بری طرح سے اچھل پڑا۔

''آپ کا کہنے کا مطلب ہے عمران اور اس کے ساتھ آنے والی لڑکی جس کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہوسکتا ہے''۔ کرنل رابرٹ نے کہا۔

''ہاں''...... ڈاکٹر کارٹرس نے کہا۔

''اوہ اوہ۔ اگر یہ دونوں وہی ہیں تو پھر اس کا مطلب ہے کہ یہ دونوں واقعی یہاں ہمارے خلاف کام کرنے آئے ہیں اور آپ کا خفیہ لاکر کھولنے کا مطلب وہ آپ کی ٹاپ سیکرٹ فائل حاصل کرنا چاہتے ہیں''...... کرنل رابرٹ نے کہا۔

''ہاں۔ مجھے تو ایسا ہی لگ رہا ہے''...... ڈاکٹر کارٹرس نے کہا۔

''تو کیا آپ نے ٹاپ سیکرٹ فائل کی کاپی بھی یہاں رکھی ہوئی تھی''...... کرنل رابرٹ نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ میں اتنا احمق نہیں ہوں۔ میں اس لاکر میں اپنی پرسنل فائلیں اور دستاویزات رکھتا ہوں۔ میں ایسی کوئی فائل یا دستاویز اس لاکر میں نہیں رکھتا جس کا تعلق ملک و قوم کے مفادات سے ہو''۔ ڈاکٹر کارٹرس نے کہا تو کرنل رابرٹ کے چہرے پر سکون آ گیا۔

''تب تو فکر کی کوئی بات نہیں ہے''...... کرنل رابرٹ نے کہا۔

''فکر تب ہوتی جب ان میں سے کوئی دستاویز یا فائل غائب

ہوتی“...... ڈاکٹر کارٹرس نے کہا۔

”آپ سائنس دان ہیں اس کے باوجود آپ یہ کیوں بھول رہے ہیں کہ یہاں آنے والے اگر پاکیشیائی ایجنٹ ہیں تو کیا وہ یہاں سے خالی ہاتھ گئے ہوں گے“...... کرنل رابرٹ نے کہا تو ڈاکٹر کارٹرس چونک پڑا۔

”کیا مطلب“...... ڈاکٹر کارٹرس نے کہا۔

”ہو سکتا ہے کہ ان کے پاس اسپائی کیمرہ ہو اور انہوں نے فائلوں اور دستاویزات کا بوجھ اٹھا کر ساتھ لے جانے کی بجائے ان فائلوں اور دستاویزات کی تصویریں بنا لی ہوں“...... کرنل رابرٹ نے کہا تو ڈاکٹر کارٹرس بری طرح سے اچھل پڑا۔ اس کا رنگ یکلخت زرد ہو گیا تھا۔

”اوہ اوہ۔ اگر ایسا ہوا ہے تو بہت برا ہوا ہے“...... ڈاکٹر کارٹرس نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”کیوں۔ برا کیا ہوا ہے۔ آپ کہہ تو رہے ہیں کہ اس لاکر میں ٹاپ سیکرٹ فائل کی نقل سمیت ایسی کوئی فائل یا دستاویز نہیں ہے جو ملک کے مفادات سے تعلق رکھتی ہو“...... کرنل رابرٹ نے کہا۔

”لیکن اس میں میری ذاتی فائلیں اور کاغذات تو تھے۔ اگر انہوں نے کسی کو ان فائلوں اور کاغذات کے بارے میں بتا دیا تو میرا سارا کچا چھٹا کھل جائے گا اور......“ ڈاکٹر کارٹرس نے کہا۔

”اور کیا“...... کرنل رابرٹ نے چونک کر کہا۔

”کچھ نہیں۔ تم ان دونوں کو ہر صورت میں تلاش کراؤ۔ اگر وہ مل جائیں تو انہیں فوراً ہلاک کر دو بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ اپنے تمام آدمیوں کو باہر بلا لو اور پھر اس پوری عمارت کو میزائلوں اور بموں سے اُڑا دو تاکہ وہ دونوں ہلاک ہو کر ہمیشہ کے لئے اس عمارت کے ملبے تلے دفن ہو جائیں“...... ڈاکٹر کارٹرس نے تیز لہجے میں کہا۔

”گڈ شو۔ یہ اچھا آئیڈیا ہے۔ وہ دونوں مسلح ہے اور انہوں نے ہمارے کئی افراد کو چھت پر فائرنگ کر کے ہلاک کیا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ یہاں بھی فائرنگ کر کے ہمارے آدمیوں کو ہلاک کرنا شروع کر دیں۔ اس لئے انہیں واقعی اس عمارت کے ساتھ ہی ختم کر دینا چاہئے“...... کرنل رابرٹ نے کہا۔

”تو پھر اپنے تمام آدمیوں کو عمارت سے باہر بلا لیں اور پھر اس عمارت کو بموں اور میزائلوں سے اُڑا دیں“...... ڈاکٹر کارٹرس نے کہا تو کرنل رابرٹ نے سامنے موجود ایک سیاہ پوش کو آواز دے کر اپنے پاس بلایا اور پھر اس نے اس آدمی کو حکم دیا کہ وہ عمارت میں موجود تمام افراد کو باہر بلا لائے تاکہ اس عمارت کو بموں ور میزائلوں سے مکمل طور پر تباہ کر دیا جائے۔ کرنل رابرٹ کا حکم سنتے ہی وہ آدمی تیزی سے اندر دوڑ گیا۔ تھوڑی ہی دیر میں اس کے [illegible] سے باہر آنا شروع ہو گئے۔

''چیف۔ ان دونوں چوکیداروں کو ہوش آ گیا ہے''...... ایک آدمی نے قریب آ کر کرنل رابرٹ اور ڈاکٹر کارٹرس سے مخاطب ہو کر کہا۔

''کیا بتایا ہے انہوں نے۔ یہاں کتنے افراد آئے تھے اور انہیں کس نے بے ہوش کیا تھا''...... کرنل رابرٹ نے کہا۔

''ان کا کہنا ہے کہ یہاں دو افراد آئے تھے ایک مرد اور ایک عورت''...... اس آدمی نے کہا اور پھر وہ انہیں عمران اور جولیا کے بارے میں وہی باتیں بتانے لگا جو عمران اور جولیا نے چوکیداروں سے کی تھیں اور چوکیداروں نے لالچ میں آ کر انہیں عمارت میں ایک کمرہ دے دیا تھا۔ ہمیں بھی چھت پر ایک مرد اور عورت کے پیروں کے نشانات ملے ہیں۔ عورت اسی عمارت کی چھت پر رہی تھی جبکہ مرد دوسری عمارت پر گیا تھا ایک رسی لٹکا کر''...... اس آدمی نے جواب دیا۔

''کیا تم نے ان سے مرد اور عورت کا حلیہ پوچھا ہے''۔ ڈاکٹر کارٹرس نے پوچھا۔

''جی ہاں۔ ان کے کہنے کے مطابق دونوں مقامی ہی تھے اور لڑکی خود کو لارڈ میڈولا کی بیٹی کہہ رہی تھی''...... اس آدمی نے جواب دیا۔

''لارڈ میڈولا کی بیٹی۔ ہونہہ۔ لارڈ میڈولا کو میں بخوبی جانتا ہوں۔ اس کے دو بیٹے ہیں بیٹی نہیں ہے۔ وہ یقیناً عمران

کی ساتھی لڑکی ہی ہیں۔ بہرحال ان سب باتوں کو چھوڑو۔ وہ دونوں ابھی اسی عمارت میں موجود ہیں۔ ہم دونوں نے فیصلہ کیا ہے پاکیشیائی ایجنٹوں کو زندہ پکڑنے کی بجائے اس عمارت کو بموں اور میزائلوں سے تباہ کر دیا جائے تاکہ وہ دونوں ہلاک ہو کر اس عمارت کے ملبے تلے ہمیشہ کے لئے دفن ہو جائیں''...... ڈاکٹر کارٹرس نے کہا۔

''لیکن جناب۔ ہم اس عمارت کو کیسے تباہ کر سکتے ہیں''...... اس آدمی نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''کیوں کیا ہوا۔ اس عمارت کو ہم تباہ کیوں نہیں کر سکتے۔ بولو''...... کرنل رابرٹ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ انٹرنیشنل ہرٹ اینڈ برٹ امپورٹ اور ایکسپورٹ کمپنی کے دفاتر ہیں''...... اس آدمی نے کہا۔

''تو کیا ہوا۔ یہ کسی کی بھی کمپنی ہو۔ یہاں ملک دشمن ایجنٹ چھپے ہوئے ہیں۔ انہیں ہلاک کرنے کے لئے ہم کچھ بھی کر سکتے ہیں۔ نانسنس''...... ڈاکٹر کارٹرس نے غرا کر کہا۔

''لیکن جناب......'' اس آدمی نے کہنا چاہا۔

''لیکن کیا۔ تم اس عمارت کی تباہی سے جھجک کیوں رہے ہو۔ کیا یہ تمہارے کسی عزیز کی کمپنی ہے''...... کرنل رابرٹ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''نو چیف۔ ہرٹ اور برٹ صاحب جناب پرائم منسٹرز آف

اسرائیل کے عزیز ہیں۔ ان کے رشتے کا تو نہیں پتہ لیکن میں یہ ضرور جانتا ہوں کہ یہ دونوں بھائی جناب پرائم منسٹر صاحب کے بہت قریبی عزیز ہیں‘‘...... اس آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا تو کرنل رابرٹ اور ڈاکٹر کارٹرس بری طرح سے چونک پڑے۔

’’اوہ۔ ہاں ہرٹ اور برٹ جناب پرائم منسٹر صاحب کے خالہ زاد بھائی ہیں۔ اگر ہم نے ان کی کمپنی کے دفاتر بموں اور میزائلوں سے تباہ کر دیئے تو ہمیں ہرٹ اور برٹ سمیت جناب پرائم منسٹر صاحب کو بھی جواب دینا مشکل ہو جائے گا‘‘...... ڈاکٹر کارٹرس نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

’’تو پھر کیا کیا جائے‘‘...... کرنل رابرٹ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

’’ہمیں ان دونوں کو ایسے ہی تلاش کرنا پڑے گا اور ہمیں یہ بھی کوشش کرنی ہے کہ ہرٹ اور برٹ صاحب کو اس بات کا علم نہ ہو کہ ہم نے اس عمارت پر ریڈ کیا ہے۔ ہمیں چوکیداروں کی زبانیں بھی بند کرنی پڑیں گی‘‘...... ڈاکٹر کارٹرس نے کہا۔

’’ٹھیک ہے۔ تم جاؤ اور عمارت کے ہر حصے میں ان دونوں کو تلاش کرو۔ انہیں کسی بھی صورت میں یہاں سے بچ کر نہیں جانا چاہئے۔ چوکیداروں کو میں خود سنبھال لوں گا‘‘...... کرنل رابرٹ نے کہا تو وہ آدمی سر ہلاتا ہوا اندر چلا گیا۔

’’تم چوکیداروں کو سنبھالو تب تک میں اپنی فائلیں اور

دستاویزات لے کر اپنی رہائش گاہ جاتا ہوں۔ مجھے ہر حال میں انہیں محفوظ مقام پر پہنچانا ہے تاکہ اگر عمران اور اس کی ساتھی لڑکی بچ کر نکل بھی جائیں تو وہ دوبارہ ان فائلوں اور دستاویزات تک نہ پہنچ سکیں‘‘...... ڈاکٹر کارٹرس نے کہا۔

’’ٹھیک ہے۔ آپ جائیں میں ان دونوں کو خود ہی سنبھال لوں گا اور میری ہر ممکن کوشش ہو گی کہ عمران اور اس کی ساتھی لڑکی کسی بھی صورت میں یہاں سے زندہ بچ کر نہ نکل سکیں‘‘...... کرنل رابرٹ نے کہا۔

’’او کے۔ گڈ لک‘‘...... ڈاکٹر کارٹرس نے کہا اور پھر وہ تیز تیز چلتا ہوا اپنی کار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کرنل رابرٹ چند لمحے اسے ہونٹ بھینچے دیکھتا رہا پھر اس نے ایک طویل سانس لی اور مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اس کمرے کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں دونوں چوکیداروں کو ہوش میں لا یا گیا تھا۔

دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں کمرے کے پاس رکے بغیر آگے بڑھ گئیں تو ان دونوں نے سکون کا سانس لیا۔ عمران کا یہ نفسیاتی حربہ کام کر گیا تھا کہ اس نے کمرے کا دروازہ کھلا چھوڑ دیا تھا اس لئے کوئی اس طرف توجہ نہ دے رہا تھا۔ کبھی کبھار کوئی اس طرف آ کر کھلے ہوئے دروازے سے ایک نظر اندر دیکھ لیتا تھا اور پھر وہیں سے واپس لوٹ جاتا تھا۔ عمران اور جولیا کو اس کا موقع نہیں مل سکا تھا کہ کوئی سیاہ پوش اندر آئے اور وہ اسے بے ہوش کر کے اس کے لباس یا نقاب پہن کر ان کے ساتھ شامل ہو کر وہاں سے نکل جاتے۔

تقریباً دو گھنٹوں تک عمارت میں دوڑ بھاگ ہوتی رہی پھر آہستہ آہستہ آوازیں ختم ہو گئیں۔ شاید مسلح افراد عمارت کا ایک ایک حصہ چیک کر کے مایوس ہو گئے تھے۔ وہ یہی سمجھ رہے تھے کہ وہ دونوں اس عمارت سے نکل چکے ہیں اس لئے اب وہ یقیناً واپس

جا رہے تھے۔ عمران اور جولیا نے کچھ وقت اور وہاں گزارا۔ تھوڑی دیر بعد انہیں پھر باہر سے قدموں کی آوازیں سنائی دیں تو وہ چونک پڑے۔

”اب کون آ رہا ہے“...... عمران نے دل ہی دل میں کہا۔

قدموں کی آوازیں اسی کمرے کے دروازے کے پاس آ کر رک گئیں جہاں دروازے کے پٹوں کے پیچھے وہ دونوں چھپے ہوئے تھے۔

”کاش ہمیں پتہ ہوتا کہ وہ غیر ملکی ایجنٹ ہیں“...... باہر سے ایک حسرت بھری آواز سنائی دی تو عمران کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔ یہ اسی چوکیدار کی آواز تھی جسے اس نے بوتل اور ڈالرز دیئے تھے۔

”پھر کیا کرتے“...... دوسرے چوکیدار نے پوچھا۔

”ان کی مدد کرتے“...... پہلے چوکیدار نے کہا۔

”کیا مطلب۔ کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ ہم دشمنوں کی مدد کرتے جو غیر ملکی ایجنٹ تھے“...... دوسرے چوکیدار نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں اس لئے کہ ان کی مدد کر کے ہمیں اتنی رقم مل جاتی کہ ہم دونوں اپنے آبائی قصبوں میں جا کر کوئی چھوٹا موٹا کاروبار شروع کر کے آرام کی زندگی گزار سکتے“...... پہلے چوکیدار نے حسرت لہجے میں کہا۔

"تم ایک یہودی ہو اور اسرائیل میں رہتے ہو۔ اس کے باوجود دشمن ایجنٹوں کی مدد کرنے کے بارے میں سوچ رہے ہو۔ یہ غداری ہے۔ ملک و قوم سے غداری۔ اگر مجھے وہ مل جائیں تو میں انہیں پکڑ کر ابھی اس سرکاری ایجنسی کے حوالے کر دوں"...... دوسرے نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"دولت چہرے پر لگے ہوئے ہر گناہ کے داغ دھو سکتی ہے والٹر چاہے وہ غداری کا داغ ہو یا کوئی اور"...... پہلے نے زہریلے انداز میں ہنستے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں بے حد کرواہٹ تھی۔

"ہاں۔ کہتے تو تم ٹھیک ہو لیکن پھر بھی۔ ہمیں ملک دشمن ایجنٹوں کے بارے میں نہیں سوچنا چاہیے۔ ہم سے غلطی ہوئی جو ہم نے انہیں اندر آنے دیا۔ اگر مالکوں کو پتہ چل گیا تو سمجھو ہماری نوکری تو گئی"...... دوسرے چوکیدار نے کہا جس کا نام والٹر تھا۔

"ہاں۔ اب سوچنے سے فائدہ بھی کیا۔ وہ بہت چالاک تھے جو اس قدر مسلح افراد ہونے کے باوجود یہاں سے نکل جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ ان کی جگہ کوئی اور ہوتا تو ڈینجر ایجنسی کے افراد یہاں سے ان کی لاشیں ہی لے کر نکلتے"...... پہلے چوکیدار نے کہا۔

"چلو جو ہوا اچھا ہوا سلاٹر۔ اگر ان کی یہاں سے لاشیں ملتیں تو ان کے بارے میں مالکوں کو ضرور علم ہو جاتا اور پھر ہماری شامت آ جاتی"...... والٹر نے کہا۔

"شامت تو اب بھی ہماری آنی ہے۔ یہاں ڈی ایجنسی نے جو بھاگ دوڑ کی ہے اور بم سے گیٹ اُڑایا ہے اس کا جواب تو ہمیں بہرحال مالکوں کو دینا ہی پڑے گا اور کرنل رابرٹ نے ہمیں سختی سے منع کیا ہے کہ ہم کسی بھی حالت میں ہرٹ اینڈ برٹ کو یہ نہیں بتائیں گے کہ یہاں ڈی ایجنسی نے ریڈ کیا تھا۔ ہمیں ہرٹ اینڈ برٹ کو یہی بتانا ہے کہ یہاں چند نامعلوم افراد نے حملہ کیا تھا جو کسی کی تلاش میں آئے تھے۔ کرنل رابرٹ نے سختی سے کہا ہے کہ اگر ہم نے سچ بولا تو وہ ہمیں کسی بھی وقت گولیوں سے اُڑا دے گا"...... سلاٹر نے کہا۔

"ہاں۔ ہمیں اپنی زبان بند ہی رکھنی ہو گی لیکن سمجھ میں نہیں آ رہا کہ ہم ہرٹ اور برٹ صاحب کو کہیں گے کیا۔ کیا انہیں ہمارے بتائے ہوئے جھوٹ پر یقین آ جائے گا"...... والٹر نے کہا۔ وہ دونوں دروازے کے باہر ہی کھڑے باتیں کر رہے تھے۔

"اب ہماری نوکری بچنا واقعی مشکل ہے"...... سلاٹر نے کہا۔

"اسی لئے تو میں کہہ رہا تھا کہ اگر وہ دونوں ہمیں مل جاتے تو ہم انہیں پکڑ کر اور ڈرا دھمکا کر ان سے بڑی مالیت کے ڈالرز نکلوا سکتے تھے۔ اگر نوکری چھوٹ بھی جاتی تو ہم غیر ملکی ایجنٹوں کی دی ہوئی دولت سے ساری زندگی عیش کر سکتے تھے"...... والٹر نے کہا۔

"اب کیا ہو سکتا ہے۔ سانپ نکل گیا اب لکیر پیٹنے کا کیا فائدہ۔ اب اندر چلو یا یہیں کھڑے رہ کر باتیں کرنے کا ارادہ

ہے۔ میرا حلق خشک ہو رہا ہے۔ میں تھوڑا سا حلق تر کر کے آرام کرنا چاہتا ہوں''...... سلاٹر نے کہا۔

''ہاں چلو۔ شراب کی طلب تو مجھے بھی محسوس ہو رہی ہے''۔ والٹر نے کہا اور پھر وہ دونوں اندر آ گئے۔ انہیں اندر آتے دیکھ کر عمران اور جولیا مزید سمٹ گئے۔ دونوں نے پلٹ کر نہیں دیکھا تھا اور نہ ہی انہوں نے دروازہ بند کرنے کی زحمت گوارا کی تھی۔ وہ سیدھے پلنگ کی طرف بڑھ گئے۔ انہیں آگے جاتے دیکھ کر عمران دروازے کی آڑ سے نکلا اور اس نے نہایت آہستگی سے کمرے کا دروازہ بند کر دیا۔ ساتھ ہی اس نے جولیا کو اشارہ کیا تو جولیا سر ہلا کر مشین گن لئے آگے بڑھی۔

''ہینڈز اَپ''...... جولیا نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا تو وہ دونوں اس کی آواز سن کر اس بری طرح سے اچھلے جیسے اچانک ان کے پیروں میں زور دار بم پھٹ پڑا ہو۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے پلٹے اور پھر ان دونوں کو دیکھ کر وہ یوں ساکت ہو گئے جیسے ان کی جان ہی نکل گئی ہو۔ ان کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

''کک کک۔ کیا مطلب۔ کیا تم دونوں ابھی یہیں ہو''۔ ان میں سے ایک نے ہکلاتی ہوئی آواز میں کہا۔ یہ آواز والٹر کی تھی۔

''تت تت۔ تم دونوں یہاں لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ڈی ایجنسی نے تو تمہاری تلاش میں پوری عمارت چھان ماری تھی [illegible]

انہیں کیوں نہیں ملے''...... دوسرے چوکیدار نے کہا جس کا نام سلاٹر تھا۔

''ہم دونوں نے سلیمانی ٹوپیاں اوڑھ رکھی تھیں اس لئے ہم ان کے سامنے ہوتے ہوئے بھی انہیں دکھائی نہیں دے رہے تھے''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''سلیمانی ٹوپیاں۔ کیا مطلب۔ یہ سلیمانی ٹوپیاں کیا ہیں''۔ والٹر نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

''تم انہیں جادوئی ٹوپیاں کہہ لو جنہیں سر پر رکھتے ہی انسان دوسرے انسانوں کی نظروں سے غائب ہو جاتا ہے''...... عمران نے اسے سمجھانے والے انداز میں کہا۔

''لیکن تمہارے سروں پر تو ٹوپیاں نہیں ہیں''...... سلاٹر نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

''ہم ظاہر ہو گئے ہیں اس لئے اب ہمارے سروں سے ٹوپیاں غائب ہو گئی ہیں''...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

''لیکن تم دونوں یہاں کیا کر رہے ہو اور۔ اور......'' والٹر نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

''تم دونوں کا انتظار''...... عمران نے کہا۔

''ہمارا انتظار۔ کیوں''...... سلاٹر نے کہا۔

''ابھی تم دونوں دروازے کے باہر کھڑے کہہ رہے تھے کہ اگر [illegible]رے سامنے ہوتے تو تم ہمیں قابو کر کے ہم سے ہزاروں

ڈالرز حاصل کرتے اور زندگی بھر عیش کرتے‘‘......عمران نے کہا۔

’’اوہ۔ تو تم نے ہماری باتیں سن لی تھیں‘‘......سلاٹر نے چونک کر کہا۔

’’ہاں۔ میں نے بھی اور میری ساتھی نے بھی۔ کیوں ڈیئر‘‘...... عمران نے پہلے اس سے اور پھر جولیا سے مخاطب ہو کر کہا تو جولیا اسے گھور کر رہ گئی۔

’’اب تم دونوں کیا چاہتے ہو‘‘...... والٹر نے کہا۔ اس نے اور اس کے ساتھی سلاٹر نے اپنی گنیں سائیڈ پر موجود بستر پر رکھ دی تھیں۔ سلاٹر اب کوشش کر رہا تھا کہ غیر محسوس طریقے سے بستر پر پڑی ہوئی گن اٹھا کر انہیں کور کر سکے۔

’’چالاکی نہیں۔ اگر تم اپنی گن کی طرف بڑھے تو میری ساتھی تم پر گولیاں برسا دے گی اور تم دونوں نہ چاہتے ہوئے بھی لمبے سفر پر چلے جاؤ گے جہاں سے تمہاری واپسی ناممکن ہو جائے گی‘‘۔ عمران نے سلاٹر کی حرکت نوٹ کرتے ہوئے کہا تو سلاٹر وہیں رک گیا۔ عمران آگے بڑھا اور اس نے بستر سے ان دونوں کی گنیں اٹھا کر کمرے کے کونے میں اچھال دیں۔

’’تم دونوں نے بتایا نہیں۔ کیا چاہتے ہو اور یہاں کیوں رکے ہوئے ہو‘‘......سلاٹر نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

’’تم دونوں جو باتیں کر رہے تھے کہ اگر ہم تمہارے قابو آ جاتے تو تم ہم سے فائدہ حاصل کر سکتے تھے۔ ہم تمہارے سا[illegible]

ہیں۔ اگر چاہو تو تم ہم پر قابو پا کر ہم سے فائدہ اٹھا سکتے ہو‘‘۔ عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

’’ہونہہ۔ مشین گن تمہاری ساتھی کے ہاتھوں میں ہے اور ہمیں فائدہ اٹھانے کا کہہ رہے ہو‘‘...... والٹر نے ہنکارہ بھرتے ہوئے کہا۔

’’اس نے صرف گن اٹھا رکھی ہے۔ تم پر فائرنگ تو نہیں کر رہی جو تم ڈر رہے ہو‘‘......عمران نے کہا۔

’’تم جو کہنا چاہتے ہو صاف صاف کہو۔ ہمیں تمہاری الجھی ہوئی باتیں سمجھ نہیں آ رہی ہیں‘‘ ......سلاٹر نے سر جھٹک کر کہا۔

’’الجھے ہوؤں کو سلجھی ہوئی باتیں کیسے سمجھ آ سکتی ہیں۔ بہرحال۔ میں تم سے سیدھی بات کرتا ہوں۔ کیا تم دونوں واقعی دولت کمانا چاہتے ہو‘‘......عمران نے کہا تو ان دونوں نے پہلے حیرت سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا پھر عمران کی طرف دیکھنے لگے۔

’’دولت کمانے کا شوق کسے نہیں ہوتا‘‘...... والٹر نے کہا تو سلاٹر اسے تیز نظروں سے گھورنے لگا۔

’’ہم تمہاری یہی خواہش بلکہ تمہارا خواب پورا کرنے کے لئے یہاں رک گئے تھے ورنہ ڈی ایجنسی کے جانے کے بعد ہمارے لئے یہاں سے نکلنا مشکل نہیں تھا‘‘......عمران نے کہا۔

’’خواب۔ کیسا خواب‘‘......سلاٹر نے حیرت سے کہا۔

[illegible]ے ذریعے دولت کمانے کا خواب تاکہ تم یہاں سے ڈھیر

ساری دولت لے جا کر عیش و آرام کی زندگی بسر کر سکو"۔ عمران کہا
تو والٹر کی آنکھوں میں چمک آ گئی جبکہ سلاٹر، عمران کی طرف الجھی
ہوئی نظروں سے دیکھنے لگا جیسے اسے عمران کی باتوں پر یقین نہ آ
رہا ہو۔

"ہونہہ۔ لگتا ہے تم ہم سے مذاق کر رہے ہو"...... سلاٹر نے
منہ بنا کر کہا۔

"تم میرے کزن نہیں ہو جو میں تم سے مذاق کروں گا تم دونوں
یہ بتاؤ کہ اپنا کاروبار کرنے اور عیش و آرام کی زندگی بسر کرنے کے
لئے تمہیں کتنی رقم درکار ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"کک۔ کک۔ کیا۔ کیا مطلب۔ کیا تم واقعی ہمیں دولت دینا
چاہتے ہو مگر کیوں"...... والٹر نے حیرت اور مسرت کے ملے جلے
لہجے میں پوچھا۔

"ہاں۔ بولو کتنی رقم درکار ہو گی"...... عمران نے سر ہلا کر کہا۔

"دو لاکھ"...... اس نے جھجکتے ہوئے کہا۔

"دونوں کو یا صرف تمہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"ہم دونوں کو دو دو لاکھ ڈالرز دے سکتے ہو"...... والٹر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ مل جائیں گے۔ اب بتاؤ کہ چار لاکھ ڈالرز کے
بدلے میں تم ہمارے لئے کیا کر سکتے ہو"۔ عمران نے ان کی طرف
غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"کیا مطلب"...... دونوں نے چونک کر ایک ساتھ کہا۔

"چار لاکھ کی رقم یونہی تو تمہیں نہیں دی جا سکتی"...... عمران نے
کہا۔

"اوہ۔ سمجھا۔ تو تم ہم سے کوئی غیر قانونی کام کرانا چاہتے ہو۔
بولو"...... سلاٹر نے ایک بار پھر غصے میں آتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ کوئی غیر قانونی کام نہیں ہے اور نہ ہی ہم تمہیں اور
تمہارے ملک کو کوئی نقصان پہنچائیں گے"...... عمران نے کہا۔

"پھر۔ کیا کام ہے ہم سے۔ بولو"...... سلاٹر نے کہا

"ہم ہر طرح سے تمہاری مدد کریں گے۔ جو کچھ تم کہو گے وہ
کریں گے کہو گے تو تمہارے چھپنے کا انتظام بھی کر دیں گے۔ لیکن
پہلے ڈالرز پھر کام"...... والٹر نے کہا جو دولت کا ضرورت سے زیادہ
ہی رسیا معلوم ہو رہا تھا۔

"اچھا"...... عمران نے سر ہلا کر کہا۔

"ہاں۔ اگر تم چاہو تو ہمارے ایسے ذرائع ہیں کہ ہم تم دونوں کو
اسرائیلی ایجنسیوں سے بچا کر اسرائیل سے باہر پہنچا دیں گے"۔
والٹر نے کہا تو سلاٹر کا چہرہ سرخ ہو گیا وہ اسے کھا جانے والی
نظروں سے گھورنے لگا۔

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو والٹر۔ تم ہوش میں تو ہو۔ جانتے نہیں تم
ملک دشمن عناصر سے بات کر رہے ہو"...... سلاٹر نے غراتے ہوئے
کہا۔

"تم خاموش رہو۔ میں غربت کی زندگی سے تنگ آ چکا ہوں۔

اگر مجھے دولت ملنے کا ذریعہ ہاتھ آ رہا ہے تو میں اسے ضائع نہیں جانے دوں گا۔ اگر تمہیں اپنے حصے کی دولت نہیں چاہئے تو تم نہ لینا۔ تمہارے حصے کی دولت بھی میں لے لوں گا“...... والٹر نے کہا۔

”تم پاگل ہو گئے ہو“...... سلاٹر نے کہا۔

”ہاں۔ ہو گیا ہوں پاگل اور تم جانتے ہو میں جب پاگل ہو جاؤں تو پھر کچھ بھی کر سکتا ہوں“...... والٹر نے بھی اس بار غراتے ہوئے کہا۔

”تو کیا تم ان پاکیشیائی ایجنٹوں کی واقعی مدد کرو گے“...... سلاٹر نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

”اگر یہ میری ڈیمانڈ پوری کر دیں تو میں ان کی ہر حال میں مدد کروں گا“...... والٹر نے کہا۔

”وہ کیسے۔ فرض کرو کہ ہم واقعی اسرائیل سے خاموشی سے نکلنا چاہتے ہیں تو تم کیا کرو گے“...... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”ہرٹ اینڈ برٹ کمپنی یہاں سے ہر قسم کا سامان ایک اسلامی ملک میں امپورٹ کرتا ہے۔ یہاں سے ہر دو تین روز بعد مال سے بھرے ہوئے کنٹینر نکلتے ہیں۔ ہم ان کنٹینروں میں تمہیں چھپا دیں گے۔ کسی ایسے کنٹینر میں جو اردن کے مقبوضہ علاقے غزہ کی پٹی کے پار جاتے ہوں۔ وہ کنٹینر تمہیں اُردن پہنچا دیں گے وہاں سے

تم آسانی سے جہاں چاہو جا سکو گے“...... والٹر نے کہا۔

”اُردن جانے والے کنٹینروں میں یہاں سے کیا سپلائی کیا جاتا ہے“...... عمران نے پوچھا۔

”بلیک وہسکی کے ٹن۔ ہرٹ اور برٹ ایسی کمپنی ہے جس کا تعلق براہ راست اسرائیلی پرائم منسٹر سے ہے اس لئے ان کنٹینروں کو نہ تو کھولا جاتا ہے اور نہ ان کی چیکنگ کی جاتی ہے۔ اس لئے تم دونوں آسانی سے یہاں سے نکل سکتے ہو لیکن اس کے لئے تمہیں ہمیں اور اس کنٹینر کے ڈرائیور کو بھی مخصوص معاوضہ دینا ہو گا تاکہ وہ تمہیں اسرائیل سے نکال کر لے جائے۔ ہمارا معاوضہ دو دو لاکھ ڈالرز ہیں“...... والٹر نے کہا۔

”اور کنٹینر کے ڈرائیور کو کتنے ڈالرز دینے ہوں گے“...... عمران نے پوچھا۔

”وہ فی آدمی پچاس ہزار ڈالر لیتا ہے“...... والٹر نے کہا۔

”کتنے کنٹینر جاتے ہیں یہاں سے اُردن“...... عمران نے پوچھا۔

”ہفتے میں دو بار یہاں سے دو کنٹینر بھیجے جاتے ہیں تین روز قبل دو کنٹینر جا چکے ہیں۔ اب دو کنٹینر باقی ہیں جو فیکٹری میں لوڈ ہو رہے ہیں وہ آج شام یہاں پہنچ جائیں گے اور پھر کل صبح یہاں سے روانہ کر دیئے جائیں گے“...... والٹر نے کہا۔ عمران اس کی طرف غور سے دیکھ رہا تھا۔ اس آدمی کے لہجے سے اس نے اندازہ

اگر مجھے دولت ملنے کا ذریعہ ہاتھ آ رہا ہے تو میں اسے ضائع نہیں جانے دوں گا۔ اگر تمہیں اپنے حصے کی دولت نہیں چاہئے تو تم نہ لینا۔ تمہارے حصے کی دولت بھی میں لے لوں گا''...... والٹر نے کہا۔

''تم پاگل ہو گئے ہو''...... سلاٹر نے کہا۔

''ہاں۔ ہو گیا ہوں پاگل اور تم جانتے ہو میں جب پاگل ہو جاؤں تو پھر کچھ بھی کر سکتا ہوں''...... والٹر نے بھی اس بار غراتے ہوئے کہا۔

''تو کیا تم ان پاکیشیائی ایجنٹوں کی واقعی مدد کرو گے''...... سلاٹر نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

''اگر یہ میری ڈیمانڈ پوری کر دیں تو میں ان کی ہر حال میں مدد کروں گا''...... والٹر نے کہا۔

''وہ کیسے۔ فرض کرو کہ ہم واقعی اسرائیل سے خاموشی سے نکلنا چاہتے ہیں تو تم کیا کرو گے''...... عمران نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''ہرٹ اینڈ برٹ کمپنی یہاں سے ہر قسم کا سامان ایک اسلامی ملک میں امپورٹ کرتا ہے۔ یہاں سے ہر دو تین روز بعد مال سے بھرے ہوئے کنٹینر نکلتے ہیں۔ ہم ان کنٹینروں میں تمہیں چھپا دیں گے۔ کسی ایسے کنٹینر میں جو اردن کے مقبوضہ علاقے غزہ کی پٹی کے پار جاتے ہوں۔ وہ کنٹینر تمہیں اُردن پہنچا دیں گے وہاں سے

تم آسانی سے جہاں چاہو جا سکو گے''...... والٹر نے کہا۔

''اُردن جانے والے کنٹینروں میں یہاں سے کیا سپلائی کیا جاتا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''بلیک وہسکی کے ٹِن۔ ہرٹ اور برٹ ایسی کمپنی ہے جس کا تعلق براہ راست اسرائیلی پرائم منسٹر سے ہے اس لئے ان کنٹینروں کو نہ تو کھولا جاتا ہے اور نہ ان کی چیکنگ کی جاتی ہے۔ اس لئے تم دونوں آسانی سے یہاں سے نکل سکتے ہو لیکن اس کے لئے تمہیں ہمیں اور اس کنٹینر کے ڈرائیور کو بھی مخصوص معاوضہ دینا ہو گا تاکہ وہ تمہیں اسرائیل سے نکال کر لے جائے۔ ہمارا معاوضہ دو دو لاکھ ڈالرز ہیں''...... والٹر نے کہا۔

''اور کنٹینر کے ڈرائیور کو کتنے ڈالرز دینے ہوں گے''...... عمران نے پوچھا۔

''وہ فی آدمی پچاس ہزار ڈالر لیتا ہے''...... والٹر نے کہا۔

''کتنے کنٹینر جاتے ہیں یہاں سے اُردن''...... عمران نے پوچھا۔

''ہفتے میں دو بار یہاں سے دو کنٹینر بھیجے جاتے ہیں تین روز قبل دو کنٹینر جا چکے ہیں۔ اب دو کنٹینر باقی ہیں جو فیکٹری میں لوڈ ہو رہے ہیں وہ آج شام یہاں پہنچ جائیں گے اور پھر کل صبح یہاں سے روانہ کر دیئے جائیں گے''...... والٹر نے کہا۔ عمران اس کی طرف غور سے دیکھ رہا تھا۔ اس آدمی کے لہجے سے اس نے اندازہ

لگا لیا تھا کہ وہ سچ بول رہا ہے اور دولت کے حصول کے لئے کچھ بھی کرنے کے لئے تیار تھا۔

''ٹھیک ہے۔ میرا آدمی کل تم سے ملے گا اور تمہیں رقم کی ادائیگی کر دے گا مگر......'' عمران نے چند لمحے سوچتے رہنے کے بعد کہا۔

''مگر کیا''...... اس بار سلاٹر نے کہا۔ لاکھوں ڈالرز کا سن کر وہ بھی شاید ان سب باتوں میں دلچسپی لینے پر مجبور ہو گیا تھا اور اس کے سر سے وطن پرستی کا بھوت اتر گیا تھا۔

''ہو سکتا ہے کہ ہم یہاں سے کل صبح نہ جا سکیں۔ ابھی ہمیں یہاں چند ضروری کام کرنے ہیں اس لئے ہو سکتا ہے ہم اگلے ہفتے یہاں سے ہونے والی سپلائی کے ساتھ نکلنا چاہیں یا تھوڑا سا وقت زیادہ بھی لگ سکتا ہے۔ کیا تم اس کے لئے ہمارا ساتھ دو گے''۔ عمران نے کہا۔

''ہاں بالکل۔ اگر تم ہمیں پیشگی ادائیگی کر دو تو تم جب چاہو ہم تمہیں یہاں سے نکالنے کا بندوبست کر سکتے ہیں۔ کل صبح، اگلے ہفتے یا اس سے اگلے ہفتے بھی۔ سب کنٹینرز کے ڈرائیورز ہمارے ساتھی ہیں اور سب کو ہی ڈالرز کی ضرورت ہے''...... والٹر نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں ابھی تم دونوں کو کچھ پیشگی دے جاتا ہوں۔ باقی کی منٹ کل میرا آدمی کسی بھی وقت آ کر تمہیں کر جائے گا۔ اگر تم اپنی رہائش گاہوں کے بارے میں بتا دو تو میرا آدمی تمہیں

ڈالرز وہیں پہنچا دے گا''...... عمران نے کہا۔

''ہم یہاں اسی کمرے میں ایک ساتھ رہتے ہیں اس لئے اپنے آدمی کو یہیں بھیج دینا''...... سلاٹر نے کہا۔

''تم دونوں کہہ رہے تھے کہ یہاں جو کچھ ہوا ہے اس کی ذمہ داری تمہارے مالک تم دونوں پر ڈال کر تمہیں یہاں سے نکال سکتا ہے۔ اگر ایسا ہوا تو پھر''...... عمران نے کہا۔

''تم اس کی فکر نہ کرو۔ مالکوں کو ہم سنبھال لیں گے۔ چونکہ یہ سب ڈی ایجنسی نے کیا ہے اس لئے ان کی ہدایات کے مطابق ہم یہاں کے چند شر پسند عناصروں کا نام لے دیں گے جو آئے دن بند فیکٹریوں اور بند آفسز میں کارروائیاں کرتے رہتے ہیں۔ ہم کہیں گے کہ ہم نے ان کا بھرپور مقابلہ کرنے کی کوشش کی تھی جس کے نتیجے میں انہوں نے بیرونی عمارت کو تو نقصان پہنچایا ہے لیکن وہ اندر داخل نہ ہو پائے تھے''...... سلاٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کافی ذہین معلوم ہوتے ہو''...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

''دولت کے لئے احمق آدمی بھی ذہین بن جاتا ہے''...... سلاٹر نے مسکرا کر کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''ٹھیک ہے۔ میں تم دونوں کو پانچ پانچ ہزار ڈالرز دے رہا ہوں۔ یہ رکھ لو۔ کل میرا ایک آدمی آئے گا وہ تمہارے سامنے پرنس آف ڈھمپ کا نام لے گا۔ تم سمجھ جانا کہ اسے میں نے بھیجا

ہے۔ وہ تمہیں ایک ایک لاکھ ڈالرز دے جائے گا۔ باقی ڈالرز تمہیں اس روز ملیں گے جس روز ہمیں یہاں سے نکلنے ہو گا''...... عمران نے کہا تو ان دونوں کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ عمران نے جیب سے سو ڈالرز کی ایک گڈی نکال کر اس کے دو حصے کیئے اور پانچ پانچ ہزار ڈالر ان کے ہاتھوں میں تھما دیئے۔ ڈالرز دیکھ کر وہ دونوں جیسے پلکیں جھپکانا بھول گئے۔

''اب یہ بتاؤ کہ ہم اگر یہاں سے خفیہ طور پر نکلنا چاہیں تو تم ہماری کیا مدد کرو گے کیونکہ مجھے یقین ہے کہ ڈینجر ایجنسی کے افراد یہاں سے چلے تو گئے ہیں لیکن چند افراد ضرور یہاں رک کر عمارت کی نگرانی کر رہے ہوں گے تاکہ جیسے ہی ہم باہر نکلیں وہ ہمیں دھر لیں''...... عمران نے کہا۔

''اب تم کوئی فکر نہ کرو۔ یہاں سے بحفاظت تم دونوں کو باہر نکالنا ہماری ذمہ داری ہے۔ باہر چاہے ڈی ایجنسی کی پوری فورس بھی کیوں نہ چاروں طرف موجود ہو ہم تمہیں خاموشی سے یہاں سے نکال دیں گے''...... والٹر نے کہا۔

''وہ کیسے''...... عمران نے پوچھا۔

''یہاں ایک خفیہ راستہ ہے جو زیر زمین ہے اور دور جا کر ایک پتلی سی گلی میں کھلتا ہے وہ گلی گاہم اسٹریٹ سے مل جاتی ہے۔ وہاں جا کر تم کسی بھی طرف نکل سکتے ہو''...... والٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''گڈ شو۔ کہاں ہے وہ راستہ''...... عمران نے کہا۔

''سلاٹر تم یہاں رکو۔ میں انہیں خفیہ راستے میں پہنچا کر ابھی واپس آ جاتا ہوں''...... والٹر نے سلاٹر سے مخاطب ہو کر کہا تو سلاٹر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر والٹر، جولیا اور عمران کو ساتھ لے کر اندرونی عمارت کی طرف بڑھ گیا۔ ایک چھوٹے سے کمرے کے عقبی دروازے سے گزرنے کے بعد وہ ایک چھوٹے سے تہہ خانے میں آیا جس کا ایک دروازہ ایک راہداری میں کھلتا تھا جو کافی طویل تھی اور دور تک جاتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ سائیڈوں میں دو دروازے اور تھے جو بند تھے۔

''یہ دروازے کس لئے ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''یہ دروازے گوداموں کے ہیں۔ خفیہ راستے سے یہاں خاص مال گوداموں میں لا کر سٹاک کیا جاتا ہے جسے کنٹینروں میں چھپا کر بیرون ملک سپلائی کیا جاتا ہے''...... والٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا۔ اب ہم یہاں سے خود چلے جائیں گے۔ تم بس میرا بتایا ہوا کوڈ یاد رکھنا''...... عمران نے کہا۔

''پرنس آف ڈھمپ والا کوڈ''...... والٹر نے کہا۔

''ہاں''...... عمران نے کہا تو والٹر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے جولیا کو ساتھ لیا اور تیزی سے راہداری نما سرنگ میں آگے بڑھتا چلا گیا۔ ان کے سرنگ میں جاتے ہی والٹر نے عقب

سے دروازے بند کر دیا۔ جولیا خاموشی سے قدم بڑھا رہی تھی اس نے کچھ پوچھنے یا کہنے کی کوشش نہیں کی تھی۔ دس بارہ قدم آگے بڑھ کر وہ رک گئے پھر عمران نے جولیا کو رکنے کا اشارہ کیا اور پھر اس نے واچ ٹرانسمیٹر آن کیا اور اس پر مخصوص فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے لگا۔

''ہیلو ہیلو۔ پرنس آف ڈھمپ کالنگ۔ ہیلو۔ اوور''...... عمران نے دوسری طرف مسلسل کال دیتے ہوئے کہا۔

''یس۔ اے ایچ اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... رابطہ ملتے ہی کرخت مردانہ آواز سنائی دی۔

''اگر تم اے ایچ ہو تو میں اے آئی ہوں اور میرے ساتھ جے ایف ڈبلیو ہے۔ اوور''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔ دوسری طرف وائٹ ایگل تھا جس نے کوڈ کے طور پر اے ایچ کہا تھا اور جواب میں عمران نے اے آئی یعنی علی عمران کہا تھا اور جولیانا فٹز واٹر کے لئے اس نے جے ایف ڈبلیو کا کوڈ استعمال کیا تھا۔

''یس اے آئی۔ میرے لئے کیا حکم ہے اوور''...... وائٹ ایگل نے سنجیدگی سے کہا۔

''ہم پوائنٹ سے سامان لے کر نکل آئے ہیں۔ میں تمہیں ایک پتہ بتاتا ہوں۔ گاڑی لے کر فوراً وہاں پہنچ جاؤ۔ ہم تمہیں وہیں ملیں گے۔ اوور''...... عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے والٹر کے بتائے ہوئے پتے کے بارے میں بتا دیا جہاں یہ راہداری نما سرنگ باہر

نکلتی تھی۔

''اوہ۔ ٹھیک ہے۔ ہم قریب ہی موجود ہیں۔ آپ آ جائیں۔ اوور''...... وائٹ ایگل نے جواب دیا۔

''پہچان کیا ہو گی۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''پہچان کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میں خود آ رہا ہوں۔ میں آپ دونوں کو خود پہچان لوں گا۔ اوور''...... وائٹ ایگل نے جواب دیا۔

''دیکھ لینا بھائی پہچان لینا ہمیں۔ ایسا نہ ہو کہ تم ہماری جگہ کسی اور کو لے جاؤ اور ہم تمہارے انتظار میں سڑک کے کنارے کھڑے سوکھتے رہیں۔ اوور''...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''آپ فکر نہ کریں۔ بس جلد سے جلد پہنچ جائیں۔ میں آپ کی بتائی ہوئی جگہ پر پہنچ رہا ہوں۔ اوور''...... وائٹ ایگل نے کہا۔

''اکیلے ہو یا کوئی اور بھی ہے تمہارے ساتھ۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''فی الحال تو اکیلا ہوں۔ آپ کہیں تو دس سے پندرہ منٹوں میں لاٹ کی لاٹ پہنچ سکتی ہے وہ بھی مکمل سامان کے ہمراہ۔ اوور''۔ وائٹ ایگل نے کہا۔ لاٹ سے مراد افراد تھے اور سامان سے ظاہر ہے اس کے کہنے کا مطلب اسلحے سے ہی تھا۔

''نہیں۔ اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ تم اکیلے ہی آ جاؤ۔ تم اکیلے ہی سو پر بھاری ہو۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''اوکے۔ میں پہنچ رہا ہوں اوور'' ...... وائٹ ایگل نے کہا اور عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ منقطع کر دیا۔ عمران نے واچ ٹرانسمیٹر آف کیا اور جولیا کی طرف دیکھنے لگا جو بدستور خاموش تھی۔

''تم وائٹ ایگل سے کوڈ میں کیوں بات کر رہے تھے جبکہ تم نے کہا تھا کہ یہ جدید واچ ٹرانسمیٹر ہے اس کی کال نہ تو کہیں کیچ کی جا سکتی ہے اور نہ ہی اسے ٹریس کیا جا سکتا ہے'' ...... جولیا نے پوچھا۔

''احتیاط اچھی ہوتی ہے ڈیئر۔ ہم اس وقت موت کے منہ میں ہیں اور ہمارے پاس وہ سب کچھ ہے جس کے لئے ہم نے اس قدر طویل اور خفیہ سفر کیا ہے۔ اس لئے یہاں سے جس قدر احتیاط اور خاموشی سے نکل جائیں اتنا ہی بہتر ہو گا'' ...... عمران نے کہا۔

''ہونہہ۔ لیکن تم نے ان دونوں چوکیداروں پر اعتبار کیسے کر لیا۔ کیا تمہارے خیال میں وہ بھروسے کے قابل ہیں اور وہ واقعی ہمیں کنٹینروں میں چھپا کر اسرائیل سے باہر نکال سکتے ہیں'' ...... جولیا نے پوچھا۔

''اسرائیل سے تو وہ جب نکالیں گے تب نکالیں گے فی الحال ہمارے لئے یہی کافی ہے کہ انہوں نے ہمیں اس خفیہ راستے سے نکال دیا ہے۔ میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ ڈی ایجنسی نے ہرٹ اینڈ برٹ کی عمارت کو اندر سے خالی کیا ہے لیکن ان کے آدمی یقیناً باہر ہمارے انتظار میں بیٹھے ہوں گے۔ ہم جن کاغذات اور د[illegible]

کے لئے یہاں آئے تھے وہ ہمیں مل چکے ہیں اس لئے میں نہیں چاہتا کہ ہمارا ڈی ایجنسی سے اس وقت تک ٹکراؤ ہو جب تک ہم یہ ٹاپ سیکرٹ کسی خفیہ ٹھکانے پر نہ پہنچا دیں'' ...... عمران نے کہا۔

''پھر بھی مجھے وہ دونوں بھروسے کے قابل نہیں لگتے خاص طور پر سلاٹر۔ وہ تو ہمیں دشمن ایجنٹ قرار دے رہا تھا'' ...... جولیا نے منہ بنا کر کہا۔

''تو ہم کون سے دوست ایجنٹ ہیں جو اسرائیل کی مدد کرنے کے لئے آئے ہیں۔ ہم یہاں دشمن ایجنٹوں کے روپ میں ہی تو موجود ہیں۔ میں ان دونوں کی ذمہ داری وائٹ ایگل پر ڈال دوں گا وہ خود ہی انہیں ہینڈل کر لے گا۔ اگر وہ دونوں بااعتماد نہ ہوئے تو ان کی جگہ وائٹ ایگل کے آدمی بھی تو لے سکتے ہیں'' ...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ ہاں یہ واقعی مناسب رہے گا کہ ان کی جگہ وائٹ ایگل اپنے آدمیوں کو یہاں ایڈجسٹ کرا دے'' ...... جولیا نے کہا۔ راہداری نما سرنگ سے ہوتے ہوئے وہ سیڑھیاں چڑھ کر چھوٹے سے چبوترے پر آئے جہاں ایک بڑا سا دروازہ تھا۔ دروازہ اندر سے بند تھا۔ عمران نے دروازہ کھولا۔ باہر جھانکا باہر واقعی ایک پتلی سی گلی تھی جو خالی تھی۔ عمران نے جولیا کو اشارہ کیا تو جولیا نے مشین گن وہیں پھینکی اور پھر وہ دونوں باہر آ گئے۔ عمران نے احتیاط کے [illegible]ازہ بند کر دیا جو اندر سے آٹو لاک ہو گیا۔ گلی میں آتے

ہی عمران اور جولیا تیزی سے آگے بڑھتے چلے گئے۔

گلی سے گزر کر وہ ایک سڑک پر آئے اور پھر وہ کچھ دور پیدل آگے بڑھ کر چوراہے کے پاس آ کر اونچی جگہ کھڑے ہو گئے تاکہ وائٹ ایگل جس طرف سے بھی آئے وہ انہیں آسانی سے دیکھ لے۔

تھوڑی ہی دیر میں سیاہ رنگ کی کلرڈ شیشوں والی ایک جدید ماڈل کی کار ان کے قریب آ کر رک گئی۔ کار کا دروازہ کھلا تو انہیں وائٹ ایگل کا چہرہ دکھائی دیا۔

''جلدی کریں پیچھے پولیس کی کار آ رہی ہے''...... دروازہ کھلنے کے ساتھ ہی وائٹ ایگل نے تیز لہجے میں کہا۔

''چلو''...... عمران نے کہا تو جولیا فوراً کار کا عقبی دروازہ کھول کر اندر چلی گئی جبکہ عمران وائٹ ایگل کی سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ ان دونوں کے بیٹھتے ہی وائٹ ایگل نے فوراً کار آگے بڑھا دی۔

''پولیس کو پیچھے کہاں سے لگا لائے ہو''...... عمران نے وائٹ ایگل سے پوچھا۔

''میری تیز رفتاری کی وجہ سے انہیں شک ہوا تھا تب سے وہ میری کار کے پیچھے لگی ہوئی ہے''...... وائٹ ایگل نے کہا۔

''تو تمہیں جلدی کیا تھی۔ آرام سے آ جاتے ہم کہاں بھاگے جا رہے تھے''...... عمران نے کہا۔

''میں جلد سے جلد آپ تک پہنچنا چاہتا تھا''...... وائٹ ایگل

نے کہا تو عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

''ہمارے پیچھے ایک سفید رنگ کی کار آ رہی ہے۔ اس پر نیلی بتی بھی لگی ہوئی ہے''...... جولیا نے کہا۔

''یہی پولیس پٹرولنگ اسکواڈ کار ہے''...... وائٹ ایگل نے بیک مرر میں دیکھتے ہوئے کہا۔

''اس کے راستے سے الگ ہو جاؤ ورنہ یہ ہمارے لئے مصیبت کھڑی کر سکتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے''...... وائٹ ایگل نے کہا پھر اس نے گاڑی ایک سائیڈ روڈ پر موڑ دی سائیڈ روڈ پر بیس پچیس گز آگے بڑھنے کے بعد اس نے کار کو انتہائی تیزی سے موڑ لیا۔ کار کے ایک سائیڈ کے پہیے ہوا میں اٹھ گئے اور کار قدرے ترچھی ہو گئی۔ ایک لمحے کے لئے عمران اور جولیا کو یوں محسوس ہوا جیسے کار دائیں سائیڈ پر الٹ جائے گی لیکن موڑ مڑتے ہی وائٹ ایگل نے کمال مہارت کا ثبوت دیتے ہوئے کار سیدھی کی اور پھر اس کی سپیڈ بڑھا کر تیزی سے سامنے آنے والی متوازی سڑک کی طرف تیز رفتار جیٹ کی اُڑاتا لے گیا۔

"ہیری۔ ہرٹ اور برٹ کمپنی کے دونوں چوکیداروں کی نگرانی کرو"...... کرنل رابرٹ نے اپنے ساتھیوں کو ہرٹ اینڈ برٹ کمپنی سے ناکام باہر نکلتے دیکھ کر اپنے ایک ساتھی ہیری سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس چیف"...... اس آدمی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا جس کا نام ہیری تھا۔

"اپنے ساتھ دس افراد رکھ لو اور انہیں ہرٹ اینڈ برٹ کمپنی کے ارد گرد چھپا دو۔ ہمارے یہاں سے جانے کے بعد شاید وہ دونوں عمارت سے باہر آنے کی کوشش کریں۔ جیسے ہی وہ باہر نکلیں انہیں دیکھتے ہی گولیوں سے چھلنی کر دینا"...... کرنل رابرٹ نے کہا۔

"یس چیف"...... ہیری نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"عمارت میں داخل ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ تم سائنسی آلات سے عمارت کی نگرانی کرنا ہوسکتا ہے کہ چوکیدار واقعی

ان دونوں کے بارے میں نہ جانتے ہوں اور وہ ہمارے جانے کے بعد عمارت کے کسی خفیہ حصے سے نکل آئیں۔ چوکیداروں پر تم نے نظر رکھ کر یہ دیکھنا ہے کہ وہ کس سے ملتے ہیں"...... کرنل رابرٹ نے کہا۔

"یس چیف"...... ہیری نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اور اگر ضرورت پڑے تو تم ڈائریکٹ میرے ٹرانسمیٹر پر مجھ سے رابطہ کر لینا۔ میرے ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی نوٹ کر لو"...... کرنل رابرٹ نے کہا اور پھر اس نے ہیری کو اپنے ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی نوٹ کرا دی۔

کرنل رابرٹ نے ڈاکٹر کارٹرس کے جانے کے بعد اپنے نمبر ٹو میگ کو بھی وہیں بلا لیا تھا۔ میگ اب کرنل رابرٹ کے ساتھ تھا۔ اس نے کرنل رابرٹ کے کہنے پر ہرٹ اینڈ برٹ کمپنی کا اندر سے راؤنڈ لگایا تھا اور ان چوکیداروں سے بھی بات کی تھی۔ عمران اور جولیا اسے کہیں نہ ملے تھے اور چوکیداروں کے بیان بھی وہی تھے جو وہ کرنل رابرٹ کے آدمیوں کو وہ پہلے دے چکے تھے۔

"چیف۔ مجھے ان چوکیداروں پر شک ہے"...... میگ نے کرنل رابرٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیا مطلب"...... کرنل رابرٹ نے چونک کر پوچھا۔

"یہی کہ ممکن ہے چوکیدار ان دونوں سے ملے ہوئے ہوں۔ انہوں نے عمران سے بھاری رقم لی ہو اور وہ ان کی مدد کر رہے

ہوں اور انہوں نے ہی عمران اور اس کی ساتھی لڑکی کو عمارت میں کسی ایسی جگہ چھپا دیا ہو جو ہماری نگاہوں میں نہ آئی ہو''۔ میگ نے کہا۔

''ایسا بھی ممکن ہوسکتا تھا مگر ایسا ہے نہیں''...... باس نے کہا۔

''وہ کیوں چیف''...... میگ نے پوچھا۔

'' وہ دونوں لالچی ضرور ہیں لیکن جب میں نے ان سے بات کی تھی تو مجھے ان کی باتوں میں سچائی معلوم ہوئی تھی۔ ان دونوں کو واقعی عمران اور اس کی ساتھی لڑکی کے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہے اور نہ ہی انہوں نے ان دونوں کو عمارت میں کہیں چھپانے میں ان کی کوئی مدد کی ہے''...... کرنل رابرٹ نے کہا۔

''اوہ۔ اگر آپ نے ان کے چہروں کی ریڈنگ کی ہے تو پھر آپ کی بات پر مجھے یقین کرنا پڑے گا کیونکہ مجھ سے زیادہ آپ دوسروں کی فیس ریڈنگ آسانی سے کر سکتے ہیں جو غلط نہیں ہو سکتی''...... میگ نے کہا۔

''اگر وہ جھوٹ بول رہے ہوتے تو مجھے ان کے چہروں سے فوراً معلوم ہو جاتا تب میں ان سے سچ اگلوانے کے لئے ان کا ایسا بھیانک حشر کرتا کہ مرنے کے بعد بھی ان کی روحیں صدیوں تک تڑپتی اور بلبلاتی رہتیں''...... کرنل رابرٹ نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا تو میگ اثبات میں سر ہلا کر خاموش ہو گیا۔ کرنل رابرٹ اپنی کار میں آ گیا۔ میگ بھی اس کی کار میں آ گیا تھا۔ کرنل

رابرٹ کے کہنے پر اس نے کار کی ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔

''کہاں جانا ہے جناب''...... میگ نے پوچھا۔

''ڈاکٹر کارٹرس کی رہائش گاہ چلو۔ مجھے اس سے کچھ ضروری باتیں کرنی ہیں''...... کرنل رابرٹ نے سوچتے ہوئے انداز میں کہا تو میگ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کار مختلف سڑکوں پر دوڑتی ہوئی کچھ ہی دیر میں ڈاکٹر کارٹرس کی رہائش گاہ میں پہنچ گئی۔ ضروری چیکنگ کے بعد ان کی کار کے لئے ڈاکٹر کارٹرس کی رہائش گاہ کا دروازہ کھول دیا گیا اور میگ نے کار پورچ میں لے جا کر روک دی۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ دونوں ڈاکٹر کارٹرس کے ساتھ سٹنگ روم میں تھے۔ ڈاکٹر کارٹرس کے چہرے پر سنجیدگی اور فکر مندی کے تاثرات نمایاں دکھائی دے رہے تھے۔

''کیا ہوا ڈاکٹر کارٹرس۔ آپ کچھ پریشان دکھائی دے رہے ہیں''...... کرنل رابرٹ نے ڈاکٹر کارٹرس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''کچھ نہیں۔ کوئی ایسی خاص بات نہیں ہے''...... ڈاکٹر کارٹرس نے کہا تو کرنل رابرٹ نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ ڈاکٹر کارٹرس کے جواب سے اسے یہ اندازہ لگانے میں دیر نہ لگی تھی کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے اور اس سے کچھ چھپانے کی کوشش کر رہا ہے۔

''آپ شاید مجھ سے کچھ چھپا رہے ہیں''...... کرنل رابرٹ نے

اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے''...... ڈاکٹر کارٹرس نے اسی انداز میں جواب دیا۔

''کیا آپ کے دستاویزات اور فائلیں مکمل ہیں۔ ایسا تو نہیں کہ انہیں آپ کی فائلوں یا دستاویزات سے کچھ حاصل کرنے کا موقع مل گیا ہو اور وہ آپ کی کوئی اہم دستاویز یا فائل لے جانے میں کامیاب ہو گئے ہوں''...... کرنل رابرٹ نے اس کی طرف چبھتی ہوئی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ فائلیں اور دستاویزات پورے ہیں مگر......'' ڈاکٹر کارٹرس کہتے کہتے خاموش ہو گیا۔

''مگر کیا''...... کرنل رابرٹ نے چونک کر پوچھا۔

''آپ کی وہ بات درست ثابت ہوئی ہے''...... ڈاکٹر کارٹرس نے کہا۔

''کون سی بات''...... کرنل رابرٹ نے چونک کر کہا۔

''ان کاغذات اور فائلوں کے اسپائی کیمرے سے فوٹو اتارے گئے ہیں''...... ڈاکٹر کارٹرس نے سنجیدگی سے کہا تو کرنل رابرٹ بے اختیار اچھل پڑا۔

''اوہ۔ اوہ۔ بیڈ نیوز۔ رئیلی بیڈ نیوز کہ وہ آپ کی فائلوں اور اہم دستاویزات کی فوٹو اتار کر لے جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ لیکن آپ کو کیسے علم ہوا کہ انہوں نے آپ کی دستاویزات اور

فائلوں کی تصاویر اتاری ہیں''...... کرنل رابرٹ نے حیرت سے پوچھا۔

''یہ سب خصوصی ساخت کے پیپرز ہیں جن کی ایک بار کاپی کی جا سکتی ہے دوسری بار نہیں اور یہ فرسٹ کاپی ہی ہیں۔ ان کاغذات پر میں نے ٹائی کام ری سی کیمیکل لگایا ہوا تھا تاکہ اگر ان کاغذات کی تصاویر بنائی جائیں تو مجھے اس کا علم ہو سکے''...... ڈاکٹر کارٹرس نے کہا۔

''اوہ۔ تو کیا پتہ چلا آپ کو''...... کرنل رابرٹ نے کہا۔

''تمام فائلوں اور کاغذات پر ریڈ ڈاٹس ہیں جو اس خاص کیمیکل کی وجہ سے نمودار ہوئے ہیں۔ یہ ڈاٹس عدسے کی مدد سے دیکھے جا سکتے ہیں اور ان ڈاٹس کے ہونے کا مطلب ہے کہ واقعی ان تمام پیپرز کی تصویریں بنائی گئی ہیں''...... ڈاکٹر کارٹرس نے کہا۔

''اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ جس مقصد کے لئے آئے تھے انہوں نے اپنا مقصد پورا کر لیا تھا''...... کرنل رابرٹ نے تشویش زدہ لہجے میں کہا۔

''ہاں''...... ڈاکٹر کارٹرس نے کہا۔

''اب آپ مجھے بتائیں کہ کیا واقعی ان کاغذات میں ٹاپ سیکرٹ فائل کی کاپی موجود نہیں تھی''...... کرنل رابرٹ نے ایک بار پھر ڈاکٹر کارٹرس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر کارٹرس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

”ہاں موجود تھی۔ میں نے تمہیں اوریجنل ٹاپ سیکرٹ فائل دی تھی لیکن اس کی ایک کاپی بنا کر اپنے پاس محفوظ کر لی تھی اور پھر میں نے اس فائل کے دو حصے کر کے ایک حصہ اپنی رہائش گاہ کے خفیہ تہہ خانے میں اور دوسرا حصہ اس لاکر میں لا کر رکھ دیا تھا“۔ ڈاکٹر کارٹرس نے تھکے تھکے لہجے میں کہا۔

”آپ نے ایسا کیوں کیا تھا ڈاکٹر کارٹرس۔ ایک اہم ترین سرکاری راز جس کی آپ نے غیر قانونی طور پر کاپی بنائی اور اس فائل کو لا کر پرائیویٹ لاکرز میں رکھ دیا۔ کیا یہ آپ کی حماقت نہیں ہے“...... کرنل رابرٹ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ میں مانتا ہوں۔ مجھ سے حماقت سرزد ہوئی ہے لیکن میں ہر بار یہی کرتا ہوں۔ سرکاری اور غیر سرکاری کاغذات کی ایک کاپی میں اپنے پاس ضرور محفوظ کرتا ہوں تاکہ ضرورت کے وقت مجھے اصل فائل منگوانے کی ضرورت نہ پڑے اور میں کاپی والی فائل سے ہی کام مکمل کر سکوں“...... ڈاکٹر کارٹرس نے کہا۔

”جو بھی ہے۔ آپ نے غلطی کی ہے۔ کسی اور کو نہیں تو آپ مجھ پر اعتماد کرتے اور مجھے ہی بتا دیتے کہ آپ ہر فائل کی کاپیاں بناتے ہیں۔ یہ مت بھولیں کہ آپ سائنس دان ہونے کے ساتھ ساتھ اسرائیل کی سب سے بڑی اور طاقتور ایجنسی، ڈی ایجنسی کے سیکنڈ چیف بھی ہیں۔ میں اس ایجنسی کا فرسٹ چیف ہوں۔ آپ کو ایسی باتیں مجھ سے ہر حال میں شیئر کرنی چاہئیں تھیں“...... کرنل

رابرٹ نے منہ بنا کر کہا۔

”آپ ٹھیک کہتے ہیں۔ آئندہ میں ایسی کوئی غلطی نہیں کروں گا اور جو بھی بات ہو گی میں آپ سے ضرور شیئر کروں گا“...... ڈاکٹر کارٹرس نے کہا۔

”لاکر سے ٹاپ سیکرٹ فائل کی جو تصاویر بنائی گئی ہیں کیا وہ فائل واقعی ادھوری تھی یا اب بھی آپ مجھ سے اصل بات چھپا رہے ہیں“...... کرنل رابرٹ نے پوچھا۔

”نہیں۔ یہ سچ ہے۔ لاکر میں کسی بھی فائل کی کاپی مکمل نہیں ہے۔ جتنی بھی فائلیں یا دستاویزات ہیں میں ان کی وہاں ادھوری کاپیاں ہی رکھتا ہوں“...... ڈاکٹر کارٹرس نے کہا۔

”یعنی آدھی فائل دشمنوں تک پہنچ چکی ہے“...... کرنل رابرٹ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ یہ سچ ہے“...... ڈاکٹر کارٹرس نے تھکے تھکے لہجے میں کہا۔

”یہ تو واقعی بہت برا ہوا ہے۔ ہم نے جس ٹاپ سیکرٹ کو انتہائی محفوظ سمجھ رکھا تھا اس کی ادھوری ہی سہی لیکن معلومات بہرحال دشمنوں تک پہنچ گئی ہیں۔ اس کے بارے میں اعلیٰ حکام کو علم ہوا تو وہ ہماری سرزنش ضرور کریں گے اور پرائم منسٹر آف اسرائیل تو اس معاملے میں انتہائی سخت واقع ہوئے ہیں۔ اگر ان کے علم میں یہ بات آئی کہ آپ نے سرکاری رازوں کی کاپیاں اپنے پاس رکھی

تھیں اور ان میں سے ٹاپ سیکرٹ فائل کی کاپی پاکیشیائی ایجنٹ لے اُڑے ہیں تو پھر ڈی ایجنسی کو ختم کرنے اور ہمارا کورٹ مارشل کرنے میں وہ ایک لمحے کی بھی دیر نہیں لگائیں گے“...... کرنل رابرٹ نے قدرے سخت اور غصیلے لہجے میں کہا۔

”یہ بات آپ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ کیا آپ پرائم منسٹر سے میری شکایت کریں گے“...... ڈاکٹر کارٹرس نے کرنل رابرٹ کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ اس معاملے میں اگر میں آپ کی کسی سے بھی کوئی شکایت کرتا ہوں تو میں بھی اتنا ہی مجرم سمجھا جاؤں گا جتنا کہ آپ ہیں۔ ڈی ایجنسی کے فرسٹ چیف ہونے کی وجہ سے مجھے بھی سخت ترین سزا دی جائے گی“...... کرنل رابرٹ نے کہا۔

”تو پھر اس بات کو یہیں دبا دیں۔ جب یہ بات ہم دونوں کے درمیان سے نکلے گی ہی نہیں تو پھر کیسی سرزنش اور کیسی سزا اور پھر دشمن ایجنٹوں کے پاس ادھوری معلومات گئی ہے۔ وہ معلومات بھی کوڈ میں ہے جسے ڈی کوڈ کرنا ان کے لئے آسان ثابت نہیں ہو گا“...... ڈاکٹر کارٹرس نے کہا۔

”ہونہہ۔ ایسا ہی کرنا پڑے گا۔ آپ یہ بتائیں کہ آپ کے علاوہ اور کون جانتا ہے کہ آپ کے سیکرٹ لاکر میں سرکاری راز اور خاص طور پر ٹاپ سیکرٹ فائل کی کاپی موجود تھی“...... کرنل رابرٹ نے سر ہلایا۔

”نہیں۔ میرے علاوہ یہ بات کوئی نہیں جانتا۔ اس لاکر میں، میں خود فائلیں اور کاغذات لے جا کر رکھتا تھا اور ضرورت کے وقت خود ہی وہاں سے نکال کر لاتا تھا“...... ڈاکٹر کارٹرس نے کہا۔

”تو پھر عمران کو کیسے پتہ چلا کہ اس لاکر میں آپ نے ٹاپ سیکرٹ فائل کی کاپی رکھی ہوئی ہے“...... کرنل رابرٹ نے کہا۔

”یہ بات میرے لئے بھی حیرت انگیز ہے“...... ڈاکٹر کارٹرس نے کہا۔

”فائلوں اور دستاویزات کی بات چھوڑیں کیا کوئی اور یہ جانتا ہے کہ ملٹی پلس ماسٹر لاکرز میں آپ کا سیکرٹ لاکر بھی ہے“۔ کرنل رابرٹ نے چند لمحے توقف کے بعد پوچھا۔

”ہاں۔ یہ بات میری پرسنل سیکرٹری کیٹی جانتی ہے“...... ڈاکٹر کارٹرس نے کہا تو کرنل رابرٹ چونک پڑا۔

”کیٹی“...... کرنل رابرٹ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہونہہ۔ تو پھر وہ یہ بھی جانتی ہو گی کہ اس لاکر میں آپ کیا رکھتے ہیں اور کیا نکال کر لاتے ہیں“...... کرنل رابرٹ نے کہا۔

”نہیں۔ اسے صرف سیکرٹ لاکر کا علم ہے۔ وہ یہ نہیں جانتی کہ اس لاکر میں، میں کیا رکھتا ہوں۔ اسے بھی اچانک ہی اس بات کا علم ہوا تھا کہ ماسٹر لاکرز روم میں میرا ایک سیکرٹ لاکر موجود ہے۔ میں ایک ضروری کام کے سلسلے میں تل ابیب سے باہر جا رہا تھا۔ کیٹی اس وقت میرے ساتھ تھی۔ راستے میں مجھے ماسٹر لاکرز سے

ایک فائل لینی تھی۔ میں کیٹی کو بے خیالی میں ساتھ لے گیا اور وہاں سے فائل نکال لایا تھا۔ اس نے مجھ سے پوچھنے کی کوشش کی تھی کہ ماسٹر لاکرز سے میں کون سی فائل لایا ہوں اور اس لاکر کے بارے میں اسے میں نے پہلے کیوں نہ بتایا تو میں اس کی بات ٹال گیا تھا''...... ڈاکٹر کارٹرس نے کہا۔

''ہونہہ۔ کیٹی کے بارے میں، میں جانتا ہوں وہ کٹر یہودن ہے اور اسرائیل کی انتہائی وفادار ہے۔ وہ اپنی حدود میں رہتی ہے اور اپنی حدود سے تجاوز نہیں کرتی۔ مجھے یقین ہے کہ اس نے ماسٹر لاکرز میں آپ کے سیکرٹ لاکر کے بارے میں کسی کو کچھ نہیں بتایا ہو گا''...... کرنل رابرٹ نے کہا۔

''ہاں۔ وہ بے حد ایماندار ہے۔ اس نے پھر کبھی مجھ سے اس لاکر کے بارے میں بات نہیں کی تھی''...... ڈاکٹر کارٹرس نے کہا۔

''تب پھر یہ بات عمران تک پہنچی کیسے کہ ماسٹر لاکرز میں آپ کا سیکرٹ لاکر ہے۔ ماسٹر لاکرز روم میں داخل ہو کر اس نے ڈائریکٹ آپ کا ہی لاکر کھولا تھا کسی اور لاکر کو تو اس نے ہاتھ بھی نہیں لگایا تھا''...... کرنل رابرٹ نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

''میرے پاس فی الحال تمہارے اس سوال کا کوئی جواب نہیں ہے کیونکہ میں خود اس پر حیران ہوں''...... ڈاکٹر کارٹرس نے کہا۔

''ذہن پر زور دیں اور سوچیں کہ کیٹی کے علاوہ اور کون آپ کے سیکرٹ لاکر کے بارے میں جانتا ہے''...... کرنل رابرٹ

کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

''نہیں۔ اور کوئی نہیں جانتا''...... ڈاکٹر کارٹرس نے کہا۔

''آر یو شیور''...... کرنل رابرٹ نے ڈاکٹر کارٹرس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہنڈرڈ اینڈ ون پرسنٹ شیور''...... ڈاکٹر کارٹرس نے کہا۔

''نجانے کیا بات ہے کہ مجھے اس بات کا یقین نہیں آ رہا ہے کہ اس لاکر کے بارے میں آپ کے اور کیٹی کے سوا اور کوئی نہیں جانتا''...... کرنل رابرٹ نے بڑبڑاتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کی بڑبڑاہٹ اتنی تیز تھی کہ ڈاکٹر کارٹرس نے اس کی بات آسانی سے سن لی تھی۔

''کیا میں جھوٹ بول رہا ہوں''...... ڈاکٹر کارٹرس نے بھڑکتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ نہیں۔ میں ایسا تو نہیں کہہ رہا''...... کرنل رابرٹ نے فوراً کہا۔

''پھر تم نے ایسا کیوں کہا''...... ڈاکٹر کارٹرس نے غرا کر کہا۔

''اس لئے کہ آپ کی یہاں آمدورفت سے بھی مجرم اور غیر ملکی ایجنٹ اس کا اندازہ لگا سکتے تھے کہ آپ نے یہاں کسی لاکر میں کاغذات رکھے ہوئے ہیں''...... کرنل رابرٹ نے کہا۔

''ناممکن ہے۔ میرا طریقہ کار ایسا تھا کہ جس کی وجہ سے کسی نے آج سے پہلے مجھے یہاں نہیں دیکھا ہو گا''...... ڈاکٹر کارٹرس

نے کہا۔

''وہ طریقہ کار کیا تھا''...... باس نے پوچھا۔

''میں نے ایک بوڑھے آدمی کے روپ میں لاکر حاصل کیا تھا اور اسی بوڑھے کے روپ میں ہمیشہ جا کر لاکر اوپن کرتا تھا۔ میں نے گاہم اسٹریٹ پر ایک فلیٹ لے رکھا تھا اس فلیٹ میں جا کر میں میک اپ کرتا تھا اور میک اپ کر کے دوسرے راستے سے عمارت کے دوسرے رخ پر واقع سڑک سے گزر کر ماسٹر لاکرز میں جاتا تھا۔ وہاں میں نے اپنا نام بھی الگ لکھوایا ہوا ہے''...... ڈاکٹر کارٹرس نے کہا۔

''ممکن ہے ایجنٹوں نے اس فلیٹ تک آپ کا تعاقب کیا ہو اور پھر اس راز کو پا لیا ہو''...... کرنل رابرٹ نے سوچتے ہوئے انداز میں کہا۔

''یہ بھی ناممکن ہے''...... ڈاکٹر کارٹرس نے کہا۔

''وہ کیسے''...... کرنل رابرٹ نے پوچھا۔

''وہ ایسے کہ جس عمارت میں، میں نے فلیٹ لیا ہوا ہے اس عمارت کے ساتھ ایک اور عمارت ملی ہوئی ہے اور دوسری عمارت میں بھی میرا ایک فلیٹ موجود ہے۔ میں ایک فلیٹ سے خفیہ طور پر دوسرے فلیٹ میں جا کر میک اپ کر کے دوسرے فلیٹ والی عمارت سے باہر جاتا تھا۔ اس طرح ناممکن ہے کہ کوئی تعاقب کر کے میرے اس راز کو پا لیتا''...... ڈاکٹر کارٹرس نے فخریہ لہجے میں کہا

''آپ کا طریقہ کار تو واقعی فول پروف ہے پھر آخر اس لاکر کے بارے میں راز لیک آؤٹ کیسے ہوا''...... کرنل رابرٹ نے حیرت سے پوچھا۔

''اب میں اور کیا کہوں''...... ڈاکٹر کارٹرس نے جھلاہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''آپ کا نمبر ٹو رہوڈا۔ کیا وہ جانتا ہے''...... کرنل رابرٹ نے ایک بار پھر چند لمحے توقف کے بعد پوچھا۔

''نہیں۔ اسے کسی بات کا کچھ علم نہیں ہے''...... ڈاکٹر کارٹرس نے کہا۔

''لیکن میرے علم میں ایک بات ضرور ہے''...... کرنل رابرٹ نے کہا۔

''کون سی بات''...... ڈاکٹر کارٹرس نے چونک کر کہا۔

''کیٹی کے رہوڈا سے گہرے تعلقات ہیں۔ دونوں ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں''...... کرنل رابرٹ نے کہا۔

''تو اس سے کیا ہوتا ہے۔ دونوں نوجوان ہیں۔ ایک ساتھ رہتے ہوئے ایک دوسرے کو پسند نہیں کریں گے تو کسے کریں گے''...... ڈاکٹر کارٹرس نے منہ بنا کر کہا۔

''میرے کہنے کا مقصد ہے کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ کیٹی آپ کی باتیں رہوڈا کو بتاتی ہو''...... کرنل رابرٹ نے کہا۔

''کیا مطلب''...... ڈاکٹر کارٹرس نے چونک کر کہا۔

''ہو سکتا ہے کہ باتوں باتوں میں کیٹی نے رہوڈا کو آپ کے سیکرٹ لاکر کا بتا دیا ہو''...... کرنل رابرٹ نے کہا۔

''اول تو ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ کیٹی بااعتماد لڑکی ہے وہ رہوڈا کو پسند ضرور کرتی ہے لیکن وہ میرا کوئی بھی راز رہوڈا کو نہیں بتاتی اور رہوڈا بھی میرا وفادار ہے۔ اسے ان باتوں سے کوئی دلچسپی نہیں ہے کہ میں کیا کرتا ہوں اور کیا نہیں۔ وہ میرے حکم کا غلام ہے اور بس''...... ڈاکٹر کارٹرس نے کہا تو کرنل رابرٹ ایک طویل سانس لے کر خاموش ہو گیا۔

''آپ اگر اجازت دیں تو میں ان دونوں سے پوچھ گچھ کروں ہو سکتا ہے کہ ان سے ہمیں ایسا کوئی کلیو مل جائے جس سے اس بات کا علم ہو سکے کہ آخر آپ کے ماسٹر روم کے سیکرٹ لاکر کا راز عمران تک کیسے پہنچا تھا''...... کرنل رابرٹ نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم جو چاہے کر سکتے ہو۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے''...... ڈاکٹر کارٹرس نے کہا۔

''تھینک یو جناب۔ میں بس معمولی انداز میں ان سے پوچھ گچھ کروں گا۔ ان پر کوئی سختی نہیں کروں گا''...... کرنل رابرٹ نے کہا تو ڈاکٹر کارٹرس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''آپ کے پاس جن فائلوں اور دستاویزات کی نقول ہیں کیا وہ اب ساری فائلیں اور دستاویزات یہاں اپنی رہائش گاہ میں رکھیں گے''...... کرنل رابرٹ نے پوچھا۔

''نہیں۔ عمران اگر میرے سیکرٹ لاکر تک پہنچ سکتا ہے تو پھر اس سے کوئی بعید نہیں کہ وہ یہاں بھی پہنچ جائے اس لئے میں سوچ رہا ہوں کہ میں لاکر سے نکالے ہوئے کاغذات اور رہائش گاہ میں موجود تمام کاغذات کسی اور محفوظ مقام پر پہنچا دوں جہاں عمران کا خیال بھی نہ پہنچ سکے''...... ڈاکٹر کارٹرس نے کہا۔

''کیا اس کے علاوہ بھی آپ نے کوئی محفوظ جگہ بنائی ہوئی ہے''...... کرنل رابرٹ نے چونک کر پوچھا۔

''ہاں۔ ایک ایسی جگہ جس کے بارے میں سوائے میرے اور کوئی نہیں جانتا''...... ڈاکٹر کارٹرس نے کہا۔

''کیا آپ مجھے نہیں بتائیں گے''...... کرنل رابرٹ نے کہا۔

''ابھی اس بارے میں کچھ نہ پوچھو کرنل رابرٹ۔ دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں۔ ایک بار فائلیں اور دستاویزات محفوظ مقام پر پہنچ جائیں تو پھر میں تمہیں خود آ کر سب کچھ بتا دوں گا''...... ڈاکٹر کارٹرس نے کرنل رابرٹ کے پیچھے کھڑے میگ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو بڑے مؤدبانہ انداز میں کسی باڈی گارڈ کی طرح خاموش کھڑا تھا۔

''جیسے آپ کی مرضی''...... کرنل رابرٹ نے ایک طویل سانس لے کر کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

''او کے۔ اب آپ اپنے کاغذات کی حفاظت کا بندوبست کریں تب تک میں عمران اور اس کی ساتھی لڑکی کو ٹریس کراتا ہوں۔ ان

دونوں نے ڈی ایجنسی سے ٹکر لی ہے اور میں انہیں بتا دینا چاہتا ہوں کہ ڈی ایجنسی سے ٹکر لینا ان کے لئے کس قدر بھیانک ثابت ہو گا اور موت کس قدر تیزی سے ان پر جھپٹے گی“...... کرنل رابرٹ نے کہا۔

”اوکے۔ میرے آدمی بھی ان دونوں کی تلاش میں لگے ہوئے ہیں۔ رہوڈا اور اس کے ساتھیوں کو اگر ان کا کوئی کلیو ملا تو وہ آپ کو یا پھر میگ کو مطلع کر دے گا پھر یہ دونوں مل کر پاکیشیائی ایجنٹوں کے خلاف کام کر سکیں گے“...... ڈاکٹر کارٹرس نے کہا۔

”ٹھیک ہے“...... کرنل رابرٹ نے کہا۔ ڈاکٹر کارٹرس بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا۔ کرنل رابرٹ نے ڈاکٹر کارٹرس سے ہاتھ ملایا اور جانے کے لئے مڑا پھر اچانک جیسے اس کے دماغ میں کوندا سا لپکا وہ دوبارہ ڈاکٹر کارٹرس کی طرف مڑا۔

”اب کیا ہوا“...... ڈاکٹر کارٹرس نے چونک کر کہا۔

”ماسٹر لاکرز میں اگر آپ بوڑھے کے میک اپ میں اور نئے نام سے آتے جاتے رہے ہیں پھر اس کمپنی کے مالک نے آپ کو اصل شکل و صورت میں کس طرح سے شناخت کر لیا تھا“...... کرنل رابرٹ نے پوچھا۔

”میں نے اپنی اصل شکل والی تصویر بھی اسے دی تھی اور ساتھ ہی ہدایت کی تھی کہ اگر کبھی یہ تصویر والا آدمی آئے تو اسے میرا نمائندہ سمجھ کر اس کے احکامات کی تعمیل کی جائے اور میتھوز جو اس

کمپنی کا مالک ہے اس نے میری ہی ہدایت پر عمل کیا ہے“۔ ڈاکٹر کارٹرس نے کہا۔

”اوہ۔ ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا“...... کرنل رابرٹ نے سر ہلا کر کہا۔

”کیوں۔ کیا آپ کو میتھوز پر کوئی شبہ ہے“...... ڈاکٹر کارٹرس نے پوچھا۔

”ہو بھی سکتا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ میرے شک کے دائرے میں ایک بار جو آ جائے وہ اس وقت تک اس دائرے سے باہر نہیں نکل سکتا جب تک اس کی بے گناہی ثابت نہ ہو جائے اور اس کی بے گناہی کا فیصلہ بھی میں خود کرتا ہوں“...... کرنل رابرٹ نے کہا۔

”میں جانتا ہوں۔ لیکن آپ نے خاص طور پر میتھوز کا نام کیوں لیا ہے۔ اس کی کوئی تو خاص وجہ ہو گی“...... ڈاکٹر کارٹرس نے پوچھا۔

”پہلے یہ بتائیں کہ آپ نے ماسٹر لاکرز میں کس نام سے لاکر بک کرایا تھا“...... کرنل رابرٹ نے کہا۔

”وہاں میرا لاکر مائیک ایلسن کے نام سے بک ہے“...... ڈاکٹر کارٹرس نے جواب دیا۔

”میں یہ سوچ رہا ہوں کہ کہیں میتھوز یہ تو نہیں جانتا کہ ڈاکٹر کارٹرس اور مائیک ایلسن ایک ہی آدمی کے دو روپ ہیں“۔ کرنل رابرٹ نے کہا۔

"ایسا اس لئے ممکن نہیں ہے کہ اصل شکل میں، میں کبھی وہاں نہیں گیا سوائے آج کے"...... ڈاکٹر کارٹرس نے کہا تو کرنل رابرٹ نے اثبات میں سر ہلایا اور اس نے ایک بار پھر ڈاکٹر کارٹرس سے ہاتھ ملایا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا ڈاکٹر کارٹرس کے کمرے سے نکلتا چلا گیا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ میگ کے ساتھ کار میں سوار وہاں سے نکلا چلا جا رہا تھا۔ کرنل رابرٹ گہرے خیالوں میں کھویا ہوا تھا اس لئے میگ میں اتنی ہمت نہیں ہو رہی تھی کہ وہ اس سے کچھ پوچھتا البتہ ڈاکٹر کارٹرس کی رہائش گاہ سے نکلتے ہی اس نے کرنل رابرٹ سے یہ ضرور پوچھ لیا تھا کہ کہاں چلنا ہے جس کے جواب میں کرنل رابرٹ نے اپنے آفس میں چلنے کا کہا تھا۔

"ہم اپنے ہیڈ کوارٹر پہنچ چکے ہیں جناب"...... میگ نے کار پارکنگ میں روک کر کرنل رابرٹ سے مخاطب ہوکر کہا جو بدستور اپنے خیالوں میں گم تھا اور اسے احساس تک نہ ہوا تھا کہ وہ کب ہیڈ کوارٹر پہنچا ہے اور میگ نے کار پارکنگ میں روک بھی دی ہے۔

"اوہ۔ ٹھیک ہے۔ تم میرے ساتھ آفس آؤ۔ مجھے تم سے اہم بات کرنی ہے"...... کرنل رابرٹ نے کہا اور کار سے باہر نکل گیا۔ میگ بھی کار سے نکل آیا اور پھر وہ ہیڈ کوارٹر کی عمارت کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد کرنل رابرٹ اپنے شاندار انداز میں سجے ہوئے آفس میں تھا۔ وہ تیز تیز چلتا ہوا اپنی مخصوص کرسی پر جا کر بیٹھ گیا جبکہ میگ اس کے سامنے بڑے مؤدبانہ انداز میں کھڑا

ہو گیا۔

"میگ"...... کرنل رابرٹ نے میگ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس چیف"...... میگ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تم نے ڈاکٹر کارٹرس کی ساری باتیں سنی ہیں"...... کرنل رابرٹ نے کہا۔

"یس چیف"...... میگ نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

"تو پھر بتاؤ کہ اس معاملے میں تمہارا شک کس پر جاتا ہے۔ ایسا کون ہو سکتا ہے جس کے ذریعے عمران تک ڈاکٹر کارٹرس کے سیکرٹ لاکر کا راز پہنچ سکتا ہو"...... کرنل رابرٹ نے کہا۔

"میرا شک کیٹی اور رہوڈا پر ہے چیف"...... آپ کی بات درست معلوم ہوتی ہے کیٹی نے یقیناً باتوں باتوں میں رہوڈا سے اس لاکر کا ذکر کیا ہو گا اور پھر رہوڈا کی وجہ سے یہ بات لیک آؤٹ ہوئی ہو گی۔ کیٹی کے بارے میں تو میں نہیں کہہ سکتا لیکن رہوڈا کے بارے میں مجھے معلوم ہے کہ وہ ان دنوں بے حد پھنسا ہوا ہے۔ اسے مہنگے باروں میں جا کر ادھار شراب پینے کی عادت ہے اور وہ جوئے میں بھی بڑی بڑی رقوم ہار چکا ہے۔ فورٹ گیم روم کا ہی وہ دو لاکھ ڈالرز کا مقروض ہے جس نے اس کی ناک میں دم کر رکھا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ عمران نے اس سے بات کی ہو اور اس کا قرض اتارنے کا کہہ کر اسے بھاری معاوضہ دیا ہو اور رہوڈا نے ڈاکٹر کارٹرس کے سیکرٹ لاکر کے بارے میں اسے بتا دیا ہو۔

میگ نے کہا۔

"اگر یہ بات تھی تو تم نے مجھے رہوڈا کے بارے میں پہلے کیوں نہیں بتایا"...... کرنل رابرٹ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"آپ نے خود ہی کہا تھا چیف کہ ڈاکٹر کارٹرس اور رہوڈا کے معاملات میں، میں دخل نہ دیا کروں اس لئے میں نے ان باتوں کا کبھی آپ سے ذکر نہیں کیا تھا"...... میگ نے سہم کر کہا۔

"ہونہہ۔ مجھے ہر حال میں یہ پتہ لگانا ہے کہ ڈاکٹر کارٹرس کے سیکرٹ لاکر کا راز کیسے کھلا ہے۔ تم جاؤ اور جا کر فوراً رہوڈا اور کیٹی کو ہیڈکوارٹر لے آؤ"...... کرنل رابرٹ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اگر ڈاکٹر کارٹرس نے مداخلت کی تو"...... میگ نے پوچھا۔

"وہ ڈاکٹر کارٹرس کی رہائش گاہ میں نہیں ہیں۔ وہ یقیناً اس وقت اپنے فلیٹس میں ہوں گے۔ تم انہیں خاموشی سے اٹھا کر لے آؤ وہ بھی اس طرح کہ انہیں اس بات کا پتہ ہی نہ چل سکے کہ تم نے انہیں اٹھایا ہے"...... کرنل رابرٹ نے کہا۔

"یس چیف"...... میگ نے کہا۔

"بلکہ تم ایسا کرو کہ فی الحال رہوڈا کو رہنے دو۔ تم صرف کیٹی کو یہاں لے آؤ۔ اس کے بعد ہم رہوڈا کے خلاف کارروائی کریں گے"...... کرنل رابرٹ نے کہا۔

"یس چیف۔ میں کیٹی کو جلد ہی لے کر یہاں پہنچ جاؤں گا"...... میگ نے کہا۔

"روانہ ہو جاؤ یہ کام تم خود کرو گے"...... باس نے کہا۔

"یس چیف"...... میگ نے کہا اور مڑ کر تیز تیز چلتا ہوا کرنل رابرٹ کے آفس سے نکلتا چلا گیا۔ ابھی میگ کو وہاں سے گئے کچھ ہی دیر ہوئی ہو گی کہ اچانک ٹرانسمیٹر پر اشارہ موصول ہوا جو کرنل رابرٹ کی میز پر اس کے سامنے پڑا ہوا تھا۔ کرنل رابرٹ نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر اٹھایا اور اس کا ایک بٹن پریس کر دیا۔

"ہیلو ہیلو۔ ہیری کالنگ۔ ہیلو۔ اوور"...... دوسری طرف سے مردانہ آواز سنائی دی۔ یہ وہی ہیری تھا جسے کرنل رابرٹ، ہرٹ اینڈ برٹ کمپنی کے چوکیداروں کی نگرانی پر چھوڑ کر آیا تھا۔ اس کی آواز سن کر کرنل رابرٹ بے اختیار چونک پڑا۔

"یس چیف اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... کرنل رابرٹ نے کرخت لہجے میں کہا۔

"ہیری بول رہا ہوں چیف۔ اوور"...... دوسری طرف سے ہیری کی آواز آئی۔

"یس ہیری۔ کیا رپورٹ ہے۔ اوور"...... کرنل رابرٹ نے اسی طرح کرخت لہجے میں پوچھا۔

"چیف میں نے سپیشل چیکر مشین سے اس عمارت کی چیکنگ کی تھی۔ چیکنگ کے دوران تو مجھے کچھ نظر نہیں آیا کیونکہ اس عمارت کی دیواریں بے حد موٹی ہیں جنہیں خاص کنکریٹ سے بنایا گیا ہے۔ اس کے باوجود میں چیکنگ کرتا رہا۔ تھوڑی دیر کے بعد میں

نے چیکنگ مشین میں ہرٹ اینڈ برٹ کی عمارت کے شمال میں ایک
چھوٹی سی راہداری نما گلی چیک کی۔ مشینی چیکنگ سے پتہ چلا کہ یہ
راہداری نما گلی ہرٹ اینڈ برٹ سے ہی منسلک ہے۔ میں ابھی اس
راہداری کو دیکھ رہا تھا کہ اچانک وہاں مجھے دو افراد دکھائی دیئے۔ وہ
دونوں ہرٹ اینڈ برٹ کی عمارت کے کسی خفیہ دروازے سے نکلے
تھے۔ ان میں ایک مرد تھا اور ایک عورت۔ وہ دونوں تیزی سے اس
راہداری نما گلی میں بھاگے جا رہے تھے۔ اس گلی کی دوسری طرف
ایک سڑک ہے جو گاہم سٹریٹ کہلاتی ہے۔ اس طرف میرا ایک
ساتھی موجود تھا۔ چونکہ گاہم سٹریٹ کی طرف جانے میں ہمیں وقت
لگ سکتا تھا اس لئے میں نے وہاں موجود اپنے ساتھی سے بات
کی۔ اس کا نام گیرس ہے۔

گیرس جب تک اس راہداری تک پہنچتا وہ دونوں اس راہداری
سے نکل چکے تھے۔ گیرس ان کی طرف بھاگا تو اچانک وہاں ایک
تیز رفتار سیاہ رنگ کی کار آ کر رکی اور اس کے دروازے کھل گئے۔
دروازے کھلتے ہی مرد اور عورت کار میں سوار ہوئے اور کار انہیں
لے کر روانہ ہوگئی۔ گیرس چونکہ پیدل تھا اس لئے وہ ان کے پیچھے
نہ جا سکا لیکن گیرس نے مجھے بتایا ہے کہ سیاہ رنگ کی کار چونکہ
سڑک پر تیز رفتاری سے دوڑ رہی تھی اس لئے اس روڈ پر موجود
ایک پولیس موبائل اس کار کے پیچھے لگ گئی تھی۔ گیرس نے پولیس
موبائل کا نمبر نوٹ کیا۔ میں نے فوری طور پر متعلقہ ڈیپارٹمنٹ میں

بات کی اور اپنی ایجنسی کا حوالہ دے کر ڈیپارٹمنٹ سے اس پولیس
موبائل کے ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی حاصل کر لی۔ اس موبائل میں
آفیسر ڈیوڈ ہے اور اس کے ساتھ سارجنٹ ایرل۔ میں نے ان سے
رابطہ کیا اور کار کی تفصیلات پوچھیں تو آفیسر ڈیوڈ نے بتایا کہ وہ سیاہ
کار کی تیز رفتاری کی وجہ سے ان کے پیچھے لگے ہیں۔ میں نے
ان سے معلومات لیں کہ وہ کہاں ہیں۔ معلومات لیتے ہی میں اپنی
تیز رفتار کار میں روانہ ہوگیا۔ میں نے آفیسر ڈیوڈ سے کہا کہ وہ
مزید نفری کا انتظام کرے اور سیاہ کار کو ہر صورت میں گھیرنے کی
کوشش کرے میں خود اس کے پاس پہنچ رہا ہوں۔ اوور''...... ہیری
نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''تو پھر۔ کیا آفیسر نے سیاہ کار کو گھیرے میں لیا یا نہیں۔
اوور''...... کرنل رابرٹ نے پوچھا۔

''ہم اسے گھیرے میں لینے کی کوشش کر رہے ہیں چیف۔ سیاہ
کار کا ڈرائیور انتہائی ماہر معلوم ہو رہا ہے وہ ہمیں ہر ممکن طریقے
سے ڈاج دینے کی کوشش کر رہا ہے اور ہمارا گھیرا توڑ کر نکل رہا ہے
لیکن ہم بدستور اس کے پیچھے ہیں اور میں بھی اپنی کار میں سیاہ کار
کے پیچھے ہوں۔ اس بار وہ ہمارے ہاتھوں سے بچ کر نہیں نکل سکیں
گے۔ اوور''...... ہیری نے کہا۔

''کیا تمہیں یقین ہے کہ وہ دونوں اسی کار میں موجود ہیں۔
اوور''...... کرنل رابرٹ نے پوچھا۔

"یس چیف۔ ہرٹ اینڈ برٹ کی عمارت کے خفیہ راستے سے وہ جس طرح مشکوک انداز میں نکلے تھے اور ان کے حلیئے وہی تھے جو ہمیں مطلوب ہیں۔ اس لئے میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ وہی ہمارے مجرم ہیں جنہیں سیاہ کار والا ہم سے بچانے کی کوشش کر رہا ہے۔ اوور"...... ہیری نے کہا۔

"اب تم کہاں ہو۔ اوور"...... باس نے پوچھا۔

"زیرو کراس روڈ پر۔ اوور"...... ہیری نے جواب دیا۔

"اب وہ کس طرف جا رہے ہیں۔ اوور"...... کرنل رابرٹ نے پوچھا۔

"سیاہ کار ڈی واز وے پر ہے اور سیدھی جا رہی ہے۔ یہ شہر سے باہر جانے والی سڑک ہے جو تقریباً پچاس کلو میٹر طویل ہے۔ راستے میں کوئی موڑ نہیں ہے۔ پچاس کلو میٹر بعد نواحی علاقہ واہان آتا ہے۔ اگر وہ واہان پہنچ گئے تو پھر وہ وہاں سے کہیں بھی نکل سکتے ہیں۔ اس لئے ہماری کوشش ہے کہ ہم انہیں کسی بھی حالت میں واہان نہ پہنچنے دیں اور اس سے پہلے ہی انہیں پکڑ لیا جائے۔ اوور"...... ہیری نے کہا۔

"ہونہہ۔ انہیں نظروں سے اوجھل نہ ہونے دینا۔ میں میگ اور اس کے گروپ کو بھیجتا ہوں۔ وہ خود ہی ان سے نپٹ لے گا۔ اوور"...... کرنل رابرٹ نے کہا۔

"یس چیف۔ جیسا آپ کا حکم۔ اوور"...... ہیری نے مؤدبانہ

لہجے میں جواب دیا۔ کرنل رابرٹ نے اوور اینڈ آل کہہ کر اس سے رابطہ ختم کیا اور پھر اس نے جیب سے سیل فون نکالا اور اس پر میگ کے نمبر پریس کرنے لگا۔

"میگ بول رہا ہوں"...... رابطہ ملتے ہی میگ کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"کرنل رابرٹ بول رہا ہوں"...... کرنل رابرٹ نے کرخت لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ چیف آپ۔ حکم"...... میگ نے کرنل رابرٹ کی آواز پہچان کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"عمران اور اس کی ساتھی لڑکی کا پتہ چل گیا ہے میگ"۔ کرنل رابرٹ نے کہا۔

"اوہ۔ کہاں ہیں وہ۔ کیا وہ زندہ ہیں"...... میگ نے چونک کر کہا۔

"ہاں۔ وہ زندہ ہیں۔ وہ دونوں ہرٹ اینڈ برٹ کی عمارت میں ہی کہیں چھپے ہوئے تھے۔ ہمارے جانے کے بعد وہ ہرٹ اینڈ برٹ کی عمارت کے چوکیداروں کی ملی بھگت سے عمارت کے ایک خفیہ راستے سے نکلے تھے"...... کرنل رابرٹ نے کہا اور پھر اس نے میگ کو ساری تفصیل بتا دی۔

"تو کیا ہیری پولیس اسکوارڈ کے ساتھ اب بھی ان کا تعاقب کر رہا ہے"...... میگ نے کہا۔

''ہاں۔ میں نے اسے تعاقب جاری رکھنے کا کہا ہے۔ ہیری کے کہنے کے مطابق سیاہ کار ڈی واز وے کی طرف جا رہی ہے جو شہر سے باہر اور سیدھی جاتی ہے۔ تم اپنا گروپ لے کر تیز رفتار ہیلی کاپٹر سے واہان پہنچ جاؤ۔ وہ اسی طرف جا رہے ہیں۔ آگے جا کر ان کا راستہ روکو اور انہیں ہر صورت میں پکڑنے کی کوشش کرو۔ اگر وہ زندہ ہاتھ نہ آئیں تو انہیں کار سمیت اُڑا دینا۔ اس بار انہیں کسی بھی صورت میں بچ کر نہیں نکلنا چاہئے۔ سمجھے تم۔ کسی بھی صورت میں کا مطلب کسی بھی صورت میں نہیں''...... کرنل رابرٹ نے سخت لہجے میں کہا۔

''آپ فکر نہ کریں چیف۔ میں ان پر تیز رفتار عقاب کی طرح جھپٹوں گا اور انہیں پنجوں میں دبوچ کر لے اُڑوں گا۔ اگر انہوں نے ذرا سی بھی مزاحمت کرنے کی کوشش کی تو ان کی یہ مزاحمت ان کے لئے ہلاکت کا باعث بن جائے گی۔ میں انہیں کہیں جانے نہیں دوں گا''...... میگ نے کہا۔

''تو پھر وقت ضائع نہ کرو۔ اس سے پہلے کہ وہ ہیری اور پولیس موبائل کے ہاتھوں سے نکل کر واہان پہنچ جائیں اور وہاں سے کہیں اور غائب ہو جائیں انہیں قابو کرو۔ زندہ یا مردہ''۔ کرنل رابرٹ نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سیل فون کان سے ہٹا کر کال ڈسکنکٹ کر دی۔

''ہونہہ۔ اب دیکھتا ہوں کہ یہ عمران اور اس کی ساتھی لڑکی ہم

سے بچ کر کہاں جاتے ہیں۔ ان کی موت انتہائی بھیانک ہو گی اور ہمارے ہی ہاتھوں ہو گی''...... کرنل رابرٹ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس نے سیل فون میز پر رکھا اور خیالوں ہی خیالوں میں عمران اور اس کی ساتھی لڑکی کی لاشیں اپنے سامنے دیکھنے لگا۔

متوازی سڑک پر تیز رفتاری سے کار دوڑانے کے باوجود پولیس موبائل نے ان کا تعاقب نہ چھوڑا تھا۔ جیسے ہی وائٹ ایگل نے کار کی رفتار میں اضافہ کیا موبائل کار اسی تیزی سے ان کے پیچھے آنے لگی اور اس کا درمیانی فاصلہ تیزی سے کم ہونا شروع ہو گیا۔ پولیس موبائل فور سلنڈر تھی جو تیزی سے ایک بار پھر ان کی کار کے قریب پہنچ گئی تھی اور پولیس موبائل کو قریب آتے دیکھ کر وائٹ ایگل نے غصے سے ہونٹ بھینچ لئے۔

"یہ پولیس موبائل تو سر کا درد بنتی جا رہی ہے۔ کسی طرح پیچھا چھوڑنے کا نام ہی نہیں لے رہی ہے"...... وائٹ ایگل نے عقب میں آنے والی گاڑی کو دیکھتے ہوئے منہ بنا کر کہا۔

"تو تم نے اسے پیچھے آنے ہی کیوں دیا۔ ڈاج کیوں نہیں دیا"...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"دو بار ڈاج دیا ہے مگر......" وائٹ ایگل نے کہنا چاہا تھا۔

"ناکام رہے۔ اب تیسری بار ڈاج دے کر دیکھ لو شاید کامیاب ہو جاؤ"...... عمران نے وائٹ ایگل کی بات پوری کرتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ اب اسے ڈاج دینا مشکل ہے۔ یہ متوازی سڑک ہے۔ آگے کوئی موڑ نہیں ہے۔ ہمیں پچاس کلو میٹر تک اب سیدھا جانا پڑے گا۔ پچاس کلو میٹر کے فاصلے پر واہان قصبہ ہے۔ اس قصبے میں پہنچ کر ہی ہم کسی طرف جا سکتے ہیں"...... وائٹ ایگل نے کہا۔

"تب تک کیا تم پولیس موبائل کو اسی طرح پیچھے لگائے رکھو گے"...... عمران نے کہا۔

"کیا کروں۔ مجبوری ہے"...... وائٹ ایگل نے کہا۔ اسی لمحے انہیں اپنے عقب میں متعدد سائرنوں کی آوازیں سنائی دیں۔ عمران نے بیک مرر میں دیکھا تو یہ دیکھ کر وہ ایک طویل سانس لے کر رہ گیا کہ اب ایک پولیس موبائل کی بجائے دس بارہ پولیس موبائل گاڑیاں ان کے پیچھے لگی ہوئی تھیں۔

"تم اس جگہ کتنے عرصے سے رہ رہے ہو وائٹ ایگل"۔ عمران نے سنجیدگی سے پوچھا اور وائٹ ایگل چونک پڑا۔

"آپ جانتے تو ہیں پھر کیوں پوچھ رہے ہیں"...... وائٹ ایگل نے حیرت سے کہا۔

"میں تم سے سننا چاہتا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"تقریباً دس سال سے کیوں"...... وائٹ ایگل نے کہا۔

''دس سال میں تم یہاں کے راستوں، گلیوں اور بازاروں سے واقف نہیں ہو سکے ہو''...... عمران نے تلخ لہجے میں کہا۔

''میں سمجھا نہیں جناب''...... وائٹ ایگل نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

''مطلب یہ کہ تم ایک پولیس موبائل کو ڈاج نہیں دے سکے۔ اب دس بارہ گاڑیاں پیچھے لگ گئی ہیں۔ ان سب سے کیسے جان چھڑاؤ گے''...... عمران نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ میں سمجھ گیا جناب کہ آپ کو خدشہ ہے کہ یہ ہمیں گھیرنے میں کامیاب ہو جائیں گے''...... وائٹ ایگل نے جلدی سے کہا۔

''ہونہہ۔ دیکھ نہیں رہے۔ پورا اسکوارڈ ہمارے پیچھے ہے اور یہ ہمیں ہر صورت گھیرنے کی ہی کوشش کر رہے ہیں''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''یہ سڑک بالکل سیدھی جاتی ہے۔ میں انہیں آگے آنے نہیں دوں گا۔ بس ہم ایک بار واہان پہنچ جائیں تو میں انہیں ایسا چکر دوں گا کہ یہ ہمیں ڈھونڈتے ہی رہ جائیں گے''...... وائٹ ایگل نے کہا۔

''لگتا ہے تم پولیس موبائل کو دیکھ کر ضرورت سے زیادہ ہی ٹینشن میں آ گئے ہو''...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

''اوہ۔ نہیں۔ مجھے کوئی ٹینشن نہیں ہے۔ آپ فکر نہ کریں

ہمیں نہیں پکڑ سکیں گے''...... وائٹ ایگل نے فوراً کہا۔

''تمہارا کیا خیال ہے یہ اسکوارڈ یہیں تک محدود رہے گا۔ ان کے پاس جدید آلات ہیں۔ انہوں نے واہان سے مزید اسکوارڈ طلب کر لیا تو کیا ہم واہان پہنچ سکیں گے''...... عمران نے غرا کر کہا تو وائٹ ایگل کے چہرے پر بوکھلاہٹ ابھر آئی۔

''اوہ اوہ۔ واقعی یہ ایسا کر سکتے ہیں۔ اگر انہوں نے واہان کا راستہ بلاک کر دیا تو پھر نہ ہم آگے جا سکیں گے اور نہ پیچھے''۔ وائٹ ایگل نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

''تو پھر پانچ منٹ میں ان سے پیچھا چھڑاؤ۔ ورنہ......'' عمران نے غصے سے فقرہ ادھورا چھوڑتے ہوئے کہا اس کا غصہ دیکھ کر وائٹ ایگل اور زیادہ بوکھلا گیا۔ سڑک چونکہ مضافات کی طرف جاتی تھی اس لئے وہاں برائے نام ہی ٹریفک تھی۔ اسی لئے وائٹ ایگل کی کار سڑک پر اُڑی جا رہی تھی اور اسی رفتار سے پولیس کی گاڑیاں بھی ان کے پیچھے آ رہی تھیں۔

''ان سے پیچھا چھڑانے کا اب ایک ہی راستہ ہے جناب''۔ وائٹ ایگل نے کہا۔

''جو بھی راستہ ہے۔ اس پر پانچ منٹ میں عمل ہونا چاہئے۔ میں تمہیں ایک منٹ بھی زیادہ نہیں دوں گا۔ ہری اپ''...... عمران نے کہا تو وائٹ ایگل نے ہونٹ بھینچ لئے۔

''تو پھر آپ ڈرائیونگ سیٹ پر آ جائیں۔ آپ کار سنبھالیں۔

میں انہیں سنبھالتا ہوں“...... وائٹ ایگل نے کہا۔

”کیا مطلب“...... عمران نے چونک کر کہا۔

”پچھلی سیٹ کے نیچے اسلحہ موجود ہے۔ مشین گنوں کے ساتھ میزائل گنیں اور بموں کی بھی کثیر تعداد ہے۔ میں عقبی شیشہ توڑ کر ان پر میزائل گن سے فائر کرتا ہوں۔ جو بھی ہمارے پیچھے آئے گا میں اسے تباہ کر دوں گا“...... وائٹ ایگل نے کہا۔

”یہ کام تو ہم بھی کر سکتے ہیں۔ کیا آگے ایسا کوئی راستہ نہیں کہ ہم ان سے بچ کر نکل سکیں“...... عمران نے کہا۔

”دس کلو میٹر کے فاصلے پر پہاڑی علاقہ ہے۔ وہاں درختوں کے جھنڈ بھی ہیں۔ میں اس طرف جانے کی کوشش کر رہا ہوں۔ وہاں ہمیں ضرور کوئی نہ کوئی راستہ مل جائے گا“...... وائٹ ایگل نے کہا۔

”تعاقب کرنے والی گاڑی قریب آتی جا رہی ہے“...... اچانک جولیا نے عقب میں آنے والی پولیس کار کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”آنے دیں“...... وائٹ ایگل نے کہا اور کار کی رفتار بڑھاتا چلا گیا کار کی رفتار بڑھتے ہی چاروں ٹائروں نے سڑک سے رگڑ کھا کر تیز آواز پیدا کی اور گاڑی ہوا سے باتیں کرنے لگی۔ وائٹ ایگل کا پیر برابر پیڈل پر دباؤ ڈال رہا تھا۔ قریب آتی ہوئی پولیس موبائل گاڑیاں آہستہ آہستہ دور ہونے لگیں لیکن پولیس موبائل گاڑیاں بھی انتہائی تیز رفتار تھیں۔ وائٹ ایگل کے رفتار بڑھ

ہی ان کی رفتار میں بھی اضافہ ہو گیا اور پھر ان کا درمیانی فاصلہ تیزی سے سمٹنے لگا یہ دیکھ کر وائٹ ایگل نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اس نے ہمت نہ ہاری اور کار کو سڑک پر زگ زیگ انداز میں لہراتا ہوا آگے بڑھاتا لے گیا۔ گاڑیاں تیزی سے قریب آتی جا رہی تھیں اور اس کار کو اوور ٹیک کرنے کی کوشش کر رہی تھیں لیکن وائٹ ایگل ان میں سے کسی بھی گاڑی کو آگے آنے کا موقع نہیں دے رہا تھا۔

”انہوں نے ہم پر فائرنگ شروع کر دینی ہے۔ بہتر ہے سپیڈ اور بڑھاؤ اور انہیں قریب آنے کا موقع نہ دو“...... عمران نے کہا تو وائٹ ایگل نے سپیڈ میں مزید اضافہ کر لیا وہ کار سیدھی کر کے سیدھا دوڑاتا لے جا رہا تھا۔

”تم نے بتایا تھا کہ تمہارے پاس سپیشل آرمڈ کار ہے۔ کیا یہ وہ کار نہیں ہے“...... عمران نے پوچھا۔

”یہ آرمڈ کار ہی ہے جناب۔ میں کوشش کر رہا ہوں کہ اسی طرح پولیس سے پیچھا چھڑا لوں۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں ان سب سے ابھی پیچھا چھڑا سکتا ہوں“...... وائٹ ایگل نے کہا۔

”مجھے بھی ایسا ہی محسوس ہو رہا ہے کہ یہ آسانی سے پیچھا نہیں چھوڑیں گے۔ ان کے ساتھ سفید رنگ کی ایک کار ہے اس میں بیٹھا ہوا شخص انہیں لیڈ کر رہا ہے اور وہ ہمیں ہر حال میں پکڑنا چاہتا ابھی تک انہوں نے ایک بھی فائر نہیں کیا ہے جس کا مطلب

ہے کہ ہمیں گھیر کر زندہ پکڑنے کے چکر میں ہیں لیکن جب انہیں محسوس ہوا کہ ہم زندہ ان کے ہاتھ نہیں آئیں گے تو یہ ہمیں ضرور نقصان پہنچانے کی کوشش کریں گے''...... عمران نے کہا۔

''تو ٹھیک ہے۔ اب یہاں ان کی ایک بھی گاڑی دکھائی نہیں دے گی۔ اب اس گاڑی کا کمال دیکھیں''...... وائٹ ایگل نے مسرت بھرے لہجے میں کہا جیسے عمران نے اسے اجازت دے کر اس کا دل خوش کر دیا ہو۔ اس نے کار کے ڈیش بورڈ کے نیچے ہاتھ ڈال کر ایک بٹن پریس کیا تو ڈیش بورڈ کے نیچے سے ایک چھوٹا سا پینل نکل کر باہر آ گیا جس پر لیور، بٹن اور سوئچ لگے ہوئے تھے۔ وائٹ ایگل نے سوئچ آن کئے اور تیزی سے بٹن پریس کرنے لگا۔ دوسرے لمحے پینل پر لاتعداد چھوٹے بڑے رنگ برنگے بلب جلنا بجھنا شروع ہو گئے۔

عمران نے مڑ کر دیکھا تعاقب میں آنے والی ایک پولیس موبائل ہوا کی طرح سے اڑی چلی آ رہی تھی۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ جلد ہی درمیانی فاصلے کو ختم کر دے گی۔ مگر پھر وہ ہوا جس کی ان کو توقع نہیں تھی اچانک تعاقب کرنے والی گاڑی پھرکی کی طرح گھومی اور پھر الٹ کر پھسلتی ہوئی ایک جانب بڑھی اور زور دار دھماکے کے ساتھ سائیڈ میں موجود ایک چٹان سے جا ٹکرائی۔ ایسا محسوس ہوا تھا جیسے کوئی اندیکھی طاقت پولیس موبائل کے سامنے آ گئی ہو اور پولیس موبائل اس اندیکھی طاقت سے ٹکرا کر جھٹکے سے

ہوا میں اٹھی ہو اور گھومتی ہوئی سائیڈ میں موجود چٹان سے زور دار دھماکے سے ٹکرا گئی ہو۔ دوسرے ہی لمحے شعلہ سا لپکا اور پولیس موبائل دھڑا دھڑ جلنے لگی۔ آگ کے شعلے بڑی تیزی سے بلند ہو رہے تھے۔ شعلوں میں گھری پولیس موبائل لمحہ بہ لمحہ دور ہوتی جا رہی تھی۔ عمران کے لبوں پر مسکراہٹ ابھر آئی۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ کچھ بول پاتا ایک زور دار دھماکہ ہوا اور دور نظر آنے والے شعلے فضا میں بکھرتے چلے گئے۔ اس کار کے دھماکے نے پیچھے آنے والی پولیس موبائلوں کی سپیڈ ڈاؤن کر دی تھی اور وہ سڑک پر رکتی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں جن میں وہ سفید کار بھی شامل تھی جو پولیس موبائلوں کے ساتھ آ رہی تھی۔ دھماکے سے تباہ ہونے والی پولیس موبائل کے ٹکڑے سڑک پر پھیل گئے تھے جس سے سڑک پر جگہ جگہ آگ بھڑک اٹھی تھی۔

''پٹرول ٹینک پھٹا ہے''...... جولیا بڑبڑائی۔

''یس مادام''...... وائٹ ایگل نے کہا۔ سفید کار اور پولیس موبائل گاڑیاں کچھ دیر کے لئے وہاں رکیں لیکن پھر سفید کار اور پولیس موبائل گاڑیاں آگ سے اچھل اچھل کر نکل کر سڑک پر آئیں اور انہوں نے ایک بار پھر تیز رفتاری سے ان کے پیچھے آنا شروع کر دیا۔

''اس پولیس موبائل پر تم نے میزائل فائر کیا تھا''...... عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ میں نے بمپر کے نیچے سے منی میزائل فائر کیا تھا جو برق رفتاری سے پولیس موبائل سے ٹکرایا تھا اور اس کے ٹکڑے بکھر گئے"...... وائٹ ایگل نے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اب چونکہ پولیس موبائل گاڑیاں کافی فاصلے پر رہ گئی تھیں اس لئے وائٹ ایگل نے کار کی رفتار میں اور زیادہ اضافہ کر دیا اور کچھ ہی دیر میں وہ پہاڑی علاقے میں داخل ہو گئے۔ آگے جاتے ہی انہیں درختوں کے جھنڈ دکھائی دیئے۔ وائٹ ایگل کار درختوں کے جھنڈ میں لے جانے کی بجائے آگے بڑھاتا لے گیا۔ دو تین موڑ مڑنے کے بعد اسے ایک پہاڑی میں ایک چھوٹا سا راستہ دکھائی دیا۔ اس نے گاڑی کی رفتار کم کی اور اسے اس کچی اور ناہموار سڑک کی طرف موڑ دیا۔ پولیس کاروں کے سائرن کی تیز آوازیں اب قریب آتی محسوس ہو رہی تھیں۔ کچی اور ناہموار سڑک پر کار اچھلتی ہوئی دوڑ رہی تھی۔ سامنے ایک چھوٹی پہاڑی تھی وائٹ ایگل کار تیزی سے اس پہاڑی کی جانب لے جا رہا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ پولیس موبائل گاڑیاں وہاں پہنچنے سے پہلے اس پہاڑی کے عقب میں پہنچ جائے۔ اس کی کوشش رنگ لائی۔ اس سے پہلے کہ پولیس موبائل گاڑیاں اس طرف آتیں، وائٹ ایگل کار پہاڑی کی سائیڈ پر لے آیا اور اس نے کار روک کر اس کا انجن فوراً بند کر دیا۔

"یہ ٹھیک ہے۔ اب تمام پولیس موبائل گاڑیاں آگے نکل جائیں گی"...... جولیا نے اطمینان کا سانس لے کر کہا۔

"ہاں۔ اگر انہوں نے کچی سڑک پر دھول اڑتے دیکھ لی تو انہیں اس طرف آنے میں بھی دیر نہیں لگے گی"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ تو پھر"...... جولیا نے ہونٹ سکوڑ کر کہا۔

"ہمیں ان کے مقابلے کی تیاری کرنی ہو گی۔ سیٹ اٹھاؤ اور نیچے سے اسلحہ نکال کر خود بھی لے لو اور مجھے بھی دے دو۔ اگر پولیس موبائل گاڑیوں نے اس طرف آنے کی کوشش کی تو ان میں سے کوئی نہیں بچے گا"...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ جولیا نے اثبات میں سر ہلایا اور سیٹ سے اٹھ کر اس نے سیٹ کا ایک حصہ اٹھایا۔ سیٹ کے نیچے اسلحہ موجود تھا۔ اس نے تین مشین گنیں۔ دو سائیلنسر لگے ریوالور۔ ایکسٹرا راؤنڈز کے ساتھ دو منی میزائل گنیں بھی نکال لیں۔ اس نے کچھ اسلحہ اپنے پاس رکھا اور باقی عمران اور وائٹ ایگل کو دے دیا۔ اسی لمحے سڑک کی طرف سے انہیں پولیس موبائل گاڑیوں کے آگے جانے کی تیز آوازیں سنائی دیں۔

"وہ آگے نکل گئی ہیں"...... وائٹ ایگل نے کہا

"ایسا کر کے ان سب نے اپنی جانیں بچا لی ہیں۔ ورنہ......" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو کیا تمہارے خیال میں خطرہ ٹل گیا ہے"...... جولیا نے پوچھا۔

"ابھی نہیں۔ پہاڑیوں میں ایسی چھوٹی چھوٹی سڑکیں کئی جگہ موجود ہیں۔ اگر انہوں نے ہمیں سڑک پر نہ پایا تو وہ یقیناً سمجھ

جائیں گے کہ ہم کسی کچی سڑک پر اتر گئے ہیں۔ تب وہ آگے کسی بھی کچی سڑک پر اتر کر اس طرف آ سکتے ہیں“...... وائٹ ایگل نے کہا۔

”تو کیا یہ سڑک آگے کہیں نہیں جاتی“...... عمران نے پوچھا۔

”آپ فکر نہ کریں جناب۔ اس پہاڑی علاقے میں آتے ہی مجھے یہاں کا سارا نقشہ یاد آ گیا ہے۔ اب فکر کرنے کی کوئی بات نہیں ہے۔ اب اگر پولیس موبائل گاڑیاں ہمارے پیچھے آ بھی جائیں تو وہ ہمیں نہیں پکڑ سکیں گی اور نہ ہمارے گرد گھیرا ڈال سکیں گی“۔ وائٹ ایگل نے مسکرا کر کہا۔

”تمہارا مطلب ہے کہ تمہارا دماغ اس خشک اور ویران پہاڑی علاقے میں پہنچ کر ری چارج ہو گیا ہے“...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

”نہیں۔ آپ کے سخت لہجے نے میرا دماغ ری چارج کیا ہے ورنہ مجھے ان سڑکوں کا خیال نہیں آ رہا تھا“...... وائٹ ایگل نے جواباً مسکرا کر کہا۔

”حیرت ہے۔ یہ مجھے آج ہی علم ہوا ہے کہ میرے سخت لہجے سے لوگوں کے دماغ ری چارج ہو سکتے ہیں۔ اگر مجھے پتہ ہوتا تو یہ کام میں کسی اور پر بھی آزما چکا ہوتا“...... عمران نے کن انکھوں سے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”کیا۔ کیا مطلب ہے تمہارا اس بات سے“...... جولیا نے اسے

گھور کر کہا۔

”کچھ نہیں۔ میں تو ویسے ہی ایک بات کہہ رہا تھا۔ تم پر بھلا میرے سخت انداز یا غصے کا اثر کہاں ہوتا ہے۔ البتہ تمہیں غصے میں دیکھ کر میرے مائینڈ کی چارج شدہ بیٹریاں بھی مکمل ڈاؤن ہو جاتی ہیں“...... عمران نے کہا تو جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔ وائٹ ایگل کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ آ گئی۔ پولیس موبائل گاڑیوں کی سائرنوں کی آوازیں دور ہوتی جا رہی تھیں۔

”اب یہیں رکے رہنا ہے یا آگے جانے کا بھی کوئی راستہ ہے“...... عمران نے کہا تو وائٹ ایگل مسکراتے ہوئے کار کی طرف بڑھ گیا پھر کچھ دیر بعد ناپختہ اور ناہموار سڑک پر کار بری طرح سے اچھلتی ہوئی آگے بڑھ رہی تھی۔ سائیڈوں میں گڑھے اور چھوٹی بڑی کھائیاں تھیں۔ وائٹ ایگل ان گڑھوں اور کھائیوں سے کار بچاتا ہوا مناسب رفتار سے آگے بڑھتا جا رہا تھا۔ دو تین پہاڑیاں عبور کر کے وہ ایک چھوٹی سڑک پر آ گیا۔ اس سڑک پر کھائیاں اور گڑھے تو نہیں تھے لیکن یہ سڑک دوسری سڑکوں سے کہیں زیادہ ناہموار تھی جس کی وجہ سے کار بری طرح سے اچھلنے اور ہچکولے کھانے لگی تھی۔ عمران اور جولیا خود کو سنبھالے ہوئے تھے ورنہ ان کے سر یقیناً کار کی کھڑکیوں یا چھت سے ٹکرا سکتے تھے۔ اس سڑک کو عبور کر کے وائٹ ایگل نے کار ایک پہاڑی کی طرف موڑی اور کچھ فاصلے پر ایک اور سڑک پر آ گیا جو صاف اور خاصی ہموار تھی۔ یہ

سڑک زیادہ طویل نہ تھی اور سامنے ایک بڑی پہاڑی کی طرف جاتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ وائٹ ایگل کار دوڑاتا ہوا پہاڑی کی طرف آیا اور پھر پہاڑی موڑ کے پاس آتے ہی اس نے کار روک دی۔

''اب کیا ہوا۔ کار کیوں روک دی''...... عمران نے چونک کر کہا۔

''اس سڑک پر مڑ کر ہم دوسری سڑک پر جا سکتے ہیں۔ میں کار آگے لے جانے سے پہلے دیکھنا چاہتا ہوں کہ سڑک خالی ہے یا نہیں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ پولیس موبائل میں موجود کسی نے اس سڑک پر بھی اسکوارڈ بھیج دیا ہو۔ اگر ہم اچانک سڑک پر گئے تو ہم ان کی نظروں میں آ جائیں گے''...... وائٹ ایگل نے کہا۔

''تو کیا یہ وہ سڑک نہیں ہے جس پر ہم سفر کر رہے تھے اور پولیس موبائل گاڑیاں ہمارے پیچھے تھیں''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ وہ سڑک واہان کی طرف جاتی تھی جبکہ اس سڑک پر سفر کر کے ہم جاکار کے علاقے میں پہنچ سکتے ہیں جو تل ابیب سے تیس کلو میٹر کے فاصلے پر ہے۔ یہ علاقہ عرم کہلاتا ہے''...... وائٹ ایگل نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''ٹھیک ہے۔ یہ علاقہ بہتر ہے۔ ہم تل ابیب کے قریب ہی رہیں تو زیادہ بہتر ہو گا''...... عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

''وہ کیسے''...... جولیا نے پوچھا۔

''اب تک انہیں پتہ چل چکا ہو گا کہ ہم نے ڈاکٹر کارٹرس کے سیکرٹ لاکر سے دستاویزات اور فائلوں کی فلم بنا لی ہے اور ان کی سوچ کے مطابق ہم ہر صورت میں تل ابیب سے نکلنے کی کوشش کریں گے اس لئے ان کی توجہ تل ابیب کی بجائے دوسرے علاقوں پر زیادہ ہو گی۔ تل ابیب میں ریڈ ایگلز کا مین ہیڈ کوارٹر بھی ہے جس کا سربراہ وائٹ ایگل ہے۔ ہم وہاں پہنچ کر ان دستاویزات اور فائلوں کی فلم چیک کریں گے۔ ابھی تک یہ کنفرم نہیں ہوا ہے کہ اس فلم میں ٹاپ سیکرٹ فائل کی تصاویر ہیں بھی یا نہیں''...... عمران نے کہا۔

''مجھے یقین ہے عمران صاحب۔ ڈاکٹر کارٹرس کے خفیہ لاکر سے آپ نے جو تصاویر لی ہیں ان میں ضرور ٹاپ سیکرٹ فائل شامل ہو گی''...... وائٹ ایگل نے کہا۔

''اگر ایسا ہوا تو ہمارے لئے بہتر ہو گا اور ہمیں مزید بھاگ دوڑ نہیں کرنی پڑے گی۔ ہمارا مشن اگر مکمل ہو چکا ہے تو پھر ہم جلد سے جلد یہاں سے نکلنے کی کوشش کریں گے''...... عمران نے کہا۔

''اگر وہ پولیس موبائل سپیڈ کی وجہ سے میرے پیچھے نہ آگئی ہوتی تو اب تک میں آپ کو ہیڈ کوارٹر لے کر پہنچ چکا ہوتا۔ ہمارا اتنا وقت ضائع نہ ہوتا''...... وائٹ ایگل نے کہا۔

''اس میں وقت ضائع ہونے والی کون سی بات ہے۔ ہم اسرائیل میں ہیں اور اسرائیلی ایجنسیاں ہمیں دشمن نمبر ایک سمجھتی

ہیں۔ ان کا بس چلے تو ہمیں ایک لمحے میں موت کے گھاٹ اتار دیں۔ ابھی تو ہمارے پیچھے ڈی ایجنسی لگی ہوئی ہے۔ اگر جی پی فائیو کے کرنل ڈیوڈ کو ہماری یہاں موجودگی کا علم ہو گیا تو وہ پوری فورس لے کر ہمارے پیچھے لگ جائے گا اور ہمارے لئے اسرائیل کی زمین اور زیادہ تنگ ہو جائے گی''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں ایک نظر سڑک پر ڈال لوں۔ اس کے بعد ہم عرم کی طرف روانہ ہو جائیں گے اور وہاں سے واپس تل ابیب''...... وائٹ ایگل نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پہاڑی کے گرد دو اور سڑکیں جا رہی تھیں۔ دونوں سڑکیں پہاڑی علاقے کی طرف جا رہی تھیں اس لئے عمران نے ان سڑکوں کے بارے میں وائٹ ایگل سے تفصیل نہیں پوچھی تھی۔

وائٹ ایگل نے مشین گن اٹھائی اور اسے لے کر کار سے باہر نکل آیا اور پھر وہ آہستہ آہستہ چلتا ہوا پہاڑی کے گرد بنے ہوئے راستے کی طرف بڑھنے لگا۔ پہاڑی کے سرے پر موجود ایک بڑی چٹان کے پاس پہنچ کر وہ رک گیا اور پھر اس نے چٹان کی آڑ لیتے ہوئے دوسری جانب جھانکا تو وہ یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ سامنے سڑک پر واقعی ایک پولیس موبائل گاڑی موجود تھی۔ گاڑی میں ڈرائیور سمیت سات افراد موجود تھے۔ ڈرائیور کے ساتھ بیٹھا ہوا آدمی ان کا آفیسر معلوم ہو رہا تھا جبکہ عقبی حصے میں بیٹھے ہوئے تمام افراد مشین گنوں سے مسلح دکھائی دے رہے تھے۔ انہیں

اس سڑک پر خصوصی طور پر بھیجا گیا تھا۔ وہ گاڑی میں ہی موجود تھے تاکہ اگر پہاڑی علاقے سے مطلوبہ سیاہ کار نکلے تو وہ فوری طور پر اس کے خلاف کارروائی کر سکیں۔ اتفاق سے یہ گاڑی پہاڑی کے قریب ہی موجود تھی جو وائٹ ایگل کو آسانی سے دکھائی دے گئی تھی۔ گاڑی کا انجن بند تھا۔ وہ شاید شکار کا گھات لگانے والے انداز میں وہاں موجود تھے۔ اگر گاڑی دوسری پہاڑیوں یا چٹانوں کی اوٹ میں ہوتی تو سڑک پر نظر ڈالنے کے لئے وائٹ ایگل کو کسی پہاڑی پر چڑھنا پڑتا۔ یہ بھی ممکن تھا کہ اس طرف پولیس اسکوارڈ کی اور بھی گاڑیاں ہوں جو اس گاڑی سے فاصلے پر ہوں۔ اس لئے وائٹ ایگل کے لئے ضروری ہو گیا تھا کہ وہ کسی پہاڑی پر چڑھتا اور اوپر جا کر سڑک کا جائزہ لیتا۔ وائٹ ایگل نے پلٹ کر سیاہ کار کی طرف دیکھا جس میں موجود عمران اور جولیا اسی کی طرف دیکھ رہے تھے۔ وائٹ ایگل نے اشارے سے عمران کو پولیس اسکوارڈ کا بتایا اور پھر وہ چٹان کی آڑ لے کر پہاڑی پر چڑھنے لگا۔ چوٹی پر پہنچ کر وہ رکا۔ اس نے ایک لمحہ توقف کیا اور پھر ایک چٹان کے عقب سے سڑک کا جائزہ لینے لگا۔ یہ دیکھ کر اس نے اطمینان کا سانس لیا کہ وہاں ایک ہی پولیس موبائل موجود تھی۔ اس کے علاوہ وہاں دوسری کوئی گاڑی موجود نہیں تھی۔ اس نے جو پولیس موبائل دیکھی تھی اب وہ اسٹارٹ ہو چکی تھی اور آہستہ آہستہ آگے بڑھتی جا رہی تھی۔ اسے آگے جاتا دیکھ کر وائٹ ایگل نے سکون کا سانس لیا اور

بائل کافی دور نکل گئی تو وہ پہاڑی سے اترتا ہوا تیزی
نیچے آ گیا۔
"کیا ہوا۔ کیا تم اوپر سے سڑک کا جائزہ لینے گئے تھے"۔ عمران
نے پوچھا۔
"سڑک پر ایک پولیس موبائل موجود تھی جو اس پہاڑی کے پاس
ہی کھڑی تھی۔ پولیس موبائل دیکھ کر مجھے خدشہ ہوا کہ وہاں اور
گاڑیاں نہ ہوں اس لئے میں پہاڑی پر چڑھا تھا لیکن وہاں وہی
ایک گاڑی تھی جو اب آگے جا چکی ہے"...... وائٹ ایگل نے
جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔
"گویا۔ پولیس یا کسی فورس سے مڈبھیڑ کا کوئی امکان نہیں
ہے۔ میں سیٹ کی پشت سے سر لگا کر اطمینان سے آرام کر سکتا
ہوں"..... عمران نے مسکرا کر کہا تو وائٹ ایگل نے مسکراتے ہوئے
کار سٹارٹ کی اور پھر وہ اسے آہستہ آہستہ چلاتا ہوا پہاڑی موڑ
موڑتا ہوا اس سڑک پر لے آیا جہاں کچھ دیر پہلے پولیس موبائل
گاڑی موجود تھی۔ اس وقت تک وہ گاڑی آگے جا کر سڑک کی
دوسری جانب مڑ گئی تھی۔ وائٹ ایگل نے کار مخالف سمت میں ڈالی
اور پھر وہ کار کی رفتار تیزی سے بڑھاتا چلا گیا۔ اس سڑک پر نصف
میل تک جانے کے بعد اس نے گاڑی پھر ایک اور سڑک کی طرف
موڑ لی۔ پولیس موبائل گاڑیوں کے سائرن کی آوازیں کبھی قریب
سے سنائی دینے لگتیں اور کبھی دور ہوتی چلی جاتیں۔

"اس طرح تو صبح ہو جائے گی پیارے بھائی۔ ایسا نہ ہو کہ
ہمیں رات یہیں ہو جائے اور صبح ناشتہ پولیس والوں کے ساتھ کرنا
پڑے"...... عمران نے کہا۔
"ایسا نہیں ہو گا جناب"...... وائٹ ایگل نے کہا۔
"نہ ہی ہو تو اچھا ہے"...... عمران نے کہا تو وائٹ ایگل مسکرا
دیا۔ وہ کار مختلف راستوں سے گزارتا ہوا عرم نامی علاقے میں پہنچ
گیا اور پھر اس علاقے میں آتے ہی اس نے کار کو مختلف سڑکوں پر
گھمانا شروع کر دیا۔ مختلف سڑکوں سے ہوتا ہوا وہ ایک بار پھر مین
سڑک پر آیا اور پھر اس نے کار تل ابیب جانے والے راستے پر
ڈال دی اور اب وہ اطمینان سے کار ڈرائیور کر رہا تھا۔
تل ابیب پہنچنے میں ابھی انہیں کافی وقت لگ سکتا تھا۔ آسمان
پر بادل چھائے ہوئے تھے اور پہاڑی علاقوں میں سرِ شام ہی
اندھیرا چھا جاتا تھا اس لئے ایسا لگ رہا تھا جیسے واقعی رات ہو گئی
ہو۔ وائٹ ایگل نے کار کی ہیڈ لائٹس آن کر لی تھیں اور وہ مختلف
راستوں اور شاہراہوں سے گزرتا ہوا اپنے مخصوص ٹھکانے کی طرف
بڑھا جا رہا تھا اور پھر وہ جیسے ہی شہر میں داخل ہونے والے راستے
پر آیا وہاں ایک موڑ تھا۔ موڑ مڑتے ہی وائٹ ایگل نے کار کی
رفتار بڑھا دی اب وہ ایک نیم روشن سڑک پر تھے ایسی سڑک پر
جہاں خاصے فاصلے سے اسٹریٹ لائٹس بھی مدھم مدھم روشنی بکھیر
رہی تھیں۔ اچانک دور سے یکے بعد دیگرے دو سرخ لائٹس جلتی

بجھتی نمودار ہوئیں اور اس کے ساتھ ہی پولیس موبائل گاڑیوں کا مخصوص سائرن بھی فضا میں گونجنے لگا۔ یہ پولیس موبائل گاڑیاں اچانک کسی گلی سے برآمد ہوئی تھیں۔

"لو اسے کہتے ہیں کہ سر منڈواتے ہی اولے پڑے"...... عمران نے پولیس موبائل گاڑیاں دیکھ کر برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"آپ فکر نہ کریں۔ یہ ہم تک نہیں پہنچ سکیں گی"...... وائٹ ایگل نے کہا اور ساتھ ہی اس نے گاڑی کی رفتار اچانک کم کرنا شروع کر دی۔

"کیا مطلب۔ اب تم کیا کرنا چاہتے ہو"...... عمران نے اسے رفتار کم کرتے دیکھ کر چونکتے ہوئے پوچھا۔

"ان سب کا خاتمہ۔ کیونکہ اب ہم شہر میں داخل ہو چکے ہیں اور اگر ہم نے ان پولیس موبائل گاڑیوں کو تباہ نہ کیا تو یہ وائرلیس پر مدد کے لئے ہر طرف سے اسکوارڈ منگوا لیں گے اور پھر ہم ہر طرف سے پھنس جائیں گے"...... وائٹ ایگل نے سنجیدگی سے کہا۔

"کس طرح سے تباہ کرو گے یہ گاڑیاں"...... عمران نے پوچھا۔

"کار کے اگلے حصے میں بھی میزائل لانچر لگے ہوئے ہیں۔ میں سسٹم آن کر کے ان پر میزائل فائر کر دیتا ہوں۔ دونوں گاڑیاں ایک ساتھ تباہ ہو جائیں گی"...... وائٹ ایگل نے کہا۔

"نہیں۔ تم غلط سوچ رہے ہو"...... عمران نے کہا۔

"کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں"...... وائٹ ایگل نے تیزی سے

قریب آتی پولیس کاروں کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

"انہیں قریب سے نکل جانے دو"...... عمران نے کہا۔

"لیکن اگر وہ ہمیں دیکھ کر چونک پڑے تو اور یہ بھی تو ممکن ہے وہ ہمیں روکنے کی بھی کوشش کریں"...... وائٹ ایگل نے کہا۔

"ایسا کریں گے تو ان کو اس کا جواب مل جائے گا فی الحال تم اطمینان سے کار ڈرائیور کرو اور انہیں چونکنے کا موقع ہی نہ دو کہ وہ تمہاری کار پہچان سکیں"...... عمران نے کہا۔

"لیکن......" وائٹ ایگل نے کہنا چاہا۔

"جیسا کہہ رہا ہوں ویسا ہی کرو۔ اسی میں ہم سب کی بھلائی ہے"...... عمران نے سنجیدگی سے کہا تو وائٹ ایگل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"جولیا۔ تم سیٹ پر لیٹ جاؤ"...... عمران نے کہا تو جولیا سر ہلا کر سیٹ پر لیٹ گئی۔ عمران بھی فوراً سیٹ کے نیچے جھک گیا۔ اس نے اپنا سر ڈیش بورڈ کے نیچے کر لیا تھا تاکہ پولیس موبائل گاڑیوں میں موجود افراد کو قریب سے گزرتے ہوئے صرف ڈرائیور ہی نظر آئے اور وہ یہی سمجھیں کہ گاڑی میں صرف ایک ہی آدمی ہے۔ اور پھر ہوا بھی یہی۔ دونوں پولیس گاڑیاں تیز رفتاری سے ان کی کار کے برابر سے نکلتی چلی گئیں تو وائٹ ایگل نے اطمینان کا سانس لیا اور بیک ویو مرر میں پولیس موبائل گاڑیوں کو دور جاتے دیکھنے لگا۔

"اتنا ٹھنڈا اور اطمینان بھرا سانس مت لو کہ ہمیں بھی سردی لگنا

شروع ہو جائے۔ عقب کا خیال رکھو۔ وہ واپس بھی آ سکتے ہیں"۔

عمران نے کہا تو وائٹ ایگل کی نظریں بیک ویو مرر پر جم گئیں۔ یہ دیکھ کر اس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے کہ دونوں پولیس گاڑیاں رک گئی تھیں اور پھر اس نے ان دونوں گاڑیوں کو سڑک پر مڑتے دیکھا۔ گاڑیاں مڑتے ہی اس کی کار کی طرف بڑھنا شروع ہو گئیں۔

"وہ مڑ ہمارے پیچھے لگ گئے ہیں۔ اب ہمیں ان کو سبق سکھانا پڑے گا جناب"...... وائٹ ایگل نے کہا۔

"ظاہر ہے اب اس کے سوا دوسرا کوئی چارہ بھی تو نہیں ہے۔ شاید انہوں نے تمہاری کار پہچان لی ہے"...... عمران نے کہا تو وائٹ ایگل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"ان پر کار سے میزائل فائر کرنے کی بجائے کیوں نہ ہم رات کے اندھیرے کا فائدہ اٹھا کر ان پر ہینڈ گرنیڈ پھینک دیں۔ اگر ہم نے ان پر میزائلوں سے حملہ کیا تو پھر انکوائری سے یہ پتہ چل جائے گا کہ ہم اسی طرف آئے تھے"...... جولیا نے کہا۔

"اوہ۔ مادام ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ ہم میزائلوں کی بجائے ان دونوں گاڑیوں کو بموں سے تباہ کر دیتے ہیں۔ یہاں انڈر ورلڈ والوں کی اکثر پولیس سے مڈبھیڑ ہوتی رہتی ہے اور ان میں ٹھنی بھی رہتی ہے۔ اگر یہ دونوں گاڑیاں ہم نے بموں سے تباہ کیں تو کسی کو یہ علم نہیں ہو سکے گا کہ گاڑیوں کی تباہی کے پیچھے ہمارا ہاتھ

کسی انڈر ورلڈ گروپ کا"...... وائٹ ایگل نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ایک ہینڈ گرنیڈ پن نکال دائیں طرف سے سڑک پر میں اچھالتا ہوں۔ دوسرا تم بائیں طرف سے پھینکو۔ بم اس انداز میں سڑک پر پھینکنا کہ پیچھے آنے والوں کو علم نہ ہو سکے کہ سڑک پر بم پھینکے گئے ہیں۔ وہ تیزی سے آگے آئیں گے اور بموں کا شکار بن جائیں گے"...... عمران نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس نے فوراً سیٹ کی سائیڈ پر رکھا ہوا ایک ہینڈ گرنیڈ اٹھایا اور سیٹ کے بائیں طرف آ گئی۔ عمران نے بھی جیب سے بم نکال لیا اور پھر ان دونوں نے عقب میں دیکھتے ہوئے ایک ساتھ بموں سے پن نکالے اور پھر کھڑکیوں سے ہاتھ باہر نکالتے ہی بم سڑک پر عقب کی طرف اچھال دیئے۔ سڑک کے اس حصے میں روشنی کم تھی اور پولیس موبائل گاڑیاں ان سے کافی فاصلے پر تھیں اس لئے عمران کو یقین تھا کہ پولیس موبائل گاڑیوں میں موجود پولیس اہلکاروں نے انہیں بم اچھالتے نہیں دیکھا ہو گا۔ وہ اسی تیز رفتاری سے سائرن بجاتی ہوئیں ان کے پیچھے آ رہی تھیں اور پھر جیسے ہی ایک پولیس موبائل آگے آئی ایک ہینڈ گرنیڈ اس گاڑی کے عین نیچے پہنچ گیا۔

اسی لمحے ایک زور دار دھماکہ ہوا اور دوسرے لمحے پولیس موبائل آگ کے شعلے اڑاتی ہوئی ہوا میں یوں اچھلی جیسے کسی طاقتور دیو [illegible] پکڑ کر اچانک ہوا میں اچھال دیا ہو۔ جیسے ہی اگلی پولیس

موبائل دھماکے سے تباہ ہو کر ہوا میں اچھلی اس کے پیچھے آنے والی گاڑی کے ڈرائیور نے اپنی گاڑی کو بریک لگا دیئے لیکن اس اثناء میں جولیا کا پھینکا ہوا ہینڈ گرنیڈ پہلے ہونے والے دھماکے سے اچھل کر دوسری پولیس موبائل کے فرنٹ سے ٹکرایا اور دوسرے لمحے زور دار دھماکہ ہوا اور اس پولیس موبائل گاڑی کے بھی پرخچے اُڑتے چلے گئے۔

”گڈ شو“...... عمران کے منہ سے بے اختیار نکلا۔ دونوں گاڑیوں کو تباہ ہوتے دیکھ کر وائٹ ایگل کے چہرے پر مسرت کے تاثرات ابھر آئے اور اس نے فوراً کار کی رفتار تیز کر دی۔

”کیا اب ہم دن نکلنے سے پہلے تمہارے خاص ٹھکانے پر پہنچ جائیں گے“...... عمران نے وائٹ ایگل سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے میں ہم اپنی رہائش گاہ پر ہوں گے جناب“...... وائٹ ایگل نے کہا۔ ابھی اس کا جملہ پورا ہوا ہی تھا کہ اچانک وہ چونک پڑے۔ دور سے مدھم سنائی دینے والی پولیس موبائل گاڑیوں کے سائرن اب پوری آواز سے سنائی دے رہے تھے۔ دوسرے لمحے وہ طویل سانس لے کر رہ گئے۔ سامنے سے چھ سات پولیس موبائل گاڑیاں مختلف سڑکوں سے نکل کر ان کی طرف آتی دکھائی دیں۔

یہ گاڑیاں شاید وہاں پیٹرولنگ کر رہی تھیں اور دھماکوں کی آوازیں سن کر اس طرف متوجہ ہوئی تھیں۔ دو گاڑیاں ایک ساتھ

سڑک پر اس طرح دوڑ رہی تھی کہ سڑک کی پوری چوڑائی انہوں نے گھیر لی تھی اور اب وائٹ ایگل کے لئے گاڑی نکال لے جانا آسان نہیں رہا تھا۔ اس نے یکلخت کار کو بریک لگا دیئے اور کار کے پہیئے احتجاجاً چیختے ہوئے یکلخت سڑک پر جمتے چلے گئے۔ کار کو زور دار جھٹکا لگا تھا۔ اس کے اچانک بریک لگانے کی وجہ سے عمران خود کو ڈیش بورڈ سے اور جولیا نے سیٹ کی پشت سے ٹکرانے سے بچایا تھا۔

”کار کیوں روکی ہے نانسنس“...... عمران نے غرا کر کہا۔

”آگے جانے کا راستہ نہیں ہے“...... وائٹ ایگل نے کہا۔

”تو کار بیک کرو۔ فوراً۔ اگر یہ گاڑیاں آگے آئیں تو ہم پر بلا اشتعال فائرنگ کرنا شروع کر دیں گی“...... عمران نے غرا کر کہا تو وائٹ ایگل نے فوراً گیئر بدلا اور دوسرے لمحے وہ تیزی سے کار بیک لیتا چلا گیا۔ کار بیک کرتے ہوئے اس نے کار پھرتی سے موڑی اور پھر اس نے ایک بار پھر گیئر بدلا اور کار کو تیزی سے سڑک کی مخالف سمت دوڑانے لگا۔ پولیس موبائل گاڑیاں تیزی سے ان کی جانب بڑھی آ رہی تھیں اور اس بار آگے والی ایک پولیس موبائل گاڑی سے ان پر پسٹل سے فائر ہونا بھی شروع ہو گئے تھے۔

”جولیا۔ عقبی ونڈ سکرین توڑ دو۔ میں پیچھے آ رہا ہوں۔ ہم کے پاس منی میزائل گنیں ہیں۔ ہم نے ان گاڑیوں کو نشانہ

بنانا ہے“...... عمران نے کرخت لہجے میں کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا کر سائیڈ پر پڑی ہوئی مشین گن اٹھائی اور مڑ کر مشین گن کے دستے سے عقبی ونڈ سکرین توڑنے لگی۔ پولیس موبائل گاڑیوں سے ہونے والی فائرنگ سے بچنے کے لئے وائٹ ایگل نے کار لہراتے ہوئے دوڑانی شروع کر دی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ ابھی تک پیچھے سے فائر کی جانے والی کوئی گولی ان کی کار سے بھی نہ ٹکرا سکی تھی۔

”تم کار سنبھال سکتے ہو تو ٹھیک ہے ورنہ تم میزائل گن لے کر پیچھے جاؤ اور میں کار سنبھالتا ہوں“...... عمران نے وائٹ ایگل سے مخاطب ہو کر کہا۔

”نہیں۔ میں کار سنبھال لوں گا۔ آپ جائیں پیچھے“...... وائٹ ایگل نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلایا اور اٹھ کر درمیانی سیٹوں سے نکل کر جولیا کے پاس عقبی سیٹ پر آ گیا۔ اس وقت تک جولیا عقبی ونڈ سکرین توڑ چکی تھی۔

پولیس موبائل گاڑیوں کا فاصلہ بڑی تیزی سے گھٹ رہا تھا۔ لمحہ بہ لمحہ وہ قریب آتی جا رہی تھیں۔ وائٹ ایگل ہونٹ بھینچے کار ڈرائیو کر رہا تھا۔

”میں دائیں سائیڈ والی گاڑی کو نشانہ بناتا ہوں تم بائیں سائیڈ والی گاڑی پر میزائل فائر کرو“...... عمران نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلایا اور وہ دونوں منی میزائل گنیں لے کر عقبی سیٹ پر گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے۔ پولیس موبائل

گاڑیوں کا اب فاصلہ بیس پچیس گز ہی رہ گیا۔

”فائر“...... عمران نے چیختے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں موجود منی میزائل گن کا بٹن پریس کر دیا۔ اس کے فائر کہتے ہی جولیا نے بھی منی میزائل کا بٹن پریس کر دیا تھا۔ دو میزائل نکل کر بجلی کی سی تیزی سے پولیس موبائل گاڑیوں کی طرف بڑھے اور پھر اس سے پہلے کہ پولیس موبائل گاڑیوں کے ڈرائیور میزائلوں کو شعلے برساتے اپنی طرف آتے دیکھ کر گاڑیاں لہراتے میزائل گاڑیوں کے فرنٹ سے جا ٹکرائے۔ دوسرے لمحے ماحول یکلخت دو زور دار دھماکوں سے گونج اٹھا۔ دونوں گاڑیوں کے ایک ساتھ پرخچے اڑ گئے تھے۔ گاڑیوں کے بچے ہوئے ڈھانچے ہوا میں بلند ہو کر پیچھے آنے والی ایک گاڑی پر گرے اور اس گاڑی کے پیچھے آنے والی گاڑیاں فوراً رکتی چلی گئیں۔

”فائر“...... عمران نے ایک بار پھر کہا اور ساتھ ہی اس نے پیچھے موجود ایک پولیس موبائل گاڑی کا نشانہ لے کر میزائل فائر کیا۔ میزائل برق رفتاری سے پولیس موبائل گاڑی کی طرف بڑھا تو گاڑی میں موجود ڈرائیور اور پولیس والے فوراً گاڑی کے دروازے کھول کر باہر کودے لیکن اس سے پہلے کہ وہ گاڑی سے دور جاتے ماحول ایک بار پھر زوردار دھماکے سے گونج اٹھا اور اس گاڑی کے ساتھ باہر آنے والے افراد کے بھی پرخچے اڑتے دکھائی دیئے۔ جولیا کا دوسرا میزائل اس گاڑی کی سائیڈ پر رکنے والی ایک اور

گاڑی سے ٹکرایا تھا اور اس گاڑی کے بھی پرخچے اُڑ گئے تھے۔

''اب نکل چلو یہاں سے''...... عمران نے سیدھا ہوتے ہوئے کہا تو وائٹ ایگل نے اثبات میں سر ہلایا اور کار کو تیزی سے دوسری سڑک پر موڑا اور وہاں سے نکلتا چلا گیا۔ تقریباً ایک گھنٹے کے مزید سفر کے بعد آخر کار وہ ایک نئی اور جدید طرز کی کوٹھی میں پہنچ گئے۔ وائٹ ایگل نے کار عمارت کے گیٹ کے پاس روک کر تین بار مخصوص انداز میں ہارن بجایا تو گیٹ کی چھوٹی کھڑکی کھلی۔ کھڑکی میں ایک بھاری مونچھوں اور سرخ سرخ آنکھوں والے چوکیدار کا سیاہ چہرہ دکھائی دیا اور اس نے کھڑکی بند کر دی۔ چند لمحوں بعد گیٹ کھلتا چلا گیا۔

گیٹ کھلتے ہی وائٹ ایگل کار تیزی سے اندر لے گیا اور اس نے کار پورچ میں لے جا کر روک دی۔ گیٹ کے پاس جوانا جیسی جسامت کا ایک سیاہ فام کھڑا تھا جس میں دیووں جیسی طاقت دکھائی دے رہی تھی۔ اس کا سر گنجا تھا البتہ اس نے گھری اور بڑی بڑی مونچھیں رکھی ہوئی تھیں جو اس کے گالوں سے ہوتی ہوئیں کانوں تک جا رہی تھیں۔

کار رکتے ہی عمران اور جولیا دروازے کھول کر باہر آ گئے۔ وائٹ ایگل نے بھی کار کا انجن بند کیا اور دروازہ کھول کر باہر آ گیا۔

''آئیں''...... وائٹ ایگل نے ان سے کہا۔ برآمد

ہوتے ہوئے وہ ایک چھوٹی اور تنگ راہداری میں آئے اور تیزی سے آگے بڑھتے چلے گئے۔

''گیٹ پر سیاہ فام کون ہے''...... عمران نے وائٹ ایگل سے مخاطب ہو کر کہا۔

''اس کا نام کامبو ہے۔ وہ سیاہ فام ہے۔ میرا خاص وفادار ہے میں اسے جنوبی افریقہ سے لایا ہوں۔ وہ انتہائی طاقتور ہونے کے ساتھ ساتھ بہترین فائٹر اور ذہین بھی ہے لیکن ایک بار اگر وہ کسی سے لڑنے مرنے پر آمادہ ہو جائے تو لاشوں کے پشتے لگا دیتا ہے۔ اس کے بازوؤں میں اتنی طاقت ہے کہ ایک ہی مکے سے یہ طاقتور سے طاقتور آدمی کی کھوپڑی تربوز کی طرح توڑ دیتا ہے''۔ وائٹ ایگل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''گڈ شو۔ اسے دیکھ کر مجھے جوزف اور جوانا یاد آ گئے۔ یہ انہی کی قبیل کا معلوم ہوتا ہے''...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

''جی ہاں۔ میں آپ کے جوزف اور جوانا سے ملا ہوا ہوں۔ انہی سے متاثر ہو کر میں نے کامبو کو اپنے ساتھ رکھا تھا اور یہ واقعی کسی بھی لحاظ سے جوزف اور جوانا سے کم نہیں ہے''...... وائٹ ایگل نے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''کتنے عرصے سے یہ تمہارے ساتھ ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''چھ ماہ سے''...... وائٹ ایگل نے جواب دیا۔ راہداری سے

گزر کر وہ ایک کمرے کے دروازے کے پاس آئے اور پھر وائٹ ایگل نے کمرے کا دروازہ کھول دیا۔ یہ ایک ہال نما بڑا سا کمرہ تھا جس کے ایک حصے میں بڑا سا کیبن تھا اور کیبن آفس کے طور پر سجا ہوا تھا۔ کمرے کی سائیڈ میں چھوٹی چھوٹی کئی راہداریاں تھی جو مختلف سمتوں میں جا رہی تھیں۔ خوبصورت ماحول اور ہال دیکھ کر عمران کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی۔

''بہت خوب۔ کافی اچھا سیٹ اپ ہے تمہارا''...... عمران نے چاروں طرف دیکھ کر کہا۔

''تھینک یو۔ میں آپ کو آپ کے کمروں تک پہنچا دیتا ہوں۔ آپ تھکے ہوئے ہیں۔ کچھ دیر آرام کر لیں پھر باتیں ہوں گی۔ تب تک آپ وہ سارے کاغذات بھی دیکھ لیں جو آپ ماسٹر لاکرز سے لائے ہیں''...... وائٹ ایگل نے کہا۔

''ہاں۔ میں سب سے پہلے ان کاغذات کو چیک کرنا چاہتا ہوں۔ میرے لئے یہ جاننا بے حد ضروری ہے کہ ان میں ٹاپ سیکرٹ فائل ہے بھی یا نہیں جس کے لئے میں نے اتنی بھاگ دوڑ کی ہے۔ کہیں ساری بھاگ دوڑ غارت ہی نہ ہو جائے''...... عمران نے کہا تو وائٹ ایگل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس نے عمران اور جولیا کو ان کے الگ الگ کمرے دکھائے۔ جولیا عمران کے ساتھ اس کے کمرے میں رک گئی۔ وہ بھی یہ جاننے کے لئے بے تاب ہو رہی تھی کہ عمران نے ماسٹر لاکرز سے جن فائلوں اور دستاویزات

کی تصاویر بنائی تھیں ان میں ٹاپ سیکرٹ فائل کی بھی تصویریں تھیں یا نہیں۔

''آپ کیا پسند کریں گے چائے یا کافی یا کچھ اور''...... وائٹ ایگل نے کہا۔

''کافی منگوا لو''...... عمران نے کہا تو وائٹ ایگل نے اثبات میں سر ہلایا اور مڑ کر کمرے سے نکلتا چلا گیا۔

کرنل رابرٹ اپنے آفس میں موجود تھا۔ اس کے سامنے ایک کرسی پر ڈاکٹر کارٹرس کی پرسنل سیکرٹری کیٹی بیٹھی ہوئی تھی۔ جو انتہائی پریشان ہونے کے باوجود خود کو نارمل رکھنے کی کوشش کر رہی تھی۔ کرنل رابرٹ اسے انتہائی گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

''آپ نے مجھے یہاں کیوں بلایا ہے کرنل''۔ کیٹی نے کرنل رابرٹ کو تیز نظروں سے گھورتے ہوئے پوچھا۔

''کیا تمہیں خود اس کا اندازہ نہیں ہے''...... کرنل رابرٹ نے سرد لہجے میں کہا۔

''اگر ہوتا تو آپ سے پوچھتی کیوں''...... کیٹی نے کہا۔

''تم ڈاکٹر کارٹرس کی سیکرٹری اور ان کی قریبی ساتھی ہو۔ کیا میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ تم ڈاکٹر کارٹرس کے ہر خاص و عام رازوں سے واقف ہو''...... کرنل رابرٹ نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''کیا مطلب۔ آپ کے اس سوال کا مطلب کیا ہے''...... کیٹی نے کرنل رابرٹ کو غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''میں جو پوچھ رہا ہوں اس کا مطلب تم بخوبی سمجھ رہی ہو۔ تمہارے لئے یہی بہتر ہو گا کہ تم سے جو پوچھا جائے اس کا مجھے صحیح صحیح جواب دو۔ ورنہ......'' کرنل رابرٹ نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔ اس کا سرد لہجہ سن کر کیٹی چہرے پر پریشانی کے تاثرات نمایاں ہو گئے۔

''مجھے جواب دو''...... کرنل رابرٹ نے غرا کر کہا۔

''نہیں۔ یہ بات درست نہیں ہے۔ میں ڈاکٹر صاحب کے تمام راز نہیں جانتی۔ بہت سے راز اور باتیں ایسی ہیں جو ڈاکٹر کارٹرس کی اپنی ذات کے علاوہ کسی اور کو نہیں معلوم''...... کیٹی نے کہا۔

''ہونہہ۔ گزشتہ رات ڈاکٹر تمہارے ہی ساتھ تھا نا''...... چند لمحے کیٹی کو گھورتے رہنے کے بعد کرنل رابرٹ نے کیٹی سے پوچھا۔

''ہاں ہم ایک اہم معاملے پر گفتگو کر رہے تھے کیوں''۔ کیٹی نے کہا۔

''کیا تم جانتی ہو کہ ڈاکٹر کارٹرس اچانک گھر سے کیوں چل پڑا تھا''...... کرنل رابرٹ نے پوچھا۔

''ہاں۔ جانتی ہوں''...... کیٹی نے جواب دیا۔

''کیا جانتی ہو بتاؤ''...... کرنل رابرٹ نے پوچھا۔

''ڈاکٹر کارٹرس کسی سیکرٹ لاکر کے بارے میں بات کر رہے

تھے۔ میں نے ان سے سیکرٹ لاکر کے بارے میں پوچھنا چاہا لیکن انہوں نے کچھ نہیں بتایا اور وہ فوراً اپنی رہائش گاہ سے نکل گئے تھے اور پھر رات گئے لوٹے تھے“...... کیٹی نے کہا۔

”کیا کہا تھا ڈاکٹر کارٹرس نے سیکرٹ لاکر کے بارے میں تم سے“...... کرنل رابرٹ نے پوچھا۔

”کچھ خاص نہیں لیکن وہ بے حد پریشان تھے۔ میں نے ان سے پوچھنے کی کوشش تو انہوں نے مجھے بری طرح سے جھڑک دیا تھا“...... کیٹی نے جواب دیا۔

”جس وقت ڈاکٹر کارٹرس اپنی رہائش گاہ سے روانہ ہوئے تھے اس وقت رہوڈا کہاں تھا“...... کرنل رابرٹ نے پوچھا۔

”وہ اپنے کمرے میں موجود تھا“...... کیٹی نے کہا۔

”کیا تمہیں یقین ہے کہ وہ اپنے کمرے میں ہی موجود تھا“...... کرنل رابرٹ نے پوچھا۔

”نہیں۔ لیکن اس وقت وہ اپنے کمرے میں ہی ہوتا ہے“۔ کیٹی نے جواب دیا۔

”ڈاکٹر کارٹرس نے تمہیں کیا بتایا تھا کہ وہ اچانک کہاں جا رہے ہیں“...... کرنل رابرٹ نے پوچھا تو جواب میں کیٹی نے تفصیل سے اپنی اور ڈاکٹر کارٹرس کی گفتگو کے بارے میں بتا دی۔

”ہونہہ۔ ڈاکٹر کارٹرس کے سیکرٹ لاکر کے بارے میں تم اور کیا جانتی ہو۔ کہاں ہے وہ لاکر اور اس لاکر میں ڈاکٹر کارٹرس نے کیا

رکھا ہوا ہے“...... کرنل رابرٹ نے کہا۔

”اس بارے میں مجھے کچھ بھی علم نہیں ہے اور نہ ہی ڈاکٹر کارٹرس نے پہلے کبھی اپنے کسی سیکرٹ لاکر کا مجھ سے ذکر کیا تھا۔ وہ تو اس وقت پریشانی کی وجہ سے ان کے منہ سے نکل گیا تھا ورنہ شاید اب بھی مجھے یہ معلوم نہ ہوتا کہ ان کا کوئی سیکرٹ لاکر بھی موجود ہے“...... کیٹی نے کہا۔

”کیا تم سچ کہہ رہی ہو کیا تم واقعی ڈاکٹر کارٹرس کے کسی بھی سیکرٹ لاکر کے بارے میں کچھ نہیں جانتی“...... کرنل رابرٹ نے غراہٹ بھرے لہجے میں پوچھا۔

”نہیں۔ یہ بات میں ہزار بار کہہ چکی ہوں کہ میں ڈاکٹر کارٹرس کے کسی بھی سیکرٹ لاکر کے بارے میں کچھ نہیں جانتی“...... کیٹی نے انتہائی ناگوار لہجے میں کہا۔

”تم جانتی ہو کیٹی کہ مجھے جھوٹ سے سخت نفرت ہے اور میرے سامنے کوئی جھوٹ بولے میں یہ برداشت نہیں کر سکتا“...... کرنل رابرٹ نے غرا کر کہا۔

”میں جھوٹ نہیں بول رہی ہوں“...... کیٹی نے اسی طرح سے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اگر تمہاری ان باتوں میں ذرا سا بھی جھوٹ ہوا تو تم جانتی ہو کہ میں اس بات کا کوئی خیال نہیں کروں گا کہ تمہارا ڈاکٹر کارٹرس سے کیا تعلق ہے۔ میں ڈی ایجنسی کے فرسٹ چیف کی حیثیت سے

تمہاری بوٹی بوٹی الگ کر سکتا ہوں“...... کرنل رابرٹ نے کہا۔

”ہاں۔ میں جانتی ہوں اور میں اب بھی اپنی بات پر قائم ہوں کہ میں آپ سے کوئی جھوٹ نہیں بول رہی“...... کیٹی نے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

”اگر میں کہوں کہ تم اس معاملے میں ملوث ہو تو“...... کرنل رابرٹ نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

”کس معاملے میں“...... کیٹی نے پوچھا۔

”انجان بننے کی کوشش بے کار ہے کیٹی۔ تمہارے لئے بہتر یہی ہے کہ جو سچ ہے وہ مجھے بتا دو ورنہ......“ کرنل رابرٹ نے سخت لہجے میں کہا۔

”میں انجان نہیں بن رہی بلکہ یہ جاننا چاہتی ہوں کہ مجھے کس معاملے میں ملوث کیا جا رہا ہے“...... کیٹی نے کہا۔

”ملوث نہیں کیا جا رہا بلکہ حقیقت یہی ہے“...... کرنل رابرٹ نے کہا۔

”ہونہہ۔ آپ کس حقیقت کی بات کر رہے ہیں۔ مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا ہے“...... کیٹی نے انتہائی جھلائے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

”اچھا یہ بتاؤ کہ کیا تمہارا ملٹی پلس لاکرز لمیٹڈ کمپنی میں اپنا کوئی لاکر موجود ہے یا نہیں“...... کرنل رابرٹ نے کہا۔

”ملٹی پلس لاکرز لمیٹڈ کمپنی میں میرا لاکر۔ میں کچھ سمجھی نہیں۔

میرا وہاں کوئی لاکر نہیں ہے“...... کیٹی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تو پھر کہاں ہے تمہارا لاکر“...... کرنل رابرٹ نے کہا۔

”میرا کسی بنک یا پرائیویٹ کمپنی میں کوئی لاکر نہیں ہے کرنل رابرٹ۔ بے شک آپ اس کی تحقیق کر لیں“...... کیٹی نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا۔

”اگر میں کہوں کہ تم ڈاکٹر کارٹرس کے سیکرٹ لاکر جو ملٹی پلس لاکرز لمیٹڈ میں ہے کے بارے میں جانتی ہو اور تم نے یہ راز غیر ملکی ایجنٹوں کو بتایا ہے تو تم کیا کہو گی۔ کیا یہ بھی جھوٹ ہے“...... کرنل رابرٹ نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا تو کیٹی بری طرح سے اچھل پڑی۔ اس کے چہرے پر حیرت کے ساتھ اب غصے کے تاثرات بھی نمایاں ہو گئے تھے۔

”یہ۔ یہ۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں کرنل رابرٹ۔ میرا غیر ملکی ایجنٹوں سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔ آپ خواہ مخواہ مجھ پر تہمت لگا رہے ہیں۔ کیوں۔ جواب دیں مجھے۔ میں نے ایسا کیا کیا ہے جو آپ مجھ سے اس انداز میں سوال و جواب کر رہے ہیں“...... کیٹی نے اس بار بھڑکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”اپنے لہجے پر قابو پاؤ کیٹی۔ تم ڈی ایجنسی کے فرسٹ چیف کے سامنے بیٹھی ہو“...... کرنل رابرٹ نے غرا کر کہا تو کیٹی نے خود کو فوراً سنبھال لیا۔

''مم مم۔ میرا مطلب ہے کہ یہ جھوٹ ہے''...... کیٹی نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

''تو پھر سچ کیا ہے وہ اگل دو''...... کرنل رابرٹ نے کہا۔

''وہی جو میں آپ کو بتا چکی ہوں نہ میں ڈاکٹر صاحب کے کسی سیکرٹ لاکر سے واقف ہوں اور نہ ہی میرا کسی غیر ملکی ایجنٹ سے کوئی تعلق ہے''...... کیٹی نے کہا۔

''اور اگر یہ بات سچ نکلی تو''...... کرنل رابرٹ نے کہا۔

''تو پھر آپ کو اختیار ہو گا کہ آپ مجھے جب چاہیں اور جہاں چاہیں شوٹ کر دیں''...... کیٹی نے بااعتماد لہجے میں کہا تو کرنل رابرٹ ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ وہ انتہائی زیرک اور شاطر دماغ انسان تھا۔ انسانی چہروں کے ذریعے ان کی نفسیات پڑھنے پر بھی اسے مہارت حاصل تھی۔ اس نے کیٹی سے باتوں میں اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ جو کچھ کہہ رہی ہے وہ سچ ہے اور وہ واقعی اس معاملے میں کسی طور پر ملوث نہیں تھی۔

''ڈاکٹر کارٹرس کے تم زیادہ قریب ہو یا رہوڈا''...... کرنل رابرٹ نے بات بدلنے والے انداز میں پوچھا۔

''میں ڈاکٹر صاحب کی سیکرٹری ہوں۔ میرے اختیارات محدود ہیں جبکہ رہوڈا ڈاکٹر صاحب کا خاص آدمی اور ان کا نمبر ٹو ہے۔ مجھ سے زیادہ ڈاکٹر صاحب رہوڈا پر ہی بھروسہ کرتے ہیں ہو سکتا ہے کہ آپ جو کچھ کہہ رہے ہوں ان سب باتوں کا تعلق رہوڈا

ہی ہو''...... کیٹی نے کہا۔

''تمہاری نظر میں رہوڈا کیسا آدمی ہے''...... کرنل رابرٹ نے پوچھا۔

''مجھے تو اس میں کچھ خاص معلوم نہیں ہوتا۔ وہ ڈاکٹر کارٹرس کا وفادار ہے اور بس''...... کیٹی نے پوچھا۔

''کیا تمہارے خیال میں وہ ڈاکٹر کارٹرس سے غداری کر سکتا ہے''...... کرنل رابرٹ نے کہا۔

''غداری۔ کیا مطلب۔ میں سمجھی نہیں''...... کیٹی نے چونک کر اور حیرت سے کہا۔

''یہی کہ کیا دولت کے لئے وہ ڈاکٹر کارٹرس کو دھوکہ دے سکتا ہے اور ڈاکٹر کارٹرس کے راز غیر ملکی ایجنٹوں کو دولت کے عیوض بتا سکتا ہے یا نہیں''...... کرنل رابرٹ نے کہا۔

''نہیں۔ اس کے حالات خراب ضرور ہیں لیکن وہ ڈاکٹر کارٹرس کا وفادار ہے۔ وہ ڈاکٹر کارٹرس کو کسی بھی طرح دھوکہ نہیں دے سکتا''...... کیٹی نے انکار میں سر ہلا دیا۔

''یہ بات تم اتنے وثوق سے کیسے کہہ سکتی ہو''...... کرنل رابرٹ نے پوچھا۔

''اس لئے کہ میں اسے کافی عرصہ سے جانتی ہوں اور مجھے اس میں کوئی خامی دکھائی نہیں دی''...... کیٹی نے کہا۔

''کیا تم اسے پسند کرتی ہو''...... کرنل رابرٹ نے اس کی طرف

''مم مم۔ میرا مطلب ہے کہ یہ جھوٹ ہے''...... کیٹی نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

''تو پھر سچ کیا ہے وہ اگل دو''...... کرنل رابرٹ نے کہا۔

''وہی جو میں آپ کو بتا چکی ہوں نہ میں ڈاکٹر صاحب کے کسی سیکرٹ لاکر سے واقف ہوں اور نہ ہی میرا کسی غیر ملکی ایجنٹ سے کوئی تعلق ہے''...... کیٹی نے کہا۔

''اور اگر یہ بات سچ نکلی تو''...... کرنل رابرٹ نے کہا۔

''تو پھر آپ کو اختیار ہو گا کہ آپ مجھے جب چاہیں اور جہاں چاہیں شوٹ کر دیں''...... کیٹی نے بااعتماد لہجے میں کہا تو کرنل رابرٹ ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ وہ انتہائی زیرک اور شاطر دماغ انسان تھا۔ انسانی چہروں کے ذریعے ان کی نفسیات پڑھنے پر بھی اسے مہارت حاصل تھی۔ اس نے کیٹی سے باتوں میں اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ جو کچھ کہہ رہی ہے وہ سچ ہے اور وہ واقعی اس معاملے میں کسی طور پر ملوث نہیں تھی۔

''ڈاکٹر کارٹرس کے تم زیادہ قریب ہو یا رہوڈا''...... کرنل رابرٹ نے بات بدلنے والے انداز میں پوچھا۔

''میں ڈاکٹر صاحب کی سیکرٹری ہوں۔ میرے اختیارات محدود ہیں جبکہ رہوڈا ڈاکٹر صاحب کا خاص آدمی اور ان کا نمبر ٹو ہے۔ مجھ سے زیادہ ڈاکٹر صاحب رہوڈا پر ہی بھروسہ کرتے ہیں ہو سکتا ہے کہ آپ جو کچھ کہہ رہے ہوں ان سب باتوں کا تعلق رہوڈا سے

ہی ہو''...... کیٹی نے کہا۔

''تمہاری نظر میں رہوڈا کیسا آدمی ہے''...... کرنل رابرٹ نے پوچھا۔

''مجھے تو اس میں کچھ خاص معلوم نہیں ہوتا۔ وہ ڈاکٹر کارٹرس کا وفادار ہے اور بس''...... کیٹی نے پوچھا۔

''کیا تمہارے خیال میں وہ ڈاکٹر کارٹرس سے غداری کر سکتا ہے''...... کرنل رابرٹ نے کہا۔

''غداری۔ کیا مطلب۔ میں سمجھی نہیں''...... کیٹی نے چونک کر اور حیرت سے کہا۔

''یہی کہ کیا دولت کے لئے وہ ڈاکٹر کارٹرس کو دھوکہ دے سکتا ہے اور ڈاکٹر کارٹرس کے راز غیر ملکی ایجنٹوں کو دولت کے عیوض بتا سکتا ہے یا نہیں''...... کرنل رابرٹ نے کہا۔

''نہیں۔ اس کے حالات خراب ضرور ہیں لیکن وہ ڈاکٹر کارٹرس کا وفادار ہے۔ وہ ڈاکٹر کارٹرس کو کسی بھی طرح دھوکہ نہیں دے سکتا''...... کیٹی نے انکار میں سر ہلا دیا۔

''یہ بات تم اتنے وثوق سے کیسے کہہ سکتی ہو''...... کرنل رابرٹ نے پوچھا۔

''اس لئے کہ میں اسے کافی عرصہ سے جانتی ہوں اور مجھے اس میں کوئی خامی دکھائی نہیں دی''...... کیٹی نے کہا۔

''کیا تم اسے پسند کرتی ہو''...... کرنل رابرٹ نے اس کی طرف

ایک بار پھر گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''وہ شادی شدہ ہے اور اس کے بچے ہیں کرنل رابرٹ۔ میں آپ کو بتا چکی ہوں کہ مجھے اس میں کوئی برائی نظر نہیں آئی اور نہ ہی میرا اس سے ایسا کوئی تعلق ہے جسے آپ پسند کا نام دے رہے ہیں''...... کیٹی نے منہ بنا کر کہا۔

''تم شاید میری باتوں پر غصہ کر رہی ہو''...... کرنل رابرٹ نے کیٹی کو گھورتے ہوئے کہا۔

''آپ خود ہی غصہ دلانے والی باتیں کر رہے ہیں''...... کیٹی نے کہا۔

''کیونکہ میں جانتا ہوں کہ انسان کو جب غصہ آتا ہے تو وہ غصے میں سچ بھی بول دیتا ہے''...... کرنل رابرٹ نے کہا تو کیٹی نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''تو آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ میں جھوٹ بول رہی ہوں''۔ کیٹی نے منہ بنا کر کہا۔

''ممکن ہے ایسا ہی ہو اور اگر ایسا ہوا تو اس کا انجام میں تمہیں پہلے ہی بتا چکا ہوں''...... کرنل رابرٹ نے کہا۔

''انجام کی پرواہ انہیں ہوتی ہے جو غلط ہوں اور میں غلط نہیں ہوں کرنل رابرٹ''...... کیٹی نے بااعتماد لہجے میں کہا تو کرنل رابرٹ ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔ وہ چند لمحے کیٹی کی جانب گہری اور تیز نظروں سے دیکھتا رہا پھر اس نے سر جھٹکا اور پھر ...

انٹرکام کا بٹن پریس کر دیا۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے اس کی پرسنل سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''میگ کو اندر بھیجو''...... کرنل رابرٹ نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بٹن پریس کر کے انٹرکام آف کر دیا۔

چند لمحوں کے بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور میگ اندر آ گیا۔

''یس سر''...... میگ نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کیٹی کو لے جا کر سپیشل روم میں بٹھاؤ اور رہوڈا کو لے آؤ۔ میں اس سے بھی چند باتیں پوچھنا چاہتا ہوں۔ اس کے بعد ان دونوں کو جانے دیا جائے گا''...... کرنل رابرٹ نے کہا۔

''یس سر''...... میگ نے کہا اور کیٹی کو لے کر کمرے سے نکلتا چلا گیا پانچ منٹ بعد وہ رہوڈا کے ساتھ واپس آیا تھا۔ رہوڈا انتہائی پریشان اور گھبرایا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ وہ اپنی گھبراہٹ اور خوف کے تاثرات کو چھپانے کی کوشش کر رہا تھا لیکن کرنل رابرٹ نے اس کا چہرہ دیکھتے ہی سمجھ لیا کہ رہوڈا اندر ہی اندر کسی بات سے انتہائی بے چین اور پریشان ہے۔

''تم جاؤ''...... کرنل رابرٹ نے میگ سے کہا تو میگ اثبات میں سر ہلا کر کمرے سے نکلتا چلا گیا۔

''رہوڈا''...... میگ کے جانے کے بعد کرنل رابرٹ نے رہوڈا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر"...... رہوڈا نے کہا۔

"بیٹھو"...... کرنل رابرٹ نے کہا تو رہوڈا تھینک یو کہہ کر اس کے سامنے بیٹھ گیا۔

"تمہاری طبیعت کیسی ہے"...... کرنل رابرٹ نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔ رہوڈا کے چہرے پر بے چینی عیاں تھی۔

"میں ٹھیک ہوں سر"...... رہوڈا نے کہا۔

"تو پھر تمہارے چہرے پر خوف کیوں ہے اور تم مجھ سے نظریں ملا کر بات کیوں نہیں کر رہے۔ کیا کوئی خاص بات ہے"...... کرنل رابرٹ نے کہا۔

"نو سر۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ میرے سر میں شدید درد ہے۔ شاید اس وجہ سے"...... رہوڈا نے زبردستی مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"کیوں۔ سر میں کیوں درد ہے"...... کرنل رابرٹ نے پوچھا۔

"میں رات بھر جاگتا رہا ہوں جناب۔ دن میں بھی مجھے آرام کرنے کا موقع نہیں ملا اس وجہ سے سر میں درد ہو رہا ہے شاید"۔ رہوڈا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیوں رات بھر کیوں جاگتے رہے ہو۔ تمہاری ڈیوٹی تو دن کے وقت ڈاکٹر کارٹرس کے ساتھ ہوتی ہے"...... کرنل رابرٹ نے کہا۔

"کل رات میں وہیں رک گیا تھا۔ رات کو اچانک ڈاکٹر

صاحب کسی کام سے باہر گئے تھے تو میں ان کے انتظار میں جاگتا رہا۔ ان کی واپسی رات گئے ہوئی تھی۔ پھر دن میں مجھے ان کے کچھ ضروری کام کرنے تھے اس لئے سو نہیں سکا تھا"...... رہوڈا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کون سے کام"...... کرنل رابرٹ نے رہوڈا کو گھورتے ہوئے کہا۔

"سوری جناب۔ وہ ڈاکٹر صاحب کے ذاتی کام تھے جن کے بارے میں آپ کو میں کچھ نہیں بتا سکتا۔ آپ ان سے پوچھ لیں وہ شاید آپ کو بتا دیں"...... رہوڈا نے کہا۔

"میں نے سنا ہے کہ تم ڈاکٹر کارٹرس کے انتہائی خاص آدمی ہو اور ان کے ہر راز سے واقف ہو"...... کرنل رابرٹ نے کہا۔

"سنی سنائی ہر بات سچ نہیں ہوتی"...... رہوڈا نے کہا۔

"تو سچ کیا ہے۔ تم بتا دو"...... کرنل رابرٹ نے کہا۔

"آپ پوچھیں۔ جو باتیں بتانے والی ہوں گی میں ضرور بتاؤں گا جناب کیونکہ میں جانتا ہوں کہ آپ ڈی ایجنسی کے فرسٹ چیف ہے اور فرسٹ چیف سے جھوٹ بولنا یا کچھ چھپانا اپنی موت آپ مرنا ہے"...... رہوڈا نے کہا۔

"گڈ خاصے ذہین ہو"...... کرنل رابرٹ نے کہا۔

"تھینک یو"۔ رہوڈا نے کہا۔

"میں تم سے جو کچھ پوچھوں گا سچ بتاؤ گے"...... کرنل رابرٹ

نے کہا۔

”جو کچھ مجھے معلوم ہوگا میں آپ کو سچ ہی بتاؤں گا کوئی جھوٹ نہیں بولوں گا“...... رہوڈا نے کہا۔

”ڈاکٹر کارٹرس کے سیکرٹ لاکر کے بارے میں کیا جانتے ہو“...... کرنل رابرٹ نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا تو رہوڈا بری طرح سے چونک پڑا۔

”سیکرٹ لاکر۔ کیا مطلب۔ کون سا سیکرٹ لاکر“...... رہوڈا نے چونکتے ہوئے کہا۔

”میں اسی لاکر کے بارے میں پوچھ رہا ہوں جس کے بارے میں تم نے غیر ملکی ایجنٹوں سے ڈیل کی تھی“...... کرنل رابرٹ نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا تو رہوڈا کا رنگ اُڑ گیا۔ وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”یہ۔ یہ۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں جناب۔ کون سا لاکر اور کون سے غیر ملکی ایجنٹ“...... رہوڈا نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”بیٹھ جاؤ“...... کرنل رابرٹ غرایا۔

”لیکن جناب......“ رہوڈا نے بے چینی سے کہا۔

”میں کہہ رہا ہوں بیٹھ جاؤ“...... کرنل رابرٹ نے انتہائی سرد لہجے میں کہا تو رہوڈا بیٹھ گیا۔ اب اس کے چہرے پر گھبراہٹ کے تاثرات عیاں تھے اور کرنل رابرٹ اسے ایسی نظروں سے

تھا جیسے وہ اس کے دماغ میں جھانکنے کی کوشش کر رہا ہو۔

”میری بات سن کر تم اس قدر گھبرا کیوں رہے ہو رہوڈا۔ کیا کوئی خاص بات ہے“...... کرنل رابرٹ نے اسے چبھتی ہوئی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”نن نن۔ نہیں ایسی کوئی بات نہیں۔ آپ نے اچانک الزام لگایا تھا جسے سن کر میں تو کیا کوئی بھی بوکھلا سکتا ہے“...... رہوڈا نے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

”اور مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے تم نے کوئی بہت بڑا جرم کیا ہو اسی لئے تم اس قدر گھبرا رہے ہو اور تمہارے جسم سے خوف کے باعث پسینہ پھوٹ نکلا ہے“...... کرنل رابرٹ نے کہا۔

”نہیں۔ ایسی بات نہیں ہے“...... رہوڈا نے کہا۔

”کیٹی نے تمہارے بارے میں جو بتایا ہے اس کے بارے میں کیا کہو گے“...... کرنل رابرٹ نے کہا۔

”کک کک۔ کیا مطلب۔ کیا بتایا ہے کیٹی نے“...... رہوڈا نے اور زیادہ بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور بوکھلاہٹ میں ایک بار پھر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا خوف اور گھبراہٹ دیکھ کر کرنل رابرٹ کے ہونٹوں پر انتہائی زہر انگیز مسکراہٹ آ گئی۔

”اس نے بتایا کہ اس نے تمہیں غیر ملکی ایجنٹوں سے ملتے دیکھا ہے“...... کرنل رابرٹ نے کہا۔

”جھوٹ۔ وہ جھوٹ بولتی ہے نانسنس“...... رہوڈا نے منہ بنا

کر کہا۔

"اچھا چلو۔ میں تمہاری بات مان لیتا ہوں لیکن یہ تو جھوٹ نہیں ہے کہ تم ڈاکٹر کارٹرس کے اس خفیہ لاکر کے بارے جانتے ہو جو ملٹی پلس لمیٹڈ کمپنی میں موجود ہے"...... کرنل رابرٹ نے کہا۔

"ہاں۔ میں جانتا ہوں اس لاکر کے بارے میں"...... رہوڈا نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

"گڈ۔ تو پھر تم یہ بھی جانتے ہو کہ ڈاکٹر کارٹرس اس لاکر میں کس قدر اہم کاغذات اور فائلیں رکھتے ہیں"...... کرنل رابرٹ نے کہا۔

"ہاں۔ میں یہ بھی جانتا ہوں"...... رہوڈا نے کہا۔

"ویری گڈ۔ جس طرح تم سچ بول رہے ہو اب یہ بھی سچ بتا دو کہ پاکیشیائی ایجنٹوں کو تمہارے ذریعے ہی اس لاکر کا علم ہوا ہے اور انہوں نے تمہاری ایماء پر ہی ماسٹر لاکر روم میں گھس کر ڈاکٹر کارٹرس کا سیکرٹ لاکر توڑا تھا تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ یہ بات ڈاکٹر کے علم میں نہیں آئے گی"...... کرنل رابرٹ نے کہا۔

"پاکیشیائی ایجنٹ"...... رہوڈا نے نے چونک کر کہا۔

"ہاں۔ کاغذات اڑانے کی کوشش کرنے والے پاکیشیائی ایجنٹ تھے۔ اگر تم صحیح سب کچھ بتا دو تو میں تمہاری مدد کرنے کا وعدہ کرتا ہوں"...... کرنل رابرٹ نے کہا۔

"نہیں۔ میں ان کے بارے میں کچھ نہیں جانتا"...... رہوڈا

نے کہا۔

"تمہارا یہ جھوٹ تمہارے گلے کا پھندہ بن جائے گا رہوڈا"...... کرنل رابرٹ نے غراتے ہوئے کہا تو رہوڈا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"مم مم۔ میں نے آپ سے کوئی جھوٹ نہیں بولا"...... رہوڈا نے خوف سے تھوک نگلتے ہوئے کہا۔

"یہی تمہارا سب سے بڑا جھوٹ ہے"...... کرنل رابرٹ نے کہا۔

"کک۔ کک۔ کیا مطلب"...... رہوڈا نے خوف بھرے لہجے میں کہا۔

"کہ تم نے مجھ سے کوئی جھوٹ نہیں بولا ہے"...... کرنل رابرٹ نے غرا کر کہا۔

"آپ کہنا کیا چاہتے ہیں"...... رہوڈا نے ہکلا کر کہا۔

"تمہارا انداز اور تمہاری بوکھلاہٹ اس بات کا ثبوت ہے رہوڈا کہ ماسٹر لاکرز کا راز تمہارے ذریعے ہی پاکیشیائی ایجنٹوں تک پہنچا ہے اور تم نے اس کے لئے ان سے یقیناً بہت بڑی رقم لی ہے۔ بولو۔ یہ سچ ہے"...... کرنل رابرٹ نے اسی طرح انتہائی سرد لہجے میں کہا اور اس کا سرد لہجہ سن کر رہوڈا کانپ کر رہ گیا۔ کرنل رابرٹ کی آنکھوں میں خون کی سرخی دکھائی دے رہی تھی اور رہوڈا جانتا تھا کہ کرنل رابرٹ ڈی ایجنسی کا فرسٹ چیف ہے اور وہ اس کے

ساتھ کچھ بھی کر سکتا تھا۔

''نہیں میں نے کوئی رقم نہیں لی۔ یہ الزام ہے''...... بے ساختہ رہوڈا نے تھرتھراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ہونہہ۔ تو پھر تم نے ان لوگوں کو ڈاکٹر کارٹرس اور ٹاپ سیکرٹ فائل کے راز سے آگاہ کیوں کیا۔ بولو۔ جواب دو مجھے''...... کرنل رابرٹ نے اس بار چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

''مم مم۔ میں مجبور تھا جناب''...... رہوڈا نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا تو کرنل رابرٹ بری طرح سے چونک پڑا۔ اس نے اندھیرے میں تیر چلایا تھا اور وہ صحیح نشانے پر لگا تھا۔ رہوڈا کا سارا جسم پسینے سے بھیگ گیا تھا اور وہ یوں کانپنا شروع ہو گیا تھا جیسے وہ جاڑے کے بخار میں مبتلا ہو۔

''مجبور۔ کیا مطلب۔ کیا مجبوری تھی تمہیں۔ بولو''...... کرنل رابرٹ نے اور زیادہ غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''اس لئے کہ میرے بیوی بچوں کی جان خطرے میں تھی''۔ رہوڈا نے خوفزدہ لہجے میں کہا تو کرنل رابرٹ ایک بار پھر اچھل پڑا۔

''کیا مطلب۔ اس معاملے سے تمہاری بیوی بچوں کا کیا تعلق''...... کرنل رابرٹ نے کہا۔

''وہ میرے گھر میں گھس گئے تھے اور انہوں نے میرے بیوی بچوں کو یرغمال بنا لیا تھا''...... رہوڈا نے کہا تو کرنل رابرٹ کی

پیشانی پر لاتعداد بل پڑ گئے۔

''مجھے سب کچھ کھل کر بتاؤ رہوڈا۔ کس نے تمہارے بیوی بچوں کو یرغمال بنایا تھا۔ کیا ہوا تھا تمہارے ساتھ۔ مجھے ساری بات بتاؤ''...... کرنل رابرٹ نے کہا تو رہوڈا نے کرنل رابرٹ کو ساری تفصیل بتا دی۔

''ہونہہ۔ تو تم نے اپنے بیوی بچوں اور اپنی جان بچانے کے لئے انہیں سب کچھ بتا دیا''...... کرنل رابرٹ نے غرا کر کہا۔

''جی ہاں۔ اگر میں ایسا نہ کرتا تو میں اس وقت آپ کے سامنے زندہ نہ ہوتا اور گھر میں میرے بچوں کی بھی کٹی پھٹی لاشیں پڑی ہوتیں''...... رہوڈا نے کہا۔

''ہونہہ۔ یہ تم نے بہت برا کیا ہے رہوڈا۔ تمہاری وجہ سے وہ اسرائیل کا بہت بڑا راز لے جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ تم انہیں سب کچھ بتا دیتے لیکن اس لاکر کے بارے میں نہ بتاتے''۔ کرنل رابرٹ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''میں اپنے بیوی بچوں کی حالت دیکھ کر ڈر گیا تھا جناب''۔ رہوڈا نے کہا اس کی آنکھیں یکلخت بھیگ گئی تھیں۔

''اس کے بعد وہ تمہیں زندہ کیوں چھوڑ گئے''...... کرنل رابرٹ نے پوچھا۔

''وہ مجھے ہلاک کر دیتے لیکن شاید میرے بیوی بچوں کے [illegible] انہوں نے ایسا نہیں کیا تھا''...... رہوڈا نے جواب دیا۔

"اگر یہ سب ہوا تھا تو تم نے مجھے یا ڈاکٹر کارٹرس کو اس بارے میں بتایا کیوں نہیں نانسنس"...... کرنل رابرٹ نے غرا کر کہا۔

"میں کیا بتاتا جناب۔ جو کچھ ہوا تھا اگر میں بتا دیتا تو آپ اور ڈاکٹر صاحب میری باتوں پر کیسے یقین کرتے۔ آپ نے بھی تو مجھ پر رقم لینے اور غداری کا الزام لگایا ہے"...... رہوڈا نے کہا۔

"اب وہ کہاں ہیں"...... کرنل رابرٹ نے پوچھا۔

"میں نہیں جانتا۔ انہوں نے جانے سے پہلے ہم سب کو انجکشن لگائیے تھے جس سے ہم بے ہوش ہو گئے تھے۔ جب مجھے ہوش آیا تو میں اور میرے بیوی بچے ایک کمرے میں بند تھے۔ میں فوراً وہاں سے نکلا اور ڈاکٹر کارٹرس کی رہائش گاہ پہنچ گیا۔ میں یہ سب کچھ ڈاکٹر کارٹرس کو بتا دینا چاہتا تھا لیکن جب میں وہاں پہنچا تو ڈاکٹر صاحب سے یہ سن کر میرے ہوش اُڑ گئے کہ مجرموں نے ان کے سیکرٹ لاکر کو کاٹ دیا ہے اور وہاں موجود ان کے تمام کاغذات اور فائلوں کی اسپائی کیمرے سے تصویریں بنا کر لے گئے ہیں۔ اس لئے میں خاموش ہو گیا"...... رہوڈا نے کہا۔

"ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ رات تم ڈاکٹر کارٹرس کی رہائش گاہ میں تھے یہ سچ نہیں ہے"...... کرنل رابرٹ نے کہا۔

"نہیں۔ میں صبح وہاں پہنچا تھا"...... رہوڈا نے سر جھکا کر کہا۔

"ہونہہ۔ تم نے جان بوجھ کر یا پھر مجبوری کے تحت جو بھی کیا ہے یہ سب غداری کے زمرے میں آتا ہے اور تم جانتے ہو کہ

گریٹ اسرائیل سے غداری کرنے والے کی کیا سزا ہوتی ہے"۔ کرنل رابرٹ نے کہا۔

"ہاں۔ میں جانتا ہوں لیکن......" رہوڈا نے کہنا چاہا۔

"لیکن ویکن کچھ نہیں رہوڈا۔ تمہاری وجہ سے گریٹ اسرائیل کو زبردست نقصان پہنچا ہے اور دشمن ایجنٹ ڈاکٹر کارٹرس کے سیکرٹ لاکر سے جو کاغذات لے گئے ہیں وہ گریٹ اسرائیل کے لئے انتہائی اہمیت کے حامل تھے"...... کرنل رابرٹ نے کہا۔ رہوڈا نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا لیکن پھر خاموش ہو گیا اور اس نے اپنا سر جھکا لیا جیسے اب واقعی اس کے پاس کہنے کے لئے کچھ باقی نہ ہو۔

"ڈی ایجنسی کے فرسٹ چیف کی حیثیت سے اس غداری پر میں تمہیں فائرنگ اسکوارڈ کے سامنے کھڑا کر کے موت کی سزا بھی سنا سکتا ہوں جس پر فوری عملدرآمد بھی ہو سکتا ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ تم چونکہ ڈاکٹر کارٹرس کے وفادار ہو اس لئے ڈاکٹر کارٹرس ہی تمہارا فیصلہ کرے۔ اس غداری پر وہ تمہیں اپنی مرضی سے سزا دے تو بہتر ہو گا"...... کرنل رابرٹ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"تت۔ تت۔ تو کیا آپ یہ سب کچھ ڈاکٹر صاحب کو بتا دیں گے"...... رہوڈا نے ہکلا کر کہا۔

"ہاں"...... کرنل رابرٹ نے کہا اور ساتھ ہی اس نے انٹرکام کا بٹن پریس کر کے پرسنل سیکرٹری سے بات کی اور اسے کہا کہ وہ

میگ کو اندر بھیج دے۔ چند ہی لمحوں میں میگ اندر آ گیا۔

"یس سر"...... میگ نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اصل غدار سامنے آ گیا ہے میگ۔ یہ رہوڈا ہی تھا جس کے ذریعے عمران کو ڈاکٹر کارٹرس کے سیکرٹ لاکر کا علم ہوا تھا اور عمران نے ماسٹر لاکرز میں نقب لگائی تھی"...... کرنل رابرٹ نے کہا تو میگ اچھل پڑا۔

"اوہ۔ لیکن اس نے ایسا کیوں کیا یہ تو ڈاکٹر کارٹرس کا وفادار ہے اور......" میگ نے کہا تو کرنل رابرٹ نے اسے مختصر طور پر اس کے بچوں کے یرغمال بننے والی بات بتا دی۔

"جو بھی ہے۔ رہوڈا تمہیں ملک کی سلامتی کے لئے اپنی اور اپنے بچوں کی جانوں کی قربانی دے دینی چاہئے تھی لیکن کوئی راز ملک دشمن ایجنٹوں کو نہیں بتانا چاہئے تھا"...... میگ نے افسوس بھرے لہجے میں کہا تو رہوڈا ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

"اسے یہاں سے لے جاؤ اور آئرن روم میں پہنچا دو۔ میں ڈاکٹر کارٹرس کو کال کر کے اس کے بارے میں بتاتا ہوں۔ وہ خود ہی فیصلہ کرے گا کہ اس کے ساتھ کیا کرنا ہے اور کیٹی کو میرے پاس بھیج دو"...... کرنل رابرٹ نے کہا۔

"یس چیف"...... میگ نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا اور رہوڈا کو ساتھ لے کر کمرے سے نکلتا چلا گیا۔ پھر دس منٹ بعد کیٹی تنہا کمرے میں داخل ہوئی تھی۔ اس کا چہرہ اترا ہوا تھا وہ کرنل

رابرٹ کے سامنے بیٹھ گئی۔

"اب مجھے کیوں بلایا گیا ہے"...... کیٹی نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"تمہیں یہ بتانے کے لئے کہ تمہاری بے گناہی ثابت ہو گئی ہے"...... کرنل رابرٹ نے کہا تو کیٹی بری طرح سے اچھل پڑی۔

"کک۔ کک۔ کیا واقعی۔ کیا آپ سچ کہہ رہے ہیں اور کیا میں اب یہاں سے جا سکتی ہوں"...... کیٹی نے حیرت اور مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں تم آزاد ہو۔ رہوڈا نے اعتراف جرم کر لیا ہے۔ اسی نے غیر ملکی ایجنٹوں کو وہ راز فراہم کئے تھے جس کے شک میں تمہیں پوچھ گچھ کے لئے یہاں لایا گیا تھا۔ ڈاکٹر کارٹرس اور گریٹ اسرائیل سے تم نے نہیں بلکہ رہوڈا نے غداری کی ہے"...... کرنل رابرٹ نے کہا۔

"رہوڈا۔ کیا مطلب۔ کیا واقعی رہوڈا غدار ہے اور اسی نے غیر ملکی ایجنٹوں کو راز سے آگاہ کیا ہے"...... کیٹی نے کہا۔ حیرت سے اس کا منہ کھلے کا کھلا رہ گیا تھا۔

"ہاں۔ اس کا اعتراف ریکارڈ ہو چکا ہے اور میں نے اسے چیک اپ کے لئے بھیجا ہے"...... کرنل رابرٹ نے کہا۔

"کیسا چیک اپ۔ کیا وہ پاگل ہو گیا ہے"...... کیٹی نے پوچھا۔

"اس سے تمہارا کوئی تعلق نہیں۔ بہرحال اب تم جا سکتی

ہیں''...... کرنل رابرٹ نے کہا۔ کیٹی چند لمحے یقین نہ آنے والی نظروں سے کرنل رابرٹ کی طرف دیکھتی رہی پھر وہ تھکے تھکے انداز میں اٹھ کر کھڑی ہوگئی۔

''شکریہ''...... اس نے کہا اور پھر وہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی ہوئی بیرونی دروازے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

عمران اور جولیا، وائٹ ایگل کے مخصوص ٹھکانے پر تھے۔ وہ دونوں ایک گول میز کے گرد بیٹھے ہوئے تھے اور میز پر بے شمار فوٹو پرنٹ رکھے ہوئے تھے جنہیں وہ انتہائی باریک بینی سے چیک کر رہے تھے۔ یہ انہی دستاویزات اور فائلوں کے پرنٹ تھے جو عمران نے ماسٹر لاکر میں موجود ڈاکٹر کارٹرس کے سیکرٹ لاکر سے اسپائی کیمرے سے حاصل کئے تھے۔ وائٹ ایگل نے عمران کو ایک مشین اور ٹیلی پرنٹر مہیا کر دیا تھا اور عمران نے مشین اور پرنٹر کے ساتھ اسپائی کیمرے کو منسلک کر کے اس سے تمام پرنٹ نکال لئے تھے۔ ان تمام پرنٹس میں ایک بات مشترک تھی اور وہ یہ کہ فائلوں اور دستاویزات پر ایک طرف تحریر تھی جبکہ اگلا صفحہ خالی تھا اور یہ عمران کی حماقت ہی تھی کہ اس نے فائلوں کے بلینک پیپرز کی بھی تصاویر لے لی تھیں۔ اب جب اس نے ان دستاویزات کے پرنٹس نکلوائے تھے تو ان میں بلینک پیپرز کے بھی پرنٹ شامل تھے۔ یہ پرنٹ نیلے

رنگ کے تھے اور ان پر سرخ دھبے پڑے ہوئے تھے اور عجیب و غریب ٹیڑھی میڑھی لکیریں سی بنی ہوئی تھیں۔

وہ دونوں کافی دیر سے ان پرنٹس کو دیکھ رہے تھے۔ ان کے چہروں سے ایسا لگ رہا تھا جیسے ابھی تک انہیں مطلب کا کوئی پرنٹ نہ ملا ہو۔

''یہ تم نے بلینک پیپروں کے پرنٹ کیوں نکلوا لئے ہیں۔ ہر فائل اور ہر دستاویز کے ساتھ ایک بلینک پرنٹ ہے''...... جولیا نے بلینک پرنٹ دیکھ کر منہ بناتے ہوئے کہا۔

''تم اسے میری حماقت کہہ سکتی ہو''...... عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

''اس میں کہنے کی کیا بات ہے''...... جولیا نے منہ بنا کر کہا تو عمران چونک پڑا۔

''کک کک۔ کیا مطلب۔ کیا تم مجھے سچ مچ احمق سمجھتی ہو''۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

''صرف میں نہیں۔ غیر ملکی ایجنسیاں بھی تمہیں مسخرے کا خطاب دیتی ہیں کیونکہ تمہاری عادتیں ہی ایسی ہیں''۔ جولیا نے مسکرا کر کہا۔

''اور تم اسی مسخرے پر جان چھڑکتی ہو''...... عمران نے مسکرا کر کہا تو جولیا چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگی۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور وائٹ ایگل اندر داخل ہوا۔ اسے دیکھ کر جولیا اور عمران چونک پڑے۔

''کیا رپورٹ ہے۔ پولیس اور ڈی ایجنسی کی سرگرمیوں کے بارے میں''...... سلام و دعا کے بعد عمران نے وائٹ ایگل سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''شہر کی ناکہ بندی کی جا چکی ہے اور ہر شخص کی جانچ پڑتال کی جا رہی ہے''...... وائٹ ایگل نے کہا۔

''پھر''...... عمران نے پوچھا۔

''مقبوضہ علاقوں اور غزہ کی پٹی کی طرف جانے والے علاقوں کی خاص طور سے اور انتہائی سخت چیکنگ کی جا رہی ہے''...... وائٹ ایگل نے کہا۔

''یہ سب ٹھیک ہے۔ صرف اتنا بتاؤ کہ کیا وہ ہمارے بارے میں کوئی سراغ لگا سکے ہیں یا نہیں''...... عمران نے کہا۔

''فی الحال وہ اندھیرے ہی میں ہاتھ پیر مار رہے ہیں۔ البتہ رہوڈا سے کرنل رابرٹ نے اعتراف کرا لیا ہے کہ اسی نے ڈاکٹر کارٹرس کے سیکرٹ لاکر کا راز لیک آؤٹ کیا تھا''...... وائٹ ایگل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''بہت تیز جا رہا ہے کرنل رابرٹ''...... عمران نے کہا۔

''جی ہاں۔ وہ انتہائی ذہین اور شاطر دماغ کا انسان ہے۔ ایک بار اسے جس پر شک ہو جائے اس سے وہ ہر ممکن طریقے سے راز اگلوا ہی لیتا ہے''...... وائٹ ایگل نے کہا۔

''اچھی بات ہے''...... عمران نے کہا۔

”اس نے ہر طرف اپنے ایجنٹ پھیلا رکھے ہیں جو تل ابیب کے ساتھ ساتھ اردگرد کے علاقوں کی بھی سخت چیکنگ کر رہے ہیں اور انہیں ذرا سا بھی کسی پر شک ہوتا ہے تو وہ اسے اٹھا کر نامعلوم مقام پر لے جاتے ہیں اور پھر نجانے اس کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں کہ غائب ہونے والے افراد کا پتہ ہی نہیں چلتا کہ ان کے ساتھ کیا ہوا ہے“...... وائٹ ایگل نے کہا۔

”تمہارا مطلب ہے کہ ہماری وجہ سے یہاں بے گناہ مسلمانوں کی شامت آئی ہوئی ہے“...... عمران نے چونک کر کہا۔

”جی ہاں۔ ایسا ہی ہے۔ کرنل رابرٹ اور اس کے ساتھی انتہائی بے رحم اور مسلموں سے نفرت کرنے والے انسان ہیں۔ ان کا تو بس نہیں چلتا کہ وہ اسرائیل، غزہ اور اردگرد مسلم ممالک کے تمام مسلمانوں کو ہلاک کر دیں“...... وائٹ ایگل نے منہ بنا کر کہا۔

”اگر کرنل رابرٹ اور اس کے ساتھی اس قدر بے رحم اور سفاک درندے ہیں تو تم نے اور تمہارے گروپ نے ان کے خلاف کارروائیاں کیوں نہیں کیں“...... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”ہم نے ان کے خلاف بہت سی کامیاب کارروائیاں کی ہیں جناب اور اب تک ہم ڈی ایجنسی کے بے شمار ایجنٹوں کو ہلاک کر چکے ہیں لیکن ہمیں اس بات کا افسوس ہے کہ ہم ابھی تک ہزار کوششوں کے باوجود ڈی ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر کا پتہ نہیں چلا سکے

ہیں۔ جس روز ہمیں ڈی ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر کا علم ہو گیا تو ہم اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر ہیڈ کوارٹر میں گھس جائیں گے اور کرنل رابرٹ سمیت پورے ہیڈ کوارٹر کو راکھ کا ڈھیر بنا دیں گے چاہے اس کے لئے ہمیں اپنی جانیں ہی کیوں نہ قربان کرنی پڑیں“...... وائٹ ایگل نے کہا۔

”تو اس میں مسئلہ کیا ہے۔ تم جانتے ہو ڈاکٹر کارٹرس ڈی ایجنسی کا سیکنڈ چیف ہے۔ اگر تم ہمارے لئے رہوڈا تک پہنچ سکتے ہو تو تم کرنل رابرٹ کے ساتھی میگ کو کیوں نہیں پکڑتے۔ اس کے ذریعے بھی تو تم ڈی ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر تک پہنچ سکتے ہو“۔ عمران نے کہا۔

”یہ سب پہلے ہمیں معلوم نہیں تھا۔ آپ کی آمد کے بعد ہم نے یہ ساری معلومات حاصل کی تھیں۔ اب ہم بھی یہی پروگرام بنا رہے ہیں کہ کسی طرح میگ کو اپنے قابو میں کیا جائے اور اس کے ذریعے کرنل رابرٹ تک پہنچا جائے۔ اس کے لئے میں نے اپنے گروپ کے چند افراد کی خصوصی کمیٹی بنا دی ہے جو میگ اور کرنل رابرٹ تک پہنچنے کے لئے منصوبہ بندی کر رہی ہے“...... وائٹ ایگل نے کہا۔

”بہرحال۔ میں نے تمہیں جن کاغذات کے لئے بھیجا تھا ان کا کیا ہوا۔ تیار ہوئے وہ کاغذات یا نہیں“...... عمران نے پوچھا۔

”کاغذات تیار ہیں“...... وائٹ ایگل نے کہا اور اس نے کوٹ

کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک لفافہ نکالا اور عمران کی طرف بڑھا دیا۔ لفافہ سیلڈ تھا۔ عمران نے لفافہ کھولا اور اس میں سے کاغذات نکال کر ان کا مطالعہ کرنے لگا۔

''گڈ شو۔ کاغذات بالکل ٹھیک ہیں''...... عمران نے کہا۔

''میں نے یہ دستاویزات سپیشل منسٹری کے خصوصی محکمے سے اُڑائے گئے کاغذات پر تیار کئے ہیں تاکہ ان پر کوئی جعلی ہونے کا شک نہ کر سکے۔ کیونکہ پورے اسرائیل میں، ائرپورٹس اور ریلوے اسٹیشنوں اور تمام نقل و حمل کے راستوں پر خصوصی طور پر ہر جوڑے کو مشتبہ سمجھ کر ان سے سخت پوچھ گچھ اور چیکنگ کی جا رہی ہے اس لئے ایسے کاغذات بنانا بے حد ضروری تھا جو آپ دونوں کو مقامی ظاہر کر سکیں ورنہ آپ دونوں کا یہاں سے نکلنا مشکل ہو سکتا ہے''۔ وائٹ ایگل نے کہا۔

''ہم ہر مشکل کا مقابلہ کرنا جانتے ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''آپ کی بات درست ہے مادام لیکن پھر بھی احتیاط ضروری ہے بلکہ عمران صاحب اگر آپ برا نہ منائیں تو کیا میں آپ کو ایک مشورہ دوں''...... وائٹ ایگل نے پہلے جولیا اور پھر عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''میرا مائنڈ ہی نہیں ہے۔ تم جو مرضی مشورہ دے دو بھائی''۔ عمران نے مسکرا کر کہا۔

''میرا مشورہ یہ ہے کہ آپ دونوں یہاں سے ایک ساتھ نہ

نکلیں بلکہ میں آپ دونوں کو یہاں سے الگ الگ نکالنے کا انتظام کر دیتا ہوں۔ ڈی ایجنسی اور پولیس کی توجہ جوڑوں کی طرف ہے۔ اگر آپ دونوں یہاں سے الگ الگ جائیں گے تو وہ شاید آپ دونوں پر زیادہ توجہ نہ دیں''...... وائٹ ایگل نے کہا۔

''مشورہ تو اچھا ہے لیکن تمہاری مادام میرے ساتھ ہی رہنا پسند کرتی ہے اسے اکیلے سفر کرنا پسند نہیں ہے''...... عمران نے جولیا کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا تو جواب میں جولیا بھی مسکرا دی۔

''جیسے آپ مناسب سمجھیں''...... وائٹ ایگل نے کہا۔

''ہم یہاں سے ٹرین کے ذریعے نکلنے کی کوشش کریں گے۔ ہمارا پہلا پڑاؤ اطاؤس ہو گا۔ اطاؤس پہنچ کر ہم فیصلہ کریں گے کہ ہم نے کہاں جانا ہے اور کیسے جانا ہے''...... عمران نے کہا۔

''تو کیا میں آپ دونوں کے لئے ٹرین کی ٹکٹیں بک کرا دوں''...... وائٹ ایگل نے کہا۔

''ہاں۔ البتہ ٹکٹ حاصل کرتے ہوئے تمہیں ایک بات کا خاص خیال رکھنا ہو گا''...... عمران نے کہا۔

''وہ کیا جناب''...... وائٹ ایگل نے پوچھا۔

''یہی کہ دونوں ٹکٹوں کے نمبر ایک سیریل کے نہ ہوں''۔ عمران نے کہا۔

''میں سمجھ گیا جناب۔ ایک ٹکٹ لینے کے بعد میں کچھ دیر انتظار کر کے پھر دوسرا ٹکٹ خریدوں گا''...... وائٹ ایگل نے کہا۔

''ایسا بھی کیا جا سکتا ہے مگر بہتر ہو گا کہ ایک ٹکٹ تم سٹی اسٹیشن سے لو اور دوسرا کینٹ اسٹیشن سے''...... عمران نے کہا۔

''یہ اور بھی مناسب رہے گا۔ میں ٹکٹوں کا انتظام کراتا ہوں''...... وائٹ ایگل نے کہا۔

''جاتے ہوئے چائے بھیجتے جانا''...... عمران نے کہا۔

''بہتر جناب''...... وائٹ ایگل نے کہا اور کمرے سے نکلتا چلا گیا۔

''ایک بات میری سمجھ میں نہیں آئی''...... جولیا نے کہا۔

''وہ کیا''...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

''یہی کہ ڈاکٹر کارٹرس کیا اتنا ہی احمق ہے کہ اس نے اتنے اہم کاغذات معمولی سے لاکر میں رکھتے ہوئے اس کے مضمرات کے بارے میں نہ سوچا ہو''...... جولیا نے کہا۔

''ضرور سوچا ہو گا اور سوچنے کے بعد ہی اس نے ماسٹر لاکرز میں لاکر لے کر کاغذات رکھے ہوں گے''...... عمران نے کہا۔

''کیا مطلب۔ کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ ڈاکٹر کارٹرس نے جان بوجھ کر یہ حماقت کی ہے''...... جولیا نے کہا۔

''حماقت نہیں عقلمندی کہو''...... عمران نے کہا۔

''حماقت کو عقلمندی نہیں کہا جا سکتا''...... جولیا نے منہ بنا کر کہا۔

''تم ڈاکٹر کارٹرس کی چال کو سمجھ نہیں سکی ہو''...... عمران نے کہا۔

''چال۔ کیسی چال''...... جولیا نے پوچھا۔

''اس نے ایک معمولی سی لاکرز کمپنی میں لاکر لے کر اہم ترین کاغذات اس میں رکھ کر غیر ملکی ایجنٹوں کو نفسیاتی ڈاج دینے کی کوشش کی تھی۔ تم ہی بتاؤ رہوڈا سے معلومات حاصل ہونے سے پہلے کیا ہم یہ سوچ سکتے تھے کہ اتنے اہم ترین کاغذات ڈاکٹر کارٹرس جیسے ذہین اور چالاک آدمی نے لاکرز کمپنی میں ایک معمولی سا لاکر لے کر اس میں رکھے ہوں گے''...... عمران نے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''نہیں''...... جولیا نے نفی میں سر ہلایا۔

''تم ہی کیا میں بھی یہ نہیں سوچ سکتا تھا مگر یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ رہوڈا پہلے ہی مرحلے پر ہمارے ہاتھ لگ گیا اور ہم ٹاپ سیکرٹ فائل کی فلم حاصل کرنے میں بڑی آسانی سے کامیاب ہو گئے''...... عمران نے کہا۔

''تم نے ٹاپ سیکرٹ فائل کی فلم کے پرنٹ نکالے تھے۔ ان کا کیا بنا''...... جولیا نے پوچھا۔

''پرنٹ بالکل صحیح ہیں اس میں ہمارے مطلوبہ تجربے کی پوری تفصیل موجود ہے اس کا پلان بھی شامل ہے لیکن فائل ادھوری ہے''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ تو کیا یہ فائل بھی مکمل نہیں ہے''...... جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ اس لاکر سے ہمیں جو بھی کاغذات ملے ہیں وہ سب نامکمل ہیں اور یہی تو ڈاکٹر کارٹرس کی عقلمندی ہے کہ اس نے سیکرٹ لاکر ہونے کے باوجود وہاں کوئی دستاویز مکمل نہیں رکھی تھی''۔ عمران نے کہا۔

''تو کیا ہمارا مشن پورا نہیں ہوا ہے''...... جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ ادھوری فائل کے ساتھ ہمارا مشن بھی ادھورا ہے۔ ہمیں پوری فائل چاہئے''...... عمران نے کہا۔

''لیکن اب ہمیں باقی آدھی فائل کہاں سے ملے گی''۔ جولیا نے کہا۔

''ظاہر ہے اگر ڈاکٹر کارٹرس نے سیکرٹ لاکر میں ادھوری فائل رکھی ہے تو یقیناً اس کا کوئی اور بھی سیکرٹ لاکر ہو گا جہاں اس نے فائل کا دوسرا حصہ رکھا ہو گا اب وہ لاکر کہاں ہے اس کے بارے میں شاید رہوڈا بھی نہیں جانتا تھا ورنہ وہ اس کے بارے میں بھی ہمیں ضرور بتا دیتا''...... عمران نے کہا۔

''تو کیا اس ادھوری فائل سے یہ پتہ نہیں چل سکا کہ آخر ٹاپ سیکرٹ ہے کیا۔ کیا یہ کوئی سائنسی ایجاد ہے یا کوئی خطرناک سائنسی اسلحہ جسے انتہائی ٹاپ سیکرٹ رکھا گیا ہے''...... جولیا نے پوچھا۔

''اس بارے میں بعد میں بات کریں گے''...... عمران نے ٹالنے والے انداز میں کہا اور جولیا نے سر ہلا دیا۔

''کہاں ہیں اس فائل کے پرنٹ''...... جولیا نے پوچھا۔

''میں نے تمام پرنٹ جلا دیئے ہے''...... عمران نے کہا۔

''کیوں''...... جولیا نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

''اس لئے کہ پرنٹ کہیں بھی تلاشی کے دوران تلاشی لینے والوں کے ہاتھ لگ سکتے تھے۔ اس کے برعکس مائیکروفلم تلاش کرنا عام پولیس والے کے بس کی بات نہیں ہے۔ فائل اب بھی میرے پاس مائیکروفلم کی صورت میں محفوظ ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم ٹھیک کہتے ہو اور ہاں ایک اور بات''...... جولیا نے کہا۔

''وہ کیا''...... عمران نے پوچھا۔

''یہ تمہیں بیٹھے بٹھائے ٹرین سے سفر کرنے کی کیا سوجھی ہے۔ ہم تل ابیب سے کسی بس یا کار سے بھی تو جا سکتے ہیں۔ جب وائٹ ایگل نے ہمارے تمام کاغذات مکمل کرا دیئے ہیں تو پھر ہمیں پولیس یا کسی ایجنسی سے ڈرنے کی کیا ضرورت ہے''...... جولیا نے پوچھا۔

''وائٹ ایگل کے کہنے کے مطابق نقل و حمل کے تمام ذرائع پر پولیس اور ڈی ایجنسی کی نظر ہے۔ وہ گاڑیوں اور آمد و رفت کے دوسرے ذرائع پر نظر رکھ رہے ہیں جبکہ ان کی توجہ ٹرین کی طرف نہیں ہے۔ ہم ٹرین سے زیادہ محفوظ طریقے سے تل ابیب سے باہر نکل سکتے ہیں۔ ریلوے اسٹیشنوں پر اتنی سخت چیکنگ وہ نہیں کر سکتے

کیونکہ وہاں ہزاروں مسافر ہوتے ہیں جبکہ ائرپورٹ پر چند سو کی تعداد ہوتی ہے۔ اسی طرح سڑکوں پر تو گاڑیوں کو روک کر چیک کیا جا سکتا ہے لیکن ٹرین کو روکنا آسان نہیں ہوتا''...... عمران نے کہا۔

''ہونہہ۔ مجھے تو اس بات پر افسوس ہو رہا ہے کہ اتنے جتن کرنے کے باوجود ہمارے ہاتھ ادھوری فائل لگی ہے ورنہ میں تو سمجھ رہی تھی کہ مشن مکمل ہو چکا ہے اور اب ہم یہاں سے نکل جائیں گے''...... جولیا نے ہونٹ بھینچ کر کہا۔

''میرا بھی یہی خیال تھا لیکن پرنٹ دیکھ کر مجھے بھی مایوسی ہوئی کہ ابھی ہمارا کام باقی ہے''...... عمران نے جواب دیا۔

''تو اب کیا کرنا ہے۔ تمہارے خیال کے مطابق اگر فائل کا دوسرا حصہ ڈاکٹر کارٹرس کے پاس ہی ہے تو پھر ہم تل ابیب سے باہر کیوں جا رہے ہیں۔ ہمیں تو فوراً ڈاکٹر کارٹرس کی رہائش گاہ پر ریڈ کرنا چاہئے تاکہ وہاں سے فائل کا باقی حصہ حاصل کر سکیں۔

''اس کی رہائش گاہ میں جانے کا اب کوئی فائدہ نہیں ہے''۔ عمران نے کہا۔

''وہ کیوں''...... جولیا نے چونک کر کہا۔

''لاکر ٹوٹنے کے بعد ڈاکٹر کارٹرس نے فوری طور پر رہائش گاہ خالی کر دی ہے اور وہ اپنا سب کچھ سمیٹ کر اطاقہ چلا گیا ہے اور وہاں کسی خفیہ جگہ روپوش ہو گیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ تو تم اس کے پیچھے جا رہے ہو''...... جولیا نے کہا۔

''ہاں''...... عمران نے کہا۔

''میں سمجھی تھی کہ تم اسرائیل سے نکلنے کا پروگرام بنا رہے ہو''۔ جولیا نے کہا۔

''پروگرام تو میں نے بہت سے بنا رکھے ہیں لیکن......'' عمران نے جان بوجھ کر فقرہ ادھورا چھوڑتے ہوئے کہا۔

''لیکن۔ کیا مطلب۔ لیکن سے تمہاری کیا مراد ہے''...... جولیا نے چونک کر کہا۔

''وہ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے کہ شجری سے پیوستہ رہ اور امید بہاراں رکھ۔ اب میں شجری سے تو پیوستہ ہوں بس بہار آنے کی ہی امید لگائے بیٹھا ہوں''...... عمران نے کہا تو جولیا اس کی بات کا مطلب سمجھ کر بے اختیار ہنس پڑی۔

''شجر کا تو سنا ہے۔ یہ شجری کیا ہوتی ہے''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا حالانکہ وہ عمران کی بات کا مطلب بخوبی سمجھ گئی تھی کہ وہ اسی کے بارے میں بات کر رہا ہے۔

''شجر کی مؤنث شجری ہی ہو سکتی ہے اور وہ شجری کون ہے اس کا میں نے تمہیں بتایا تو تم نے خواہ مخواہ میرے گلے پڑ جانا ہے''۔ عمران نے کہا تو جولیا کے چہرے سے یکلخت مسکراہٹ غائب ہو گئی۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ میرے علاوہ بھی تمہاری زندگی میں کوئی اور ہے۔ کون ہے وہ۔ بولو۔ مجھے اس کا نام بتاؤ۔ میں اس کے ٹکڑے

نہ اُڑا دوں تو کہنا“...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”ارے ارے۔ تم تو ہاتھ منہ دھو کر خواہ مخواہ اس کے پیچھے پڑ گئی ہو۔ ابھی تو میں نے تمہیں اس کا نام بھی نہیں بتایا“...... عمران نے بوکھلا کر کہا تو جولیا کا چہرہ اور زیادہ سرخ ہو گیا۔

”کیا ہے اس کا نام۔ جلدی بولو اور وہ رہتی کہاں ہیں۔ ایک بار تم مجھے اس کا پتہ بتا دو پھر دیکھنا میں اس کا کیا حشر کرتی ہوں“...... جولیا نے اسی طرح چیختے ہوئے کہا۔

”تم خواہ مخواہ جذباتی ہو رہی ہو۔ اپنے غصے پر کنٹرول کرنا سیکھو۔ غصہ خواہ مخواہ بلڈ پریشر بڑھا دیتا ہے اور بلڈ پریشر کئی بیماریوں کی ماں بلکہ گرینڈ ماں ہے“...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

”ہاں۔ ہوں میں جذباتی اور میں اپنے غصے پر کنٹرول کرنا بھی نہیں جانتی۔ تم مجھے بس اس کا نام بتاؤ جلدی ورنہ......“ جولیا نے اسی طرح بھڑکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”نہ بتاؤں تو“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تو میں تمہاری جان کو آ جاؤں گی۔ میں اس وقت تک تمہاری جان نہیں چھوڑوں گی جب تک تم مجھے اس کا نام نہیں بتا دیتے“۔ جولیا نے تیز لہجے میں کہا اور پھر یوں ہانپنے لگی جیسے دور سے دوڑ لگاتی ہوئی آ رہی ہو اور اس کا سانس پھول گیا ہو۔

”تو میں کون سا کہہ رہا ہوں کہ تم مجھے چھوڑو۔ اب تمہیں شجری سے پیوستہ رہنے والی بات سمجھ میں نہیں آئی تو میں کیا کہہ سکتا

ہوں“...... عمران نے کہا۔

”کیا مطلب۔ تم کہنا کیا چاہتے ہو“...... جولیا نے اسے تیز نظروں سے گھورتے ہوئے کہا۔

”یہی کہ میں پچھلے کئی برسوں سے ایک ہی شجری سے پیوستہ ہوں اور اسے اپنا نام ہی نہیں معلوم“...... عمران نے کہا تو اس کی بات سن کر جولیا بے اختیار چونک پڑی اور پھر جیسے ہی بات اس کی سمجھ میں آئی اس کا چہرہ یکلخت پکے ہوئے ٹماٹر کی طرح سرخ ہوتا چلا گیا۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ کیا تم یہ سب میرے لئے کہہ رہے تھے“۔ جولیا نے جذبات سے لبریز اور لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ لیکن تم کچھ بھی کر لو میں شجری کا تمہیں نام نہیں بتاؤں گا جو دن رات میرے ساتھ رہنے کے باوجود مجھ سے کوسوں دور ہے“...... عمران نے کہا تو جولیا کا چہرہ اور زیادہ کھل اٹھا۔

”کون ہے تم سے دور۔ میں تو سائے کی طرح ہر وقت تمہارے ساتھ ہوتی ہوں“...... جولیا نے فوراً کہا۔

”یہ یہاں کی بات ہے۔ پاکیشیا میں تو تم کئی کئی دن شکل تک نہیں دکھاتی۔ بولو۔ کبھی آئی ہو اپنی مرضی سے صرف مجھ سے ملنے میرے فلیٹ میں۔ میں اور میرا فلیٹ بس تمہاری راہ ہی تکتے رہ جاتے ہیں“...... عمران نے ڈھیٹ عاشقانہ انداز میں کہا۔

”میں نہیں آتی تو تم کون سا مجھ سے ملنے میرے فلیٹ میں آ

جاتے ہو"...... جولیا نے سر جھٹک کر کہا۔

"مجھے تو چیف کا خوف تمہارے فلیٹ سے دور رکھتا ہے"۔ عمران نے کہا۔

"چیف کا خوف۔ کیا مطلب۔ میں سمجھی نہیں"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم ہی کہتی ہو کہ چیف ہزاروں آنکھیں رکھتا ہے۔ ان ہزاروں آنکھوں میں اس کی ایک نظر مجھ پر اور ایک تم پر بھی رہتی ہو گی۔ اگر اس نے مجھے تم سے ملتے دیکھ لیا اور میرے رقیب روسفید تک یہ خبر پہنچ گئی تو میرا شجری سے پیوستہ رہنے کے ساتھ ساتھ کسی بہار کی آمد کا انتظار بھی ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا"۔ عمران نے کراہ کر کہا۔

"اب تم فضول باتیں کر رہے ہو"...... جولیا نے مسکرا کر کہا۔

"تو پہلے میں کون سی معقول باتیں کر رہا تھا"...... عمران نے کہا تو جولیا چونک پڑی۔

"کیا۔ کیا مطلب ہوا اس بات کا"...... جولیا نے چونک کر کہا۔

"ہر بات کا مطلب بتانا ضروری نہیں ہوتا۔ کچھ باتیں سمجھنے کی بھی ہوتی ہیں۔ اگر اس بات کا مطلب تمہیں سمجھ آ جائے تو چپکے سے مجھے بھی بتا دینا کیونکہ میں خود بھی نہیں جانتا کہ میری اس بات کا مطلب کیا ہے"...... عمران نے کہا تو جولیا ایک طویل سانس لے کر رہ گئی۔

"تو یہ سب تم مجھے احمق بنانے کے لئے کہہ رہے تھے"۔ جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"احمق مذکروں کو بنایا جاتا ہے۔ تم مونث ہو اس لئے تم پر یہ فقرہ درست نہیں بیٹھتا کہ میں تمہیں احمق بنا رہا ہوں"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"تم آخر کہنا کیا چاہتے ہو"...... جولیا نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"یہ واقعی سوچنے کی بات ہے کہ میں آخر کہنا کیا چاہتا ہوں"۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تو بیٹھ کر سوچتے رہو۔ میں جا رہی ہوں آرام کرنے۔ جب ٹرین کی ٹکٹیں آ جائیں تو مجھے بتا دینا"...... جولیا نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

"لو۔ میں شجری سے پیوستہ رہنے کی بات کر رہا ہوں اور شجری ہی مجھے چھوڑ کر بھاگ رہی ہے"...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"میں بھاگ نہیں رہی۔ آرام کرنے اپنے کمرے میں جا رہی ہوں"...... جولیا نے کہا۔

"اب آرام کا وقت نہیں ہے۔ وائٹ ایگل ٹکٹیں لے کر آتا ہی ہو گا۔ ہمیں جلد سے جلد یہاں سے نکلنا ہے"...... عمران نے کہا۔

"کیوں۔ کیا تمہیں کوئی خطرہ محسوس ہو رہا ہے"...... جولیا نے عمران کو سنجیدہ ہوتے دیکھ کر چونکتے ہوئے کہا۔

"ہاں"...... عمران نے کہا۔

"کیسا خطرہ"...... جولیا نے کہا۔

"اس خطرے کی میں وضاحت نہیں کر سکتا لیکن مجھے ایسا لگ رہا ہے جیسے ہم یہاں سے آسانی سے نہیں نکل سکیں گے"...... عمران نے کہا۔

"اس خیال کی وجہ"...... جولیا نے پوچھا۔

"چھٹی حس سمجھ لو"...... عمران نے کہا۔

"ہو سکتا ہے تمہارا احساس غلط ہو"...... جولیا نے کہا۔

"ہونے کو بہت کچھ ہو سکتا ہے لیکن......" عمران نے ابھی اتنا ہی کہا تھا کہ اسی لمحے دروازے پر دستک ہوئی۔

"یس۔ کم اِن"...... جولیا نے اونچی آواز میں کہا تو دروازہ کھلا اور ایک آدمی چائے کی ٹرے لئے ہوئے اندر آ گیا۔ اس نے ٹرے میز پر رکھی اور چائے تیار کرنے لگا۔ پھر دو کپ بنا کر اس نے میز پر ان کے سامنے رکھے اور مڑ کر کمرے سے باہر نکلتا چلا گیا۔

"ہاں۔ تو تم کیا کہہ رہے تھے"...... اس آدمی کے جانے کے بعد جولیا نے کہا۔ چائے دیکھ کر وہ دوبارہ کرسی پر بیٹھ گئی تھی۔

"کب"...... عمران نے کہا۔

"اس آدمی کے آنے سے پہلے تم اپنی چھٹی حس کے بارے میں کچھ بتا رہے تھے"...... جولیا نے کہا۔

"چھٹی حس۔ یہ چھٹی حس کیا ہوتی ہے۔ پہلے مجھے اس کا مطلب سمجھاؤ پھر شاید مجھے یاد آ جائے کہ میں تم سے کیا کہہ رہا تھا"...... عمران نے اسی انداز میں کہا تو جولیا ایک طویل سانس لے کر رہ گئی۔

"اچھا یہ بتاؤ کہ اب کیا پروگرام ہے"...... جولیا نے پوچھا۔

"چائے پینے کے بعد کاغذات میں لگی ہوئی تصویر کے مطابق تمہارا اور اپنا میک اپ کروں گا"...... عمران نے کہا۔

"یہ تصویریں ہیں کس کی"...... جولیا نے پوچھا۔

"جو بھی ہیں۔ وائٹ ایگل نے سوچ سمجھ کر ہی یہ کاغذات بنائے ہیں جو ہمارے لئے کارآمد ہی ہوں گے"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گئی"...... جولیا سر جھٹک کر کہا اور چائے کا کپ اٹھا کر چائے سپ کرنے لگی۔

"کیا سمجھ گئی۔ مجھے بھی بتا دو شاید میرے بھس بھرے دماغ میں بھی کوئی بات آ جائے"...... عمران نے کہا۔

"کچھ نہیں"...... جولیا نے کہا اور خاموشی سے چائے پینے لگی۔

عمران نے بھی چائے کا کپ اٹھایا اور سپ لینے لگا۔ وہ چائے پینے کے ساتھ ساتھ میز پر پڑے ہوئے پرنٹس کا بھی جائزہ لیتا جا رہا تھا اور ان پرنٹس کو سائیڈ پر پھینک رہا تھا جیسے وہ اس کے کسی کام کے

''ان میں تو کوئی بھی پرنٹ کام کا نہیں ہے''...... عمران نے سارے پرنٹ دیکھ لینے کے بعد ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''تو پھر انہیں بھی اسی طرح جلا دو جیسے ٹاپ سیکرٹ فائل کے پرنٹ جلائے تھے تاکہ ان کا بھی کوئی ثبوت باقی نہ رہے''۔ جولیا نے کہا۔

''یہ کام وائٹ ایگل کے آدمی کر لیں گے۔ تم میرے ساتھ ڈریسنگ روم چلو۔ میں وائٹ ایگل کے آنے سے پہلے تمہارا اور اپنا میک اپ کرنا چاہتا ہوں''...... عمران نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلایا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔ عمران بھی اٹھا اور پھر وہ دونوں اس کمرے سے ملحق ڈریسنگ روم میں آ گئے اور عمران جولیا کا میک اپ کرنے لگا۔ جولیا کا میک اپ کرنے کے بعد وہ خود بھی آئینے کے سامنے بیٹھ گیا اور پھر وہ اپنا بھی میک اپ کرنے میں مصروف ہو گیا۔ میک اپ کرنے کے بعد وہ دونوں واپس کمرے میں آ گئے۔ اسی لمحے وہی آدمی کمرے میں داخل ہوا جو ان کے لئے چائے لایا تھا۔ وہ خاموشی سے آگے بڑھا اور اس نے خالی کپ اٹھا کر ٹرے میں رکھنے شروع کر دیئے۔

''وائٹ ایگل آیا''...... عمران نے اس آدمی سے پوچھا۔

''جی نہیں''...... اس نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''اس کا کوئی پیغام''...... عمران نے پوچھا۔

''جی نہیں''...... اس آدمی کہا۔

''آئے تو اسے میرے پاس بھیج دینا''...... عمران نے کہا تو اس آدمی نے اثبات میں سر ہلایا اور مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

''اب ہمیں وائٹ ایگل کے آنے کا انتظار کرنا ہے جب تک وہ نہیں آ جاتا کیا اس وقت تک میں تھوڑا آرام نہیں کر سکتی''۔ جولیا نے کہا۔

''کیوں۔ کیا تم آرام کی ضرورت محسوس کر رہی ہو''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ سر میں کچھ درد محسوس ہو رہا ہے اور یہ شاید مسلسل کئی گھنٹے ڈیجیٹل پرنٹ دیکھنے کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ چائے پی لی ہے کچھ دیر ریسٹ کروں گی تو ٹھیک ہو جائے گا''...... جولیا نے کہا ابھی اس نے بات ختم ہی کی تھی کہ اچانک انہیں باہر سے تیز دوڑتے ہوئے قدموں کی چاپ سنائی دی۔ اسی لمحے دروازے دھماکے سے کھلا اور ایک سیاہ فام آدمی اندر آ گیا۔ یہ سیاہ فام وائٹ ایگل کا وہی خاص ساتھی تھا جس کا قد کاٹھ جوزف اور جوانا جیسا تھا اور وائٹ ایگل نے عمران کو اس کا نام کامبو بتایا تھا۔

''صاحب۔ صاحب''...... کامبو نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''کیا بات ہے تم گھبرائے ہوئے کیوں ہو کامبو''...... عمران نے پوچھا۔

"وہ۔ وہ باس کی کال آئی تھی"...... کامبو نے کہا۔

"اوہ۔ کیا کہا ہے وائٹ ایگل نے"...... عمران نے چونک کر کہا۔ جولیا بھی غور سے اس آدمی کی طرف دیکھ رہی تھی جو واقعی بے حد گھبرایا ہوا تھا۔

"ڈی ایجنسی کو اس ٹھکانے کا علم ہو گیا ہے اور باس نے ہم سب کو آپ سمیت یہاں سے فوراً نکل جانے کا حکم دیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ یہاں کسی بھی وقت ڈی ایجنسی کی فورس حملہ کر سکتی ہے اس لئے ہمیں یہ جگہ فوراً چھوڑنی ہو گی جناب"...... کامبو نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ وائٹ ایگل کہاں ہے"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"انہوں نے ہمیں پوائنٹ تھری پہنچنے کا حکم دیا ہے۔ ہمارے وہاں پہنچتے ہی وہ بھی وہاں پہنچ جائیں گے"...... کامبو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہاں کوئی ایسی چیز تو نہیں جس سے بعد میں تم لوگوں کا ڈینجر ایجنسی سراغ لگا سکے"...... عمران نے پوچھا۔

"جی نہیں۔ مجھے بس ان پرنٹس کو جلد سے جلد جلانا ہے اور پھر ہمیں فوراً یہاں سے نکلنا ہے"...... کامبو نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم ان پرنٹس کو تلف کرو تب تک ہم اپنا سامان سمیٹ لیتے ہیں"...... عمران نے کہا تو کامبو نے اثبات میں سر ہلایا اور تیزی سے بیڈ کی طرف بڑھا۔ اس نے بیڈ سے چادر اٹھائی اور

اسے لا کر زمین پر پھیلا دیا اور پھر وہ زمین پڑے ہوئے پرنٹس اٹھا کر اس چادر میں ڈالنے لگا۔ عمران اپنا سامان سمیٹنے لگا۔ اس کے کہنے پر جولیا اپنے کمرے میں چلی گئی تا کہ اپنا سامان سمیٹ سکے۔ تھوڑی ہی دیر میں جولیا کاندھے پر سفری بیگ لٹکائے ایک بار پھر عمران کے کمرے میں آ گئی۔

"سمیٹ لیا سب کچھ"...... عمران نے جولیا کو دیکھ کر اس سے پوچھا۔

"ہاں۔ اور تم نے"...... جولیا نے پوچھا۔

"میں نے بھی کام کی ساری چیزیں اٹھا لی ہیں"...... عمران نے جواب دیا۔ اسی لمحے ایک بار پھر باہر سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور کامبو ایک بار پھر کمرے کا دروازہ کھول کر تیزی سے اندر آ گیا۔

"اب کیا ہوا"...... عمران نے اسے دیکھ کر حیرت سے کہا۔

"ہمیں چاروں طرف سے گھیر لیا گیا ہے جناب۔ عمارت کے باہر ڈی ایجنسی کی مسلح فورس موجود ہے"...... کامبو نے کہا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"ان کی کمانڈ کون کر رہا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"میں نہیں جانتا"...... کامبو نے جواب دیا۔

"ان سے بچ کر یہاں سے نکلنے کا خفیہ راستہ کہاں ہے"۔ عمران نے پوچھا۔

"خفیہ راستہ"...... کامبو نے ابھی اتنا ہی کہا تھا کہ اچانک انہیں باہر سے تیز فائرنگ کی آواز کے ساتھ ہر طرف سے بھاری بوٹوں کے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔ ڈی ایجنسی کی فورس شاید عمارت میں داخل ہو گئی تھی۔

بھاری بوٹوں کے قدموں کی آوازیں سن کر عمران اور جولیا کے ساتھ کامبو کے جسم میں بھی جیسے سنسنی سی پھیل گئی۔ یہ آوازیں اسی راہداری سے سنائی دے رہی تھیں جہاں وہ کمرے میں موجود تھے۔ خطرے کے احساس نے جیسے ان کی رگ رگ میں پگھلا ہوا لاوا بھر دیا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ کرتے اسی لمحے کمرے کا دروازہ زور دار دھماکے سے کھلا اور پھر کمرے میں یکلخت ایک ساتھ کئی آدمی اچھل اچھل کر اندر آ گئے۔

کرنل رابرٹ کے حکم سے میگ اور اس کا گروپ ہر طرف عمران اور اس کی ساتھی لڑکی کو تلاش کرتا پھر رہا تھا لیکن اب تک انہیں عمران اور اس کی ساتھی لڑکی کا کوئی سراغ نہیں مل سکا تھا جس سے میگ کا غصہ بڑھتا جا رہا تھا۔ میگ اپنے آفس میں موجود تھا اور اپنے مسلح گروپ سے مسلسل رابطے میں تھا وہ ہر ایک سے رپورٹس لے رہا تھا لیکن ابھی تک اسے کسی طرف سے بھی امید افزا رپورٹ نہیں ملی تھی جس سے اس کا غصہ بڑھتا جا رہا تھا۔

میگ کو یہ تو علم تھا کہ عمران اور اس کی ساتھی لڑکی جس سیاہ کار میں تھے وہ کار عرم پہنچ کر واپس تل ابیب آئی تھی۔ اس کار کا ماڈل اور نمبر اس نے اپنے گروپس کے ساتھ ساتھ پولیس موبائل سروسز کو بھی بتا دیا تھا تا کہ شہر میں گشت کرنے والی پولیس موبائل گاڑیوں کو اگر اس ماڈل اور نمبر کی کار کہیں دکھائی دے تو وہ فوراً اسے گھیر لیتے اور اسے مطلع کر دیتے۔ اسے اطلاع ملی تھی کہ رات کے وقت ایک

کار شہر میں داخل ہوتے دیکھی گئی تھی۔ اس کار کا ماڈل اور نمبر وہی تھا جس کی میگ کو تلاش تھی۔ پولیس موبائلز نے اس کار کو گھیرنے اور پکڑنے کی ہر ممکن کوشش کی تھی لیکن کار میں سوار افراد کے پاس خطرناک اور انتہائی طاقتور اسلحہ تھا۔ انہوں نے پیچھا کرنے والی کئی پولیس موبائل گاڑیوں کو منی میزائلوں سے تباہ کر دیا تھا جس میں کئی پولیس آفیسرز اور اہلکار ہلاک ہو گئے تھے۔ اس کار کی شہر میں آمد کی اطلاع بچ جانے والے پولیس اہلکاروں نے اپنے محکمہ کے ساتھ ساتھ ڈی ایجنسی کے فرسٹ چیف کرنل رابرٹ اور میگ کو بھی دے دی تھی۔

میگ نے یہ اطلاع ملتے ہی تل ابیب میں اپنے گروپس پھیلا کر شہر کا محاصرہ کر لیا تھا۔ گروپس ہر طرف اس سیاہ کار اور ان حملہ آوروں کو تلاش کرتے پھر رہے تھے جنہوں نے پولیس موبائل گاڑیوں کو منی میزائلوں سے تباہ کیا تھا لیکن سیاہ کار ان افراد کو لے کر شہر میں یوں غائب ہو گئی تھی جیسے کبھی وہاں آئی ہی نہ ہو۔

کرنل رابرٹ کے حکم سے اس کے آدمی نہ صرف اس سیاہ کار کی تلاش میں لگے ہوئے تھے بلکہ شہر سے باہر جانے والی ہر گاڑی کی سختی سے چیکنگ کی جا رہی تھی اور ہر جوڑے کو خصوصی طور پر چیک کیا جا رہا تھا۔ میگ نے تو اپنے گروپس کو یہ تک ہدایات دے دی تھیں کہ اگر انہیں کسی جوڑے پر ذرا سا بھی شک ہو تو وہ اسے فوراً حراست میں لے کر ہیڈ کوارٹر منتقل کر دیں اور اگر کوئی

مزاحمت کرنے کی کوشش کرے تو اسے بے دریغ گولی مار دی جائے۔ یہ سب کرنے کے باوجود ابھی تک میگ کو کہیں سے بھی حوصلہ افزاء رپورٹ نہیں ملی تھی۔ وہ اپنے آفس میں بیٹھا اسی انتظار میں تھا کہ اسے کہیں سے عمران اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں پتہ چلے تو وہ فوراً ان پر ریڈ کر دے اور ان کا دھڑن تختہ کر کے رکھ دے۔

اچانک فون کی گھنٹی بج اٹھی تو میگ اپنے خیالوں سے نکل آیا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر اپنے سامنے پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

”میگ بول رہا ہوں“...... میگ نے انتہائی غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

”سارگو بول رہا ہوں باس“...... دوسری طرف سے مردانہ آواز سنائی دی۔

”سارگو۔ کون سارگو“...... جارج نے چونک کر کہا۔

”میرا تعلق سپیشل چیکنگ برانچ سے ہے باس۔ آپ نے مجھے ایک ٹیکسی ڈرائیور کا اسکیچ بنوا کر دیا تھا اور حکم دیا تھا کہ میں اس ٹیکسی ڈرائیور کو تلاش کراؤں“...... سارگو نے کہا۔

”اوہ ہاں۔ یہ اسی ٹیکسی ڈرائیور کا اسکیچ ہے جو ایئر پورٹ سے ایک جوڑے کو لے کر فرار ہوا تھا۔ میں نے چونکہ اس ٹیکسی ڈرائیور کو دیکھا تھا اس لئے اس کا چہرہ مجھے یاد رہ گیا اور میں نے اس

آدمی کا اسکیچ بنا کر تمہارے سیکشن کو بھیج دیا تھا کیونکہ مجھے اس کا چہرہ شناسا سا لگا تھا لیکن لاکھ یاد کرنے کے باوجود مجھے اب تک یہ یاد نہیں آ سکا ہے کہ میں نے اس آدمی کو کہاں دیکھا تھا اور میں اسے کیسے جانتا ہوں''...... میگ نے کہا۔

''یس باس''...... سارگو کی آواز سنائی دی۔

''بولو۔ کیوں فون کیا ہے''...... جارج نے پوچھا۔

''اس آدمی کا پتہ چل گیا ہے باس''...... سارگو نے کہا تو میگ یکلخت اچھل پڑا۔

''اس آدمی کا پتہ چل گیا ہے۔ کیا مطلب۔ کیسے پتہ چلا ہے اس کا۔ کون ہے وہ اور کہاں ہے''...... میگ نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

''اس آدمی کا نام ڈابلر ہے باس''...... سارگو نے کہا۔

''ڈابلر۔ تمہارا مطلب ہے جم کلب کا مالک اور جنرل مینجر ڈابلر''...... میگ نے چونکتے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ میں نے سب سے پہلا کام یہ کیا تھا کہ میں رجسٹریشن آفس کے سپیشل سیکشن میں جا کر بیٹھ گیا تھا اور وہاں موجود تمام افراد کا ڈیٹا چیک کرتا رہا۔ مسلسل اور لگاتار کئی گھنٹوں کی کوششوں کے بعد جب میرے سامنے ڈابلر کی تصویر آئی تو اس کی شکل ہو بہو اس اسکیچ سے مل رہی تھی جو آپ نے مجھے بنا کر بھیجا تھا۔ میں نے اس کی ساری معلومات حاصل کر لی ہیں باس اور وہ

تفصیلات آپ کو بھیج دی ہیں۔ کچھ ہی دیر میں میرا ایک آدمی آپ کو ڈابلر کے بارے میں ساری تفصیلات دے جائے گا''...... سارگو نے جواب دیا۔

''نہیں۔ مجھے اب تفصیلات بھیجنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے یاد آ گیا ہے وہ واقعی ڈابلر ہی تھا۔ اس نے میک اپ کیا ہوا تھا اس لئے میں دھوکہ کھا گیا تھا اور مجھے یاد نہیں آ رہا تھا کہ وہ کون ہے لیکن اس کے چہرے کی شناسائی میری آنکھوں کے سامنے سے نہیں جا رہی تھی۔ تم نے اس کا نام لیا تو اس کا چہرہ میری آنکھوں کے سامنے آ گیا ہے۔ وہ جم کلب کا مالک ہی ہے۔ ڈابلر''...... میگ نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''یس باس''...... سارگو نے کہا۔

''تمہارا شکریہ کہ تم نے مجھے ڈابلر کے بارے میں بتا دیا اب میں اسے خود دیکھ لوں گا''...... میگ نے کہا اور پھر اس نے دوسری طرف سے جواب سنے بغیر رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس کا چہرہ یکلخت آگ کے انگارے کی طرح دہک اٹھا تھا۔ اسے ڈابلر پر بے حد غصہ آ رہا تھا۔ یہ وہی ڈابلر تھا جس نے ایک ٹیکسی ڈرائیور کے روپ میں ایئر پورٹ سے اپنا تعاقب کرتے ہوئے اسے اس وقت ڈاج دیا تھا جب وہ عمران اور اس کی ساتھی لڑکی کے پیچھے تھا۔ کوئی اسے ڈاج دے جائے یہ بات میگ کسی بھی طرح برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ اب جیسے ہی میگ کو اس آدمی کے بارے میں معلوم ہوا

اس کا خون کھولنا شروع ہو گیا تھا۔

”تو وہ ڈابلر تھا جس نے مجھے ڈاج دیا تھا“...... میگ نے غراتے ہوئے کہا۔ وہ چند لمحے غصے سے کھولتا رہا پھر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے لگا۔

”جیک بول رہا ہوں“...... رابطہ ملتے ہی مردانہ آواز سنائی دی۔

”میگ بول رہا ہوں“...... میگ نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ باس آپ۔ فرمائیں“...... میگ کی آواز سنتے ہی جیک نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”کہاں ہو تم“...... میگ نے پوچھا۔

”میں اپنے وائٹ سیکشن کے ساتھ ایئر پورٹ کے احاطے میں ہوں باس اور یہاں آنے جانے والوں پر نظر رکھ رہا ہوں“۔ جیک نے جواب دیا۔

”جم کلب کے جنرل منیجر ڈابلر کو جانتے ہو“...... میگ نے پوچھا۔

”یس باس۔ میں اکثر اس کلب میں جاتا رہتا ہوں اور ڈابلر سے میری اچھی شناسائی بھی ہے۔ اکثر اس سے ملاقات ہوتی رہتی ہے“...... جیک نے جواب دیا۔

”جم کلب ایئر پورٹ سے زیادہ دور نہیں ہے۔ کیا تم وہاں جا کر مجھے چیک کر کے بتا سکتے ہو کہ ڈابلر وہاں موجود ہے یا

نہیں“...... میگ نے کہا۔

”یس باس۔ آپ کہیں تو میں کلب میں موجود ایک آدمی سے فون پر پوچھ کر آپ کو ڈابلر کا بتا دیتا ہوں“...... جیک نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ پوچھ لو اپنے آدمی سے اور پھر فوراً میرے نمبر پر کال کر کے مجھے بتاؤ“...... میگ نے کہا۔

”یس باس“...... جیک نے کہا اور میگ نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ چند لمحوں کے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

”میگ بول رہا ہوں“...... اس نے کرخت لہجے میں کہا۔

”جیک بول رہا ہوں باس“...... دوسری طرف سے جیک کی آواز سنائی دی۔

”یس۔ کیا رپورٹ ہے“...... میگ نے پوچھا۔

”وہ اپنے آفس میں موجود ہے باس“...... جیک نے کہا۔

”تھینک یو“...... میگ نے کہا اور ساتھ ہی اس نے رسیور پر ہاتھ مار کر کال ڈسکنکٹ کی اور پھر اس نے دوبارہ کریڈل پر ہاتھ مار کر ٹون کلیئر کی اور ٹون کلیئر ہوتے ہی نمبر پریس کرنے لگا۔

”یس“...... رابطہ ملتے ہی ایک بھاری اور کرخت آواز سنائی دی۔

”میگ بول رہا ہوں“...... میگ نے کرخت لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ یس باس۔ میں مارک بول رہا ہوں“...... دوسری طرف

سے میگ کی آواز سن کر مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"فوراً جم کلب پہنچو میں تھوڑی دیر تک وہاں آ رہا ہوں۔ سامان ساتھ لیتے آنا"...... میگ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے اپنی جیب تھپتھپائی جس میں سائیلنسر لگا ریوالور موجود تھا اور پھر وہ میز کے پیچھے سے نکلا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ اپنی تیز رفتار کار میں جم کلب کی طرف اُڑا جا رہا تھا۔

جم کلب کی عمارت خاصی وسیع و عریض تھی۔ اس نے کار پارکنگ میں روکی اور کار سے اتر آیا۔ جیسے ہی وہ کار سے اترا سائیڈ سے ایک لمبا تڑنگا اور مضبوط جسم کا مالک نوجوان تیز تیز چلتا ہوا اس کے قریب آ گیا۔

"باس"...... اس آدمی نے میگ کو مؤدبانہ انداز میں سلام کرتے ہوئے کہا۔

"میرے ساتھ آؤ مارک"...... میگ نے کہا اور تیز تیز قدم بڑھاتا ہوا کلب کے مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ نوجوان جس کا نام مارک تھا سر ہلا کر اس کے پیچھے چل پڑا۔ دونوں ہال میں داخل ہوئے۔ ہال میں کافی رش تھا وہاں کوئی جگہ خالی دکھائی نہ دے رہی تھی۔ ہر طرف بدمعاش ٹائپ آدمی بیٹھے شراب اور منشیات کا آزادانہ استعمال کر رہے تھے۔ ہال میں شراب اور منشیات

کی بو بھی پھیلی ہوئی تھی۔ دائیں طرف ایک بڑا سا کاؤنٹر تھا جس کے پیچھے چار نوجوان لڑکیاں متحرک نظر آ رہی تھیں۔ وہ ویٹرز کو شراب اور منشیات مہیا کر رہی تھیں۔ سائیڈ میں ایک نوجوان لڑکی کیش کاؤنٹر پر موجود تھی۔ میگ سیدھا اس لڑکی کی طرف بڑھ گیا۔

"یس سر۔ فرمائیں"...... کیش کاؤنٹر پر بیٹھی ہوئی لڑکی نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ہمیں ڈابلر سے ملنا ہے"...... میگ نے سخت لہجے میں کہا۔

"آپ کا نام اور آپ کس سلسلے میں باس سے ملنا چاہتے ہیں"...... لڑکی نے کہا۔

"میرا تعلق ڈی ایجنسی سے ہے اور میرا نام میگ ہے۔ بتاؤ ڈابلر کو اور اس سے کہو کہ وہ فوراً مجھ سے ملے"...... میگ نے کرخت لہجے میں کہا اور ڈی ایجنسی کا نام سن کر لڑکی بری طرح سے چونک پڑی۔ اس کا ہاتھ مشینی انداز میں سائیڈ پر پڑے انٹر کام کی طرف بڑھا اور اس نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے ایک بٹن پریس کر دیا۔

"یس"...... رابطہ ملتے ہی دوسری طرف سے ڈابلر کی غراہٹ بھری آواز سنائی دی۔

"باس۔ ڈی ایجنسی سے مسٹر میگ تشریف لائے ہیں۔ وہ آپ سے ملنا چاہتے ہیں"...... لڑکی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اس سے پہلے کہ لڑکی دوسری طرف سے باس کا جواب سنتی میگ نے ہاتھ

بڑھا کر اس سے رسیور چھین لیا۔

''کیا کہا میگ۔ اس کا یہاں کیا کام''...... دوسری طرف سے باس کی بوکھلائی ہوئی آواز سنائی دی۔

''مجھے تم سے فوری طور پر ملنا ہے ڈابلر۔ تمہارے لئے یہی بہتر ہو گا کہ اپنے آدمیوں سے کہو کہ مجھے ابھی اور اسی وقت تمہارے پاس پہنچا دیں ورنہ......'' میگ نے کرخت لہجے میں کہا اور اس کی آواز سن کر دوسری طرف چند لمحوں کے لئے خاموشی چھا گئی۔

''ٹھیک ہے۔ فون اس مارشا کو دو''...... چند لمحوں بعد ڈابلر نے سنجیدگی سے کہا تو میگ نے رسیور لڑکی کی طرف بڑھا دیا جو خوف بھری نظروں سے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔

''یس باس''...... لڑکی نے رسیور لے کر کان سے لگاتے ہوئے کہا اور چند لمحے دوسری طرف سے بات سننے کے بعد اس نے رسیور رکھ دیا۔

''کاؤنٹر کے ساتھ دائیں طرف دروازہ کھول کر اندر چلے جائیں۔ وہاں راہداری ہے۔ راہداری کے آخر میں باس کا آفس ہے''...... لڑکی نے کہا تو میگ نے اثبات میں سر ہلایا اور کاؤنٹر سے ہٹ کر تیزی سے سائیڈ میں موجود دروازے کی طرف بڑھا۔ دروازے کے پاس ایک مسلح غنڈہ کھڑا تھا۔ ان دونوں کو اس طرف آتے دیکھ کر اس نے اس لڑکی کی طرف دیکھا جس نے باس سے بات کی تھی تو لڑکی نے اسے انہیں نہ روکنے کا اشارہ کیا تو مسلح

آدمی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ان کے لئے دروازہ کھول دیا۔ میگ اور مارک راہداری میں داخل ہوئے۔ راہداری کی سائیڈوں میں کمروں کے دروازے تھے جو بند تھے۔ راہداری میں کوئی نہیں تھا۔ دونوں تیز تیز چلتے ہوئے راہداری کے سرے پر پہنچے جہاں ایک اور کمرے کا دروازہ تھا۔

''تم یہاں رکو اور جب تک میں اندر ہوں کسی کو اس طرف نہیں آنا چاہئے''...... میگ نے کہا۔

''یس باس''...... مارک نے مؤدبانہ انداز میں کہا اور اس نے جیب سے فوراً مشین پسٹل نکالا اور دیوار کے ساتھ راہداری کے سامنے کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو گیا۔ میگ نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک بڑا ہال نما کمرہ تھا جسے آفس کے طرز پر نہایت خوبصورت انداز میں سجایا گیا تھا۔ کمرے میں فرش پر قیمتی قالین بچھا ہوا تھا اور کمرے کی سجاوٹ بھی قیمتی سامان سے کی گئی تھی۔ سامنے ایک بڑی سی میز تھی جس کے پیچھے اونچی پشت والی کرسی پر ایک ادھیڑ عمر مگر مضبوط جسم کا مالک آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اسے اندر آتے دیکھ کر وہ آدمی فوراً اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

''آئیں مسٹر میگ۔ میں آپ کا ہی انتظار کر رہا تھا''۔ ادھیڑ عمر نے کہا۔ میگ مسکراتا ہوا آگے بڑھا۔ ادھیڑ عمر نے میز کے پیچھے سے نکل کر اس سے ہاتھ ملایا اور اسے سائیڈ میں موجود شیشوں کے ...ئے سٹنگ کیبن کی طرف چلنے کا اشارہ کیا۔ میگ نے کیبن

دیکھا اور پھر سر ہلا کر اس کے ساتھ کیبن کی طرف بڑھ گیا۔

"تشریف رکھیں"...... ڈابلر نے کہا تو میگ سر ہلا کر ایک صوفے پر بیٹھ گیا۔ ڈابلر بھی اس کے سامنے بیٹھ گیا۔ میگ غور سے اس کا چہرہ دیکھ رہا تھا۔

"ایسے کیا دیکھ رہے ہیں مسٹر میگ"...... ڈابلر نے حیرت سے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"دیکھ رہا ہوں کہ کیا تم واقعی اتنے چالاک انسان ہو سکتے ہو جو مجھے ڈاج دے کر نکل جاؤ"...... میگ نے کہا۔

"کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں"۔ ڈابلر نے چونک کر کہا۔

"تم میری بات کا مطلب بخوبی سمجھ رہے ہو ڈابلر"۔ میگ نے کہا۔

"نہیں۔ میں نہیں سمجھ رہا"...... ڈابلر نے منہ بنا کر کہا۔

"وہ تم ہی تھے نا جس نے ایئر پورٹ سے عمران اور اس کی ساتھی لڑکی کو اپنی ٹیکسی میں بٹھایا تھا اور انہیں مجھ سے بچا کر لے اُڑے تھے"...... میگ نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"عمران۔ ٹیکسی۔ کیا مطلب۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ کیا آپ مجھے آسان لفظوں میں سمجھانا پسند کریں گے کہ آپ یہاں کیوں آئے ہیں"...... ڈابلر نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"گڈ شو۔ تم واقعی انتہائی مضبوط اعصاب کے مالک ہو۔ عمران کا نام لینے کے باوجود تمہارے چہرے پر کوئی تاثر نمودار نہیں ہوا ہے۔ تم ایسے انجان بن رہے ہو جیسے واقعی کچھ نہیں جانتے۔ گڈ شو۔ رئیلی گڈ شو"...... میگ نے زہریلے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میں کچھ نہیں جانتا۔ آپ نجانے کیا باتیں کر رہے ہیں"...... ڈابلر نے منہ بنا کر کہا۔

"اچھا بتاؤ کہ اب عمران اور اس کے ساتھ جو لڑکی ہے وہ کہاں ہیں"...... میگ نے سخت لہجے میں کہا۔

"کون عمران۔ کون لڑکی"...... ڈابلر نے ایک جھٹکے سے اٹھ کر انتہائی غصیلے لہجے میں کہا جیسے اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا ہو اور وہ میگ پر بھڑک اٹھا ہو۔

"بیٹھ جاؤ ڈابلر اور میرے سامنے اپنی آواز نیچی کر لو۔ تم جانتے ہو کہ میگ کے سامنے کسی میں اتنی ہمت نہیں کہ وہ اس کے سامنے اونچی آواز میں بات کر سکے"...... میگ نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔ ڈابلر چند لمحے اسے دیکھتا رہا پھر اس کے چہرے کے خدوخال نرم پڑ گئے اور وہ اس کے سامنے بیٹھ گیا۔

"آپ کو ضرور کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔ میں نہ تو کسی عمران کو جانتا ہوں اور نہ اس کی کسی ساتھی لڑکی کو اور یہ آپ ایئر پورٹ اور ٹیکسی والی کیا بات کر رہے تھے"...... ڈابلر نے کہا تو میگ بے اختیار ہنس پڑا۔ اس کی ہنسی میں زہر ہی زہر تھا۔ اس کی آنکھیں

یکلخت سرخ ہو گئیں۔ اس نے اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک ریوالور نکال لیا۔ ریوالور پر سائیلنسر لگا ہوا تھا۔ اس نے ریوالور کا رخ ڈابلر کی طرف کر دیا۔ ریوالور دیکھ کر ڈابلر کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات نمودار ہوئے اور وہ ایک بار پھر جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"یہ۔ یہ۔ یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ یہ ریوالور کیوں نکالا ہے آپ نے جیب سے"...... ڈابلر نے حیرت اور غصیلے لہجے میں کہا۔

دوسرے لمحے اس کے حلق سے زور دار چیخ نکلی اور وہ اچھل کر اسی صوفے پر گرا جس سے وہ اٹھا تھا۔ میگ نے اچانک اس پر فائر کر دیا تھا۔ چونکہ ریوالور پر سائیلنسر لگا ہوا تھا اس لئے صرف ٹھک کی آواز ابھری تھی اور ڈابلر کے کاندھے میں سوراخ ہو گیا جہاں سے خون ابل پڑا تھا۔ ڈابلر سیدھا ہوا اور اس نے غصے سے غراتے ہوئے یکلخت میگ پر حملہ کرنے کی کوشش کی لیکن اسی وقت میگ کے ریوالور سے متعدد شعلے نکلے اور ڈابلر کے بازوؤں اور اس کی ٹانگوں میں گھستے چلے گئے۔ وہ اچھل کر صوفے سے نیچے گرا اور بری طرح سے تڑپنے لگا۔ میگ اٹھا اور اس نے ایک ہاتھ سے جھک کر ڈابلر کو گردن سے پکڑ کر اٹھایا اور اسے ایک جھٹکے سے صوفے پر ڈال دیا۔ ڈابلر کا چہرہ کرب سے بگڑا ہوا تھا اور اس کا سارا جسم خون سے سرخ ہوتا جا رہا تھا۔ میگ نے ریوالور کی نال ڈابلر کے سر سے لگا دی۔

"میں نے تم پر چھ فائر کئے ہیں۔ تمہارے کاندھے، دونوں بازو اور دونوں ٹانگیں زخمی ہیں۔ تم اب اٹھ کر مجھ پر حملہ نہیں کر سکتے۔ ریوالور میں اب بھی دو گولیاں باقی ہیں۔ اب اگر تم نے مجھے غصہ دلانے والی کوئی بات کی تو میں دونوں گولیاں تمہارے سر میں اتار دوں گا"...... میگ نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"تم مجھے ہلاک کر کے یہاں سے زندہ واپس نہیں جا سکو گے میگ۔ یہ مت بھولو کہ میں تمہارے ٹھکانے پر نہیں تم میرے ٹھکانے پر موجود ہو۔ میرے آدمی تمہیں یہاں سے کسی بھی صورت میں زندہ واپس نہیں جانے دیں گے"...... ڈابلر نے تکلیف کے باوجود انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"تم میری فکر چھوڑو اور اپنی فکر کرو۔ موت تمہارے سر پر موجود ہے۔ تمہارے لئے بہتر یہی ہے کہ بے موت مرنے کی بجائے مجھے سب کچھ بتا دو۔ اگر تم نے مجھ سے تعاون کیا تو میں تمہیں مرنے نہیں دوں گا۔ تمہیں خود اپنے ساتھ کسی ہسپتال میں لے جاؤں گا اور تمہارا علاج کرا کے تمہاری جان بچاؤں گا۔ بولو کرتے ہو مجھ سے اپنی زندگی کا سودا"...... میگ نے غرا کر کہا۔

"کک۔ کک کیا چاہتے ہو"...... ڈابلر نے ہکلا کر کہا۔

"مجھے بتا دو کہ عمران اور اس کی ساتھی لڑکی کہاں ہے بس اس سے زیادہ میں تم سے کچھ نہیں پوچھوں گا"...... میگ نے کہا۔

"مم مم۔ میں نہیں جانتا"...... ڈابلر نے کہا۔

"ایسا جواب دے کر تم اپنی موت کو بھیانک بنا رہے ہو ڈابلر۔ میری بات مان لو اور اپنی جان بچانے کا سوچو"...... میگ نے کہا۔

"مجھے اپنی جان کی کوئی فکر نہیں ہے۔ تم اپنی جان کی فکر کرو میگ۔ میرے کمرے میں سی سی کلوز سرکٹ کیمرہ لگا ہوا ہے۔ تمہیں یہ سب کرتے میرے ساتھی دیکھ رہے ہیں۔ وہ ابھی یہاں امنڈ پڑیں گے اور تمہارا جسم گولیوں سے شہد کی مکھیوں کے چھتے میں تبدیل کر دیں گے"...... ڈابلر نے کہا تو میگ چونک کر دیواروں کی طرف دیکھنے لگا لیکن اسے وہاں کوئی خفیہ کیمرہ دکھائی نہ دیا۔

"کہاں ہے کیمرہ"...... میگ نے پوچھا۔

"وہ خفیہ جگہ پر ہے۔ تم اسے تلاش نہیں کر سکتے"...... ڈابلر نے کہا۔

"کوئی بات نہیں۔ باہر میرے آدمی موجود ہیں۔ اگر کسی نے تمہیں بچانے کے لئے یہاں آنے کی کوشش کی تو وہ میرے آدمیوں کے ہاتھوں مارے جائیں گے"...... میگ نے کہا۔

"کک کک۔ کیا تم اپنے آدمی بھی ساتھ لائے ہو"...... ڈابلر نے چونک کر کہا۔

"تو تمہارا کیا خیال ہے۔ اتنے بڑے انڈر ورلڈ کنگ کے کلب میں، میں اکیلا ہی آ جاتا۔ تمہارا کلب میرے مسلح آدمیوں نے گھیرا ہوا ہے اور میرے مسلح ساتھی کلب کے اندر بھی موجود ہیں۔ اگر یہاں معمولی سی بھی جنبش ہوئی تو نہ تمہارے آدمی زندہ رہیں گے

اور نہ ہی تمہارے کلب کو تباہی سے کوئی روک سکے گا"...... میگ نے کہا تو ڈابلر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ خون زیادہ بہہ جانے کی وجہ سے اس کا رنگ زرد ہوتا جا رہا تھا اور اس کے چہرے پر نقاہت طاری ہونے کے آثار بھی واضح ہوتے جا رہے تھے۔ یہ دیکھ کر میگ نے اچانک پوری قوت سے اس کی پیشانی پر ریوالور کا دستہ مار دیا۔ ڈابلر کے حلق سے زور دار چیخ نکلی اور اس کی بند ہوتی ہوئی آنکھیں یکلخت کھل گئیں۔ اس کی پیشانی پر ایک گومڑ سا بن گیا تھا جو ظاہر ہے ریوالور کے دستے کی ضرب سے ہی نمودار ہوا تھا۔

"بولو جلدی۔ کہاں ہیں عمران"...... میگ نے گرجدار لہجے میں کہا۔

"میں نہیں جانتا۔ میں کچھ نہیں جانتا"...... ڈابلر نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے اس کے حلق سے ایک بار پھر زور دار چیخ نکل گئی اور وہ بری طرح سے تڑپنے لگا جیسے اس کے جسم سے جان نکل رہی ہو۔ میگ نے ٹھیک اس کی پیشانی پر نمودار ہونے والے گومڑ پر ایک بار پھر ریوالور کا دستہ مار دیا تھا۔

"تم جانتے ہو۔ تم سب کچھ جانتے ہو ڈابلر۔ بتاؤ کہاں ہے عمران۔ بتاؤ۔ ورنہ......" میگ نے کہا۔ اور اس نے ڈابلر کے اسی زخم پر ایک بار پھر ریوالور کی ضرب لگا دی۔ اس ضرب کے لگتے ہی ڈابلر کے حلق سے زور دار چیخ نکلی اور وہ تڑپتے تڑپتے یکلخت

ساکت ہو گیا۔

''ہونہہ۔ بس اتنی سی جان ہے۔ جسامت سے تو یہ جناتی مخلوق لگتا ہے کہ بڑے سے بڑا زخم اور تکلیف آسانی سے سہ جائے گا لیکن......'' میگ نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔ اس نے ریوالور ایک طرف رکھا اور پھر اس نے ایک ہاتھ سے ڈابلر کا ناک پکڑا اور دوسرا ہاتھ اس کے منہ پر رکھ دیا۔ چند ہی لمحوں میں ڈابلر کا سانس گھٹا تو اس کے جسم میں تیز حرکت پیدا ہوئی۔ جیسے ہی اس کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی میگ نے اس کے ناک اور منہ سے ہاتھ ہٹا لئے۔ دوسرے ہی لمحے ڈابلر کو ہوش آ گیا اور ہوش میں آتے ہی اس کے منہ سے دردناک چیخیں نکلیں لگیں۔ میگ نے دیکھ لیا تھا کہ اس کا آفس ساؤنڈ پروف ہے اس لئے کمرے کی آوازیں نہ تو باہر جا سکتی تھیں اور نہ باہر کی آوازیں اندر آ سکتی تھیں اس لئے میگ کو ڈابلر کے چیخنے کی کوئی پرواہ نہیں تھی۔

اسے ہوش میں آتے دیکھ کر میگ نے اس بار دونوں ہاتھ بڑھا کر ڈابلر کی گردن سائیڈ سے پکڑی اور پھر اس نے چٹکی بھرنے والے انداز میں ڈابلر کی گردن کی دو مخصوص رگیں پکڑ کر دبا دیں۔ رگیں پریس ہوتے ہی ڈابلر کو زور دار جھٹکا لگا اور اس کا جسم یکلخت ساکت ہو گیا۔ جسم ساکت ہونے کے باوجود اس کی آنکھیں کھلی تھیں اور وہ پلکیں جھپکائے بغیر خود پر جھکے میگ کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کے ناک سے سانس لینے کی تیز آواز آ رہی تھی۔

''اب تم میرے ہر سوال کا صحیح جواب دو گے۔ ورنہ ان دونوں رگوں کو میں اس بری طرح سے مسلوں گا کہ تمہاری روح تک تڑپ اٹھے گی۔ بولو۔ دو گے جواب یا نہیں''...... میگ نے ڈابلر کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ بے حد سرد تھا۔ ڈابلر کے جسم میں کوئی حرکت نہ ہوئی لیکن اس کے لب ہلنے لگے۔

''ہاں۔ میں تمہارے سوالوں کا جواب دوں گا''...... ڈابلر نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ کسی اندھے کنویں سے بول رہا ہو یا پھر کسی ماہر ہپناٹائزز کی ٹرانس میں آ گیا ہو۔

''اپنا نام بتاؤ''...... میگ نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

''ہارون۔ میرا نام ہارون ہے''...... ڈابلر نے کہا تو میگ بری طرح سے چونک پڑا۔

''اوہ۔ تو تم نے یہاں ڈابلر کا نام محض اپنی پہچان چھپانے کے لئے اختیار کر رکھا ہے''...... میگ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ میں نے اصل ڈابلر کی جگہ لے رکھی ہے''...... ڈابلر نے کہا جس کا اصل نام ہارون تھا۔

''ہونہہ۔ تو پھر اصل ڈابلر کہاں ہے''...... میگ نے پوچھا۔

''جب میں نے اس کی جگہ لی تھی تب اسے ہلاک کر دیا گیا تھا''...... ہارون نے جواب دیا۔

''کب سے تم اس کی جگہ پر قابض ہو''...... میگ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"تین سالوں سے"...... ہارون نے کہا تو میگ ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

"یہ جگہ تم نے اس لئے لی تھی کہ تم ڈابلر کا سیٹ اپ استعمال کر کے غیر ملکی ایجنٹوں اور فلسطینی گروپس کو طاقت مہیا کر سکو۔ بولو"...... میگ نے غرا کر کہا۔

"ہاں۔ یہی وجہ ہے"...... ہارون نے جواب دیا۔

"کیا تمہارا تعلق بھی کسی فلسطینی گروپ سے ہے"...... میگ نے پوچھا۔

"ہاں"...... ہارون نے کہا۔

"کس گروپ سے تعلق ہے۔ نام بتاؤ اس کا"...... میگ نے کہا۔

"میرا تعلق ریڈ ایگل گروپ سے ہے"...... ہارون نے کہا۔

"ہونہہ۔ یہ وہی گروپ ہے جس کا سربراہ وائٹ ایگل کہلاتا ہے"...... میگ نے پوچھا۔

"ہاں۔ وائٹ ایگل ہمارا سربراہ ہے اور ہم اسی کے احکامات کے پابند ہیں"...... ہارون نے کہا۔

"اس کلب میں ریڈ ایگل کے اور کتنے افراد موجود ہیں"۔ میگ نے پوچھا۔

"کئی افراد ہیں لیکن باقی سارا سیٹ اپ ڈابلر کا ہی ہے"۔ ہارون نے جواب دیا۔

"تو کیا اب تم قبول کرتے ہو کہ ایئر پورٹ سے عمران اور اس کی ساتھی لڑکی کو ٹیکسی میں تم نے ہی اٹھایا تھا اور مجھ سے انہیں بچا کر لے گئے تھے"...... میگ نے پوچھا۔

"ہاں۔ وہ میں ہی تھا۔ میں نے ہی تم سے ان دونوں کو بچایا تھا"...... ہارون نے کہا۔

"عمران کو تو میں جانتا ہوں۔ اس کے ساتھ لڑکی کون ہے۔ کیا اس کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے"...... میگ نے پوچھا۔

"ہاں۔ اس کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے لیکن میں اس کا نام نہیں جانتا"...... ہارون نے کہا۔

"وہ دونوں یہاں کس مقصد کے لئے آئے ہیں"...... میگ نے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ میری ڈیوٹی انہیں ایئر پورٹ سے لے کر نکلنا تھا۔ وہ یہاں کیا کرنے آئے ہیں اس کے بارے میں مجھے کچھ نہیں بتایا گیا ہے"...... ہارون نے کہا۔

"تو کیا تم یہ بھی نہیں جانتے کہ انہوں نے ڈاکٹر کارٹرس کا سیکرٹ لاکر توڑا تھا اور وہاں سے ان کی تمام فائلوں اور دستاویزات کی اسپائی کیمرے سے تصاویر بنائی تھیں"...... میگ نے کہا۔

"نہیں۔ مجھے اس بات کا بھی علم نہیں ہے"...... ہارون نے کہا۔

"لیکن تم یہ تو جانتے ہو گے کہ اس وقت وہ دونوں کہاں ہیں"...... میگ نے کہا۔

"یقین سے تو نہیں کہہ سکتا لیکن ہو سکتا ہے کہ وہ باس کے ساتھ ان کے سپیشل ہیڈ کوارٹر میں ہوں"...... ہارون نے کہا تو میگ ایک بار پھر چونک پڑا۔

"سپیشل ہیڈ کوارٹر۔ تمہارا مطلب ہے کہ ریڈ ایگلز کا ہیڈ کوارٹر"...... میگ نے کہا۔

"نہیں۔ وہ ریڈ ایگل کا نہیں وائٹ ایگل کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ ایک عارضی ہیڈ کوارٹر جہاں وہ غیر ملکی مہمانوں کو چھپاتا ہے"۔ ہارون نے کہا۔ اس کی آواز بدستور نقاہت زدہ تھی اور وہ میگ کو کسی معمول کے انداز میں جواب دے رہا تھا۔

"کیا وہ ہیڈ کوارٹر تل ابیب میں ہی ہے"...... میگ نے پوچھا۔

"ہاں۔ اسے پوائنٹ فائیو کہتے ہیں"...... ہارون نے کہا۔

"کہاں ہے پوائنٹ فائیو۔ مجھے اس کا پورا پتہ بتاؤ اور یہ بھی بتاؤ کہ وہاں کے حفاظتی انتظامات کیا ہیں اور وہاں کون کون رہتا ہے۔ سب کچھ تفصیل سے بتاؤ مجھے"...... میگ نے کہا اور ہارون نقاہت زدہ انداز میں اسے پوائنٹ فائیو کے بارے میں بتانے لگا۔ میگ اس کی بتائی ہوئی ایک ایک بات ذہن نشین کرتا جا رہا تھا۔

"گڈ۔ اب مجھے وائٹ ایگل کے بارے میں بتاؤ۔ اس کے تل ابیب میں کتنے ٹھکانے ہیں اور کہاں کہاں ہیں"...... میگ نے پوچھا

لیکن اس بار ہارون کے منہ سے کوئی آواز نہیں نکلی۔ وہ بدستور آنکھیں کھولے میگ کی طرف دیکھ رہا تھا لیکن اس کا چلتا ہوا سانس رک چکا تھا اور وہ میگ کے ہاتھوں میں بے جان ہو گیا تھا۔

"جواب دو مجھے۔ بولو۔ کہاں کہاں ہے وائٹ ایگل کے ٹھکانے اور اس کا اصل نام اور اصل حلیہ کیا ہے۔ بولو۔ جواب دو"...... میگ نے اسے بری طرح سے جھنجھوڑتے ہوئے کہا لیکن بے جان آدمی بھلا کسی کی بات کا کیا جواب دے سکتا تھا۔ جب ہارون نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا تو میگ نے اس کی گردن کی رگیں چھوڑ کر اس کا سر زمین پر ڈال دیا اور اس کی نبض اور دل کی دھڑکن چیک کرنے لگا۔

"ہونہہ۔ یہ تو مر چکا ہے"...... میگ نے منہ بنا کر کہا۔ چند لمحے وہ غصیلی نظروں سے ہارون کی لاش گھورتا رہا جیسے اسے غصہ آ رہا ہو کہ وہ اس کی اجازت کے بغیر مر کیسے سکتا ہے پھر وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"اور کچھ نہیں تو اس نے وائٹ ایگل کے پوائنٹ فائیو کا تو بتا ہی دیا ہے جہاں عمران اور اس کی ساتھی لڑکی چھپے ہوئے ہیں۔ وہاں یقیناً وائٹ ایگل بھی موجود ہو گا۔ میں ان سب کو قابو کروں گا اور باقی ساری تفصیل وائٹ ایگل خود مجھے بتا دے گا"...... میگ نے کہا اور مڑ کر تیز تیز چلتا ہوا ہارون کی میز کی طرف بڑھا۔ اس نے میز پر پڑے ہوئے انٹرکام کا بٹن پریس کیا۔

"یس سر"...... رابطہ ملتے ہی اس لڑکی کی آواز سنائی دی جو کاؤنٹر پر کیش وصول کر رہی تھی۔

"مہمان جا رہے ہیں۔ ان کے جانے کے بعد مجھے چند ضروری فون کالز کرنے ہیں۔ جب تک میں نہ کہوں کوئی میرے آفس میں نہیں آئے گا"...... میگ نے ڈابلر کی آواز میں کہا اور دوسری طرف سے جواب سنے بغیر بٹن پریس کر کے انٹرکام آف کر دیا اور پھر مڑ کر تیز تیز چلتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کمرے کا دروازہ کھول کر وہ باہر آیا تو باہر اس کا ساتھی مارک موجود تھا۔

"کوئی آیا تو نہیں اس طرف"...... میگ نے پوچھا۔

"نو باس"...... مارک نے کہا تو میگ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"چلو"...... میگ نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا راہداری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ مارک بھی اس کے ساتھ تھا۔ راہداری کے سرے پر دروازہ کھول کر وہ ہال میں آئے تو بہت سے افراد کی نظریں ان پر جم گئیں لیکن میگ نے ان کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھا اور اطمینان بھرے انداز میں قدم بڑھاتا ہوا مین ڈور کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ مارک بھی اس کے ساتھ تھا۔ وہ دونوں ہال سے نکل کر باہر آئے اور پارکنگ کی طرف بڑھ گئے۔

"مارک"...... میگ نے ہال سے باہر آتے ہی مارک سے

مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس"...... مارک نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اپنی فورس کے ساتھ اس کلب پر ریڈ کرو اور تمام مشتبہ افراد کو اپنی حراست میں لے کر اس کلب کو ہمیشہ کے لئے سیلڈ کر دو"۔ میگ نے کہا تو مارک چونک پڑا۔

"یس باس۔ لیکن......" مارک نے حیران ہو کر کہنا چاہا۔

"اس کلب کا مالک ڈابلر تین سال پہلے ہلاک ہو چکا ہے نانسنس۔ اس کی جگہ ایک فلسطینی نے لے رکھی تھی جس کا تعلق ریڈ ایگل سے ہے۔ اب وہ میرے ہاتھوں مارا جا چکا ہے۔ کلب میں اور بھی بہت سے فلسطینی موجود ہیں۔ ان سب کو تلاش کرو اور کلب ہمیشہ کے لئے بند کر دو"...... میگ نے کہا تو مارک نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ یہ سن کر اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات نمودار ہو گئے کہ کلب کا مالک ڈابلر تین سال قبل ہلاک ہو چکا تھا اور اس کی جگہ ایک فلسطینی نے لے رکھی تھی جو ڈابلر کے روپ میں اس کلب کا مالک بنا ہوا تھا۔

پارکنگ میں آتے ہی میگ اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے مارک کو وہاں سے جانے کا حکم دیا تھا۔ کچھ ہی دیر میں وہ کار میں سوار کلب کے احاطے سے نکلا جا رہا تھا۔

کلب سے کچھ دور آتے ہی اس نے جیب سے سیل فون نکالا کے نمبر پریس کرنے لگا۔

''جیک بول رہا ہوں باس''...... رابطہ ملتے ہی اس کے وائٹ سیکشن کے انچارج جیک کی آواز سنائی دی جو اپنی فورس کے ساتھ ایئر پورٹ پر موجود تھا۔

''تمہارے ساتھ فورس کے کتنے افراد ہیں جیک''...... میگ نے کرخت لہجے میں کہا۔

''بیس افراد ہیں باس''...... جیک کی آواز سنائی دی۔

''بیس افراد بے حد کم ہیں۔ تم فوری طور پر اپنے سیکشن سے مزید افراد منگواؤ اور انہیں لے کر تھرڈ ایسٹ کالونی کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ میں ریڈ سیکشن کے انچارج اور اس کی فورس کو بھی وہاں بھیج رہا ہوں اور میں خود بھی تھوڑی دیر میں وہاں پہنچ جاؤں گا''۔ میگ نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

''تھرڈ ایسٹ کالونی۔ کیا وہاں ریڈ کرنا ہے باس''...... جیک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ میں تمہیں ایک پتہ بتاتا ہوں اسے ذہن نشین کر لو اور جاتے ہی اس عمارت کے گرد پھیل جاؤ۔ اس عمارت سے ایک پرندہ بھی باہر نہیں آنا چاہئے۔ میرے آنے تک اگر کوئی اس عمارت میں جانے کی کوشش کرے تو تم نے اسے زندہ پکڑنا ہے۔ اس کے بعد کیا کرنا ہے یہ میں تمہیں خود وہاں پہنچ کر بتاؤں گا''...... میگ نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا اور پھر اس نے جیک کو چند مزید ہدایات دیں اور سیل فون آف کر دیا۔

''اب میں دیکھتا ہوں عمران کہ تم مجھ سے کیسے بچ کر نکلتے ہو''...... میگ نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا اور کار کی رفتار بڑھاتا چلا گیا جیسے وہ فورس پہنچنے سے پہلے اس علاقے میں پہنچ کر ایک نظر اس عمارت کو دیکھ لینا چاہتا ہو جس میں عمران اور اس کی ساتھی لڑکی کے ساتھ وائٹ ایگل بھی موجود تھا۔

وائٹ ایگل کا ایک دوست ڈی ایجنسی کے ریڈ سیکشن کا انچارج تھا۔ اس کا نام آسکر تھا۔ وائٹ ایگل ہر ماہ اس پر ہزاروں ڈالرز خرچ کرتا تھا اور آسکر اس کے عیوض وائٹ ایگل کو ڈی ایجنسی سے متعلق خبریں فراہم کرتا رہتا تھا۔ آسکر کو اس بات کا علم نہیں تھا کہ وائٹ ایگل کا تعلق فلسطینی گروپ ریڈ ایگل سے ہے۔ وہ اسے اسرائیل کے انڈر ورلڈ کا آدمی سمجھتا تھا جس سے اس کے گہرے تعلقات تھے اور چونکہ وائٹ ایگل اسے ہر معلومات کا اس کی توقع سے بڑھ کر معاوضہ دیتا تھا اس لئے اس نے وائٹ ایگل سے کبھی نہیں پوچھا تھا کہ اس کا تعلق انڈر ورلڈ کے کس گروپ یا کس تنظیم سے ہے۔ وہ وائٹ ایگل کو ہیڈلے کے نام سے جانتا تھا۔

آسکر اپنے آفس میں بیٹھا فون پر کسی سے بات کر رہا تھا کہ اسی لمحے دروازہ کھلا اور اسے ہیڈلے کا چہرہ دکھائی دیا تو آسکر کا چہرہ کھل اٹھا۔ اس نے فوراً فون پر کہا کہ وہ بعد میں بات کرے گا

اور پھر اس نے دوسری طرف سے کچھ سنے بغیر رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

”ہیڈلے تم اور اس وقت۔ تم نے آنے کی اطلاع ہی نہیں دی“...... آسکر نے اسے دیکھ کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”کیوں۔ کیا میں بغیر بتائے تمہارے پاس نہیں آ سکتا یا میں اگر بتا کر آتا تو تم یہاں میرے شاندار استقبال کی تیاری کرنے والے تھے“...... وائٹ ایگل نے مسکراتے ہوئے کہا تو آسکر بے اختیار ہنس پڑا۔ اس نے وائٹ ایگل سے پرتپاک انداز میں ہاتھ ملایا اور اسے اپنے سامنے کرسی پر بیٹھنے کا کہا تو وائٹ ایگل سر ہلا کر اس کے سامنے بیٹھ گیا۔

”کیا منگواؤں تمہارے لئے“...... آسکر نے پوچھا۔

”کچھ نہیں۔ مجھے کسی چیز کی طلب نہیں ہے۔ ضرورت ہوئی تو تم سے کہہ دوں گا“...... وائٹ ایگل نے کہا۔

”تم جب بھی آتے ہو ہمیشہ یہی کہتے ہو۔ اب تو تمہارے یہ الفاظ مجھے ازبر ہو چکے ہیں“...... آسکر نے مسکراتے ہوئے کہا تو جواب میں وائٹ ایگل بھی مسکرا دیا۔

”کیا کروں۔ میں اپنی تمام ضرورتیں پوری کر کے آتا ہوں۔ اپنی مرضی سے کھانے پینے والا انسان ہوں اس لئے کسی چیز کی طلب ہی محسوس نہیں ہوتی“...... وائٹ ایگل نے مسکرا کر کہا تو آسکر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

‘‘خیر کہو۔ کیسے آئے ہو’’...... آسکر نے پوچھا۔

‘‘بس چلا آیا ہوں تمہارے پاس’’...... وائٹ ایگل نے کہا۔

‘‘تم بغیر مطلب کے نہیں آیا کرتے۔ مجھے یقین ہے کہ ضرور تمہیں کوئی نہ کوئی مطلب ہی میرے پاس کھینچ لایا ہے’’...... آسکر نے اسی طرح سے مسکراتے ہوئے کہا اور وائٹ ایگل بھی مسکرا دیا۔

‘‘مطلب ہی سمجھ لو’’...... وائٹ ایگل نے کہا۔

‘‘کہو کیا بات ہے’’...... آسکر نے کہا۔

‘‘میں چاہتا ہوں کہ آج کا ڈنر تم میرے ساتھ کرو’’...... وائٹ ایگل نے کہا تو آسکر بے اختیار چونک پڑا۔

‘‘ڈنر۔ تمہارے ساتھ۔ کیوں اس کی کوئی خاص وجہ ہے اور کہاں کراؤ گے تم مجھے ڈنر’’...... آسکر نے کہا۔

‘‘ریڈ پرل کلب میں’’...... وائٹ ایگل نے کہا تو ریڈ پرل کلب کا نام سن کر آسکر بری طرح سے اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ ریڈ پرل کلب تل ابیب کا سب سے مہنگا نائٹ کلب تھا۔

‘‘تھینک یو۔ مگر اس نوازش کا مقصد بھی بتا دو’’...... آسکر نے اسی طرح حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

‘‘کوئی مقصد نہیں ہے’’...... وائٹ ایگل نے کہا۔

‘‘جھوٹ تو مت بولو۔ تم اور بغیر کسی غرض کے مجھے اس قدر مہنگے کلب میں ڈنر کراؤ گے’’...... آسکر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

‘‘یقین کرو کوئی مقصد نہیں ہے’’...... وائٹ ایگل نے کہا۔

‘‘تو پھر شاید تم مجھ سے مذاق کر رہے ہو’’...... آسکر نے کہا۔

‘‘نہیں۔ یہ مذاق بھی نہیں’’...... وائٹ ایگل نے کہا۔

‘‘تو پھر اچانک تمہیں مجھے ریڈ پرل کلب میں ڈنر کرانے کا خیال کیسے آ گیا’’...... آسکر نے سنجیدہ ہوتے ہوئے پوچھا۔

‘‘ایک ماہ پہلے تم نے مجھ سے اس کلب میں ڈنر کی فرمائش کی تھی یاد ہے یا نہیں’’...... وائٹ ایگل نے کہا۔

‘‘اوہ ہاں یاد آ گیا۔ تو کیا’’...... آسکر نے سوچتے ہوئے کہا۔

‘‘ہاں۔ وہ فرمائش مجھے یاد تھی۔ آج میرے پاس وقت بھی تھا اور ڈالرز بھی اس لئے میں نے سوچا کہ کیوں نہ تم سے کیا ہوا وعدہ ہی پورا کر لوں’’...... وائٹ ایگل نے کہا۔

‘‘تھینک یو۔ اب ایک بات بتاؤ’’...... آسکر نے کہا۔

‘‘پوچھو’’...... وائٹ ایگل نے کہا۔

‘‘آج کل میں تمہارا کوئی مال تو نہیں پکڑا گیا’’...... آسکر نے پوچھا۔

‘‘نہیں کیوں’’...... وائٹ ایگل نے پوچھا۔

‘‘بندرگاہ پر آج صبح ہی چھاپہ مارا گیا تھا اور لاکھوں روپے کا مال اور گاڑیاں پکڑی گئی ہیں۔ مجھے شک تھا کہ کہیں یہ تمہارا مال اور گاڑیاں نہ ہوں’’...... آسکر نے کہا۔

‘‘نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے’’...... وائٹ ایگل نے کہا۔

''پھر تو ڈبل شکریہ''...... آسکر نے مسکرا کر کہا۔

''اب بتاؤ کہ کب اور کہاں ملو گے''...... وائٹ ایگل نے پوچھا۔

''جہاں تم کہو''...... آسکر نے کہا۔

''آفس سے کب نکلتے ہو''...... وائٹ ایگل نے پوچھا۔

''آٹھ بجے تک فری ہو جاؤں گا''...... آسکر نے کہا۔

''بس تو ساڑھے آٹھ بجے میں ریڈ پرل کلب میں تمہارا انتظار کروں گا''...... وائٹ ایگل نے کہا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ آسکر نے چونک کر فون کی طرف دیکھا اور پھر اس نے وائٹ ایگل سے ایکسکیوز کرتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

''آسکر بول رہا ہوں''...... اس نے اپنے لہجے میں کرختگی پیدا کرتے ہوئے کہا اور پھر دوسری طرف کی بات سن کر وہ چونک پڑا۔

''اوہ۔ ٹھیک ہے۔ میں فورس لے کر دس منٹ تک پہنچ جاؤں گا جناب۔ آپ فکر نہ کریں''...... آسکر نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ وہ فون پر جس طرح مؤدبانہ انداز میں بات کر رہا تھا اس سے وائٹ ایگل کو اندازہ ہو گیا تھا کہ یہ کال ضرور کرنل رابرٹ یا اس کے نمبر ٹو میگ کی ہو گی کیونکہ آسکر ان کے انڈر ہی کام کرتا تھا اور فون پر بات کرتے ہوئے آسکر اس کی طرف عجیب سی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ جس سے وائٹ ایگل کو شبہ ہونے لگا کہ کال اس

سے متعلق نہ ہو۔ چند لمحے آسکر فون پر ہدایات سنتا رہا پھر اس نے طویل سانس لیتے ہوئے رسیور کریڈل پر رکھ دیا اور وائٹ ایگل کو گھورنے لگا اس کی آنکھوں میں حیرت ہی حیرت تھی۔

''کیا بات ہے تم مجھے اس طرح گھور کیوں رہے ہو اور کہاں ریڈ کرنے جا رہے ہو''...... وائٹ ایگل نے کہا۔

''تھرڈ ایسٹ کالونی میں آٹھ سو دس نمبر کی کوٹھی تمہاری ہی ہے نا''...... آسکر نے وائٹ ایگل کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

''ہاں کیوں''...... وائٹ ایگل نے چونک کر کہا۔

''مجھے اسی عمارت پر ریڈ کرنے کا حکم ملا ہے''...... آسکر نے کہا تو وائٹ ایگل چونک پڑا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ میری رہائش گاہ پر ریڈ۔ لیکن کیوں۔ کیا تم مجھ سے مذاق کر رہے ہو''...... وائٹ ایگل نے حیرت سے کہا۔

''یہ مذاق نہیں ہے۔ اگر تم میرے دوست نہ ہوتے تو میں تمہیں اسی وقت گرفتار کر لیتا''...... آسکر نے کہا۔

''اوہ۔ لیکن میری رہائش گاہ پر ریڈ کرنے کا حکم کسے نے دیا ہے تمہیں اور کیوں''...... وائٹ ایگل نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

''باس میگ کی کال تھی۔ ان کا حکم ہے کہ میں مسلح فورس کو لے کر فوراً اس عمارت پر پہنچوں۔ باس نے وائٹ گروپ کے انچارج جیک کو بھی فورس لے کر وہاں پہنچنے کا حکم دیا ہے۔ جیک آدمی لے کر نکلنے والا ہی ہو گا۔ باس خود بھی وہاں پہنچ رہا ہے اور اس نے

مجھے بھی فورس لانے کو کہا ہے۔ تمہارے پاس چند منٹ ہیں۔ ان منٹوں میں تم اپنے بچاؤ کے لئے جو کچھ کر سکتے ہو کر لو۔ تم اتفاق سے یہاں ہو اس لئے میں تمہیں یہ موقع دے رہا ہوں ورنہ شاید تمہیں یہ موقع بھی نہ ملتا کیونکہ باس تو کیا میں کسی کے سامنے بھی اس بات کا اقرار نہیں کر سکتا کہ میرے اور تمہارے دوستانہ تعلقات ہیں...... آسکر نے کہا۔

"شکریہ"...... وائٹ ایگل نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"شکریہ ادا کرنے کی بجائے وقت بچاؤ اور جا کر جو کر سکتے ہو کر لو۔ ہری اپ"...... آسکر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ایک بار پھر شکریہ"...... وائٹ ایگل نے کہا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور پھر وہ مڑ کر تیز تیز چلتا ہوا آسکر کے آفس سے نکلتا چلا گیا۔ وہ پارکنگ میں آیا اور پھر گاڑی لے کر وہ عمارت سے نکل آیا اور سڑک پر آتے ہی اس نے کار ہوا کی رفتار سے اڑانی شروع کر دی۔ ڈیڑھ دو فرلانگ دور نکل آنے کے بعد اس نے ڈیش بورڈ سے ٹرانسمیٹر نکال کر آن کیا اور پوائنٹ فائیو پر موجود اپنے آدمی کو کال کرنے لگا۔

"ہیلو ہیلو۔ وائٹ ایگل کالنگ۔ ہیلو۔ اوور"...... اس نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

"یس۔ کامبو اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... رابطہ ملتے ہی اس کے سیاہ فام کامبو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"کامبو۔ میری بات دھیان سے سنو اور اس پر فوراً عمل کرو۔ اوور"...... وائٹ ایگل نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ حکم۔ اوور"...... کامبو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ڈی ایجنسی کا ریڈ اور وائٹ سیکشن فورس لے کر پوائنٹ فائیو پر ریڈ کرنے پہنچ رہے ہیں۔ تم مہمانوں کو ساتھ لو اور فوری طور پر پوائنٹ فائیو کو خالی کر دو۔ تمہارے پاس صرف چند منٹ ہیں۔ مہمانوں کو لے کر وہاں سے نکل جاؤ اور پوائنٹ تھری پر پہنچ جاؤ۔ کچھ دیر تک میں بھی وہاں پہنچ جاؤں گا۔ اوور"...... وائٹ ایگل نے کہا۔

"اوہ۔ یس باس۔ میں ابھی مہمانوں کو لے کر یہاں سے نکلتا ہوں۔ اوور"...... کامبو نے کہا۔

"پوائنٹ فائیو پر کسی نے نہیں رکنا۔ عمارت سے نکلنے سے پہلے وہاں موجود ہر ثبوت تلف کر دینا۔ اوور"...... وائٹ ایگل نے کہا۔

"یس باس۔ میں سمجھ گیا ہوں۔ آپ فکر نہ کریں۔ ڈی ایجنسی کو اس عمارت میں کچھ نہیں ملے گا۔ اوور"...... کامبو نے کہا۔

"پوائنٹ فائیو سے نکلتے وقت پوری طرح چوکنے رہنا ایسا نہ ہو کہ نگرانی ہو رہی ہو اور کوئی تمہارے پیچھے لگ کر پوائنٹ تھری تک جا پہنچے۔ اوور"...... وائٹ ایگل نے کہا۔

"میں خیال رکھوں گا باس۔ اوور"...... کامبو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"فوراً عمل کرو۔ اوور"...... وائٹ ایگل نے کہا۔

"آپ کہاں ہوں گے باس۔ آپ کو بعد میں کہاں رپورٹ دی جائے۔ اوور"...... کامبو نے پوچھا۔

"میں پوائنٹ تھری کی طرف جا رہا ہوں۔ تم سے وہیں ملوں گا۔ تمہیں ہر حال میں مہمانوں کو میرے پاس بحفاظت پوائنٹ تھری پر پہنچانا ہے۔ اوور"...... وائٹ ایگل نے کہا۔

"یس باس۔ آپ فکر نہ کریں۔ میں مہمانوں کو لے کر آپ کے پاس آ رہا ہوں۔ اوور"...... کامبو نے کہا۔

"اوور اینڈ آل"...... وائٹ ایگل نے کہا اور رابطہ منقطع کر کے پھر ٹرانسمیٹر پر نئی فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے لگا اور پھر اس نے وائٹ ایگل کی حیثیت سے دوسری طرف کال دینی شروع کر دی۔

"یس باس۔ ایگل تھری بول رہا ہوں۔ پوائنٹ تھری سے۔ اوور"...... دوسری طرف رابطہ ملتے ہی مردانہ آواز سنائی دی۔

"پوائنٹ فائیو پر ریڈ ہونے والا ہے میں نے کامبو کو کال کر کے حکم دیا ہے کہ وہاں موجود تمام افراد کو لے کر پوائنٹ تھری پر پہنچ جائے۔ وہ سب کچھ ہی دیر میں تمہارے پاس پہنچ جائیں گے۔ ان کے ساتھ دو مہمان بھی ہیں۔ اپنے آدمیوں کے ساتھ ان دونوں مہمانوں کی حفاظت بھی تمہاری ذمہ داری ہے۔ میرے آنے تک تمہیں ان کا خیال رکھنا ہے۔ اوور"...... وائٹ ایگل نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ اوور"...... ایگل تھری نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"مہمانوں کے لئے خصوصی انتظام کرو اور پوائنٹ تھری کے ارد گرد اپنے آدمی پھیلا دو اور انہیں میری طرف سے ہدایات دے دو کہ اس بات کو چیک کریں کہ پوائنٹ تھری کی کوئی چیکنگ تو نہیں ہو رہی اور آنے والے ساتھیوں پر بھی وہ نظر رکھیں تاکہ اگر ان کا کوئی تعاقب کرتا ہوا وہاں پہنچے تو اس کا پتہ چلایا جا سکے۔ اوور"...... وائٹ ایگل نے کہا۔

"او کے باس۔ میں ابھی آدمی باہر بھیج دیتا ہوں۔ اوور"۔ ایگل تھری نے جواب دیا تو وائٹ ایگل نے اوور اینڈ آل کہہ کر اس سے رابطہ ختم کر دیا اور پھر اس نے ٹرانسمیٹر آف کر کے اسے ڈیش بورڈ میں رکھ کر ڈیش بورڈ بند کر دیا۔ اب اس کے چہرے پر قدرے اطمینان تھا۔ وہ اطمینان بھرے انداز میں کار ڈرائیو کرنے لگا۔

وائٹ ایگل، عمران کی ہدایات پر جارج کے بارے میں معلومات لینے کے لئے آسکر کے آفس میں آیا تھا اور اس نے جان بوجھ کر آسکر کو رات کے ڈنر کی آفر دی تھی۔ اس کا ارادہ تھا کہ وہ آسکر کو کلب میں بلا کر ڈنر کرانے کے ساتھ ساتھ سپیشل شراب بھی پلائے گا اور اتنی پلائے گا کہ وہ آؤٹ ہو جائے۔ آسکر آؤٹ ہونے کے بعد اسے ضرورت کی بہت سی معلومات فراہم کر دیتا تھا جس کا وائٹ ایگل پہلے بھی فائدہ اٹھا چکا تھا اور یہ اتفاق

ہی تھا کہ جب وہ آسکر کے پاس پہنچا تو اسی وقت میگ نے اسے کال کر دی اور آسکر کو مسلح افراد کے ساتھ اس کے سیکشن فائیو پر ریڈ کرنے کا حکم دیا۔ چونکہ آسکر اس کا دوست تھا اس لئے وہ اس کے پوائنٹ فائیو کے بارے میں جانتا تھا۔ اس لئے اس نے خود ہی وائٹ ایگل کو بتا دیا کہ اسے پوائنٹ فائیو پر ریڈ کرنے کا حکم ملا ہے۔ وہ اسے موقع دے رہا تھا کہ وہ اگر وہاں سے کچھ نکالنا چاہتا ہے تو نکال لے اور جو کچھ محفوظ کر سکتا ہے کر لے کیونکہ میگ اور وائٹ سیکشن کے انچارج جیک کی موجودگی میں وہ اس کی کوئی مدد نہیں کر سکے گا اور اسے اس عمارت سے جو کچھ بھی ملے گا اسے اپنی تحویل میں لینا ہی پڑے گا چاہے وہ اس کا مال ہو یا اس کے خاص آدمی۔

وائٹ ایگل حیران تھا کہ آخر میگ کو اس کے پوائنٹ فائیو کے بارے میں علم کیسے ہوا اور اس نے کس شک کی بنیاد پر اپنے دو سیکشنوں کو پوری فورس کے ساتھ اس کے پوائنٹ پر حملہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ وہ سوچ رہا تھا کہ کیا میگ کو اس بات کا کوئی کلیو ملا ہے کہ عمران اور اس کی ساتھی لڑکی اس عمارت میں موجود ہیں لیکن وہ کلیو کیا ہو سکتا ہے اور ایسا کون ہو سکتا ہے جو میگ کو اس بارے میں بتا سکتا ہو کہ اس نے عمران اور اس کی ساتھی لڑکی کو پوائنٹ فائیو میں چھپایا ہوا ہے۔ ریلوے کے ٹکٹس حاصل کرتے ہی وہ آسکر کے پاس پہنچ گیا تھا اور یہ بات واقعی اس کے گمان میں بھی

نہ تھی کہ اس قدر اہم خبر اسے ملے گی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر وہ آسکر کے پاس نہ آیا ہوتا تو ڈی ایجنسی کے دو سیکشنوں کے مسلح افراد خاموشی سے پوائنٹ فائیو پر پہنچ جاتے اور وہ دبوچ لئے جاتے۔ ایک طرح سے اس کا آسکر سے ملنے کے لئے آنا فائدہ مند ہی رہا تھا۔

وہ سوچتا رہا اور گاڑی فراٹے بھرتی رہی اس کے اندازے کے مطابق عمران اور اس کے ساتھیوں کو اس کے پہنچ جانے کے بعد ہی پوائنٹ تھری پر پہنچنا تھا۔ پوائنٹ تھری، پوائنٹ فائیو سے بارہ کلومیٹر دور شہر کے دوسرے حصے میں تھا۔

تقریباً آدھے گھنٹے کی مسلسل ڈرائیونگ کے بعد آخر کار وہ پوائنٹ تھری پہنچ گیا۔ اس نے کار پورچ میں کھڑی کی اور پھر کار سے اتر کر وہ تیز تیز چلتا ہوا اپنے آفس نما کمرے میں چلا آیا۔ آفس میں داخل ہو کر وہ سائیڈ کی دیوار کے پاس موجود ایک الماری کی طرف بڑھا۔ اس نے الماری کھولی اور پھر اس نے الماری کا ایک خفیہ خانہ کھول لیا۔ اس خانے میں ایک جدید ساخت کا کارڈ لیس فون موجود تھا جو سیٹلائٹ سے منسلک تھا۔ اس فون پر ہونے والی کال کو نہ تو کوئی سن سکتا تھا اور نہ ہی یہ کال ٹریس کی جا سکتی تھی۔

وائٹ ایگل فون سیٹ لے کر میز کی طرف بڑھا اور اپنی اونچی پشت والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے فون سیٹ آن کیا اور اس پر نمبر

پریس کرنے لگا۔ چند لمحے وہ بیل کی آواز سنتا رہا۔ پھر اس نے کال ڈسکنکٹ کی اور فون بند کر دیا۔ اس نے پوائنٹ فائیو پر کال کی تھی۔ اس کے ذہن میں یہی خیال ابھرا تھا کہ عمران، جولیا اور اس کے ساتھی پوائنٹ فائیو سے روانہ ہو چکے ہیں اسی لئے اس کی کال رسیو نہیں کی جا رہی تھی۔ وہ کچھ دیر انتظار کرتا رہا پھر اس نے دوبارہ فون سیٹ اٹھایا اور ری ڈائل کا بٹن پریس کر دیا۔ اس بار بیل کی آواز کے ساتھ ہی دوسری طرف سے رسیور اٹھا لیا گیا تھا۔

"یس"...... دوسری طرف سے ایک غراہٹ بھری آواز سنائی دی تو وائٹ ایگل بری طرح سے چونک پڑا۔

"کون بول رہا ہے"...... وائٹ ایگل نے آواز بدل کر کہا۔

"کس سے بات کرنی ہے"...... دوسری جانب سے پوچھا گیا آواز وائٹ ایگل کے لئے اجنبی تھی۔

"مس ریٹا سے بات کرنی ہے"...... وائٹ ایگل نے کہا۔

"کون مس ریٹا"...... دوسری جانب سے پوچھا گیا۔

"کیا یہ مس ریٹا کا نمبر نہیں ہے"...... وائٹ ایگل نے فرضی فون نمبر بتاتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ رانگ نمبر ہے یہ"...... دوسری جانب سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ منقطع ہو گیا۔ وائٹ ایگل نے بھی رسیور رکھ دیا۔ اسے یقین ہو گیا کہ اس کے ساتھی عمران اور جولیا کے ساتھ ڈی ایجنسی کی فورس کے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی نکل چکے ہیں

کیونکہ یہ آواز جو اس نے سنی تھی یہ اس کے کسی ساتھی کی نہیں تھی۔ یقیناً میگ مسلح فورس کے ساتھ پوائنٹ فائیو میں داخل ہو چکا تھا فون اس نے یا پھر اس کے کسی آدمی نے ہی رسیو کیا تھا۔ وائٹ ایگل نے فون آف کیا اور اسے میز پر رکھ دیا۔ پھر اس نے سائیڈ پر پڑے ہوئے انٹرکام کا بٹن پریس کیا۔

"یس باس"...... فوراً ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"ہمارے آدمی اور مہمان پہنچیں تو انہیں فوراً میرے پاس لے آنا"...... وائٹ ایگل نے کہا۔

"یس باس۔ آپ بے فکر رہیں۔ جیسے ہی کامبو اپنے آدمیوں اور مہمانوں کو لے کر یہاں آئے گا میں آپ کو فوراً مطلع کر دوں گا"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو وائٹ ایگل نے اوکے کہہ کر انٹرکام کا بٹن آف کر دیا۔ وہ ایک بار پھر سوچ میں ڈوب گیا۔ اس کی الجھن یہ تھی کہ ڈی ایجنسی نے پوائنٹ فائیو پر کس بنیاد پر ریڈ کیا ہے۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ اس کا کوئی آدمی ان کی نظروں میں آ گیا ہو۔ وہ سوچتا رہا اور وقت گزرتا رہا۔ پھر وہ تب چونکا جب دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی۔

"یس کم اِن"...... وائٹ ایگل نے کہا تو کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر آ گیا۔ اس کے ہاتھوں میں ایک ٹرے تھی جس پر چائے کا کپ رکھا ہوا تھا۔ وائٹ ایگل جب بھی یہاں آتا تھا اسے یہ آدمی خصوصی طور پر اپنے ہاتھ کی بنی ہوئی چائے بن

مانگے ہی لا کر پلاتا تھا کیونکہ وائٹ ایگل کو اس کے ہاتھوں کی بنی ہوئی چائے بے حد پسند تھی۔

''چائے لایا ہوں باس''...... اس آدمی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''بہت اچھا کیا ہے جیمز۔ مجھے اس وقت واقعی تمہارے ہاتھ کی بنی ہوئی چائے کی ہی طلب ہو رہی تھی''...... وائٹ ایگل نے مسکرا کر کہا تو جیمز نے ٹرے سے چائے کا کپ اٹھا کر اس کے سامنے رکھ دیا۔

''پوائنٹ فائیو سے کامبو اور اس کے ساتھی نہیں پہنچے اب تک''...... وائٹ ایگل نے پوچھا۔

''نو باس۔ ابھی تک تو کوئی نہیں آیا ہے''...... جیمز نے جواب دیا تو وائٹ ایگل نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''حیرت ہے۔ میں نے ایک گھنٹہ قبل کامبو سے بات کی تھی۔ اب تک تو اسے اپنے تمام ساتھیوں کو لے کر یہاں پہنچ جانا چاہئے تھا۔ آخر یہ لوگ کہاں رہ گئے''...... وائٹ ایگل نے ریسٹ واچ دیکھتے ہوئے کہا۔

''کامبو کو آپ دوبارہ کال کر لیں۔ ہو سکتا ہے وہ راستے میں ہی کہیں ہو''...... جیمز نے کہا تو وائٹ ایگل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ جیمز نے ٹرے اٹھائی اور مڑ کر واپس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا اور باہر نکل گیا۔ جوں جوں وقت گزرتا جا رہا تھا وائٹ ایگل کے چہرے پر تفکرات کی لکیریں گہری ہوتی جا

رہی تھیں۔ اس نے چائے کو ہاتھ تک نہ لگایا تھا۔ وہ کچھ دیر انتظار کرتا رہا پھر اس نے انٹرکام کا بٹن پریس کیا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے اس کے فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''ایگل تھری کو میرے پاس بھیجو''...... وائٹ ایگل نے کہا۔

''یس باس''...... فون سیکرٹری نے جواب دیا تو وائٹ ایگل نے بٹن پریس کر کے انٹرکام آف کر دیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس نے جینز اور سیاہ جیکٹ پہن رکھی تھی۔ اس کا سر گنجا تھا اور اس کے چہرے پر کرختگی اور سنجیدگی کے تاثرات نمایاں تھے جیسے وہ بے حد لڑاکا اور ہتھ چھٹ قسم کا بدمعاش ہو۔

''آپ نے مجھے بلایا باس''...... نوجوان نے اندر آ کر بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ ایک گھنٹے سے زیادہ وقت ہو چکا ہے راشد لیکن ابھی تک کامبو اپنے ساتھیوں اور مہمانوں کو لے کر یہاں نہیں پہنچا ہے۔ مجھے ان کی بے حد فکر ہو رہی ہے''...... وائٹ ایگل نے کہا۔

''ہو سکتا ہے باس کہ انہیں پوائنٹ فائیو سے نکلنے کا موقع ہی نہ ملا ہو اور وہ فورس کی وجہ سے عمارت میں ہی محصور ہوں''...... ایگل تھری نے کہا جس کا اصل نام راشد تھا۔

''میں نے پوائنٹ فائیو پر کال کی تھی۔ فورس اندر داخل ہو چکی

ہے۔ اگر ہمارے ساتھی ان کے ہاتھ لگ گئے ہوتے تو اب تک فورس وہاں سے انہیں لے کر نکل گئی ہوتی‘‘...... وائٹ ایگل نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

’’تو پھر باس کیا میں وہاں جا کر چیک کروں‘‘...... راشد نے سنجیدگی سے کہا۔

’’چند منٹ اور انتظار کر لو‘‘...... وائٹ ایگل نے کہا تو راشد نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے اچانک میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ چونک پڑے۔ چند لمحے وائٹ ایگل فون کو گھورتا رہا پھر تیسری گھنٹی بجتے ہی اس نے رسیور اٹھا لیا تھا۔

’’یس۔ کراؤن سپیکنگ‘‘...... وائٹ ایگل نے بھاری آواز میں کہا۔

’’مجھے زیرو ون سے بات کرنی ہے‘‘...... دوسری جانب سے کہا گیا۔ اس آواز کو سنتے ہی وائٹ ایگل کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمودار ہو گئے کیونکہ یہ اسی کے ایک آدمی کی آواز تھی۔

’’زیرو ون بول رہا ہوں‘‘...... وائٹ ایگل نے کہا۔

’’باس میں ایگل تھرٹین بول رہا ہوں‘‘...... دوسری جانب سے کہا گیا۔

’’یس ایگل تھرٹین۔ کیوں فون کیا ہے بولو‘‘...... وائٹ ایگل نے کہا۔

’’باس۔ میں نے پوائنٹ فائیو پر فون کیا تھا لیکن وہاں سے

ایک اجنبی آواز سنائی دی تھی اس لئے میں نے یہاں کال کیا ہے‘‘...... ایگل تھرٹین نے کہا۔

’’کوئی خاص بات تھی‘‘...... وائٹ ایگل نے پوچھا۔

’’یس باس۔ ابھی دو منٹ قبل میں نے پوائنٹ فائیو کی بلیو برڈ وین کو مضافات کی طرف جاتے دیکھا ہے اس میں آدمی بھرے ہوئے تھے‘‘...... ایگل تھرٹین نے کہا۔

’’اوہ۔ کتنے آدمی تھے اس میں‘‘...... وائٹ ایگل نے چونک کر پوچھا۔

’’کافی آدمی ہیں باس۔ وین کامبو ڈرائیو کر رہا تھا‘‘...... ایگل تھرٹین نے جواب دیا۔

’’ان کا کوئی تعاقب تو نہیں کر رہا تھا‘‘...... وائٹ ایگل نے تیز لہجے میں پوچھا۔

’’یس باس۔ دو گاڑیاں ان کے پیچھے لگی ہوئی تھیں۔ وہ ڈی ایجنسی کے ریڈ سیکشن کی گاڑیاں ہیں جن میں مسلح افراد بھرے ہوئے ہیں۔ لیکن فاصلہ کافی تھا‘‘...... ایگل تھرٹین نے کہا۔

’’ٹھیک ہے‘‘...... وائٹ ایگل نے کہا۔

’’کیا میں ان کی مدد کروں‘‘...... ایگل تھرٹین نے کہا۔

’’پہلے یہ بتاؤ کہ وہ مضافاتی علاقے کی طرف گئے ہیں یا کسی اور طرف‘‘...... وائٹ ایگل نے اسی طرح تیز لہجے میں کہا۔

’’یس باس۔ میں نے انہیں مضافات کی طرف ہی جاتے

ہوئے دیکھا تھا“...... دوسری جانب سے کہا گیا۔

”ٹھیک ہے کچھ آدمیوں کے ساتھ ان کا پیچھا کرو اور انہیں ریڈ سیکشن کے آدمیوں سے بچانے کی کوشش کرو۔ میں بھی ادھر پہنچ رہا ہوں“...... وائٹ ایگل نے کہا۔

”اگر مسلح افراد نے ہمیں روکنے کی کوشش کی تو“...... ایگل تھرٹین نے کہا۔

”تو تم وہی کرنا جو تمہیں کرنا چاہئے۔ بلیو برڈ وین اور اس میں موجود تمام افراد کو تمہیں ہر حال میں ان سے بچانا ہے۔ سمجھ گئے تم“...... وائٹ ایگل نے کہا۔

”یس باس۔ میں سمجھ گیا“...... ایگل تھرٹین نے جواب دیا۔

”جلدی کرو اور جاؤ ان کے پیچھے“...... وائٹ ایگل نے تیز لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ رسیور رکھتے ہی وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ فون کا لاؤڈر چونکہ پہلے سے آن تھا اس لئے اس کے ساتھی راشد نے بھی ساری باتیں سن لی تھیں۔

”میں آپ کے ساتھ چلوں باس“...... راشد نے کہا۔

”آ جاؤ اور پانچ مسلح افراد کو بھی ساتھ لے لو۔ ہمیں ان کی ضرورت پڑ سکتی ہے“...... وائٹ ایگل نے کہا اور پھر وہ تقریباً دوڑتے ہوئے انداز میں دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ راشد بھی اس کے پیچھے بھاگا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ ایک بڑی، انتہائی تیز رفتار اور مضبوط جیپ میں مضافات کی جانب اڑا چلا جا رہا تھا۔

وائٹ ایگل کا چہرہ ستا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر سنجیدگی دکھائی دے رہی تھی۔ سائیڈ سیٹ پر راشد بیٹھ گیا تھا جبکہ اس کے پانچ مسلح ساتھی عقبی سیٹوں پر بیٹھ گئے تھے۔

حصہ اول ختم ہوا

عمران سیریز
جہنم سے فرار
ظہیر احمد

محترم قارئین!
السلام علیکم:۔

میرے نئے ناول ''جہنم سے فرار'' کا دوسرا اور آخری حصہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ ناول جس تیز رفتاری سے آگے بڑھ رہا ہے اور ایکشن کی حدوں کو چھو رہا ہے اس لئے مجھے یقین ہے کہ اسے پڑھنے کے لئے آپ یقیناً بے قرار ہوں گے۔

میں آپ کا زیادہ وقت نہ لیتے ہوئے صرف اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ جدید دور میں موبائل اور انٹرنیٹ آنے کی وجہ سے ہم سب خطوط کی دنیا کو چھوڑ چکے ہیں۔ موبائل اور انٹرنیٹ سے میسج اور پیغامات کا سلسلہ شروع کر دیا گیا ہے جس سے ہماری قدیم تہذیب اور آدھی ملاقات کا ذریعہ تقریباً ختم ہو کر رہ گیا ہے۔ ایک وقت ہوتا تھا جب ہر کوئی اپنے عزیز، رشتہ داروں، دوستوں اور خاص طور پر مصنفین کو خطوط لکھ کر اپنی پسند اور ناپسند کا اظہار کرتے تھے۔ اُس دور میں، میں بھی بچوں کے ایک رائٹر کا مداح رہا ہوں اور انہیں مسلسل خطوط لکھتا رہا ہوں جن کے کبھی جواب ملتے تھے اور کبھی نہیں لیکن میں جو ناول بھی پڑھتا تھا اس ناول کے بارے میں جو بات مجھے پسند آتی یا نہ آتی تو میں اس کے بارے میں اس مصنف کو خط ضرور لکھتا تھا۔ مجھے یہ یقین ہوتا تھا کہ مجھے جواب ملے یا نہ ملے لیکن میرا خط ان تک پہنچ جائے گا اور انہیں میری پسند اور نا

پسند کا یقیناً علم ہو جائے گا اور آئندہ آنے والے ناولوں میں مجھے وہ سب کچھ پڑھنے کو ملے گا جو مجھے پسند ہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوتا تھا۔ آپ کے خطوط آتے تو ہیں لیکن ان کی تعداد کم ہو گئی ہے۔ کچھ خطوط ایسے ہوتے ہیں جنہیں شائع نہ کرنا ہی بہتر ہوتا ہے۔ یہ نہیں کہ ان خطوط میں مجھے صرف تنقید سے ہی نوازا گیا ہے۔ وہ خطوط تعریفی ہی ہوتے ہیں لیکن ان میں ایسی کوئی بات نہیں ہوتی جسے خصوصی طور پر شائع کیا جا سکے۔ مثال کے طور پر مجھے سو سے زائد نئے ناولوں کے نام لکھ کر بھیج دیئے جاتے ہیں یا نئی کہانیوں کے ایسے آئیڈیئے دیئے جاتے ہیں جن پر کام کرنا مشکل ہی نہیں ناممکن بھی ہوتا ہے۔ اس لئے چاہتے ہوئے بھی میں ان صفحات میں خطوط شائع کرانے سے رہ جاتا ہوں۔ اس لئے آپ سے التجا ہے کہ آپ مجھے ایک عدد خط ضرور لکھا کریں جو اتنا دلچسپ ہو کہ آپ بھی پڑھیں اور دوسرے قارئین بھی تاکہ وہ میرے ناولوں کے ساتھ ساتھ آپ کے خطوط کو بھی سراہ سکیں۔ امید ہے آپ میری اس درخواست کو ضرور قبول کریں گے اور آج ہی خط لکھ کر مجھے ارسال کریں گے۔

اب اجازت دیں۔

اللہ آپ سب کا حامی و ناصر ہو۔

آپ کا مخلص

ظہیر احمد

جو افراد کمرے میں دوڑتے ہوئے اچانک داخل ہوئے تھے ان کی تعداد چار تھی۔ یہ دیکھ کر جولیا اور عمران کے ساتھ ساتھ کامبو کے چہرے پر بھی سکون آ گیا کہ وہ ان کے ہی ساتھی تھے جو اس پوائنٹ پر موجود تھے۔ ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔

”بلیو برڈ وین تیار ہے۔ ہمیں فوراً یہاں سے نکلنا ہے“...... ان میں سے ایک آدمی نے کامبو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو کامبو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”مسلح افراد کہاں ہیں۔ کیا وہ ابھی اندر نہیں آئے ہیں“۔ عمران نے پوچھا۔

”نہیں۔ وہ باہر ہی موجود ہیں۔ انہوں نے عمارت کے گرد گھیرا تنگ کر دیا ہے اور وہ وہیں رک گئے ہیں جیسے وہ کسی کا انتظار کر رہے ہیں“...... اسی نے کہا۔

”ہم ان کے گھیرے کو توڑ کر کیسے نکلیں گے“...... جولیا نے

پوچھا۔

"آپ فکر نہ کریں۔ یہ لوگ ہمیں نہیں پکڑ سکیں گے۔ میں نے تمام انتظامات مکمل کر لئے ہیں۔ ہم یہاں سے نکل جائیں گے"...... کامبو نے کہا۔

"لیکن کیسے"...... جولیا نے کہا۔

"یہ سب آپ مجھ پر چھوڑ دیں"...... کامبو نے کہا۔

"تو چلو جلدی۔ اب کس بات کا انتظار ہے"...... عمران نے کہا تو کامبو نے اثبات میں سر ہلایا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا وہ سب اس کے پیچھے لپکے۔ کامبو انہیں لے کر ایک تہہ خانے میں آ گیا۔ کامبو کے اشارے پر اس کے ایک ساتھی نے کونے پر موجود فرش میں بنا مین ہول جیسا ڈھکن کھول دیا۔ ہول کا ڈھکنا ہٹتے ہی انہیں لوہے کی سیڑھیاں نظر آئیں۔

"نیچے اتریں جلدی"...... کامبو نے کہا تو عمران نے جولیا کو اشارہ کیا۔ جولیا فوراً ہول کی طرف بڑھی اور پھر وہ لوہے کی سیڑھیوں سے نیچے اترتی چلی گئی۔ اس کے بعد عمران نیچے اترا اور پھر کامبو اور پھر اس کے ساتھی ایک ایک کر کے نیچے اترتے چلے گئے۔ آخری آدمی نے ہاتھ بڑھا کر ہول کا ڈھکنا بند کر دیا تھا۔ ڈھکن بند ہوتے ہی وہاں اندھیرا پھیل گیا لیکن چند لمحوں بعد وہاں روشنی پھیلتی چلی گئی۔ عمران نے دیکھا کہ ان میں سے ایک نے دیوار میں لگا ہوا سوئچ دبا کر روشنی کی تھی۔ عمران نے مین ہول کا

جائزہ لیا۔ یہ مین ہول متروک ہو چکا تھا کیونکہ سرنگ بالکل خشک تھی اور اس قسم کی بدبو آ رہی تھی جیسے سالہا سال سے بند رہنے والی عمارت کے کمروں سے آتی ہے۔ وہ آگے بڑھتے چلے گئے۔ دو سو قدم چلنے کے بعد پھر سیڑھیاں آ گئیں اور وہ اوپر چڑھنے لگے۔ مین ہول کا ڈھکنا ہٹا دیا گیا تھا عمران بھی اوپر پہنچ گیا۔ یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ کمرے کا دروازہ کھول کر وہ جیسے ہی باہر آئے تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔ کیونکہ اب وہ جس کمرے میں پہنچے تھے وہ کمرہ نہیں تھا بلکہ ایک گیراج تھا اور وہاں ایک مضبوط اور انتہائی تیز رفتار نیلے رنگ کی بلیو برڈ وین کھڑی تھی۔ وین کی ڈرائیونگ سیٹ کامبو نے سنبھال لی۔ سیٹ چونکہ خاصی بڑی تھی اس لئے عمران اور جولیا سائیڈ والی سیٹ پر بیٹھ گئے جبکہ کامبو کے باقی آدمی وین کے عقبی حصے میں بیٹھتے چلے گئے۔ کامبو نے ڈیش بورڈ سے ایک چھوٹا سا ریموٹ کنٹرول نکال لیا اور پھر جیسے ہی اس نے ریموٹ کنٹرول کا رخ دروازے کی طرف کر کے اسے آپریٹ کیا دروازہ خود بخود کسی شٹر کی طرح اوپر کی طرف کھلتا چلا گیا۔ دروازہ کھلتے ہی کامبو نے وین سٹارٹ کی اور اسے بیک کرتا ہوا گیراج سے باہر لے آیا۔ گیراج سے باہر آ کر اس نے ریموٹ آلے کا رخ ایک بار پھر دروازے کی طرف کر کے کوئی بٹن پریس کیا تو گیراج کا دروازہ اسی طرح خود بخود بند ہو گیا جس طرح وہ کھلا تھا۔

وین اب ایک چھوٹی سی سڑک پر تھی۔ یہ سڑک ایک طرف سے

بند تھی۔ کامبو نے وین موڑی اور تیزی سے سامنے والے راستے کی
طرف بڑھاتا لے گیا۔ وین گلی سے نکل کر جیسے ہی عمارت والی
سڑک پر آئی عمران یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ سڑک کی پوری طرح
سے ناکہ بندی کی جا چکی تھی اور سڑک کے اختتام پر کئی گاڑیاں نظر
آ رہی تھیں ان گاڑیوں کے پاس مسلح افراد کھڑے تھے۔

"لگتا ہے ہم ان کے گھیرے میں آ جائیں گے"...... کامبو نے
ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"کیا اور کوئی راستہ نہیں تھا"...... عمران نے پوچھا۔

"نہیں۔ جس گلی میں گیراج ہے وہ آگے جا کر بند ہو جاتی ہے
اس لئے ادھر آنا پڑا ہے"...... کامبو نے جواب دیا۔ اسی لمحے
سامنے سے دو مسلح افراد دوڑ کر اس طرف آئے۔ ان کے ہاتھوں
میں مشین گنیں تھیں اور وہ اشارے سے انہیں وین روکنے کا کہہ
رہے تھے۔

"لو وہ رکنے کا اشارہ کر رہے ہیں"...... عمران نے ہونٹ بھینچتے
ہوئے کہا۔

"جس طرف سے یہ دونوں آ رہے ہیں۔ اسی سائیڈ میں ایک
اور سڑک ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو ان دونوں کو وین سے اُڑا
کر میں اس سڑک پر جا سکتا ہوں"...... کامبو نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اُڑا دو انہیں"...... عمران نے ہونٹ بھینچ کر کہا تو
کامبو کے چہرے پر کرختگی ابھر آئی۔ اس نے جان بوجھ کر وین کی

رفتار کم کرنی شروع کر دی۔ اس کا انداز ایسا ہی تھا جیسے وہ گاڑی
روک رہا ہو۔ مگر مسلح افراد کے پاس پہنچتے ہی اس نے اچانک پیڈل
دبایا اور وین کی رفتار ایک جھٹکے سے بڑھا دی۔ مسلح افراد جو وین
رکتے دیکھ کر اپنی مشین گنیں نیچے کر چکے تھے مار کھا گئے۔

وین ان پر چڑھتی چلی گئی۔ وین ان دونوں کو کچلتی ہوئی تیزی
سے آگے بڑھی اور پھر کامبو نے بڑے ماہرانہ انداز میں وین کو
سائیڈ میں نظر آنے والی دوسری سڑک کی طرف گھما دیا۔ اس طرف
بھی چند مسلح افراد موجود تھے۔ اس سے پہلے کہ مسلح افراد کچھ سمجھتے۔
کامبو نے یکلخت پیڈل دبایا اور دوسرے لمحے وین انتہائی تیز رفتاری
سے مسلح افراد کی طرف بڑھی۔ مسلح افراد نے بمشکل دائیں بائیں کود
کر خود کو وین کے نیچے آنے سے بچایا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ اٹھ
کر وین پر فائرنگ کرتے، کامبو وین روکے بغیر تیزی سے آگے
بڑھاتا لے گیا۔

"سامنے کوئی نہیں ہے۔ اب ہم یہاں سے نکل سکتے ہیں"۔
کامبو نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور وین تیزی سے سامنے والی
سڑک کی طرف دوڑاتا لے گیا۔ عقب سے مسلح افراد نے سنبھلتے ہی
وین پر فائرنگ کی لیکن اس وقت تک کامبو وین ان سے دور لے
آیا تھا اور پھر آگے جاتے ہی اس نے وین ایک اور سڑک پر موڑی
اور پھر وہ وین کو مختلف سڑکوں پر گھماتا ہوا آگے بڑھاتا لے گیا۔

"اس خیال میں مت رہنا کہ وہ تعاقب نہیں کریں گے۔ وہ نہ

صرف پیچھے آئیں گے بلکہ شہر بھر کی اسکوارڈ کاروں کو ہمیں گھیرنے کے لئے ہمارے راستے میں جمع کر ڈالیں گے“...... عمران نے کہا۔

”بالکل صحیح کہا آپ نے۔ میں ڈائریکٹ پوائنٹ تھری پر جانے کی بجائے وین مضافات کی جانب لے چلتا ہوں“...... کامبو نے کہا۔

”کیوں۔ مضافات کی طرف کیوں“...... عمران نے پوچھا۔

”شہر کی نسبت وہاں نکل جانے کے امکانات بہت زیادہ ہیں“...... کامبو نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ پھر مضافات ہی کی جانب چلو“...... عمران نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

”ہونہہ۔ وہ ہمارے پیچھے لگ چکے ہیں“...... کامبو نے بیک ویو مرر میں دیکھتے ہوئے کہا۔ عمران نے بھی بیک ویو مرر میں دیکھا تو اسے اپنے عقب میں دو گاڑیاں آتی دکھائی دیں جو برق رفتار سے ان کے پیچھے آ رہی تھیں۔

”دو گاڑیاں ہیں اور کافی پیچھے ہیں“...... جولیا نے کہا۔

”ابھی اور آئیں گی۔ ممکن ہے آگے سے راستہ بند کرنے کی کوشش کریں اس لئے آگے کا زیادہ خیال رکھو“...... عمران نے کہا۔

”بہت بہتر جناب“...... کامبو نے کہا۔

”یہ بتاؤ پوائنٹ تھری کے علاوہ قریب میں اور کوئی ٹھکانہ ہے یا نہیں“...... عمران نے پوچھا۔

”نہیں۔ باس کے باقی ٹھکانے بہت دور ہیں۔ ہم وہاں نہیں پہنچ سکیں گے“...... کامبو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ تعاقب کرنے والی گاڑیاں ہر ممکن کوشش کے باوجود ان کی وین سے فاصلہ کم نہیں کر سکی تھیں۔ کامبو کافی ماہر ڈرائیور معلوم ہو رہا تھا وہ وین یوں اُڑائے لئے جا رہا تھا جیسے وہ کسی جیٹ جہاز میں ہو اور اسے ہوا میں اُڑانے کے لئے رن وے پر دوڑا رہا ہو۔ کچھ دیر بعد وہ مضافاتی علاقے میں پہنچ گئے۔ شہر کافی پیچھے رہ گیا تھا اور کھیتوں کے سلسلے سڑک کے دونوں سمت شروع ہو گئے تھے۔

سڑک پر بھوسے سے بھرے کئی اوپن ٹرالر گزر رہے تھے۔ کامبو تیز رفتاری کے باوجود احتیاط سے وین ان سے بچاتا ہوا آگے لے جا رہا تھا۔ مسلح افراد کی گاڑیاں بدستور پیچھے تھیں اور یہاں آتے ہی چونکہ وین کی رفتار قدرے کم ہو گئی تھی اس لئے مسلح افراد کی گاڑیاں ان کے قریب آتی جا رہی تھیں۔

”بھوسے کی کسی گاڑی کو اس طرح سائیڈ مارو کہ بھوسہ سڑک پر بکھرتا چلا جائے“...... عمران نے کہا۔

”ویری گڈ آئیڈیا جناب“...... کامبو نے کہا اور پھر اس نے بڑی ہوشیاری سے ایک ٹرالر کے پاس سے گزرتے ہوئے اسے سائیڈ مار دی۔ ٹرالر اس ٹکر سے سڑک پر بری طرح سے لہرا گیا اس سے پہلے کہ ٹرالر کا ڈرائیور ٹرالر سنبھالتا کامبو نے ایک بار پھر ٹرالر کو مخصوص انداز میں سائیڈ مار دی۔ اس بار ٹرالر کا ڈرائیور ٹرالر نہ

سنبھال سکا۔ ٹرالر ترچھا ہوا اور الٹ کر سڑک پر گرتا چلا گیا اور اس پر لدا ہوا بھوسہ سڑک پر پھیلتا چلا گیا۔ جیسے ہی بھوسہ سڑک پر گرا عمران جو سائیڈ سیٹ پر بیٹھا تھا اس نے جیب سے مشین پسٹل نکالا اور پھر اس نے ہاتھ کھڑکی سے باہر نکال کر سڑک پر بکھرے ہوئے بھوسے پر فائرنگ کر دی۔ تڑتڑاہٹ کی تیز آواز سے ماحول گونج اٹھا۔ دوسرے لمحے شعلہ سا لپکا اور بھوسہ دھڑا دھڑ جلنے لگا۔

''گڈ شو۔ اب انہیں ہمارے پیچھے آنے کا موقع نہیں ملے گا''۔ کامبو نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس نے وین کی رفتار بڑھا دی۔

''ہاں۔ اس موقع کا فائدہ اٹھاؤ اور اب محفوظ ٹھکانے کی جانب نکل چلو''...... عمران نے کہا۔

''یہ سڑک بہت لمبی ہے جناب''...... کامبو نے کہا۔

''کیا مطلب''...... عمران نے پوچھا۔

''مطلب یہ ہے کہ یہ سڑک تیس کلو میٹر لمبی ہے اور راستے میں کسی جگہ کوئی دوسرا موڑ نہیں ہے۔ ہمیں یہاں سے نکلنے میں وقت لگ جائے گا''...... کامبو نے کہا۔

''ہونہہ''...... عمران کے حلق سے غراہٹ نما آواز نکلی۔

''تیس کلو میٹر کے بعد سڑک چار مختلف راستوں کی طرف جاتی ہے۔ وہاں سے ہم کسی بھی سمت نکل سکتے ہیں جناب''...... کامبو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ہونہہ۔ تب تک ڈی فورس مختلف راستوں سے گزر کر ہمیں گھیرنے آ جائے گی''...... عمران نے کہا۔

''مجبوری ہے جناب''...... کامبو نے کہا۔

''ہونہہ۔ گاڑی روکو''...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''کوئی خاص بات جناب''...... کامبو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے وین کی رفتار کم کی اور وین سڑک کی سائیڈ پر روک دی۔ عمران نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا تھا۔ جیسے ہی وین رکی اس نے اپنی سائیڈ کا دروازہ کھولا اور پھر وہ وین سے اترنے کی بجائے وین کی چھت پکڑ کر اوپر چڑھتا چلا گیا۔ وین کی چھت پر پہنچ کر وہ چاروں طرف کا جائزہ لینے لگا۔

''یہ تم کیا کر رہے ہو''...... جولیا نے وین سے باہر آ کر اس کی طرف دیکھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کچھ نہیں۔ تم وین میں بیٹھو جلدی''...... عمران نے کہا۔ جولیا چند لمحے حیرت سے اسے دیکھتی رہی پھر اس نے عمران کو وین کی چھت سے چھلانگ لگا کر نیچے اترتے اور سڑک کی سائیڈ پر موجود ایک درخت کی طرف بڑھتے دیکھا۔ عمران بھاگتا ہوا اس درخت کی طرف بڑھا اور پھر وہ اس درخت پر بندروں کی سی پھرتی سے چڑھتا چلا گیا۔ درخت کی بلندی پر آ کر وہ ایک جگہ رکا اور پھر اس نے بلندی سے سڑک اور کھیتوں کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ دور تک کھیت ہی کھیت پھیلے ہوئے تھے۔ چونکہ عمران ایک اونچے درخت پر

تھا اس لئے اسے دور سڑک پر آگ کے شعلے بھی دکھائی دے رہے تھے۔ یہ وہی آگ تھی جو اس نے فائرنگ کر کے سڑک پر بکھرے ہوئے بھوسے میں لگائی تھی۔

آگ کے شعلوں میں عمران نے دور سڑک پر مزید سیاہ رنگ کی گاڑیاں دیکھیں جو تیزی سے آگے بڑھی آ رہی تھیں یہ ویسی ہی گاڑیاں تھیں جو اس نے پوائنٹ فائیو کی عمارت کے باہر دیکھی تھیں اور ظاہر ہے یہ گاڑیاں ڈی ایجنسی کی فورس کی گاڑیاں تھیں جو اس طرف آ رہی تھیں۔ وہ کسی بھی وقت سڑک پر جلتا ہوا بھوسہ ہٹا کر یا پھر گاڑیاں کھیتوں سے نکال کر جلتے ہوئے بھوسے سے بچ کر سڑک کے دوسرے حصے پر آ سکتے تھے۔

عمران نے سڑک کی دوسری طرف دیکھا۔ سڑک بالکل سیدھی جا رہی تھی۔ عمران نے سڑک کی دونوں اطراف کا جائزہ لیا اور اس کے لبوں پر مسکراہٹ ابھر آئی سڑک کے دونوں طرف بے شمار پگڈنڈیاں اور کچے راستے نظر آ رہے تھے عمران نے ایسے ہی ایک راستے کا انتخاب کیا اور درخت سے اتر آیا۔

''چلو''...... عمران نے آ کر وین میں بیٹھتے ہوئے کہا۔

''کوئی خاص بات جناب''...... کامبو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ جہاں بھوسے میں آگ لگائی ہے،وہاں اب سات آٹھ گاڑیاں موجود ہیں''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ تو کیا وہ جلتے ہوئے بھوسے سے بچ کر نکل آئے ہیں''...... کامبو نے ہونٹ سکوڑ کر کہا۔

''نہیں۔ وہ لوگ جلتے ہوئے بھوسے سے سڑک صاف کئے بغیر آگے نہیں بڑھ سکیں گے لیکن اگر انہوں نے گاڑیاں کھیتوں میں اتار لیں تو وہ جلتے ہوئے بھوسے سے بچ کر نکل آئیں گے''۔ عمران نے کہا۔

''پھر تو وہ بہت جلد دوبارہ ہمارا تعاقب شروع کر دیں گے''...... کامبو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''ہاں اور اب جیسا میں کہوں ویسا ہی کرتے رہو''...... عمران نے کہا اور سڑک کو بغور دیکھنے لگا تا کہ انتخاب کئے ہوئے کچے راستے کو پہچان کر وین اس طرف لے جا سکے۔

''ٹھیک ہے جناب۔ بتائیں کیا کرنا ہے''...... کامبو نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے وین آگے بڑھا دی۔

''سیدھے چلتے رہو''...... عمران نے کہا تو کامبو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''اب جو کچا راستہ دائیں طرف آئے گا اس پر گاڑی موڑ لینا''...... عمران نے کہا۔

''بہت بہتر جناب مگر کیا آپ راستوں سے واقف ہیں''۔ کامبو نے عمران کے بتائے ہوئے کچے راستے پر وین اتارتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ کیا تم واقف ہو''...... عمران نے الٹا اس سے پوچھا۔

"جی ہاں۔ میں ان راستوں کے بارے میں تھوڑا بہت جانتا ہوں۔ زیادہ اس لئے نہیں جانتا کہ ہمارا ان اطراف میں زیادہ آنا جانا نہیں ہوتا اس لئے سیدھی سڑک کے علاوہ دوسرے راستے سے کم ہی واقف ہوں"...... کامبو نے کہا۔

"ہونہہ۔ تم یہاں رہ کر بھی ان راستوں کے بارے میں نہیں جانتے تو میں دیار غیر کے راستوں کے بارے میں بھلا کیسے واقف ہوسکتا ہوں"...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

"تو پھر آپ مجھے اس راستے پر کیوں لائے ہیں"...... کامبو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے اور میری مسز کو کھیت دیکھنے کا شوق ہے۔ کیوں ڈیئر میں ٹھیک کہہ رہا ہوں نا"...... عمران نے مسکرا کر پہلے کامبو سے اور پھر جولیا سے مخاطب ہو کر کہا تو جولیا اسے گھور کر رہ گئی جبکہ عمران کی بات سن کر کامبو نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے تھے۔ وہ وین روکے بغیر آگے بڑھاتا لے جا رہا تھا۔ عمران ونڈ سکرین سے وہ نشانیاں دیکھ رہا جو اس نے درخت پر چڑھ کر دیکھیں اور ذہن نشین کی تھیں۔ تھوڑی دیر میں وہ ایک ٹیوب ویل کے پاس پہنچ گئے جہاں ایک چھوٹا سا کیبن بنا ہوا تھا۔

"وین اس کیبن کے عقب میں لے جا کر روک لو"...... عمران نے کہا تو کامبو چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"مجھے بعد میں دیکھتے رہنا۔ جو کہہ رہا ہوں ویسا ہی کرو"۔

عمران نے کہا۔ اس بار اس کا لہجہ بے حد سخت تھا۔ اس کی بات سن کر کامبو نے اثبات میں سر ہلایا اور وین ٹیوب ویل کے ساتھ بنے ہوئے کیبن کے عقب میں لے جا کر روک دی۔

"اب جناب"...... کامبو نے وین روک کر پوچھا لیکن عمران جواب دینے کے بجائے وین سے اتر کر ایک بار پھر وین کی چھت پر جا چڑھا پھر دو منٹ بعد وہ چھت سے اترا اور وین میں بیٹھ گیا۔

"چلو۔ سامنے درختوں کے جھنڈ کی طرف تیز رفتاری سے چلو۔ ڈی ایجنسی کی فورس جلتے ہوئے بھوسے سے نکل کر سڑک پر پہنچ چکی ہے اور وہ تیزی سے آ رہے ہیں اور اب ان کی تعداد زیادہ ہے"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ کیا وہ اسی جانب آ رہے ہیں"...... کامبو نے بری طرح سے چونکتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ وہ پکی سڑک پر ہیں"...... عمران نے کہا۔

"یہ راستہ کہاں نکلے گا جناب"...... کامبو نے کہا۔

"درختوں کے جھنڈ سے نکلو۔ آگے ایک اور پکی سڑک ہے۔ ہمیں اس سڑک پر پہنچنا ہے"...... عمران نے کہا تو کامبو نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ کچے راستے پر وین دوڑاتا لے گیا۔ درختوں کے جھنڈ میں آتے ہی وہ وین ان راستوں پر دوڑانے لگا جن راستوں کی طرف عمران اسے جانے کا کہہ رہا تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ درختوں کے جھنڈ سے نکل کر ایک کھیت میں آ گئے۔ اس

طرف ایک تنگ راستہ تھا مگر وین اس پر دوڑ سکتی تھی۔ کامبو محتاط انداز سے ڈرائیو کرتا رہا۔ دس منٹ بعد وہ پکی سڑک پر تھے۔

''ان لوگوں کو یہاں تک پہنچنے میں بیس پچیس منٹ لگ جائیں گے۔ کیونکہ کافی دور جا کر یہ سڑک اس طرف مڑتی ہے اور وہ اسی راہ سے آئیں گے''...... پکی سڑک پر پہنچتے ہی کامبو نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کہا۔

''اب جلد از جلد پوائنٹ تھری پر پہنچنے کی کوشش کرو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ سڑک کے اختتام پر وہ لوگ ہمارے استقبال کے لئے پہنچ جائیں اور ساری محنت دھری رہ جائے''...... عمران نے کہا۔

''اب ایسا نہیں ہوگا جناب۔ اب ہم پوائنٹ تھری پر ہی پہنچ کر دم لیں گے''...... کامبو نے دانت نکالتے ہوئے کہا تو جواب میں عمران نے بھی اسی کے انداز میں دانت نکال دیئے۔

کامبو وین کی رفتار بڑھاتا چلا گیا۔ مضافاتی علاقے سے نکل کر وہ شہری علاقے کی طرف آ گئے۔ سامنے شہر کی عمارتیں قریب آتی جا رہی تھیں اور بظاہر سڑک صاف اور ہر قسم کی گاڑیوں سے پاک نظر آ رہی تھی۔ کامبو اطمینان سے وین ڈرائیور کر رہا تھا جیسے وہ ہر قسم کا خطرہ بہت پیچھے چھوڑ آیا ہو لیکن پھر جیسے ہی وہ شہری حدود میں داخل ہوئے اس کے ساتھ عمران اور جولیا بھی بری طرح سے چونک پڑے۔ اگر کامبو نے بریک لگانے میں کسی سستی کا مظاہرہ کیا ہوتا تو وہ ایک خوفناک حادثے سے دو چار ہو جاتے۔ کیونکہ اچانک

ہی دائیں بائیں سمت کی عمارتوں کی آڑ سے دس بارہ بڑی بڑی جیپوں نے سڑک پر آ کر راستہ روک دیا تھا۔ پھر جیسے ہی اس نے جیپ بیک کی بیک وقت کئی فائر ہوئے اور ایک دھماکے سے وین کا اگلا ٹائر برسٹ ہوتا چلا گیا۔ اس سے پہلے کہ وین الٹتی، کامبو نے انتہائی ماہرانہ انداز میں وین کو روک لیا۔ جیسے ہی وین رکی مسلح افراد سے بھری جیپیں تیزی سے ان کی جانب بڑھنے لگیں۔

''اپنے ساتھیوں سے کہو کہ وہ وین سے نکلیں اور ان جیپوں پر فائر کریں۔ ہری اپ''...... عمران نے تیز لہجے میں کہا تو کامبو نے فوراً عقبی کھڑکی کھولی اور وین کے عقبی حصے میں موجود اپنے مسلح ساتھیوں کو ہدایات دینے لگا۔ اس کا حکم سنتے ہی اس کے ساتھی اسلحہ لے کر وین کا عقبی دروازہ کھول کر باہر آئے اور انہوں نے وین کی آڑ لے لی۔ عمران نے جولیا کو اشارہ کیا اور جیب سے مشین پسٹل نکال کر وین کا دروازہ کھول کر اس کے پیچھے چھپ گیا اور اس نے مشین پسٹل دروازے کی کھڑکی سے لگا دی۔ یہ دیکھ کر کامبو نے بھی اپنی سائیڈ کا دروازہ کھولا اور اس نے سیٹ کے نیچے سے مشین گن نکالی اور اس کی نال دروازے کی کھڑکی سے لگا دی۔ عمران کا اشارہ پاتے ہی جولیا نے بھی اپنے بیگ سے مشین پسٹل نکالا اور وہ ڈیش بورڈ کے نیچے جھک گئی۔ اس نے صرف اس حد تک سر اٹھا رکھا تھا کہ وہ سامنے سے آنے والی جیپوں میں موجود مسلح افراد پر فائرنگ کر سکے۔

"فائر کرو۔ ان کو قریب مت آنے دو"...... عمران نے چیختے ہوئے کہا۔

"اوکے"...... کامبو نے کہا۔ پھر کامبو، عمران اور جولیا نے یکلخت سامنے سے آنے والی جیپوں کی طرف مسلسل فائرنگ کرنی شروع کر دی۔ انہیں فائرنگ کرتے دیکھ کر وین کے عقب میں چھپے ہوئے ان کے ساتھیوں نے بھی جیپوں کی طرف مشین گنوں سے فائرنگ کرنی شروع کر دی۔ ماحول یکلخت مشین گنوں کی گرجدار آوازوں سے گونجنے لگا۔ گولیاں آگے والی جیپ سے ٹکرائیں اور جیپوں کی پیش قدمی رک گئی۔

"جولیا۔ تمہارے پاس منی میزائل گن ہے۔ وہ نکال کر مجھے دو۔ جلدی"...... عمران نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلایا اور اس نے ڈیش بورڈ کے نیچے پڑا ہوا اپنا تھیلا کھولا اور اس میں سے منی میزائل گن نکال کر عمران کی طرف بڑھا دی۔ اس نے تھیلے سے اپنے لئے بھی ایک منی میزائل گن نکال کر اپنے پاس رکھ لی۔

عمران میزائل گن لے کر سیدھا ہوا اور پھر اس نے میزائل گن کا دستہ پوری قوت سے ونڈ سکرین پر مار دیا۔ سکرین چکنا چور ہو کر بکھرتی چلی گئی۔ جیسے ہی سکرین ٹوٹی عمران نے فوراً میزائل گن سکرین کے فریم پر رکھی اور پھر اس نے میزائل گن سے سامنے آنے والی ایک جیپ کا نشانہ لیا اور پھر وہ میزائل گن کا بٹن پریس

کرتا چلا گیا۔ میزائل گن سے یکے بعد دیگرے دو میزائل نکل کر جیپ کی طرف بڑھے اور دوسرے لمحے دونوں میزائل جیپ کے فرنٹ سے ٹکرائے۔ دو زور دار دھماکے ہوئے اور جیپ کے پرخچے اُڑتے چلے گئے۔ اس جیپ کے بلاسٹ ہوتے ہی اس کے ساتھ آنے والی جیپیں فوراً دائیں بائیں مڑ گئیں۔

تباہ ہونے والی جیپ کا ملبہ ہوا میں بلند ہوا اور پھر جلتا ہوا ملبہ سائیڈ پر موجود دوسری جیپ پر جا گرا اور دوسری جیپ بھی آگ کی لپیٹ میں آتی چلی گئی۔ دو جیپوں کو نشانہ بنتے دیکھ کر باقی جیپیں تیزی سے پیچھے ہٹتی چلی گئیں۔ لیکن عمران نے ہاتھ نہ روکے۔ وہ میزائل گن کے بٹن پریس کر رہا تھا۔ جولیا نے بھی سائیڈ کی کھڑکی سے میزائل گن نکالی اور وہ جیپوں کا نشانہ لے کر میزائل فائر کرنے لگی۔ ماحول زور دار دھماکوں سے بری طرح سے گونجنے لگا تھا۔ جیپیں دھماکوں سے تباہ ہوتی ہوئیں ٹکڑوں میں تبدیل ہو کر فضاؤں میں بکھر رہی تھیں اور ہر طرف آگ اور اور دھویں کا خوفناک طوفان سا بلند ہوتا دکھائی دے رہا تھا۔

"بس کرو جولیا۔ ان کے لئے اتنا ہی کافی ہے"...... عمران نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے"...... جولیا نے جواب دیا اور اس نے میزائل گن کھڑکی سے اندر کر لی اور سائیڈ سیٹ پر رکھ لی۔ عمران نے بھی میزائل گن فریم سے ہٹا کر اپنی گود میں رکھ لی تھی۔ اس وقت عمران

کے چہرے پر سفاکی اور درندگی تھی جیسے وہ دشمنوں کو مٹانے کے موڈ میں آ گیا ہو۔

"کیا یہ وین ریڈ ایگلز کے زیر استعمال رہتی ہے"...... عمران نے کامبو سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"نہیں۔ اسے ضرورت کے لئے ہم نے ایک کمرشل پلازہ کے پاس سے اٹھایا ہے اور اس کا رنگ اور نمبر بدل دیا ہے"...... کامبو نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کامبو وین کو تیزی سے دوڑاتا ہوا دوسری سڑک پر لے آیا تھا۔ وہ ابھی وین لے کر تھوڑی ہی دور گئے ہوں گے کہ انہوں نے عقب میں تیز رفتار کاروں کو اپنی طرف آتا دیکھا۔ یہ کاریں اسی رنگ کی تھیں جس رنگ کی جیپیں تھیں اور کاروں کی چھتوں پر سرخ رنگ کے دائرے کے نشان بھی بنے ہوئے تھے۔

"یہ کاریں ڈی ایجنسی کے ریڈ سیکشن کی ہیں"...... کامبو نے بیک ویو مرر میں کاریں دیکھ کر عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا اچانک سامنے والی سڑک سے سیاہ رنگ کی چار اور کاریں نکلیں اور ان کی طرف بڑھیں۔ سامنے سے آنے والی کاریں دیکھ کر کامبو نے کار کی رفتار کم کی اور پھر اس نے آہستہ آہستہ کار روکنی شروع کر دی۔ سامنے والی کاریں تیزی سے آگے آئیں اور چاروں کاریں سڑک پر اس طرح ترچھے انداز میں کھڑی ہو گئیں کہ سڑک پر آگے جانے کا راستہ بلاک ہو گیا۔

اسی طرح پیچھے سے آنے والی کاریں بھی سڑک پر رک گئی تھیں اور انہوں نے عقب سے سڑک بلاک کر دی تھی۔

"اب ہم صحیح معنوں میں ان کے گھیرے میں آ گئے ہیں"۔ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی اسی لمحے فضا میگا فون کی تیز آواز سے گونجتی چلی گئی کوئی کہہ رہا تھا۔

"تم ہمارے گھیرے میں ہو۔ اب تمہارے پاس بچ کر نکلنے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ اگر تمہیں اپنی زندگیاں عزیز ہیں تو اسلحہ پھینک کر اور دونوں ہاتھ اٹھا کر وین سے نکل کر باہر آ جاؤ۔ سرنڈر کرنے میں ہی تمہاری بھلائی ہے۔ اگر تم نے ہماری بات نہ مانی تو ہم وین کو میزائل مار کر بلاسٹ کر دیں گے"...... چیختی ہوئی آواز نے کہا تو جولیا اور عمران کے ساتھ ساتھ کامبو نے بھی بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ وہ واقعی بری طرح پھنس گئے تھے موت کا بھیانک ہاتھ ان کی جانب بڑھ رہا تھا اور عمران اس خوفناک سچویشن سے بچ نکلنے کا طریقہ سوچ رہا تھا جو مشکل دکھائی دے رہا تھا۔

"تمہارے پاس صرف پندرہ سیکنڈ ہیں۔ پندرہ سیکنڈ تک تم اسلحہ چھوڑ کر اور ہاتھ اٹھا کر وین سے باہر نہ آئے تو ہم وین سمیت تم سب کو اُڑا دیں گے"...... وہی چیختی ہوئی آواز پھر سنائی دی۔

"اب کیا کرنا ہے"...... کامبو نے عمران کی طرف دیکھ کر ہونٹ

چباتے ہوئے کہا۔ اس قدر خوفناک صورتحال کے باوجود عمران کے چہرے پر شکن نام کی کوئی چیز نہیں تھی۔ وہ خاموشی سے سامنے اور عقب میں موجود کاروں کو دیکھ رہا تھا جن سے مشین گنوں سے مسلح افراد نے باہر نکل کر پوزیشن سنبھال لی تھی۔ اس کے چہرے پر متانت اور کرختگی کے تاثرات ابھر آئے تھے اور اس کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا اور ذہن بڑی تیزی سے بچاؤ کا راستہ سوچ رہا تھا۔

طوفانی رفتار سے جیپ ڈرائیو کرتے ہوئے وائٹ ایگل ٹھیک اس وقت مضافاتی ہائی وے پر جا پہنچا تھا جب وہاں سے جلتے ہوئے بھوسے کو ہٹانے کی کوشش کی جارہی تھی۔ چھ سات افراد اس کام میں لگے ہوئے تھے۔ وائٹ ایگل نے بھی جیپ وہاں روک دی۔ وہاں ڈی ایجنسی کی کاریں بھی موجود تھیں اس کے علاوہ وہاں عام گاڑیاں بھی قطار کی شکل میں رکی ہوئی تھیں۔ وائٹ ایگل نے پوائنٹ تھری میں جا کر اپنا حلیہ اور لباس تبدیل کر لیا تھا۔ اب وہ اسی نئے روپ اور حلیئے میں تھا۔ سڑک پر ٹریفک جام دیکھ کر وہ کچھ سوچ کر جیپ سے اترا اور پھر آہستہ آہستہ چلتا ہوا ڈی ایجنسی کی کاروں کی طرف بڑھنے لگا جہاں مسلح افراد کھڑے آپس میں باتیں کر رہے تھے۔

”غیر ملکی ایجنٹ ضرورت سے زیادہ ہی چالاک ہیں جو انہوں نے جان بوجھ کر وین سے بھوسے سے بھرے ٹرالر کو ٹکر مار کر سڑک

پر گرا دیا تھا اور پھر انہوں نے بھوسے پر فائرنگ کر کے اسے آگ لگا دی تا کہ راستہ بلاک ہو جائے اور ہم ان کے پیچھے نہ جا سکیں“۔ ایک مسلح شخص اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا۔

”ہاں۔ انہوں نے یہ سب ہمارا راستہ روکنے کے لئے ہی کیا ہے۔ اب اس موقع کا فائدہ اٹھا کر وہ نجانے کہاں سے کہاں نکل جائیں“...... دوسرے آدمی نے کہا۔

”اگر ہمیں یہاں سے تھوڑا سا بھی راستہ مل جائے تو وہ ہمارے ہاتھوں سے بچ کر نہیں جا سکیں گے“...... تیسرے آدمی نے کہا۔

”ایسا تب ہی ممکن ہے جب ہم یہاں سے آگے بڑھیں گے“...... چوتھے شخص نے منہ بنا کر کہا۔

”باس نے ٹرنگ پوائنٹ پر کال کر دی ہے۔ وہ آگے جا کر جہاں سے بھی مڑیں گے ہمارے آدمی وہاں پہنچ جائیں گے۔ اس علاقے سے ان کا بچ نکلنا ناممکن ہے“...... پہلے شخص نے کہا۔

وائٹ ایگل ان سے کچھ فاصلے پر کھڑا ہو کر خاموشی سے ان کی باتیں سن رہا تھا۔ ان کی باتیں سن کر اسے یقین ہو گیا تھا کہ وہ جس وین کے بچ نکلنے اور غیر ملکی ایجنٹوں کی باتیں کر رہے ہیں وہ وہی وین ہے جس میں کامبو اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ عمران اور جولیا موجود ہیں۔ سڑک پر بھوسے سے بھرا ٹرالر الٹانے اور اس پر آگ لگانے کا آئیڈیا یقیناً عمران کا ہی ہو سکتا تھا۔ ایسا کر کے وہ اپنے تعاقب میں آنے والے مسلح افراد سے جان چھڑا سکتا تھا اور

وہ اس میں کامیاب بھی رہا تھا۔ ڈی ایجنسی کی فورس کی گاڑیاں آگ کی اس طرف رک گئی تھیں اور اس موقع کا فائدہ اٹھا کر وین کہیں سے کہیں جا سکتی تھی۔ وین کے مسلح افراد سے بچ کر نکل جانے کا سن کر وائٹ ایگل کے چہرے پر قدرے اطمینان آ گیا لیکن یہ سن کر وہ ایک بار پھر قدرے پریشان ہو گیا کہ باس نے ٹرنگ پوائنٹ پر کال کر دی ہے۔ اگر ڈی ایجنسی کے ریڈ سیکشن کے افراد آگے سڑک کو بلاک کر دیتے تو واقعی عمران اور اس کے ساتھی ان کے ہاتھوں بچ نہیں سکتے تھے۔ وہ انہیں آسانی سے اپنے گھیرے میں لے سکتے تھے۔

”یہ سڑک کب تک کھلے گی جناب“...... اچانک ایک آدمی نے کار سے نکل کر ان مسلح افراد کی طرف بڑھتے ہوئے پریشانی کے عالم میں کہا۔

”دیکھ نہیں رہے کہ سڑک صاف کی جا رہی ہے“...... ایک مسلح آدمی نے اسے گھور کر دیکھتے ہوئے انتہائی غراہٹ بھرے لہجے میں کہا تو وہ آدمی سہم کر مڑا اور تیز تیز چلتا ہوا واپس اپنی کار میں جا کر بیٹھ گیا۔

وائٹ ایگل کچھ دیر وہاں کھڑا سوچتا رہا پھر وہ اپنی گاڑی کی جانب پلٹ آیا تھا۔ سڑک اب کافی حد تک صاف ہو چکی تھی۔ بھوسے کی آگ بجھ گئی تھی اور سڑک کا جو حصہ صاف کیا گیا تھا وہاں سے گاڑیاں نکال کر آگے لے جائی جا سکتی تھیں۔

سڑک صاف ہوتے ہی ڈی ایجنسی کی کاریں ایک ایک کر کے
آگے بڑھتی چلی گئی تھیں پھر دوسری گاڑیاں بھی روانہ ہو گئیں مگر
وائٹ ایگل نے گاڑی آگے نہ بڑھائی وہ کچھ سوچ رہا تھا۔ اس
کے ذہن میں یہی تھا کہ اتنی دیر میں اس کے ساتھیوں کو ڈی ایجنسی
کی فورس کی پہنچ سے دور نکل جانا چاہئے اور اگر انہوں نے عقلمندی
کی ہو گی تو وہ چھ سات میل کے بعد شہر کی جانب کٹنے والے
راستے سے مڑ کر شہر پہنچنے کی کوشش کر رہے ہوں گے۔ وہ سوچتا رہا
پھر اس نے جیپ اسٹارٹ کی اور اسے موڑنے لگا۔ جیپ موڑ کر
اس نے سپیڈ پیڈل دبا دیا دوسرے لمحے اس کی جیپ واپس جانے
والے راستے پر ہوا سے باتیں کرنے لگی۔ وہ دوسرے شہر جانے والی
سڑک کی طرف جانا چاہتا تھا۔ اس طرف موجود سڑک تنگ اور
کھیتوں کے درمیان سے گزرتی تھی جس سے دوسرے شہر جانے
میں وقت تو لگتا تھا لیکن بہرحال اس سڑک پر ٹریفک کا زیادہ
اژدہام نہ ہوتا تھا۔ نجانے کیوں وائٹ ایگل کو ایسا محسوس ہو رہا تھا
کہ عمران مین سڑک سے ہٹ کر وین دوسری سڑک پر لے گیا ہو گا
اور اب وہ اسی سڑک پر شہر کی طرف جا رہا ہو گا۔ ساتھ ہی اسے
اس بات کا بھی خوف محسوس ہو رہا تھا کہ اس سڑک پر اگر کامبو اور
اس کے ساتھی سفر کریں گے تو شہر میں داخل ہوتے ہی انہیں روک
لیا جائے گا۔ وہ سڑک شہر سے ہٹ کر ایسے علاقے میں نکلتی تھی
جہاں کوئی ذیلی سڑک نہ تھی کہ جیپ کسی اور طرف موڑ کر لے جائی

جا سکے۔

وائٹ ایگل کے خیال کے مطابق اگر ڈی ایجنسی کو اس سڑک کا
خیال آ گیا تو وہ یقیناً شہر کال کر کے مزید فورس منگوا کر اس سڑک
کو بلاک کرا سکتے تھے اور اگر اس سڑک پر وین کو روک لیا جاتا تو
پھر واقعی کامبو اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ عمران اور جولیا کا ان
سے بچ کر نکلنا مشکل ہو سکتا تھا۔ وائٹ ایگل ان تمام راستوں سے
بخوبی واقف تھا۔ وہ جانتا تھا کہ کامبو ان راستوں سے مکمل آگاہی
نہیں رکھتا۔ وہ وین لے کر سیدھا شہر جانے والی سڑک کی طرف
جائے گا جہاں ان کے لئے زیادہ خطرہ ہو سکتا تھا۔ وائٹ ایگل
انہیں ہر حال میں شہر میں داخل ہونے سے روکنا چاہتا تھا۔ اس کا
ارادہ تھا کہ وہ جلد سے جلد بلیو برڈ وین تک پہنچ جائے اور پھر وہ
وین کو اپنی رہنمائی میں ایسے راستوں پر لے جائے جہاں کوئی خطرہ
نہ تھا۔ ان راستوں سے وہ ان سب کو لے کر آسانی سے پوائنٹ
تھری پر پہنچ سکتا تھا۔ یہ سوچ کر وہ اس سڑک پر آیا تھا اور پھر اس
سڑک پر آتے ہی اس نے جیپ ہوا کی رفتار سے اُڑانی شروع کر
دی۔ سڑک صاف تھی جس کے ایک طرف کھیت اور دوسری جانب
پہاڑی راستے تھے۔ کھیتوں اور پہاڑی راستوں میں ایسا کوئی کٹاؤ
نہیں تھا جہاں سے کٹ مار کر وہ آگے جا سکتے ہوں۔ ایک موڑ
مڑتے ہی وائٹ ایگل نے بے اختیار بریک پیڈل پر دباؤ ڈال
دیا۔ بریک پیڈل دبتے ہی جیپ کے ٹائر جم گئے اور پھر سڑک پر

سیاہ لکیریں بناتے ہوئے رک گئے۔ وائٹ ایگل نے دور سیاہ رنگ کی کاریں دیکھیں تھی جو سڑک کو بلاک کئے ہوئے تھیں اور بے شمار مسلح افراد مشین گنیں ہاتھوں میں لئے کاروں کے ساتھ پوزیشن سنبھالے ہوئے تھے۔ سڑک کے درمیان میں نیلے رنگ کی ایک وین کھڑی تھی اور اس سے آگے مزید چار سیاہ کاریں کھڑی تھیں جنہوں نے سڑک کو آگے سے بلاک کر رکھا تھا۔ کاروں کی چھتوں پر سرخ رنگ کے دائرے بنے ہوئے تھے جنہیں دیکھ کر وائٹ ایگل کو پتہ چل گیا کہ یہ کاریں ڈی ایجنسی کے ریڈ سیکشن کی ہیں اور نیلی وین دیکھتے ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ اس کے ساتھیوں کی وین ہے۔ ڈی ایجنسی کی فورس نے نیلے رنگ کی وین کو گھیرا ہوا تھا۔

وائٹ ایگل نے جیپ ڈی ایجنسی فورس کی کاروں سے کافی پیچھے روک لی تھی لیکن جس طرح سے جیپ کے ٹائر احتجاجاً چیختے تھے اس کی آواز دور دور تک گونج اٹھی تھی اور کاروں کے پیچھے چھپے ہوئے مسلح افراد چونک کر اس طرف دیکھنے پر مجبور ہو گئے تھے۔

''انہوں نے ہمیں دیکھ لیا ہے باس''...... راشد جو سائیڈ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا، نے وائٹ ایگل سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ہاں''...... وائٹ ایگل نے مبہم سے لہجے میں کہا۔

''یہ شاید وہی وین ہے جس میں ہمارے ساتھی موجود ہیں''۔ راشد نے کہا۔

''ہاں۔ اسی لئے ڈی ایجنسی کی فورس نے وین کو گھیرا ہوا ہے''۔ وائٹ ایگل نے کہا۔

''ایک آدمی ہمیں پیچھے ہٹنے کا اشارہ کر رہا ہے''...... راشد نے کہا۔ سامنے واقعی ایک مسلح آدمی دوڑتا ہوا ان کی طرف آ رہا تھا اور وہ ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن اٹھا کر انہیں جیپ پیچھے لے جانے کے اشارے کر رہا تھا۔ وائٹ ایگل نے کچھ سوچ کر ریورس گیئر لگایا اور جیپ تیزی سے پیچھے ہٹانے لگا اسے جیپ پیچھے لے جاتے دیکھ کر مسلح آدمی وہیں رک گیا۔ وائٹ ایگل جیپ ایک پہاڑی چٹان کے پاس لے آیا۔ چٹان کی آڑ ملتے ہی اس نے جیپ روک دی۔

''چلو اترو جلدی''...... وائٹ ایگل نے تیز لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے جیپ سے باہر چھلانگ لگا دی۔ راشد اور جیپ میں موجود پانچوں افراد بھی اچھل اچھل کر جیپ سے باہر آ گئے۔ وائٹ ایگل اور راشد نے ایک ساتھ جیپ کی سیٹ اوپر اٹھائی۔ سیٹ کے نیچے اسلحہ موجود تھا جن میں مشین گنیں، ان کے میگزین اور ہینڈ گرنیڈ موجود تھے۔ دونوں نے ہینڈ گرنیڈ اٹھا کر اپنی جیبوں میں ڈالنے شروع کر دیئے۔

''تم بھی ہینڈ گرنیڈز لے لو۔ ہمیں ان کا مقابلہ کرنا پڑے گا تب ہی ہم ان سے اپنے ساتھیوں کو بچا کر لے جا سکیں گے ورنہ نہیں''...... وائٹ ایگل نے اپنے دوسرے ساتھیوں سے کہا تو وہ

سب آگے بڑھے اور انہوں نے بھی ہینڈ گرنیڈز اٹھا اٹھا کر اپنی جیبوں میں بھرنے شروع کر دیئے۔ وائٹ ایگل اور راشد نے دو دو مشین گنیں اٹھائیں اور ان کے میگزین اٹھا کر اپنی جیبوں میں بھرے اور پھر وائٹ ایگل تیزی سے انہیں لے کر چٹان کے عقب کی طرف بڑھا۔ چٹان کے پیچھے ایک کھائی تھی جو دراڑ کی طرح سڑک کے ساتھ ساتھ دور تک جاتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ اس دراڑ کو دیکھ کر وائٹ ایگل کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔ وہ کود کر نیچے آیا تو اس کے ساتھی بھی چھلانگیں لگاتے ہوئے کھائی نما دراڑ میں اتر آئے۔ کھائی خشک اور چٹیل تھی اور خاصی تنگ تھی اس لئے وہ تیزی سے ایک دوسرے کے آگے پیچھے بھاگتے چلے گئے۔

اسی لمحے انہیں میگا فون میں کسی آدمی کے چیخنے کی آوازیں سنائی دیں۔ وہ نیلی وین میں موجود افراد کو اسلحہ چھوڑ کر اور ہاتھ سر پر رکھ کر وین سے باہر نکلنے کا حکم دے رہا تھا۔ وہ وین میں موجود افرد کو واضح دھمکی دے رہا تھا کہ اگر وہ سب اسلحہ چھوڑ کر پندرہ سیکنڈوں تک وین سے باہر نہ آئے تو وہ ان کی وین کو تباہ کر دیں گے۔ یہ اعلان سن کر وائٹ ایگل اور اس کے ساتھیوں کے پیروں میں تو جیسے پر سے لگ گئے۔ وہ کھائی کے ناہموار راستے پر بجلی کی سی تیزی سے دوڑتے چلے گئے۔ وائٹ ایگل دونوں ہاتھوں میں مشین گنیں لئے چھلانگیں مارتا ہوا آگے بڑھا جا رہا تھا۔ اس کے پیچھے راشد تھا اور راشد کے پیچھے ان کے پانچ ساتھی تھے جو سرتوڑ

بھاگ رہے تھے۔ کچھ ہی دیر میں وہ سب بھاگتے ہوئے سڑک کے اس حصے کے قریب پہنچ گئے جہاں نیلی وین کو ڈی ایجنسی کی مسلح فورس نے گھیرا ہوا تھا۔

میں اور راشد اس جگہ رکتے ہیں۔ تم سب آگے چلے جاؤ۔ ہم دونوں ڈی ایجنسی کی فورس کی عقبی گاڑیوں کو نشانہ بنائیں گے تم سب آگے جا کر دوسری گاڑیوں کو نشانہ بنانا۔ کوشش کرنا کہ ان میں سے کوئی ایک بھی زندہ نہ بچ سکے''...... وائٹ ایگل نے ایک جگہ رک کر اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا تو اس کے ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلائے اور کھائی نما دراڑ میں تیزی سے آگے کی طرف دوڑتے چلے گئے۔ میگا فون کی آواز وائٹ ایگل کو عین اپنے سر پر سنائی دے رہی تھی جس سے اسے اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ ڈی ایجنسی کی فورس کی ان کاروں کے کافی قریب ہے جن کاروں نے نیلے رنگ کی وین کو عقب سے گھیرا ہوا تھا۔

''ہم اس چٹان کو پکڑ کر اوپر چڑھ سکتے ہیں''...... راشد نے ایک طرف باہر کی طرف نکلی ہوئی چٹان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جس میں جگہ جگہ دراڑیں پڑی ہوئی تھیں۔ وائٹ ایگل نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر اس نے مشین گنیں کاندھوں پر ڈالیں اور چٹان کی دراڑوں کو پکڑ کر آہستہ آہستہ اس پر چڑھنے لگا۔ وہ دراڑوں میں پیر بھی جما رہا تھا۔ دراڑ نما کھائی زیادہ اونچی نہیں تھی۔ کچھ ہی دیر میں وائٹ ایگل اوپر والے کنارے تک پہنچ گیا۔ اس

نے دونوں ہاتھ سائیڈوں پر جمائے اور پھر پیر چٹان کے ٹوٹے ہوئے رخنوں پر جما کر وہ آہستہ آہستہ سر اٹھا کر دوسری طرف دیکھنے لگا اور پھر یہ دیکھ کر اس کا دل خوشی سے سرشار ہو گیا کہ وہ واقعی ٹھیک ان کاروں کے نزدیک تھا جنہوں نے بلیو برڈ ویگن کو عقب سے گھیر رکھا تھا۔ یہ پانچ کاریں تھیں۔ وین کے آگے چار کاریں تھیں۔ اس طرح دونوں اطراف میں کل ملا کر نو کاریں تھیں جن سے مسلح افراد نے نکل کر بلیو برڈ وین کو گھیر رکھا تھا۔

پانچوں کاریں سڑک کے دائیں جانب تھیں۔ وائٹ ایگل ان کاروں سے ایک فرلانگ کے فاصلے پر تھا۔ کاروں کا رخ دوسری جانب تھا اور مسلح افراد کی ساری توجہ بھی بلیو برڈ وین کی طرف تھی اس لئے وائٹ ایگل کھائی سے نکل کر آسانی سے باہر سڑک پر آ سکتا تھا۔ اس نے نیچے کھڑے راشد کو اشارہ کیا اور پھر وہ چٹان کے اوپر والے کنارے پکڑ کر کھائی سے نکل کر باہر آ گیا۔ سائیڈ پر چھوٹی چھوٹی چٹانیں تھیں۔ کھائی سے نکلتے ہی وائٹ ایگل رینگتا ہوا ایک چٹان کے عقب میں آ گیا۔ چند ہی لمحوں میں راشد بھی کھائی سے نکل کر اوپر آ گیا اور پھر وہ رینگتا ہوا وائٹ ایگل کی طرف بڑھا۔

”تم سڑک کے دوسرے کنارے کی طرف چلے جاؤ۔ ہم آہستہ آہستہ ان کاروں کی طرف بڑھیں گے اور پھر میں جیسے ہی تمہیں کاشن دوں تم کاروں اور مسلح افراد پر فائرنگ کرتے ہوئے بم برسانا

شروع کر دینا۔ ہم انہیں سنبھلنے کا کوئی موقع نہیں دیں گے“......
وائٹ ایگل نے راشد سے مخاطب ہو کر کہا تو راشد نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ کاروں اور اس کے اردگرد پھیلے ہوئے مسلح افراد پر نظر رکھتا ہوا سڑک کی طرف رینگنے لگا۔ تھوڑا سا آگے آ کر وہ اچانک اٹھا اور پھر وہ جھکے جھکے انداز میں تیز رفتار خرگوش کی طرح سڑک کی دوسری طرف دوڑتا چلا گیا۔ اس کے قدموں سے کوئی آواز نہ پیدا ہوئی تھی۔ سڑک کے دوسرے کنارے پر پہنچتے ہی اس نے لمبی چھلانگ لگائی اور دھپ سے خشک جگہ گر کر تیزی سے لڑھکتا چلا گیا۔ اس نے خود کو سنبھالا اور پھر وہ پلٹ کر زمین سے چپک گیا۔ اسے یقین تھا کہ اسے اس طرف آتے کسی نے نہ دیکھا ہو گا لیکن مخدوش صورت حال کے پیش نظر وہ کچھ دیر وہاں رکنا چاہتا تھا۔ جب دوسری طرف سے کوئی ردعمل ظاہر نہ ہوا تو راشد نے آہستہ آہستہ سر اٹھا کر سیاہ کاروں اور مسلح افراد کی طرف دیکھا جو بدستور اپنی مخصوص پوزیشن پر موجود تھے تو اس کے چہرے پر سکون کے تاثرات نمودار ہو گئے۔ اس نے ہاتھ اٹھا کر اشارے سے دوسری طرف موجود وائٹ ایگل کو اپنی پوزیشن بتائی اور پھر وہ رینگتا ہوا تیزی سے کاروں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اب اس کا اور سیاہ کاروں کا درمیان فاصلہ محض بیس پچیس گز کا رہ گیا تھا۔ سڑک کے کنارے پر ایک بڑی سی چٹان تھی وہ اٹھ کر جھکے جھکے انداز میں اس چٹان کے پیچھے آ کر چھپ گیا۔ ادھر وائٹ ایگل بھی تیزی سے

رینگتا ہوا سیاہ کاروں کے کافی نزدیک آ گیا تھا سڑک کے اس کنارے پر بھی چٹانیں موجود تھیں اس لئے وائٹ ایگل کو وہاں چھپنے اور آگے بڑھنے میں کوئی مشکل پیش نہ آ رہی تھی۔ اس نے ایک چٹان کی آڑ سے راشد کو سڑک کے دوسرے کنارے پر موجود چٹان کی طرف بڑھتے دیکھ لیا تھا۔

بلیو برڈ وین ان سے پچاس میٹر دور تھی اور جن چار سیاہ کاروں نے آگے سے سڑک بلاک کر رکھی تھی وہ ان سے تقریباً ساٹھ میٹر کے فاصلے پر تھیں۔ وائٹ ایگل اپنے پانچوں ساتھیوں کا ان سیاہ کاروں تک پہنچنے کا انتظار کر رہا تھا۔ وہ بار بار اپنی ریسٹ واچ دیکھ رہا تھا۔ بلیو برڈ وین سے ابھی کوئی نہیں نکلا تھا۔ میگا فون سے بار بار بلیو برڈ میں موجود افراد کو باہر آنے کے لئے دھمکایا جا رہا تھا۔

”اب تمہیں پانچ سیکنڈ کی لاسٹ وارننگ دی جا رہی ہے۔ ہمارے پانچ گننے تک اگر تم وین سے باہر نہ آئے تو ہم وین کو بموں سے اُڑا دیں گے“...... میگا فون والے نے چیخ کر کہا اور ساتھ ہی اس نے کاؤنٹ ڈاؤن شروع کر دی۔

”پانچ۔ چار۔ تین“...... میگا فون والا چیخ رہا تھا۔ وائٹ ایگل بدستور ریسٹ واچ دیکھ رہا تھا۔ جب اسے یقین ہو گیا کہ اس کے ساتھی کھائی نما دراڑ میں دوڑتے ہوئے آگے موجود سیاہ کاروں تک پہنچ چکے ہوں گے تو اس نے فوراً جیب سے دو ہینڈ گرنیڈ نکالے اور ساتھ ہی اس نے راشد کو اشارہ کر دیا۔ اس نے دانتوں سے ایک

ہینڈ گرنیڈ کی پن کھینچی اور پھر اس کا ہاتھ پوری قوت سے حرکت میں آیا۔ دوسرے لمحے اس کے ہاتھ سے ہینڈ گرنیڈ نکل کر سڑک پر موجود سیاہ کاروں کی طرف اُڑتا چلا گیا۔ راشد نے بھی ایک ہینڈ گرنیڈ کی پن کھینچ کر کاروں کی طرف پھینک دیا۔ اس سے پہلے کہ میگا فون پر کاؤنٹ ڈاؤن پورا ہوتا دو ہینڈ گرنیڈ ایک ساتھ کاروں کے پاس گرے۔ وہاں موجود مسلح افراد نے چونک کر قریب گرنے والے ہینڈ گرنیڈز دیکھے ہی تھے کہ یکلخت یکے بعد دیگرے دو دھماکے ہوئے اور دو کاریں اور ان کے اردگرد چھپے ہوئے مسلح افراد کے ٹکڑے اُڑتے چلے گئے۔ کاروں کے پاس موجود افراد زور دار دھماکوں کی شدت سے اچھل اچھل کر نیچے جا گرے۔ اس سے پہلے کہ وہ خود کو سنبھالتے، وائٹ ایگل اور راشد نے ان کی طرف ایک ایک اور ہینڈ گرنیڈ پھینکا اور پھر وہ ان پر مشین گنوں سے مسلسل فائرنگ کرنا شروع ہو گئے۔ ماحول یکلخت زور دار دھماکوں اور مشین گنوں کی تڑتڑاہٹوں کی تیز آوازوں کے ساتھ بری طرح سے گونج اٹھا۔ ہینڈ گرنیڈ نے دو اور کاروں کے پرخچے اُڑا دیئے تھے اور کئی افراد اچھل اچھل کر دور جا گرے تھے۔ وہ سنبھلنے کی کوشش کر رہے تھے لیکن وائٹ ایگل اور راشد ان پر قیامت بن کر ٹوٹ پڑے تھے۔ وہ چٹانوں کی آڑ سے نکل کر دونوں ہاتھوں میں مشین گنیں لئے ان پر گولیوں کی بوچھاڑیں کر رہے تھے اور ڈی ایجنسی کی فورس کو جیسے خود کو سنبھالنے کا موقع ہی نہیں مل رہا تھا وہ اپنی

جانیں بچانے کے لئے سڑک کے کناروں کی طرف بھاگنے لگے۔
یہی وہ موقع تھا جس کا شاید بلیو برڈ وین والے انتظار کر رہے تھے
جیسے ہی عقب میں موجود کاریں دھماکوں سے تباہ ہوئیں اور مسلح
افراد مشین گنوں کی گولیوں سے چھلنی ہو کر گرنا شروع ہوئے اسی
لمحے وین کے سارے دروازے کھل گئے۔ وین سے عمران، جولیا،
کامبو اور عقبی دروازے سے مسلح افراد نکلے اور انہوں نے تیزی سے
ادھر ادھر دوڑتے ہوئے اپنی پوزیشنیں سنبھالیں اور پھر انہوں نے
بھی دونوں اطراف موجود کاروں اور مسلح افراد پر فائرنگ کرنی
شروع کر دی۔ دوسری طرف چار کاروں کے مسلح افراد نے صورتحال
بگڑتے دیکھ کر اس طرف فائرنگ کرنی شروع کی ہی تھی کہ ان پر
بھی پانچ افراد کی طرف سے افتاد ٹوٹ پڑی۔ وائٹ ایگل کے
ساتھیوں نے کھائی سے نکل کر ان پر تیزی سے حملہ کر دیا تھا۔ مشین
گنوں سے فائرنگ کرنے کے ساتھ ساتھ وہ ان پر دستی بموں سے
بھی حملہ کر رہے تھے۔ وہ سب چونکہ سڑک کے دونوں جانب موجود
چٹانوں کی آڑ میں تھے اس لئے ڈی ایجنسی کی فورس کو سنبھلنے اور ان
کے خلاف جوابی کارروائی کا کوئی موقع نہیں مل رہا تھا۔ وہ اپنی
جانیں بچانے کے لئے ہوا میں فائرنگ کرتے ہوئے ادھر ادھر
بھاگ رہے تھے۔ پھر جیسے ہی انہیں سنبھلنے کا موقع ملا انہوں نے بھی
وائٹ ایگل اور اس کے ساتھیوں پر جوابی فائرنگ کرنی شروع کر
دی لیکن عمران اور جولیا نے فائرنگ کرنے کی بجائے ان پر منی

میزائل سے حملے کرنے شروع کر دیئے جس سے کاروں کے ساتھ
ساتھ مسلح افراد کے بھی پرخچے اُڑتے جا رہے تھے۔
سڑک پر ہر طرف آگ اور دھواں پھیل گیا تھا۔ وائٹ ایگل
نے اپنے اطراف کا راستہ کلیئر کیا اور پھر وہ تیزی سے سڑک کے
کنارے اس طرف بھاگنے لگا جہاں اس نے عمران اور جولیا کو
جاتے دیکھا تھا۔

”عمران صاحب۔ کہاں ہیں آپ۔ میں وائٹ ایگل ہوں۔
عمران صاحب۔ عمران صاحب“...... ایک چٹان کے پاس پہنچ کر
وائٹ ایگل کے اونچی آواز میں چیختے ہوئے کہا لیکن جواب میں
عمران کی کوئی آواز سنائی نہ دی۔ وہ شاید وہاں سے نکل چکا تھا یا
پھر شاید وہاں بموں کے دھماکوں اور مشین گنوں کی گرجدار آوازوں
کی وجہ سے اس کی آواز عمران تک نہ پہنچ پا رہی تھی۔ وائٹ ایگل
سائیڈوں پر موجود چٹانوں کو دیکھتا ہوا عمران اور جولیا کے ساتھ
کامبو اور اپنے دوسرے ساتھیوں کو تلاش کر رہا تھا لیکن اسے وہاں
کوئی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

”کہاں چلے گئے ہیں یہ سب“...... وائٹ ایگل نے پریشانی
کے عالم میں کہا۔ ابھی اس نے اتنا ہی کہا تھا کہ اچانک اسے یوں
محسوس ہوا جیسے ایک چٹان پر سے اس پر کوئی سایہ سا کودا ہو۔ اس
نے بچنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے سایہ اس سے ٹکرایا اور
وائٹ ایگل اچھل کر نیچے جا گرا۔ اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا اچانک

ایک لمبا تڑنگا سیاہ فام اس کے سر کے پاس آ گیا۔ اس سیاہ فام کے ہاتھوں میں مشین گن تھی۔ اس نے مشین گن کا رخ وائٹ ایگل کی طرف کر دیا۔ سیاہ فام کی انگلی مشین گن کے ٹریگر پر تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ اچانک ٹریگر دبا کر وائٹ ایگل پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دے گا۔

"میں وائٹ ایگل ہوں کامبو"...... وائٹ ایگل نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا تو اس کی آواز سن کر سیاہ فام کی انگلی فوراً مشین گن کے ٹریگر سے ہٹ گئی۔

"اوہ۔ باس آپ۔ سوری باس۔ میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا"...... سیاہ فام نے معذرت بھرے لہجے میں کہا تو وائٹ ایگل سر ہلا کر اپنے کپڑے جھاڑتا ہوا اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے چونکہ میک اپ کیا ہوا تھا اس لئے کامبو واقعی اسے نہیں پہچان سکا تھا۔

"ہمارے مہمان کہاں ہیں"...... وائٹ ایگل نے پوچھا۔

"میں نے ان دونوں کو کھیتوں کی طرف چھلانگیں لگاتے دیکھا تھا باس۔ وہیں ہوں گے"...... کامبو نے کہا۔

"اور باقی ساتھی"...... وائٹ ایگل نے پوچھا۔

"وہ سب بھی یہیں ہیں اور فورس کا مقابلہ کر رہے ہیں لیکن آپ یہاں کیسے پہنچ گئے باس"...... کامبو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ سب میں تمہیں بعد میں بتاؤں گا۔ تم کھیتوں میں جا کر

مہمانوں اور اپنے ساتھیوں کو دیکھو۔ تب تک میں اپنی جیپ لاتا ہوں"...... وائٹ ایگل نے کہا۔

"کہاں ہے آپ کی جیپ۔ مجھے بتائیں میں لے آتا ہوں"۔ کامبو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ یہ ٹھیک رہے گا۔ تم ایسا کرو۔ نیچے موجود اس کھائی میں اتر جاؤ اور پیچھے کی طرف دوڑ جاؤ۔ یہاں سے کچھ دور ایک بڑی سی چٹان ہے جو کھائی کے اندر کی طرف جھکی ہوئی ہے۔ اس طرف جا کر کھائی سے نکل جانا۔ میری جیپ اسی چٹان کے پیچھے موجود ہے"...... وائٹ ایگل نے کہا۔

"جیپ سڑک کی طرف لانا خطرناک ہو گا باس۔ آپ کہیں تو میں جیپ کھیتوں سے گزار کر لے آؤں"...... کامبو نے کہا۔

"ہاں ٹھیک ہے۔ میں کھیتوں کی طرف جا کر عمران صاحب اور مس جولیا کو دیکھتا ہوں"...... وائٹ ایگل نے کہا تو کامبو نے اثبات میں سر ہلایا اور اس کھائی نما دراڑ میں کود گیا جس سے ہوتے ہوئے وائٹ ایگل اور اس کے ساتھی یہاں پہنچے تھے۔

سڑک پر جگہ جگہ سے دھماکوں اور مشین گنوں کی فائرنگ کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ ابھی تھوڑی ہی دیر گزری ہو گی کہ اچانک وائٹ ایگل نے اپنی سائیڈ پر موجود پہاڑیوں کے عقب سے زائیں زائیں کی آوازوں کے ساتھ کئی میزائل نکل کر سڑک اور کھیتوں کی طرف بڑھتے دیکھے۔ دوسرے لمحے زور دار دھماکوں

سے زمین بری طرح سے لرز اٹھی۔

''پہاڑی کے پیچھے سے میزائل۔ کیا مطلب۔ اس طرف۔ اوہ اوہ۔ یہ تو وانگیا کا علاقہ ہے جہاں جی پی فائیو کا نیا سپیشل گریٹ سیکشن موجود ہے''...... وائٹ ایگل نے چونکتے ہوئے کہا۔ پہاڑی کی جانب سے ایک بار پھر میزائل آئے اور پھر سڑک پر موجود ڈی ایجنسی فورس کی بچی کھچی گاڑیوں کے ساتھ بلیو برڈ وین بھی تباہ ہو کر بکھرتی چلی گئی۔

''بیڈ۔ ریئلی بیڈ کہ ہم گریٹ سیکشن کے علاقے میں ہیں۔ وہ تو ڈینجر ایجنسی کے ریڈ سیکشن کا انتہائی مخالف گروپ ہے۔ اگر گریٹ سیکشن یہاں آ گیا اور انہیں ریڈ سیکشن کی یہاں موجودگی کا پتہ چلا تو وہ سارا علاقہ گھیر لیں گے اور پھر ہمارا یہاں سے بچ نکلنا مشکل ہو جائے گا''...... وائٹ ایگل نے پریشانی کے عالم میں کہا۔ اسی لمحے سائیڈ کی ایک چٹان کے پیچھے سے راشد نکل کر اس کے سامنے آ گیا۔

''یہ میزائل کہاں سے آئے ہیں باس''...... راشد نے پہاڑیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہم ڈینجر زون میں ہیں راشد۔ یہ علاقہ جی پی فائیو کے گریٹ سیکشن کا ہے۔ ان پہاڑیوں کی دوسری طرف ان کا سمال کیمپ موجود ہے۔ اس طرف ہونے والے دھماکوں اور فائرنگ کی آوازیں سن کر انہوں نے میزائل فائر کئے ہیں''۔ وائٹ ایگل نے کہا۔

''اوہ۔ تب تو ہمیں فوراً یہاں سے نکل جانا چاہئے۔ کہاں ہیں کامبو اور آپ کے مہمان''...... راشد نے پوچھا۔

''کامبو کو میں نے پہاڑی چٹان کے پاس موجود اپنی جیپ لینے کے لئے بھیجا ہے اور مہمان کھیتوں کی طرف گئے ہیں۔ ہمیں کھیتوں میں جا کر جلد سے جلد انہیں تلاش کرنا ہو گا تا کہ ہم انہیں لے کر یہاں سے نکل سکیں۔ اگر ان کی موجودگی کا جی پی فائیو کے کرنل ڈیوڈ کو علم ہو گیا تو پھر وہ موت بن کر ان پر جھپٹ پڑے گا''۔ وائٹ ایگل نے کہا۔

''اوہ۔ تو پھر آپ کو جیپ یہاں نہیں منگوانی چاہئے تھی۔ اگر کامبو جیپ یہاں لایا اور گریٹ سیکشن نے یہاں میزائل فائر کر دیئے تو''...... راشد نے تشویش زدہ لہجے میں کہا۔

''وہ جیپ سڑک کے راستے نہیں کھیتوں سے لائے گا۔ ہمیں یہاں سے کھیتوں کی طرف جانا ہے۔ عمران صاحب اور مس جولیا بھی وہیں ہیں''...... وائٹ ایگل نے کہا تو راشد نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''ہمارے باقی ساتھی کہاں ہیں''...... وائٹ ایگل نے چند لمحے توقف کے بعد پوچھا۔

''وہ سب ہلاک ہو چکے ہیں باس۔ دو افراد گولیوں کا شکار ہوئے ہیں جبکہ تین بھاگ کر ہماری طرف آ رہے تھے تو ان پر بم

سے حملہ کیا گیا تھا''...... راشد نے کہا۔

''اوہ۔ کیا تم نے انہیں ہلاک ہوتے خود دیکھا ہے''...... وائٹ ایگل نے پوچھا۔

''یس باس۔ اس طرف کلیئر ہوتے ہی میں اسی طرف بھاگ گیا تھا جہاں ہمارے باقی ساتھی گئے تھے۔ سڑک کے کنارے پر میں نے دو ساتھیوں کی گولیوں سے چھلنی لاشیں دیکھی تھیں جبکہ تین ساتھیوں کے بارے میں آپ کو میں بتا چکا ہوں۔ سامنے موجود مسلح افراد کا مقابلہ کر رہے تھے کہ سائیڈ میں چھپے ہوئے ایک آدمی نے ان پر بم پھینک دیا تھا''...... راشد نے کہا۔

''افسوس ہوا سن کر''...... وائٹ ایگل نے کہا۔

''یس باس''...... راشد نے بھی تاسف بھرے لہجے میں کہا۔

''نجانے کامبو اپنے جن ساتھیوں کو لایا تھا وہ سب کہاں ہیں''۔ وائٹ ایگل نے کہا۔

''ہو سکتا ہے کہ وہ بھی مہمانوں کے ساتھ کھیتوں میں ہوں اور مہمانوں کی حفاظت کر رہے ہوں''...... راشد نے کہا۔

''ہاں۔ آؤ ہم بھی کھیتوں کی طرف چلتے ہیں''...... وائٹ ایگل نے کہا اور پھر وہ سڑک کے کنارے موجود چٹانوں کی آڑ لیتا ہوا ایک طرف بھاگنے لگا۔ جہاں ڈی ایجنسی کی ریڈ فورس کی کاریں تباہ ہوئی تھیں وہاں اب بھی وقفے وقفے سے پہاڑیوں کے پیچھے سے میزائل آ آ کر گر رہے تھے۔ اس لئے وہ دور جا کر سڑک کراس

کرنا چاہتے تھے تاکہ کسی انجان گولی یا میزائلوں کا شکار نہ بن جائیں۔ کافی آگے جا کر انہوں نے سڑک کا دونوں اطراف سے جائزہ لیا اور پھر وہ جھکے جھکے انداز میں دوڑتے ہوئے سڑک کراس کر کے کھیتوں والی سمت آ گئے۔

ڈھلوان اترتے ہی وہ تیزی سے آگے بڑھے اور پھر وہ گھوم کر اس طرف دوڑتے چلے گئے جس طرف کامبو کے کہنے کے مطابق اس نے عمران اور جولیا کو جاتے دیکھا تھا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ دونوں درختوں کے اس جھنڈ میں پہنچ گئے جہاں میزائل فائر ہوئے تھے۔ درختوں کے پرخچے اُڑے ہوئے تھے۔ وہاں موجود بے شمار درخت جل رہے تھے۔ آگ نے کھیت کا بھی بہت سا حصہ گھیرے میں لے لیا تھا۔ وہ آگ سے بچتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔

''عمران صاحب۔ بلیو برڈ کی آواز پہچانتے ہیں۔ میں بلیو برڈ کی آواز نکالتا ہوں۔ وہ آس پاس ہوئے تو میری آواز کا جواب ضرور دیں گے''...... وائٹ ایگل نے کہا تو راشد نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وائٹ ایگل نے منہ پر ہاتھ رکھا اور دوسرے لمحے اس کے منہ سے کسی پرندے کی چیختی ہوئی مگر انتہائی سریلی آواز بلند ہونے لگی۔ آواز دور تک گونجتی چلی گئی تھی۔

''آپ کی آواز کا تو کوئی جواب نہیں آیا''...... راشد نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ جلنے والے کھیت سے ہٹ کر ایسی پہاڑیوں سے گزر رہے تھے جو ان کے قد کے برابر تھیں۔ سڑک کی

جانب اگر کوئی ہوتا تو وہ انہیں بغیر دور بین کی مدد کے نہیں دیکھ سکتا تھا اس لئے وہ اطمینان بھرے انداز میں آگے بڑھے جا رہے تھے۔ وائٹ ایگل آگے بڑھتا ہوا مسلسل منہ سے بلیو برڈ کی آوازیں نکال رہا تھا لیکن جواب میں اسے کوئی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔

ابھی وہ تھوڑی ہی دور گئے ہوں گے کہ اچانک انہیں ایک طرف سے جیپ کی آواز سنائی دی۔

"یہ میری جیپ کی آواز ہے۔ کامبو آ رہا ہے۔ آؤ جلدی"۔ وائٹ ایگل نے کہا اور تیزی سے اس طرف بھاگ پڑا جس طرف سے اسے جیپ کے انجن کی آواز سنائی دی تھی۔ راشد اس کے پیچھے دوڑ پڑا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ جھاڑیوں سے نکل کر ایک کچی سڑک پر آ گئے۔ سامنے سے جیپ آتے دیکھ کر وہ رک گئے۔ جیپ واقعی وائٹ ایگل کی ہی تھی جسے کامبو ڈرائیور کرتا ہوا اسی طرف لا رہا تھا۔ وائٹ ایگل نے سڑک کے درمیان آ کر ہاتھ ہلا ہلا کر کامبو کو اشارہ کرنا شروع کر دیا۔ کامبو نے اس کا اشارہ دیکھ لیا تھا وہ جیپ لے کر فوراً ان کے قریب آ گیا اور اس نے جیسے ہی جیپ روکی، وائٹ ایگل اور راشد اس میں سوار ہو گئے۔ وائٹ ایگل سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا جبکہ راشد پچھلی سیٹ پر آ گیا تھا۔

"مہمان اور باقی ساتھی کہاں ہیں"...... کامبو نے کہا۔

"تم نے انہیں کس طرف جاتے دیکھا تھا"...... وائٹ ایگل نے الٹا اس سے پوچھا۔

"وہ اسی طرف آئے تھے"...... کامبو نے کہا۔

"ہم نے انہیں تلاش کیا ہے وہ تو یہاں کہیں بھی نہیں ہیں"۔ راشد نے کہا۔ سڑک کی جانب خاموشی چھا گئی تھی۔ شاید ڈی ایجنسی کی فورس کے تمام افراد ہلاک ہو چکے تھے اس لئے اب پہاڑیوں کے پیچھے سے میزائل بھی نہیں آ رہے۔

"شاید وہ میزائلوں سے بچنے کے لئے آگے چلے گئے ہوں"۔ کامبو نے کہا۔

"ہاں ہوسکتا ہے۔ تم جیپ آہستہ چلاؤ میں مہمانوں کو بلیو برڈ کی آواز میں کاشن دے رہا ہوں۔ ہوسکتا ہے کہ وہ میری آواز سن لیں"...... وائٹ ایگل نے کہا تو کامبو نے اثبات میں سر ہلا کر جیپ کی رفتار کم کر لی اور وائٹ ایگل منہ سے بلیو برڈ کی آوازیں نکالنے لگا۔ وائٹ ایگل کے کہنے پر کامبو جیپ کھیتوں میں دوڑاتا رہا لیکن اس کی آواز کے جواب میں جب عمران نے کوئی جواب نہ دیا تو وہ پریشان ہو گیا۔

"کہیں وہ دشمنوں کی گولیوں یا پہاڑیوں کی طرف سے آنے والے میزائلوں کا نشانہ تو نہیں بن گئے"...... راشد نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

"نہیں۔ ایسا نہیں ہوسکتا۔ عمران صاحب گولیوں اور میزائلوں کا شکار نہیں بن سکتے۔ وہ یقیناً میزائلوں سے بچنے کے لئے دور نکل گئے ہیں۔ تم جیپ اسی سڑک پر دوڑاتے رہو"...... وائٹ ایگل نے

پہلے راشد سے اور پھر کامبو سے مخاطب ہو کر کہا تو راشد خاموش ہو گیا اور کامبو کچی سڑک پر جیپ دوڑاتا لے گیا۔ کچا راستہ ہموار ضرور تھا لیکن جگہ جگہ سے مڑ رہا تھا کبھی آگے جا کر راستہ دائیں طرف مڑ جاتا اور کبھی بائیں جانب۔ تھوڑی دور جانے کے بعد انہیں سیدھی سڑک دکھائی دی تو وائٹ ایگل کے کہنے پر کامبو نے جیپ اس سڑک پر ڈال دی۔ اس سڑک پر دھول تھی۔ جیسے ہی جیپ اس سڑک پر آئی ہر طرف دھول ہی دھول اُڑنا شروع ہو گئی۔ وائٹ ایگل اور راشد نے دھول دیکھ جیبوں سے رومال نکالے اور ان کے نقاب بنا کر چہروں پر ڈال لئے۔

"مجھے دور ایک ٹیوب ویل دکھائی دیا ہے باس۔ اس ٹیوب ویل کے پاس میں نے کچھ متحرک سائے بھی دیکھے ہیں"...... کامبو نے کہا تو وائٹ ایگل چونک پڑا۔ اس نے اس طرف دیکھنے کی کوشش کی جس طرف کامبو اشارہ کر رہا تھا لیکن دھول زیادہ ہونے کی وجہ سے اسے کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

"اسی طرف بڑھتے رہو۔ ہو سکتا ہے کہ وہاں ہمارے ہی ساتھی ہوں"...... وائٹ ایگل نے کہا تو کامبو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ ٹیوب ویل کے نزدیک پہنچ گئے۔ ان کی جیپ مکمل طور پر دھول میں چھپی ہوئی تھی۔ کامبو نے جیپ روکی تو اچانک ایک طرف سے فائر ہوا اور دوسرے لمحے جیپ کی ونڈ سکرین ٹکڑے ٹکڑے ہوتی چلی گئی۔ فائر کی آواز سن کر وائٹ ایگل

اور راشد نے فوراً جیب سے باہر چھلانگیں لگا دیں۔ کامبو بھی فوراً جیپ سے کود کر نیچے آ گیا۔ وہاں گھنی جھاڑیاں تھیں۔ وہ تیزی سے جھاڑیوں میں رینگ گئے۔

"لگتا ہے یہاں ہمارے ساتھی نہیں بلکہ دشمن موجود ہیں"۔ وائٹ ایگل نے کہا۔ اس کے ہاتھ میں مشین گن تھی۔ اس نے ایک جگہ رک کر مشین گن والا ہاتھ اوپر کیا اور ٹریگر دبا کر اس طرف گولیاں برسا دیں جس طرف سے ان پر فائر کیا گیا تھا۔ دوسرے لمحے ماحول مشین گن کی تیز تڑتڑاہٹوں کی آوازوں سے گونج اٹھا۔

وہ دم بخود تھے۔ نہ خود کو فورس کے حوالے کر سکتے تھے اور نہ ہی وہاں سے فرار ہو سکتے تھے۔ وین کا ٹائر برسٹ ہو چکا تھا اور وہ ایک جانب سے جھکی ہوئی تھی۔ وین اس حالت میں آگے نہیں بڑھ سکتی تھی۔

"کیا کرنا ہے۔ وہ تو ہمیں خالی ہاتھ باہر آنے کا کہہ رہے ہیں"...... جولیا نے عمران کو خاموش دیکھ کر کہا۔

"فی الحال ہم وین سے باہر نہیں جائیں گے"...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

"اگر ہم نے ان کی بات نہ مانی تو یہ وین پر میزائل برسا دیں گے"...... کامبو نے کہا۔

"نہیں۔ ان کا ارادہ ہمیں زندہ گرفتار کرنے کا ہے۔ اگر ان کا مقصد ہمیں ہلاک کرنا ہوتا تو یہ اس طرح ہمیں وارننگ نہ دے رہے ہوتے اب تک وین پر میزائلوں کی بارش کر چکے ہوتے"۔

عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"ہم وین میں بیٹھے رہیں گے تو کیا یہ ہم پر حملہ نہیں کریں گے"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کریں گے لیکن ان کی پہلی ترجیح یہی ہوگی کہ ہم خود کو سرنڈر کر دیں تاکہ یہ ہمیں گرفتار کر سکیں"...... عمران نے کہا۔

"تو پھر کسی طرح سے ہمیں وین سے نکلنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ سڑک کی ایک سائیڈ پر پہاڑی چٹانیں ہیں اور دوسری طرف کھیت۔ ہم چٹانوں یا کھیتوں میں جا کر ان کا آسانی سے مقابلہ کر سکتے ہیں"...... جولیا نے کہا۔

"اگر ہم اسلحہ لے کر وین سے باہر نکلے تو پھر یہ ہمیں ایسا کوئی موقع نہ دیں گے کہ ہم پہاڑی چٹانوں کی آڑ لے سکیں یا کھیتوں میں پہنچ سکیں"...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"تو پھر کرنا کیا ہے۔ تم ہی بتا دو۔ وہ بار بار اعلان کر رہے ہیں اور وین اُڑانے کی دھمکی دے رہے ہیں"...... جولیا نے سر جھٹک کر کہا۔

"کامبو تم مشین گن سنبھالو، میرے پاس منی میزائل گن ہے۔ میں سامنے والی گاڑیوں کو نشانہ بناتا ہوں۔ تم وین سے نکلتے ہی عقب میں موجود اپنے ساتھیوں سے کہو کہ وہ وین سے نکل کر سڑک پر چپک جائیں اور پیچھے موجود گاڑیوں پر فائرنگ کرنا شروع کر دیں۔ اس طرح انہیں فوری طور پر ہمارے قریب آنے کا موقع

نہیں ملے گا۔ اگر وہ آگے آئے تو تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی مشین گنوں کا شکار ہو جائیں گے اور جولیا تمہارے پاس بھی منی میزائل گن ہے۔ تم کامبو اور اس کے ساتھیوں کی مدد کرنا اور پیچھے موجود گاڑیوں کو نشانہ بناؤ"...... عمران نے چند لمحے توقف کے بعد کہا۔ اسی لمحے میگا فون سے انہیں مزید پانچ سیکنڈ کی مہلت دی گئی۔ عمران اور جولیا نے منی میزائل گنیں ہاتھوں میں لے لیں اور کامبو نے مشین گن سنبھال لی۔

"جیسے ہی ان کا کاؤنٹ ڈاؤن پورا ہو ہم فوراً وین سے باہر نکل کر ان پر منی میزائل گنوں سے حملہ کر دیں گے۔ میں سامنے والی گاڑیوں کو نشانہ بناؤں گا اور تم پیچھے والی گاڑیوں کو تباہ کرنا"۔ عمران نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اور پھر ابھی میگا فون والے کا کاؤنٹ ڈاؤن پورا نہیں ہوا تھا کہ اچانک ماحول یکے بعد دیگرے دو دھماکوں سے بری طرح سے گونج اٹھا۔ عمران اور کامبو نے بیک مرر میں عقب میں موجود دو کاروں کو آگ کے شعلوں میں تبدیل ہوتے دیکھا۔

عمران ابھی حیران ہو ہی رہا تھا کہ پیچھے والی گاڑیوں کے قریب پھر دو دھماکے ہوئے اور پھر اچانک ماحول بموں کے دھماکوں اور مشین گنوں کی گرجدار آوازوں سے گونجنا شروع ہو گیا۔

"لگتا ہے وائٹ ایگل اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہماری مدد کے لئے پہنچ گیا ہے۔ چلو جلدی نکلو وین سے اور ڈی ایجنسی کی فورس پر

حملہ کرو"...... عمران نے تیز لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے وین کے دروازے کھلے اور وہ سب اچھل اچھل کر وین سے باہر نکل گئے۔ باہر نکلتے ہی انہوں نے سڑک پر دوڑ کر آنے والے مسلح افراد پر فائرنگ کرنی شروع کر دی۔

سب وین سے دور ہٹ کر ان کا مقابلہ کرو۔ وہ کسی بھی لمحے وین پر میزائل برسا کر اسے تباہ کر سکتے ہیں"...... عمران نے چیختے ہوئے کہا تو وہ سب تیزی سے مشین گنوں سے فائرنگ کرتے ہوئے بکھرتے چلے گئے۔ عمران نے جولیا کو اشارہ کیا اور تیزی سے کھیتوں کی طرف لپکا۔ جولیا بھی تیزی سے اس کے پیچھے بھاگی۔ سڑک کے کنارے پر آتے ہی وہ دونوں نیچے جھک گئے۔ اس طرف ایک آدمی موجود تھا جو بھاگتا ہوا آیا تھا اس نے جولیا اور عمران کو دیکھ کر ان پر مشین گن کا برسٹ مارا تھا۔ عمران اور جولیا نے اس آدمی کو دیکھ کر فوراً چھلانگ لگا دی اور نشیب میں گر گئے۔ فوراً چھلانگ لگانے اور نشیب میں گرنے کی وجہ سے وہ اس آدمی کی مشین گن سے چلائی ہوئی گولیوں سے بچ گئے تھے۔ اس سے پہلے کہ وہ آدمی دوڑ کر ان کے نزدیک آتا اور ان پر پھر فائرنگ کرتا جولیا نے خود کو سنبھالتے ہوئے فوراً کروٹ بدلی اور اس آدمی پر مشین گن کا برسٹ مار دیا۔

فضا تیز چیخ کی آواز سے گونجی اور وہ آدمی لٹو کی طرح گھومتا ہوا اچھل کر نشیب میں گرا اور چند ہی لمحوں میں تڑپ تڑپ کر

ساکت ہو گیا۔

''گڈ شو۔ چلو۔ ہمیں نیچے کھتوں میں جانا ہے۔ سامنے درخت ہیں۔ درختوں کی آڑ میں ہم زیادہ محفوظ ہو سکتے ہیں اور وہاں سے آسانی سے ڈی ایجنسی کی فورس کا مقابلہ کر سکتے ہیں''...... عمران نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ اٹھے اور جھکے جھکے انداز میں کچھ فاصلے پر موجود درختوں کی طرف دوڑتے چلے گئے۔

ماحول زور دار دھماکوں اور مشین گنوں کی تڑتڑاہٹ سے بری طرح سے گونج رہا تھا۔ ہر طرف دوڑنے بھاگنے اور چیخنے چلانے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ ڈی ایجنسی فورس کو جیسے سنبھلنے کا موقع ہی نہیں مل رہا تھا۔ وہ چونکہ بیچ سڑک پر تھے اور جن افراد نے ان پر حملہ کیا تھا وہ سڑک کی سائیڈوں میں چھپے ہوئے تھے اس لئے ڈی ایجنسی کی فورس کا زیادہ نقصان ہو رہا تھا۔

''کون ہو سکتے ہیں یہ جنہوں نے ڈی ایجنسی کی فورس پر اس طرح اچانک حملہ کیا ہے''...... جولیا نے ایک درخت کی آڑ لیتے ہوئے سائیڈ میں موجود عمران سے مخاطب ہو کر کہا جو خود بھی ایک درخت کے پیچھے آ گیا تھا۔

''یقیناً یہ وائٹ ایگل اور اس کے ساتھی ہی ہوں گے ورنہ کسی اور میں اتنی جرأت کہاں کہ وہ ڈی ایجنسی کی فورس پر حملہ کرنے کا سوچ بھی سکے''...... عمران نے کہا۔

''لیکن وائٹ ایگل کو کیسے علم ہوا کہ ہم یہاں موجود ہیں اور

ڈی فورس ایجنسی نے ہماری وین کو گھیر لیا ہے''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''وہ بے حد ذہین آدمی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس نے وین میں کوئی ٹریکر لگا رکھا ہو اور اس ٹریکر کی مدد سے یہاں تک پہنچا ہو''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ ہو سکتا ہے لیکن یہاں جس طرح گھمسان کا رن پڑ رہا ہے مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ دھماکوں اور فائرنگ کی آوازیں دور دور تک سنی جا سکتی ہیں اور یہ آوازیں سن کر جو فورس ہمارے پیچھے تھی انہیں یہاں آنے میں دیر نہیں لگے گی''...... جولیا نے کہا۔

''ہاں۔ بہت جلد یہ علاقہ میدان کارزار میں تبدیل ہو جائے گا اور ڈینجر ایجنسی کی فورس اس سارے علاقے کو گھیر لے گی''۔ عمران نے کہا۔

''تو پھر ہمیں موقع کا فائدہ اٹھا کر فوراً یہاں سے نکل جانا چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ ہم پھر پھنس جائیں''...... جولیا نے کہا۔ اسی لمحے دو آدمی دوڑ کر اس طرف آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ جولیا اور عمران نے پہچان لیا۔ یہ دو آدمی کامبو کے ساتھی تھے جو وین کے عقبی سیٹوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔

''یہ ہمارے ہی ساتھی ہیں آنے دو انہیں''...... عمران نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے وہ دونوں دوڑتے ہوئے اس طرف آ گئے۔ عمران اور جولیا کو دیکھ کر وہ ایک لمحے کے لئے

ٹھٹکے لیکن پھر فوراً مطمئن ہو گئے جیسے انہوں نے عمران اور جولیا کو پہچان لیا ہو۔

"تم دونوں یہاں کیوں آئے ہو"...... عمران نے پوچھا۔

"ہم آپ دونوں کی تلاش میں آئے ہیں جناب۔ ہم نے آپ دونوں کو اس طرف آتے دیکھ لیا تھا"...... ایک آدمی نے کہا۔

"تمہارا نام مبشر ہے نا"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ میں مبشر ہوں اور یہ حمید"...... اس آدمی نے کہا۔

"مبشر اور حمید۔ کیا تم بتا سکتے ہو کہ یہاں ہماری مدد کے لئے کون آ سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہم خود بھی حیران ہیں جناب۔ ان علاقوں میں ہمارا کوئی سیکشن اور کوئی آدمی نہیں ہے۔ پھر نجانے یہ کون لوگ ہیں جو ہماری مدد کے لئے آ گئے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ یہ چیف باس وائٹ ایگل اور ان کے ساتھی ہوں اور یہ بھی ممکن ہے کہ ان لوگوں کا تعلق جی پی فائیو سے ہو"...... مبشر نے کہا تو جی پی فائیو کا سن کر عمران بری طرح سے چونک پڑا۔

"جی پی فائیو"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ جولیا کے چہرے پر بھی حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

"جی ہاں۔ ہماری اطلاع کے مطابق اس علاقے میں جی پی فائیو کا ہولڈ ہے۔ جی پی فائیو کا ایک سیکشن جسے گریٹ سیکشن کہا جاتا ہے انہی پہاڑی علاقوں میں کہیں موجود ہے۔ دوسری اطلاع کے

مطابق جی پی فائیو کے گریٹ سیکشن اور ڈینجر ایجنسی کے ریڈ سیکشن کی آپس میں کبھی نہیں بنتی۔ یہ موقع ملتے ہی ایک دوسرے سے نبرد آزما ہو جاتے ہیں۔ یہ ایک دوسرے پر حملہ آور ہو جائیں تو کشتوں کے پشتے لگا دیتے ہیں"...... مبشر کے ساتھی حمید نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تو اس کا مطلب ہے کہ ڈینجر ایجنسی کے ریڈ سیکشن پر جی پی فائیو کے گریٹ سیکشن کے حملے کا امکان ممکن ہے"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ ہو سکتا ہے کہ گریٹ سیکشن والوں کو ڈینجر ایجنسی کے ریڈ سیکشن کی یہاں آمد کی اطلاع مل گئی ہو۔ اس لئے انہوں نے ان پر حملہ کر دیا ہو"...... مبشر نے کہا۔

"تب تو ہم اور زیادہ خطرے میں ہیں۔ اگر جی پی فائیو کے کرنل ڈیوڈ کو ہماری یہاں موجودگی کا علم ہو گیا تو وہ پوری فورس لے کر یہاں پہنچ جائے گا"...... جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ ہم یہی بتانے کے لئے آئے تھے کہ ہم اس بات کو ذہن میں رکھیں کہ ڈی ایجنسی پر حملہ کرنے والے ہمارے ساتھی بھی ہو سکتے ہیں اور جی پی فائیو کے گریٹ سیکشن کے مسلح افراد بھی اس لئے ہمیں بہت سوچ سمجھ کر ان کا سامنا کرنا ہے"...... مبشر نے کہا۔

سڑک کی طرف سے مسلسل فائرنگ کی آوازوں کے ساتھ دھماکوں کی آوازیں بھی سنائی دے رہی تھیں۔ سڑک پر اور اس کے

اردگرد آگ ہی آگ بھڑکتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی جس سے ہر طرف دھواں پھیل گیا تھا اور ماحول آلودہ ہو گیا تھا۔

''تب پھر ہمیں اس جگہ سے دور ہٹ جانا چاہئے۔ اگر مددگار ہمارے ساتھی ہوئے تو وہ ہم تک ضرور پہنچ جائیں گے ورنہ ہمیں ہر حال میں یہاں سے نکلنا ہو گا''...... عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''ہم کھیتوں کی طرف چلتے ہیں۔ کھیتوں سے ہوتے ہوئے ہم پہلے والی مین سڑک کی طرف جائیں گے اور پھر وہاں سے کسی بھوسے سے بھرے ٹرالر میں سوار ہو کر شہر کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔ شہر جا کر ہم ٹیکسی ہائر کر کے باس کے پاس پوائنٹ تھری پر پہنچ سکتے ہیں''...... حمید نے کہا۔

''یہ مناسب آئیڈیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وائٹ ایگل پوائنٹ تھری پر ہی ہمارا انتظار کر رہا ہو''...... عمران نے کہا۔

''تب پھر تم دونوں اپنے باقی ساتھیوں کو بھی بلا لاؤ تاکہ ہم یہاں سے نکل سکیں''...... جولیا نے کہا۔

''کامبو اور باقی تین ساتھی سڑک کی دوسری جانب موجود ہیں۔ اگر ہم سڑک کی طرف گئے تو وہاں ہونے والی مسلسل فائرنگ کی زد میں آ جائیں گے''...... مبشر نے کہا۔

''تو تم چاہتے ہو کہ ہم انہیں اسی طرح یہاں چھوڑ جائیں''۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ حمید یہاں رک جاتا ہے۔ میں آپ کے ساتھ چلتا ہوں۔ حمید اپنے باقی ساتھیوں کو بھی بتا دے گا کہ ہم کہاں ہے اس طرح وہ بھی ان راستوں سے ہوتے ہوئے پوائنٹ تھری پر پہنچ جائیں گے''...... مبشر نے کہا۔

''ہاں۔ ٹھیک ہے۔ میں یہاں رک جاتا ہوں''...... حمید نے بغیر کسی تاویل کے کہا۔

''ہمیں اتنی جلدی کیا ہے جانے کی۔ ہم سب ہی یہاں رک جاتے ہیں۔ جب کامبو اور اس کے باقی ساتھی یہاں آئیں گے تب ہم ایک ساتھ یہاں سے نکل جائیں گے''...... عمران نے کہا۔

''تب تک ڈی ایجنسی کی مزید فورس یہاں پہنچ جائے گی اور اگر حملہ آور جی پی فائیو کے گریٹ سیکشن سے ہیں تو پھر یہ سارا علاقہ ان کے قبضے میں ہو گا اور پھر ہمیں یہاں سے نکلنے کا موقع نہیں مل سکے گا''...... مبشر نے کہا۔

''ہونہہ۔ ہم بزدلوں کی طرح اپنے ساتھیوں کو موت کے منہ میں چھوڑ کر کہیں نہیں جائیں گے۔ ڈینجر ایجنسی یا جی پی فائیو کی فورس یہاں آئی تو دیکھا جائے گا''...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''جیسے آپ کی مرضی''...... مبشر نے کہا۔

''سامنے درختوں کے جھنڈ کے پاس ایک ٹیوب ویل ہے۔ آپ وہاں چلے جائیں۔ میں کامبو اور باقی ساتھیوں کو تلاش کرتا ہوں اور انہیں بھی وہاں لے آتا ہوں پھر ہم ایک ساتھ یہاں سے

نکل چلیں گے''...... حمید نے کہا۔ اسی لمحے انہوں نے سڑک کی دوسری جانب موجود پہاڑیوں سے زائیں زائیں کی آوازوں کے ساتھ کئی میزائل سڑک کی طرف آتے دیکھے۔ دوسرے لمحے ماحول خوفناک اور زور دار دھماکوں سے گونج اٹھا۔

''یہ گریٹ ایجنسی کا ہی کام ہے۔ انہوں نے اس طرف میزائل داغنے شروع کر دیئے ہیں۔ اب ہمیں یہاں سے نکلنا ہی پڑے گا''...... مبشر نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ اچانک ایک میزائل انہوں نے اپنی طرف آتے دیکھا۔

''دائیں بائیں کود کر زمین سے چپک جاؤ''...... عمران نے میزائل دیکھ کر چیختے ہوئے کہا اور خود بھی زمین پر چھلانگ لگا کر لیٹ گیا اور زمین سے کسی جونک کی طرح چپک گیا۔ اسی لمحے میزائل ان کے اوپر سے گزرتا ہوا پیچھے ایک درخت سے ٹکرایا۔ ایک زور دار دھماکہ ہوا اس درخت کے پرخچے اُڑتے چلے گئے۔ آگ کا طوفان سا اٹھا اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا جسم آگ سے بری طرح سے جھلس گیا ہو۔ یہ احساس ایک لمحے کے لئے تھا۔ آگ جس تیزی سے پھیلی تھی اسی تیزی سے ختم ہو گئی تھی۔

''چلو۔ یہ ہمارے ساتھیوں کا نہیں جی پی فائیو کے گریٹ سیکشن فورس کا ہی کام لگ رہا ہے۔ اب ہمارا یہاں رکنا واقعی حماقت ہو گی''...... عمران نے فوراً اٹھتے ہوئے کہا تو جولیا، مبشر اور حمید فوراً اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

''آپ جائیں۔ میں کامبو اور باقی ساتھیوں کو لاتا ہوں''۔ حمید نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ جولیا اور مبشر تیزی سے درختوں کی آڑ لے کر کھیتوں کے درمیان دوڑتے چلے گئے۔

کھیت کی نرم زمین ان کو روک رہی تھی مگر وہ دوڑ کر کھیت عبور کر کے ایک پگڈنڈی پر آ گئے۔ یہ پگڈنڈی سیدھی جا رہی تھی۔ وہ اس پر دوڑنے لگے سڑک پر اب فائرنگ اور دھماکوں کی کوئی آواز سنائی نہیں دے رہی تھی۔ شاید جی پی فائیو کے گریٹ سیکشن نے ڈینجر ایجنسی کی فورس کا مکمل صفایا کر دیا تھا یا پھر شاید ڈی ایجنسی کے افراد گریٹ سیکشن سے خوفزدہ ہو کر وہاں سے بھاگ گئے تھے۔ پگڈنڈی مڑ کر ایک ٹیوب ویل پر ختم ہو گئی تھی۔ وہاں ایک بڑا سا خشک نالا تھا۔ جس پر ایک چھوٹا سا پل بنا ہوا تھا۔ وہ پل پر دوڑتے ہوئے نالے کو کراس کر کے ٹیوب ویل کی طرف بڑھنے لگے۔ گیلے کھیتوں میں دوڑنے سے ان کے پیر کیچڑ سے لت پت ہو گئے تھے اور حلیہ خراب ہو چکا تھا۔

''ہمیں یہاں رک کر حمید اور باقی ساتھیوں کا انتظار کرنا ہو گا''...... عمران نے کہا۔

''حمید انہیں لے کر پوائنٹ تھری پر آ جائے گا جناب۔ ہمیں یہاں نہیں رکنا چاہیے''...... مبشر نے کہا۔

''نہیں۔ تمہارے کہنے پر ہم یہاں تک تو آ گئے ہیں لیکن بغیر

اپنے ساتھیوں کو لئے ہم یہاں سے پوائنٹ تھری پر نہیں جائیں گے“۔عمران نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے جناب۔ جیسے آپ کی مرضی“...... مبشر نے کہا۔

”کیا ہم اس ٹیوب ویل کے پانی سے اپنا حلیہ درست کر سکتے ہیں“...... جولیا نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہاں کر لو۔ ایسی حالت میں اگر ہم سڑک کی طرف گئے تو جہاں بھی جائیں گے شک کی نظروں سے دیکھے جائیں گے“۔ عمران نے کہا اور پھر وہ ٹیوب ویل کی طرف بڑھے اور ایک طرف سے آنے والے صاف پانی کے کھالے کے پاس بیٹھ کر اپنے حلیئے درست کرنے لگے۔

تقریباً دس منٹ کے بعد انہوں نے کھیتوں سے تین افراد کو اس طرف آتے دیکھا تو وہ چونک پڑے۔ وہ ٹیوب ویل کی آڑ میں چھپ گئے۔ تین افراد دوڑتے ہوئے آگے آئے تو یہ دیکھ کر وہ تینوں مطمئن ہو گئے کہ وہ حمید اور اس کے باقی دو ساتھی تھے۔ ان کے ساتھ کامبو اور ایک اور آدمی دکھائی نہیں دے رہا تھا۔

”کامبو اور ہمارا ایک اور ساتھی کہاں ہے“...... مبشر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ ٹیوب ویل کی آڑ سے نکل کر حمید اور اپنے ساتھیوں کو اس طرف آنے کا اشارہ کرنے لگا۔ کچھ ہی دیر میں حمید اور اس کے دونوں ساتھی ان کے قریب پہنچ گئے۔ حمید کے ساتھ آنے والے دونوں افراد زخمی تھے۔ ان کے زخم معمولی تھے ورنہ وہ

اس طرح بھاگ کر وہاں نہیں آ سکتے تھے۔

”عاشر اور کامبو کہاں ہیں“...... قریب آنے پر مبشر نے حمید سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”عاشر کو گولیاں لگی تھیں وہ ہلاک ہو گیا ہے اور کامبو کا کچھ پتہ نہیں۔ میں نے کافی آوازیں دی تھیں لیکن مشین گنوں کی فائرنگ اور میزائلوں کے دھماکوں کی وجہ سے شاید اس تک میری آواز نہیں پہنچی تھی“...... حمید نے جواب دیا۔

”اب جناب۔ اب آپ کیا کہتے ہیں“...... مبشر نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”ہم تھوڑی دیر اور انتظار کریں گے۔ اگر کامبو زندہ ہے اور اس طرف آیا تو ہم اسے ساتھ لے کر ہی جائیں گے“...... عمران نے کہا۔

”بہت بہتر جناب“...... مبشر نے کہا۔ وہ ٹیوب ویل کی آڑ میں بیٹھے اسی طرف دیکھ رہے تھے جہاں سے وہ بھاگ کر آئے تھے لیکن کافی دیر گزر گئی جب اس طرف کوئی نہ آیا تو مبشر، حمید اور اس کے ساتھیوں کے چہروں پر مایوسی چھانے لگی۔

”نہیں جناب۔ لگتا ہے عاشر کی طرح کامبو بھی دشمنوں کی گولیوں کا شکار بن گیا ہے۔ اگر وہ زندہ ہوتا تو شاید اس طرف آ جاتا لیکن......“ حمید نے کہا۔ اس سے پہلے کہ عمران کچھ کہتا انہیں دائیں طرف سے آنے والی کچی سڑک پر دھول اُڑتی دکھائی دی۔

ایک بڑی جیپ نہایت تیز رفتاری سے اس سڑک پر آ رہی تھی۔ وہ سب بڑی طرح چونک پڑے۔

''ایک جیپ آ رہی ہے''...... مبشر نے کہا۔

''ڈی ایجنسی یا گریٹ سیکشن کی ہی جیپ نہ ہو''...... حمید نے کہا۔

''اسلحہ سنبھال کر بکھر جاؤ۔ جب تک میں نہ کہوں کوئی فائرنگ نہیں کرے گا''...... عمران نے تیز لہجے میں کہا اور تیزی سے سائیڈ پر موجود ایک درخت کی آڑ میں چلا گیا۔ جولیا ٹیوب ویل کے پیچھے چھپ گئی جبکہ مبشر، حمید اور ان کے دونوں ساتھی سائیڈ میں موجود قد آدم جھاڑیوں میں گھستے چلے گئے۔ کچھ دیر بعد انہیں جیپ رکنے کی آواز سنائی دی۔ جیسے ہی جیپ رکی جھاڑیوں میں موجود مبشر اور حمید میں سے کسی نے اچانک جیپ کی طرف فائر کر دیا۔ فائر کی آواز کے ساتھ ہی جیپ کی ونڈ سکرین ٹوٹنے کی آواز سنائی دی۔

فائر کی آواز سن کر عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

''یہ تم کیا کر رہے ہو۔ مت کرو فائر''...... عمران نے جھاڑیوں میں چھپے ہوئے مبشر اور حمید سے مخاطب ہو کر چیختے ہوئے کہا۔ عمران نے درخت کی آڑ سے سر نکال کر جیپ کی سمت دیکھا ہی تھا کہ اچانک اس طرف سے مشین گن کا برسٹ مارا گیا جہاں جیپ رکی تھی۔

برسٹ ان جھاڑیوں میں مارا گیا تھا جہاں مبشر اور اس کے

ساتھی چھپے ہوئے تھے۔ دوسرے لمحے ماحول دردناک انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔ مبشر، حمید اور اس کے ساتھی شاید جھاڑیوں میں چھپ کر بیٹھے ہوئے تھے اور مشین گن سے گولیاں نیچے کی طرف برسائی گئی تھیں یہی وجہ تھی کہ جھاڑیوں میں چھپے ہوئے مبشر، حمید اور ان کے ساتھی ان گولیوں کا شکار بن گئے تھے۔

کرنل ڈیوڈ اپنے آفس میں بیٹھا روز مرہ کے کاموں میں مصروف تھا کہ انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے چونک کر سر اٹھایا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر انٹرکام کا ایک بٹن پریس کر دیا۔

''یس''...... کرنل ڈیوڈ نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

''میجر ہارلس آئے ہیں چیف''...... دوسری طرف سے کرنل ڈیوڈ کی پرسنل سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''ٹھیک ہے۔ بھیج دو اسے اندر''...... کرنل ڈیوڈ نے اسی طرح کرخت لہجے میں کہا اور انٹرکام کا بٹن پریس کر کے آف کر دیا اور ایک بار پھر فائل دیکھنے میں مصروف ہو گیا۔ اس نے فائل کا آخری صفحہ پڑھ کر اس پر اپنے دستخط کئے اور فائل بند کر کے میز کی سائیڈ پر رکھ دی۔ اسی لمحے دروازے پر دستک ہوئی۔

''یس۔ کم اِن''...... کرنل ڈیوڈ نے کرخت لہجے میں کہا تو کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا اور انتہائی مضبوط جسم کا

مالک نوجوان اندر داخل ہوا۔

''آپ نے مجھے یاد کیا ہے سر''...... نوجوان اندر آیا اور اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں ایڑی بجا کر کرنل ڈیوڈ کو سلیوٹ کرتے ہوئے کہا۔

''ہاں میجر ہارلس۔ آؤ بیٹھو''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا تو نوجوان آگے بڑھ آیا۔

''تھینک یو سر''...... میجر ہارلس نے کہا اور کرنل ڈیوڈ کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔

''میں نے تمہیں ایک خاص کام سے بلایا ہے میجر ہارلس''۔ کرنل ڈیوڈ نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''یس سر''...... میجر ہارلس نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کیا تم نے ڈاکٹر کارٹرس کا نام سنا ہے''...... کرنل ڈیوڈ نے اس کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''یس سر۔ ان کے نام سے تو اسرائیل کا بچہ بچہ واقف ہے سر۔ وہ ہمارے ملک کا قیمتی سرمایہ ہیں''...... میجر ہارلس نے کہا۔

''تب تو تمہیں یہ بھی پتہ ہو گا کہ ڈاکٹر کارٹرس کے پاس اہم ترین فارمولے اور جدید ترین سائنسی اسلحے سے متعلق فائلیں ہیں''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''یس سر''...... میجر نے کہا۔

''اس نے وہ تمام فائلیں اور دستاویزات اپنے کسی سیکرٹ لاکر

میں چھپا رکھی ہیں جس کے بارے میں ہزار کوششوں کے باوجود ہمیں بھی علم نہیں ہو سکا ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"یس سر"...... میجر ہارلس نے کہا۔

"مجھے اس بات پر غصہ تھا کہ ڈاکٹر کارٹرس کو حکومتی سطح پر یہ اجازت نہیں ہے کہ وہ ایجادات اور فارمولوں کے ساتھ ساتھ اسرائیل کے جدید سائنسی اسلحے کے فارمولے کی بھی کاپیاں بنا کر اپنے سیکرٹ لاکر میں رکھے لیکن وہ ایسا کر رہا ہے۔ ڈاکٹر کارٹرس چونکہ اسرائیلی پرائم منسٹر کا خاص آدمی ہے اس لئے مجھے یقین تھا کہ اگر میں نے پرائم منسٹر سے اس کی شکایت کی تو میری شکایت پر پرائم منسٹر صاحب کوئی کان نہیں دھریں گے۔

مجھے یہ بات پرائم منسٹر صاحب کو مع ثبوت کے بتانی ہے تاکہ میری بات کا یقین کیا جا سکے اور ڈاکٹر کارٹرس کو اس بات پر پابند کیا جا سکے کہ وہ ملکی سلامتی سے متعلق کوئی بھی فائل اور دستاویز کی کاپی اپنے پاس نہ رکھے۔ اس کے پاس جو بھی فائلیں اور دستاویزات کی کاپیاں ہوں انہیں ضبط کر لیا جائے۔ اس مقصد کے لئے میں نے اپنے چند ایجنٹوں کو خفیہ طور پر ڈاکٹر کارٹرس کے ساتھ لگایا ہوا تھا لیکن کوشش کے باوجود وہ بھی اس بات کا سراغ نہیں لگا سکے کہ ڈاکٹر کارٹرس کا سیکرٹ لاکر کہاں ہے جس میں وہ فائلیں اور دستاویزات کی کاپیاں رکھتا ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"اب کوئی خاص بات ہوئی ہے جناب"...... میجر ہارلس نے پوچھا۔

"بتاتا ہوں۔ اس نانسنس ڈاکٹر نے ایک بہت بڑی حماقت کی ہے ایسی حماقت جس نے ہمارے ملک کی سلامتی کے لئے شدید خطرات پیدا کر دیئے ہیں"...... کرنل ڈیوڈ نے ہونٹ بھینچ کر کہا۔

"وہ کیا حماقت سر"...... میجر ہارلس نے کہا۔

"جانتے ہو ڈاکٹر کارٹرس نے ان اہم ترین کاغذات کو کہاں رکھا تھا جو اس کی تحویل میں تھے"...... کرنل ڈیوڈ نے پوچھا۔

"نو سر"...... میجر ہارلس نے انکار میں سر ہلا کر کہا۔

"ایک معمولی سی لاکرز کمپنی کے معمولی سے لاکر میں"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"اوہ۔ کون سی لاکرز کمپنی"...... میجر ہارلس نے چونک کر کہا۔

"ملٹی پلس لاکرز لمیٹڈ کمپنی کے ایک ماسٹر لاکر میں اس نے ان کاغذات کو رکھا ہوا تھا"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"اوہ۔ یہ تو مکمل طور پر پرائیویٹ کمپنی ہے اور غیر محفوظ بھی تو پھر ڈاکٹر کارٹرس نے ایسی حماقت کیوں کی"...... میجر ہارلس نے حیرت سے کہا۔

"شاید اس نانسنس کا دماغ خراب ہو گیا تھا۔ اس نے تمام سیکرٹ فائلوں اور دستاویزات کی کاپیاں اسی لاکر میں رکھی ہوئی تھیں اور وہ یہ سمجھ رہا تھا کہ یہاں اس کی دستاویزات مکمل طور پر

محفوظ ہیں۔ لیکن......" کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"لیکن کیا سر۔ کیا وہ کاغذات وہاں محفوظ نہیں ہیں"...... میجر ہارلس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"چند غیر ملکی ایجنٹوں نے ماسٹر لاکرز میں نقب لگا کر اس کا سیکرٹ لاکر توڑ دیا تھا اور اس کے لاکر سے تمام فائلوں اور دستاویزات کی اسپائی کیمرے سے تصویریں بنا کر لے جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا تو میجر ہارلس اچھل پڑا۔ اس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی تھیں۔

"غیر ملکی ایجنٹ"...... میجر ہارلس کے منہ سے نکلا۔

"ہاں۔ اس نانسنس ڈاکٹر سے سب سے بڑی حماقت یہ ہوئی کہ اس نے سیکرٹ لاکر اور وہاں رکھی ہوئی تمام دستاویزات کے بارے میں اپنے نمبر ٹو رہوڈا کو ہر بات تفصیل سے بتا دی تھی۔ غیر ملکی ایجنٹوں نے رہوڈا پر ہی ہاتھ ڈالا تھا اور اسی کے ذریعے انہیں ماسٹر لاکرز کا علم ہوا اور انہوں نے وہاں نقب لگا کر دستاویزات کی تصاویر بنائیں اور وہاں سے فرار ہو گئے"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"رہوڈا۔ لیکن وہ تو ڈاکٹر کارٹرس کا انتہائی وفادار ساتھی ہے سر۔ اس نے غیر ملکی ایجنٹوں کو اتنا بڑا راز کیسے بتا دیا"...... میجر ہارلس نے حیران ہوتے ہوئے کہا تو کرنل ڈیوڈ نے اسے رہوڈا کے ساتھ پیش آنے والے واقعات کے بارے میں بتانا شروع کر دیا۔

"تو دشمنوں نے رہوڈا کی فیملی کو یرغمال بنا کر یہ سب کیا ہے"۔

میجر ہارلس نے کہا۔

"ہاں۔ اس غدار نے اپنی اور اپنی فیملی کی جان بچانے کے لئے ملکی مفادات کا سودا کر لیا تھا اور ایجنٹوں کو ڈاکٹر کارٹرس کے سیکرٹ لاکر کے بارے میں بتا دیا تھا"...... کرنل ڈیوڈ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"اب وہ ایجنٹ کہاں ہیں جناب۔ کیا ڈی ایجنسی نے اس کی گرفتاری کے لئے کچھ نہیں کیا"...... میجر ہارلس نے کہا۔

"ڈی ایجنسی صرف نام کی ہی ڈی ایجنسی ہے۔ اس میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ وہ غیر ملکی ایجنٹوں سے ٹکر لے سکے۔ اس ایجنسی کے دو چیف ہیں ایک کرنل رابرٹ اور دوسرا خود ڈاکٹر کارٹرس۔ ڈاکٹر کارٹرس جس کے اپنے راز اس کے پاس محفوظ نہیں رہ سکے وہ بھلا غیر ملکی ایجنٹوں کو کیا پکڑے گا نانسنس"...... کرنل ڈیوڈ نے منہ بنا کر کہا۔

"تو کیا ایجنٹ وہ تمام راز لے کر یہاں سے نکل گئے ہیں"۔ میجر ہارلس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ میری اطلاع کے مطابق وہ دو ایجنٹ ہیں اور ان دونوں نے یہاں کے کسی فلسطینی گروپ کے ساتھ مل کر ڈی ایجنسی کو تگنی کا ناچ نچایا ہوا ہے۔ ڈی ایجنسی کی فورس پوری قوت کے ساتھ ان ایجنٹوں کے پیچھے لگی ہوئی ہے لیکن کوشش کے باوجود وہ ابھی تک انہیں نہیں پکڑ سکی ہے بلکہ ان ایجنٹوں نے ڈی ایجنسی کے بے شمار

افراد ہلاک کر دیئے ہیں''...... کرنل ڈیوڈ نے جواب دیا اور پھر اس نے میجر ہارلس کو یہ سب بھی بتا دیا کہ کس طرح ڈی ایجنسی کو غیر ملکی ایجنٹوں کا پتہ چلا تھا اور کس طرح غیر ملکی ایجنٹ ان کے ہاتھوں سے نکلے تھے اور کہاں کہاں انہوں نے ڈی ایجنسی کی فورس کو شکست دی تھی اور ان کے ہاتھوں چکنی مچھلی کی طرح نکل گئے تھے۔

''یہ غیر ملکی ایجنٹ تو ضرورت سے زیادہ تیز معلوم ہوتے ہیں سر جو ابھی تک ڈی ایجنسی کے قابو میں ہی نہیں آ رہے ہیں''۔ میجر ہارلس نے کہا۔

''ہاں۔ اور وہ نانسنس لاکھ کوششیں بھی کر لیں تو ان غیر ملکی ایجنٹوں کو نہیں پکڑ سکیں گے''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''کیا مطلب۔ میں کچھ سمجھا نہیں جناب''...... میجر ہارلس نے چونکتے ہوئے کہا۔

''وہ معمولی ایجنٹ نہیں ہیں میجر جو اس قدر آسانی سے ڈی ایجنسی کے ہاتھ لگ جائیں۔ انہیں پکڑنے کے لئے ڈی ایجنسی اپنی پوری قوت بھی لگا دے تب بھی وہ انہیں نہیں پکڑ سکیں گے بلکہ وہ جتنا ان ایجنٹوں کے پیچھے جائیں گے ڈی ایجنسی کا ہی نقصان ہو گا۔ صرف اور صرف ڈی ایجنسی کا نقصان''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''کون ہیں یہ ایجنٹ۔ کیا آپ انہیں جانتے ہیں''...... میجر ہارلس نے کہا۔

''ہاں۔ جانتا ہوں''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''مجھے بتائیں جناب۔ آپ کی باتیں سن کر تو اب مجھے بھی تجسس ہونے لگا ہے کہ ایسے کون سے ایجنٹ ہیں جو ڈینجر ایجنسی کی طاقتور فورس کو تگنی کا ناچ نچا رہے ہیں''...... میجر ہارلس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''وہ پاکیشیائی ایجنٹ ہیں۔ عمران اور اس کی ایک ساتھی لڑکی''۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا تو عمران کا نام سن کر میجر ہارلس بری طرح سے اچھل پڑا۔

''عمران اپنی ٹیم کے ساتھ یہاں ہے''...... میجر ہارلس نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

''ٹیم کے ساتھ نہیں۔ اس بار وہ یہاں صرف ایک لڑکی کے ساتھ آیا ہے جس کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''لیکن وہ یہاں آیا کس مقصد کے لئے ہے''...... میجر ہارلس نے کہا۔

''اب تک کے حالات کے تحت جو مجھے معلومات ملی ہیں ان سے تو مجھے ایسا ہی لگ رہا ہے کہ وہ ڈاکٹر کارٹرس کی ٹاپ سیکرٹ فائل حاصل کرنے آیا ہے''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''ٹاپ سیکرٹ فائل۔ اس فائل میں کیا ہے''...... میجر ہارلس نے چونک کر کہا۔

"میں نہیں جانتا۔ مجھے ڈی ایجنسی میں کام کرنے والے اپنے ایک ایجنٹ سے ہی پتہ چلا ہے کہ ڈاکٹر کارٹرس ٹاپ سیکرٹ فائل کی وجہ سے پریشان ہے اور اس نے ماسٹر لاکرز میں اس فائل کی کاپی بھی رکھی ہوئی تھی۔ ہوسکتا ہے کہ اس فائل میں ڈاکٹر کارٹرس کی کوئی اہم ایجاد یا سائنسی فارمولا ہو"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"اوہ۔ اور وہ فائل عمران کے ہاتھ لگ چکی ہے"...... میجر ہارلس نے ہونٹ سکوڑ کر کہا۔

"ہاں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ میرے ایجنٹ نے مجھے یہ بھی بتایا ہے کہ ڈاکٹر کارٹرس نے ماسٹر لاکرز میں جو بھی فائلیں اور دستاویزات رکھی ہیں وہ سب ادھوری ہیں"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"ادھوری۔ میں سمجھا نہیں"...... میجر ہارلس نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"حفاظت کے پیش نظر ڈاکٹر کارٹرس نے تمام فائلوں اور دستاویزات کے دو حصے کر رکھے ہیں جن میں سے ایک حصہ وہ ماسٹر لاکرز میں رکھتا تھا اور دوسرا حصہ کہیں اور۔ عمران نے ماسٹر لاکرز سے جن فائلوں اور دستاویزات کی تصاویر حاصل کی ہیں وہ مکمل نہیں ہیں اور عمران اس وقت تک یہاں دندناتا رہے گا جب تک کہ وہ مکمل ٹاپ سیکرٹ فائل کی کاپی حاصل نہیں کر لیتا"۔ کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"اوہ۔ تو پھر آپ نے کیا سوچا ہے کیا ہم عمران اور اس کی

ساتھی لڑکی کے خلاف حرکت میں آ جائیں"...... میجر ہارلس نے کہا۔

"نہیں۔ اس کے لئے میں نے جناب پرائم منسٹر صاحب سے گزارش کی تھی لیکن اس وقت شاید کرنل رابرٹ یا ڈاکٹر کارٹرس بھی پرائم منسٹر صاحب کے پاس موجود تھے۔ انہوں نے میری گزارش کو اسی وقت رد کر دیا تھا اور مجھے اس بات سے سختی سے روک دیا کہ میں ان ایجنٹوں کے خلاف کوئی ایکشن نہیں لوں گا۔ عمران اور اس کی ساتھی لڑکی کا ٹکراؤ ڈی ایجنسی سے ہے اور وہ خود ہی ان سے نپٹ لیں گے اس لئے مجھے ان کے معاملات میں مداخلت کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو پھر ہمیں کیا کرنا چاہئے"...... میجر ہارلس نے کہا۔

"مجھے عمران سے شدید نفرت ہے۔ اس کی وجہ سے میں کئی بار ناکامی کا منہ دیکھ چکا ہوں۔ جب مجھے اس کی یہاں موجودگی کا علم ہوا تو مجھے بے حد غصہ آیا اور میں نے فوری طور پر اس کے خلاف ایکشن لینے کا فیصلہ کر لیا تھا لیکن پھر جب مجھے پتہ چلا کہ اس کا ٹکراؤ ڈینجر ایجنسی سے ہے جس کی خاص طور پر پرائم منسٹر صاحب سرپرستی کرتے ہیں تو میں نے ایسا نہیں کیا۔ میں اب خود بھی یہی چاہتا ہوں کہ عمران اور اس کے ساتھیوں ڈی ایجنسی سے ٹکرائیں۔ جب عمران، ڈی ایجنسی کو مکمل طور پر تباہ و برباد کر کے یہاں سے

نکل جائے گا تب پرائم منسٹر صاحب کو میری اور جی پی فائیو کی اہمیت کا اندازہ ہو گا''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''لیکن اس طرح تو وہ اسرائیل کا بہت بڑا راز لے کر یہاں سے نکل جائیں گے''...... میجر ہارلس نے کہا۔

''اس سے ہمیں کیا نقصان ہو گا۔ یہ سب ڈی ایجنسی کی کوتاہی کا نتیجہ ہو گا اور انہیں اس کوتاہی کی کوئی تو سزا ملنی چاہئے جنہیں پرائم منسٹر صاحب نے خواہ مخواہ سر چڑھا رکھا ہے''...... کرنل ڈیوڈ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ آپ کی یہ بات تو درست ہے۔ واقعی پرائم منسٹر صاحب جی پی فائیو کی بجائے اب ہر معاملے میں ڈی ایجنسی کو ہی فوقیت دیتے ہیں''...... میجر ہارلس نے کہا۔

''اسی لئے مجھے ڈی ایجنسی سے انتہائی نفرت ہے اور میں چاہتا ہوں کہ یہ نانسنس ڈی ایجنسی اپنی موت آپ مر جائے اور اس کا اسرائیل سے ہمیشہ کے لئے نام ہی ختم ہوجائے۔ جب تک ڈی ایجنسی ہے اس وقت تک جی پی فائیو کی اہمیت پر پرائم منسٹر صاحب کوئی توجہ نہیں دیں گے''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''میری اطلاعات کے مطابق ڈی ایجنسی کی ریڈ فورس پہاڑیوں کی طرف بھی آئی تھی۔ وہ شاید غیر ملکی ایجنٹوں کے پیچھے لگے ہوئے تھے لیکن چونکہ وہاں ہمارا نیا گریٹ سیکشن موجود ہے۔ انہوں نے یہی سمجھ لیا تھا کہ ڈی ایجنسی کا ریڈ سیکشن ان کے خلاف

کارروائی کرنے آیا ہے اس لئے گریٹ سیکشن نے پہاڑی کے پیچھے سے ہی ریڈ سیکشن پر میزائل فائر کر دیئے اور انہیں ان کی کاروں سمیت ختم کر دیا تھا''...... میجر ہارلس نے کہا۔

''ہاں۔ وہ سب مس انڈرسٹینڈنگ کی وجہ سے ہوا تھا۔ جس طرح ریڈ فورس مسلح ہو کر اس علاقے میں پہنچی تھی ہمارا گریٹ سیکشن یہی سمجھا تھا کہ وہ ان کے خلاف کارروائی کرنے آئے ہیں اس لئے انہوں نے ان کے حملے سے بچنے کے لئے فوری طور پر ان پر میزائل فائر کر دیئے۔

ابھی تھوڑی دیر پہلے میری اسی سلسلے میں پرائم منسٹر صاحب سے بات بھی ہوئی ہے۔ انہوں نے میرے گریٹ سیکشن کے اس جارحانہ انداز اور بلاوجہ ڈی ایجنسی کے ریڈ سیکشن کے بے شمار افراد کو ہلاک کرنے پر میری سرزنش بھی کی ہے۔ جس کے لئے مجھے مجبوراً ان سے معذرت کرنی پڑی لیکن مجھے خوشی ہے کہ گریٹ سیکشن نے ڈی ایجنسی کے ریڈ سیکشن پر حملہ کیا جس کے نتیجے میں ان کے بے شمار ساتھی مارے گئے۔ میں تو چاہتا بھی یہی ہوں کہ ڈی ایجنسی کا زیادہ سے زیادہ نقصان ہو اور اس ایجنسی کا اسرائیل سے وجود ہی ختم ہو جائے تاکہ جی پی فائیو کو پھر وہی مقام حاصل ہو جائے جو پہلے تھا''...... کرنل ڈیوڈ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''اب میرے لئے کیا حکم ہے جناب''...... میجر ہارلس نے کہا کیونکہ اس ساری گفتگو میں اسے اس بات کا کوئی حاصل حصول

دکھائی نہیں دے رہا تھا کہ کرنل رابرٹ نے اسے خصوصی طور پر کیوں بلایا ہے۔

”جیسا کہ میں نے تمہیں بتایا ہے کہ عمران اور اس کی ساتھی لڑکی کا ڈی ایجنسی سے ٹکراؤ ہے اور وہی ان سے نپٹیں گے۔ پرائم منسٹر صاحب یہ نہیں چاہتے کہ ہم اس معاملے میں کوئی دخل دیں۔ لیکن میں عمران کو یہاں سے کسی بھی صورت میں کامیاب ہو کر واپس نہیں جانے دینا چاہتا“...... کرنل ڈیوڈ نے کہا تو میجر ہارلس بے اختیار چونک پڑا۔

”تو آپ کیا کرنا چاہتے ہیں“...... میجر ہارلس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”گریٹ سیکشن کی طرح تمہارا سیکشن بھی نیا ہے۔ گریٹ سیکشن کا تو سب کو علم ہے لیکن تمہارا سیکشن سیکرٹ سیکشن ہے جس کے بارے میں سوائے میرے اور تمہارے کوئی نہیں جانتا۔ میں نے خاص طور پر تمہارا سیکشن اسی لئے قائم کیا ہے جو ایسے ہی معاملات میں کام میں لایا جا سکے“...... کرنل ڈیوڈ نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں کچھ سمجھا نہیں سر“...... میجر ہارلس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”سیکرٹ سیکشن جس کے تم انچارج ہو سوائے میرے کسی کو جواب دہ نہیں ہے اور میں نے اس سیکشن میں ایک سے بڑھ کر

ایک باصلاحیت ایجنٹوں کو بھرتی کیا ہے جو ہر قسم کی سچوئیشن کو ہینڈل کرنا جانتے ہیں۔ میرا ارادہ تھا کہ میں تمہارے سیکشن کو خفیہ رکھ کر ڈی ایجنسی کے خلاف کارروائیاں کراؤں اور ایک ایک کر کے تمہارے ذریعے ڈی ایجنسی کے تمام سیکشنوں کو ملیا میٹ کر دوں اور نہایت خاموشی سے ان کی اجارہ داری ختم کر دوں لیکن اس کا ابھی وقت نہیں آیا ہے اس لئے میں نے تمہارے سیکرٹ سیکشن سے کوئی کام نہیں لیا۔ میں چاہتا ہوں کہ تم اور تمہارا سیکشن ابھی مزید تربیت حاصل کرے اور میں اپنے طور ڈی ایجنسی کے بارے میں اتنی معلومات حاصل کر لوں کہ ان کا کوئی بھی سیکشن، کوئی بھی گروپ اور کوئی بھی ٹھکانہ سیکرٹ سیکشن سے محفوظ نہ رہ سکے لیکن اب صورتحال کا تقاضہ ہے کہ میں سیکرٹ سیکشن کو ڈی ایجنسی کے خلاف استعمال کرنے کی بجائے پاکیشیائی ایجنٹوں کے خلاف استعمال کروں۔

عمران نے ڈاکٹر کارٹرس سے جو فائل حاصل کی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ فائل چاہے وہ ادھوری ہی کیوں نہ ہو تم اپنے سیکشن کے ذریعے اس عمران سے چھین کر مجھے لا کر دو۔ میں بھی اسی تجسس میں مبتلا ہوں کہ ڈاکٹر کارٹرس کی ٹاپ سیکرٹ فائل میں آخر ایسا کیا ہے جس کی اتنی حفاظت کی جا رہی تھی“...... کرنل ڈیوڈ نے مسلسل ٹہلتے ہوئے کہا۔

”اگر ڈی ایجنسی کو پتہ چل گیا کہ عمران کے خلاف ہم بھی

میدان میں آ گئے ہیں اور ہم نے ان کی ٹاپ سیکرٹ فائل عمران سے حاصل کر لی ہے تو کیا ہو گا جناب“...... میجر ہارلس نے کہا۔

”تو پھر تمہارے سیکرٹ سیکشن کا کیا فائدہ نانسنس۔ کیا میں نے تمہارا سیکشن اس لئے بنایا ہے کہ ڈی ایجنسی یا کسی کو اس بات کا علم ہو سکے کہ تم جی پی فائیو کے لئے کام کر رہے ہو“...... کرنل ڈیوڈ نے بری طرح سے بھڑکتے ہوئے کہا۔

”نن نن۔ نو سر۔ میں میرے کہنے کا مقصد کچھ اور تھا“...... کرنل ڈیوڈ کو بھڑکتے دیکھ کر میجر ہارلس نے یکلخت بوکھلا کر کہا۔

”کیا مقصد تھا تمہارا۔ بولو نانسنس۔ جواب دو“...... کرنل ڈیوڈ نے اسی انداز میں کہا۔ وہ کچھ دیر پہلے میجر ہارلس سے جس قدر آرام اور تحمل سے بات کر رہا تھا اب یکلخت اس کا رویہ بدل گیا تھا اور اس کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا تھا۔

”مم مم۔ میں۔ میں ۔ وہ وہ......“ میجر ہارلس نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

”کیا منمنا رہے ہو نانسنس۔ سیکرٹ سیکشن کے بارے میں اگر کسی کو کچھ بھی پتہ چلا تو میں اپنے ہاتھوں سے تمہیں اور تمہارے سارے گروپ کو گولیاں مار دوں گا۔ تم سب کو ہلاک کر کے تمہاری لاشیں سمندر میں پھینکوا دوں گا۔ نانسنس“...... کرنل ڈیوڈ نے غراتے ہوئے کہا۔

”یس۔ یس سر۔ ایسا کبھی نہیں ہو گا۔ سیکرٹ سیکشن کبھی اوپن

نہیں ہو گا اور نہ ہی کسی کو اس بات کا پتہ چلے گا کہ سیکرٹ سیکشن کا تعلق جی پی فائیو سے ہے“...... میجر ہارلس نے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

”تو پھر جاؤ۔ ابھی جاؤ اور جیسے بھی ہو عمران اور اس کی ساتھی لڑکی کو تلاش کرو۔ مجھے ہر صورت میں اس کے پاس موجود ٹاپ سیکرٹ فائل چاہئے اور فائل کے ساتھ ساتھ عمران اور اس کی ساتھی لڑکی کو بھی میرے سامنے ہونا چاہئے اور وہ بھی اس انداز میں کہ ڈی ایجنسی کو تو کیا اسرائیل کی کسی بھی ایجنسی کو اس بارے میں پتہ نہ چل سکے کہ وہ دونوں کیسے اور کہاں غائب ہوئے ہیں۔ سمجھے تم“۔ کرنل ڈیوڈ نے اسی طرح دھاڑتے ہوئے کہا۔

”یس سر۔ سمجھ گیا۔ اب آپ بے فکر رہیں۔ میں اپنے سیکشن کے ساتھ آج ہی عمران اور اس کی ساتھی لڑکی کی تلاش میں لگ جاتا ہوں۔ اگر وہ ڈی ایجنسی کی قید میں بھی ہوئے تو میں ان دونوں کو ان کی قید سے نکال کر آپ کے سامنے لا کر کھڑا کر دوں گا اور عمران نے ڈاکٹر کارٹرس کی ٹاپ سیکرٹ فائل کی جو تصاویر بنائی ہیں وہ سب بھی لا کر بہت جلد آپ کی خدمت میں پیش کر دوں گا“...... میجر ہارلس نے کہا۔

”فی الحال تم عمران اور اس کی ساتھی لڑکی کو ٹریس کرو کہ وہ کہاں ہیں اور کیا کرتے پھر رہے ہیں۔ ابھی ان کے پاس ادھوری فائل ہے۔ عمران ایسا انسان ہے جو کوئی بھی کام ادھورا نہیں چھوڑتا

وہ ہر صورت میں ڈاکٹر کارٹرس کی مکمل ٹاپ سیکرٹ فائل حاصل کرنے کی کوشش کرے گا۔ جب وہ فائل حاصل کر لے تب اس پر ہاتھ ڈالنا۔ میں چاہتا ہوں کہ تمہاری بجائے وہ جس حد تک ہو سکے ڈی ایجنسی کا نقصان کرتا رہے اور وہ ڈاکٹر کارٹرس کی ٹاپ سیکرٹ فائل بھی حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے۔ عمران کی دی ہوئی یہ چوٹ ڈی ایجنسی کے لئے آخری چوٹ ثابت ہو گی۔ عمران سے ٹکرانے کے بعد ڈی ایجنسی اس طرح منہ کے بل گرے گی کہ اس میں دوبارہ اٹھنے کی ہمت ہی نہیں رہے گی“...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

”لیس سر“...... میجر ہارلس نے کہا۔

”کیا لیس سر۔ نانسنس۔ کیا تمہیں میری بات سمجھ بھی آ رہی ہے یا احمقوں کی طرح لیس سر۔ لیس سر کہہ رہے ہو“...... کرنل ڈیوڈ نے ایک بار پھر بھڑکتے ہوئے کہا۔

”مم۔ مم۔ میں سمجھ گیا ہوں سر۔ میں عمران اور اس کی ساتھی لڑکی کی نگرانی کروں گا۔ جب وہ ڈاکٹر کارٹرس کی ٹاپ سیکرٹ فائل حاصل کر لیں گے تو میں اپنی پوری قوت کے ساتھ اس پر چڑھ دوڑوں گا اور اس سے نہ صرف فائل چھین لوں گا بلکہ اسے اور اس کی ساتھی لڑکی کو بھی بوریوں میں باندھ کر آپ کے پاس لے آؤں گا تاکہ انہیں اس بات کا بھی علم نہ ہو سکے کہ انہیں کس نے اٹھایا ہے“...... میجر ہارلس نے کہا۔

”گڈ۔ اب کی ہے تم نے عقلمندی کی بات“...... کرنل ڈیوڈ نے

کہا۔

”لیس سر۔ تھینک یو سر“...... میجر ہارلس نے کرنل ڈیوڈ کو نارمل ہوتے دیکھ کر سکون کا سانس لیتے ہوئے کہا۔

”اب جاؤ اور جلد سے جلد عمران اور اس کے ساتھی لڑکی کی تلاش شروع کر دو۔ اشد ضرورت ہو تو مجھ سے رابطہ کرنا ورنہ میں خود تم سے رپورٹ لینے کے لئے سپیشل ٹرانسمیٹر پر رابطہ کیا کروں گا تاکہ یہ راز کبھی آشکار نہ ہو سکے کہ تمہارا اور تمہارے سیکرٹ سیکشن کا مجھ سے کوئی تعلق ہے“...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

”لیس سر۔ یہ راز کبھی نہیں کھلے گا کہ سیکرٹ سیکشن، جی پی فائیو کے لئے کام کرتا ہے“...... میجر ہارلس نے کہا۔

”اب جا کر اپنا کام کرو۔ مجھے ہر قیمت پر تمہاری کامیابی چاہئے۔ تمہارا یہ مشن ہی اس بات کا فیصلہ کرے گا کہ تمہیں ٹاپ سیکرٹ سیکشن کا انچارج رہنا چاہئے یا تمہارے ساتھ مجھے سیکرٹ سیکشن کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دینا چاہئے“...... کرنل ڈیوڈ نے روکھے لہجے میں کہا۔

”لیس سر۔ آپ بے فکر رہیں۔ سیکرٹ سیکشن اپنے کسی مشن میں ناکام نہیں ہو گا۔ آپ نے جس مقصد کے لئے سیکرٹ سیکشن بنایا ہے۔ یہ سیکشن ہر صورت اس میں کامیابی حاصل کرے گا اور آپ کا دیا ہوا ہر مشن ہر حال میں پورا کر کے کامیابیاں حاصل کرے گا“...... میجر ہارلس نے کہا۔

''میں بھی یہی چاہتا ہوں۔ سیکرٹ سیکشن کی ناکامی جی پی فائیو کی نہیں بلکہ میری ناکامی تصور کی جائے گی اور میں اپنی ناکامی کسی صورت میں برداشت نہیں کر سکتا''...... کرنل ڈیوڈ نے کرخت لہجے میں کہا۔

''اوکے سر۔ اب میں چلتا ہوں''...... میجر ہارلس نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا تو کرنل ڈیوڈ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ میجر ہارلس نے اسے سیلوٹ کیا اور پھر مڑ کر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

فائرنگ اور چیخوں کی آواز سن کر عمران بے چین ہو گیا۔ جھاڑیوں کے پیچھے چھپے ہوئے مبشر اور حمید کی چیخیں اسے واضح سنائی دی تھیں۔ یوں لگ رہا تھا جیسے وہ سب جیپ والوں کی فائرنگ کا شکار ہو گئے ہو۔

''فائرنگ بائیں سمت سے کی جا رہی ہے۔ تم اس سمت نظر رکھو۔ جب فائرنگ ہو تو تمہیں ان کی لوکیشن کا پتہ چل جائے گا پھر بغیر موقع ضائع کئے اس طرف فائرنگ کرنا اور بم پھینک دینا۔ تب تک میں جھاڑیوں میں موجود افراد کو دیکھتا ہوں''...... عمران نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے فوراً لوٹ لگائی اور زمین پر آ گیا اور پھر وہ رکے بغیر تیزی سے ان جھاڑیوں کی طرف رینگتا چلا گیا جہاں سے اسے چیخوں کی آوازیں سنائی دی تھیں۔ جھاڑیوں میں پہنچ کر وہ رک گیا۔ اسے کچھ فاصلے پر مبشر پڑا دکھائی دیا۔ مبشر کی دونوں ٹانگیں زخمی تھیں۔

"تم ٹھیک ہو"...... عمران نے اس کے قریب جا کر کہا۔

"جی ہاں۔ میری دونوں ٹانگوں پر گولیاں لگی ہیں"...... مبشر نے کراہتے ہوئے کہا۔

"باقی ساتھی کہاں ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"وہ اس طرف ہیں۔ وہ بھی شاید زخمی ہوئے ہیں"...... مبشر نے ایک طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو عمران نے اس کا کاندھا تھپتھپایا اور تیزی سے اس طرف رینگ گیا جس طرف مبشر نے اشارہ کیا تھا۔ تھوڑا آگے جاتے ہی اسے حمید اور باقی افراد دکھائی دیئے۔ انہیں بھی گولیاں لگی تھیں اور وہ زمین پر پڑے ہوئے تھے۔ یہ دیکھ کر عمران کو قدرے اطمینان ہو گیا کہ انہیں لگنے والی گولیاں خطرناک ثابت نہیں ہوئی تھیں۔ کسی کا کاندھا زخمی تھا اور کسی کے جسم سے گولیاں رگڑ کھاتی ہوئی گزر گئی تھیں۔

"لگتا ہے دشمن ہمارے سروں پر آن پہنچے ہیں۔ یہ انہی کی کارروائی معلوم ہوتی ہے"...... حمید نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔

"نہیں۔ مجھے یہ دشمنوں کی کارروائی نہیں لگ رہی۔ تم میں سے کسی نے ان پر فائر کیا تھا جس کے جواب میں انہوں نے یہاں برسٹ مارا تھا۔ اگر وہ دشمن ہوتے تو مشین گنیں اب بھی گرج رہی ہوتیں"...... عمران نے کہا۔

"اگر وہ دشمن نہیں ہیں تو پھر کون ہیں"...... حمید کے ایک ساتھی نے کہا۔

"میں نہیں جانتا"...... عمران نے کہا۔

"اگر انہوں نے ہمیں گھیر لیا اور اچانک ہمارے چاروں اطراف سے ہم پر اٹد پڑے تو"...... حمید نے کہا۔

"ہاں۔ یہ خطرہ بہرحال برقرار ہے۔ تم سب خود کو سنبھالو۔ میں دیکھتا ہوں کہ وہ کون ہیں"...... عمران نے کہا اور پھر وہ جھاڑیوں میں تیزی سے رینگتا چلا گیا۔ دوسری طرف سے واقعی دوبارہ فائرنگ نہیں ہوئی تھی۔ عمران جھاڑیوں میں کرالنگ کرتا ہوا اس جیپ کے پاس پہنچ گیا جو دھول مٹی اُڑاتی ہوئی وہاں آئی تھی۔ وہ تیزی سے آگے بڑھا اور جیپ کے نیچے گھستا چلا گیا۔ جیپ میں کوئی نہیں تھا اور اس کے ارد گرد بھی خاموشی چھائی ہوئی تھی۔

ابھی عمران ادھر ادھر دیکھ ہی رہا تھا کہ اچانک فضاء بلیو برڈ کی تیز آواز سے گونج اٹھی۔ بلیو برڈ کی مخصوص آواز سن کر عمران بری طرح سے چونک اٹھا۔

"بلیو برڈ۔ اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ یہاں وائٹ ایگل اور اس کے ساتھی پہنچے ہیں"...... عمران نے کہا۔ دوسرے ہی لمحے اس کے حلق سے بھی ویسی ہی آوازیں نکلنے لگیں جیسی اس نے سنی تھیں۔

"عمران صاحب۔ کیا یہ آپ ہیں"...... اچانک کچھ فاصلے پر موجود جھاڑیوں میں سے وائٹ ایگل کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی تو عمران ایک طویل سانس لے کر رہ گیا۔

”ہاں بھائی۔ ابھی تک تو میں ہی ہوں کیونکہ نہ میں نے اپنی آواز بدلی ہے اور نہ اپنی شناخت“...... عمران نے جواباً اونچی آواز میں کہا۔ اسی لمحے اس نے جھاڑیوں میں حرکت دیکھی اور پھر وہاں سے تین افراد اٹھ کر اس کے سامنے آ گئے۔ انہیں دیکھ کر عمران کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی۔ ان میں ایک وائٹ ایگل تھا اور دوسرا کامبو جبکہ تیسرا آدمی عمران کے لئے اجنبی تھا۔ عمران کو دیکھ کر وہ تینوں تیزی سے ان کی طرف لپکے۔

”اللہ کا لاکھ لاکھ احسان ہے کہ آپ مل گئے۔ ہم آپ کو ہی ہر طرف تلاش کر رہے تھے“...... وائٹ ایگل نے کہا۔

”کہاں۔ جنگلوں میں یا صحراؤں میں“...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا تو وائٹ ایگل بے اختیار ہنس پڑا۔

”نہیں۔ ان کھیتوں میں۔ کیونکہ کامبو نے آپ کو مس جولیا کے ساتھ کھیتوں میں داخل ہوتے دیکھا تھا“...... وائٹ ایگل نے کہا۔

”یہاں تک کیسے پہنچے“...... عمران نے پوچھا تو وائٹ ایگل نے اسے ساری تفصیل بتا دی۔

”تمہارا ایک ساتھی بتا رہا تھا کہ یہ علاقہ جی پی فائیو کے ایک نئے سیکشن گریٹ سیکشن کا ہے۔ کیا یہ سچ ہے“...... عمران نے پوچھا۔

”جی ہاں۔ یہ سچ ہے۔ پہاڑیوں کی دوسری طرف ایک کیمپ ہے جہاں جی پی فائیو کا گریٹ سیکشن موجود ہے۔ گریٹ سیکشن نے

ڈی ایجنسی کے ریڈ سیکشن پر میزائل فائر کئے تھے۔ ان کے میزائل فائر کرنے کی وجہ سے ہی ہم ریڈ سیکشن کی گرفت سے نکلنے میں کامیاب ہوئے ہیں ورنہ وہ مزید کمک منگوا لیتے اور اس سارے علاقے کو گھیر لیتے“...... وائٹ ایگل نے کہا۔

”یہ کام تو جی پی فائیو کا گریٹ سیکشن بھی کر سکتا ہے۔ تمہارا ساتھی بتا رہا تھا کہ جی پی فائیو کے گریٹ سیکشن اور ڈی ایجنسی کے ریڈ سیکشن کی آپس میں نہیں بنتی اور انہیں جب بھی ایک دوسرے کے خلاف کچھ کرنے کا موقع ملتا ہے تو وہ اس کا فائدہ ضرور اٹھاتے ہیں“...... عمران نے کہا۔

”جی ہاں۔ لیکن شاید انہیں معلوم ہو گیا تھا کہ ریڈ سیکشن سڑک پر ہی موجود ہے اور انہوں نے میزائل مار کر ان کی تمام کاریں تباہ کر دی تھیں اس لئے شاید انہوں نے باہر آ کر علاقے کو گھیرنے کی کوشش نہیں کی تھی لیکن اگر دھماکوں کی آوازیں سن کر ریڈ سیکشن کی مزید فورس یہاں پہنچ گئی تو پھر گریٹ سیکشن کے مسلح افراد کو ضرور حرکت میں آ کر اس سارے علاقے کو سیلڈ کرنا پڑے گا تاکہ ڈی ایجنسی کی ریڈ فورس ان کے خلاف کوئی کارروائی نہ کر سکے“۔ وائٹ ایگل نے کہا۔

”تب پھر ہمیں جلد سے جلد یہ جگہ چھوڑ دینی چاہئے۔ جی پی فائیو کا گریٹ سیکشن ہو یا ڈی ایجنسی کا ریڈ سیکشن۔ دونوں میں سے ہم جس کی نظروں میں آ گئے ہمارے لئے مشکلات پیدا ہو جائیں

گی“...... عمران نے کہا۔

”جی ہاں۔ ابھی ہمارے پاس وقت ہے اور ہم وقت کا فائدہ اٹھا کر یہاں سے نکل سکتے ہیں“...... وائٹ ایگل نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران نے جولیا، مبشر، حمید اور ان کے ساتھیوں کو اونچی آواز میں بتا دیا تھا کہ وہ اپنی کمین گاہوں سے باہر آ سکتے ہیں۔ جب حمید، مبشر اور ان کے ساتھی جھاڑیوں سے نکل کر باہر آئے تو انہیں زخمی دیکھ کر وائٹ ایگل نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ اس کے کہنے پر راشد نے جھاڑیوں کی طرف مشین گن سے جو برسٹ مارا تھا اس کے نتیجے میں ہی وہ زخمی ہوئے تھے۔ راشد اور کامبو نے زخمیوں کو جیپ کے پچھلے حصے میں ڈالا اور خود بھی سوار ہو گئے۔ وائٹ ایگل نے جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی اور عمران اور جولیا اس کے ساتھ سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گئے۔ ان سب کے بیٹھتے ہی وائٹ ایگل نے جیپ موڑی اور آگے کی طرف دوڑاتا لے گیا۔

”تمہیں کیسے معلوم ہوا تھا کہ ہم اس طرف آئے ہیں“۔ عمران نے وائٹ ایگل سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”مجھے میرے ایک آدمی کی کال آئی تھی۔ اس نے بلیو برڈ وین کو مضافات کی طرف جاتے دیکھا تھا جس کی ڈرائیونگ سیٹ پر کامبو تھا۔ وین کے پیچھے ڈی ایجنسی کی ریڈ فورس لگی ہوئی تھی۔ اس کی بات سن کر میں سمجھ گیا تھا کہ آپ کہاں ہو سکتے ہیں اور جب

مضافات کی طرف جانے والی سڑک پر میں نے بھوسے سے بھرے ٹرالر کو الٹے اور بھوسہ سڑک پر بکھرے دیکھا جسے آگ لگی ہوئی تھی تو مجھے یہ سمجھنے میں دیر نہیں لگی تھی کہ یہ کس کا کام ہو سکتا ہے۔ میرے خیال کے مطابق آپ سیدھی سڑک پر جانے کا رسک نہیں لیں گے اور وین کھیتوں سے گزار کر دوسری سڑک پر لے جائیں گے اس لئے میں نے شارٹ کٹ راستہ اپنایا اور اس سڑک پر پہنچ گیا جہاں ریڈ فورس نے آپ کو سڑک کے دونوں اطراف سے گھیر رکھا تھا“۔ وائٹ ایگل نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اب تم ہمیں کہاں لے جا رہے ہو“...... عمران نے چند لمحے سوچتے رہنے کے بعد پوچھا۔

”ایک محفوظ جگہ۔ وہاں ہم دو تین گھنٹے آرام سے گزار سکتے ہیں“...... وائٹ ایگل نے کہا۔

”دو تین گھنٹے“...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”جی ہاں۔ دو تین گھنٹے بعد حلیئے درست کر کے ہم اپنے اصل ٹھکانے پر پہنچ جائیں گے“...... وائٹ ایگل نے کہا۔

”اب سب سے بڑا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ڈی ایجنسی کو پوائنٹ فائیو کا کیسے پتہ چلا جسے گھیرنے کے لئے انہوں نے سینکڑوں مسلح افراد بھیج دیئے تھے“...... عمران نے کہا۔

”یہ بات تو میری سمجھ میں بھی نہیں آئی ہے جناب۔ پوائنٹ فائیو ہمارا خاصا محفوظ ٹھکانہ تھا مگر......“ وائٹ ایگل نے کہا۔

”اگر پوائنٹ فائیو محفوظ ٹھکانہ تھا تو پھر اس کے بارے میں ڈی ایجنسی کو پتہ کیسے چل گیا۔ نجانے کیوں مجھے تمہارے آدمیوں میں کوئی کالی بھیڑ نظر آ رہی ہے“...... عمران نے کہا۔

”ایسا نہیں ہے جناب۔ میرے سارے آدمی وفادار ہیں“۔ وائٹ ایگل نے کہا۔

”پھر ان سے کوتاہیاں اور حماقتیں سرزد ہو رہی ہیں“...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

”میں آپ کی بات کا مطلب نہیں سمجھ سکا جناب“...... وائٹ ایگل نے کہا۔

”دونوں جگہ ٹھیک وقت پر ڈی فورس پہنچ گئی تھی آخر ان کو اس کا علم کیسے ہوا کہ ہم کب آ رہے ہیں یا کہاں موجود ہیں“۔ عمران نے کہا۔

”میں اس بارے میں تحقیقات کراؤں گا جناب۔ ویسے یہ یقین کر لیں کہ میرے آدمیوں میں ایک بھی غدار یا وطن فروش نہیں ہے سب ہی وفادار ہیں“...... وائٹ ایگل نے کہا۔

”بہرحال ان دونوں باتوں کی تحقیقات کراؤ تب ہی اصل بات سامنے آئے گی“...... عمران نے کہا۔

”جی بہتر“...... وائٹ ایگل نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”اب ہم کتنی دیر میں ٹھکانے پر پہنچ جائیں گے“...... عمران نے کہا۔

”بیس پچیس منٹ میں کیوں“...... وائٹ ایگل نے پوچھا۔

”کیا تم پولیس کاروں کے سائرن کی آوازیں نہیں سن رہے“...... عمران نے کہا اور وائٹ ایگل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پولیس کاروں کے سائرن کی آوازیں اب بھی سنائی دے رہی تھیں اور ایسا لگ رہا تھا جیسے یہ آوازیں چاروں جانب سے سنائی دے رہی ہوں اور ان کو گھیرا جا رہا ہو۔

”ایسا لگ رہا ہے کہ ڈی ایجنسی کی فورس کے ساتھ شہر کی پولیس بھی شہر کی ہر سڑک پر ہمیں ہی تلاش کرتی پھر رہی ہے“۔ عمران نے کہا۔

”جی ہاں۔ مگر آپ بے فکر رہیں۔ اب وہ ہمیں پا نہیں سکیں گے“...... وائٹ ایگل نے کہا۔

”ایسا نہ کہو۔ شہر میں داخل ہوتے ہی ہمارا ان سے کسی بھی سڑک پر ٹکراؤ ہو سکتا ہے“...... عمران نے کہا۔

”نہیں۔ اب ایسا نہیں ہو گا“...... وائٹ ایگل نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”کیوں“...... عمران نے پوچھا۔

”اب ہم کسی مین سڑک پر نہیں جائیں گے۔ میں جیپ سیف راستوں سے لے جا رہا ہوں تاکہ ان سے ٹکراؤ کا امکان ہی پیدا نہ ہو سکے“...... وائٹ ایگل نے کہا۔

”اور اگر پیدا ہو گیا تو کیا نام رکھو گے اس کا“...... عمران نے

مسکراتے ہوئے کہا۔

''نام۔ کیا مطلب۔ میں کچھ سمجھا نہیں''...... وائٹ ایگل نے چونک کر کہا چونکہ اس کی پوری توجہ جیپ کی ڈرائیونگ اور راستوں پر تھی اس لئے وہ نہ سمجھ سکا تھا کہ عمران کیا کہنا چاہتا ہے۔

''بیٹا یا بیٹی جو بھی پیدا ہوتا ہے۔ اس کا نام تو رکھنا ہی پڑتا ہے''......عمران نے کہا تو اس کی بات سمجھ کر وائٹ ایگل بے اختیار ہنس پڑا۔

''تو آپ مذاق کر رہے ہیں''...... وائٹ ایگل نے ہنستے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے میرا اور تمہارا مذاق کا کوئی رشتہ نہیں۔ جس سے ہے وہ تو کچھ سمجھتی ہی نہیں''......عمران نے کہا تو جولیا چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگی۔ عمران نے جن نظروں سے اس کی طرف دیکھا تھا اس سے وہ سمجھ گئی تھی کہ عمران نے اس پر فقرہ کسا ہے۔ اوپن جیپ میں وائٹ ایگل اور اس کے ساتھی موجود تھے اس لئے اس نے جواباً ردعمل ظاہر نہیں کیا تھا ورنہ وہ یقیناً عمران کی اس بات پر اس کی جان کو آ جاتی۔

''تمہیں ٹرین کے ٹکٹ لینے بھیجا تھا''......عمران نے کہا۔

''میں ٹکٹ بھی لے آیا ہوں جناب''...... وائٹ ایگل نے کہا۔

''کس وقت روانہ ہو گی ٹرین''......عمران نے پوچھا۔

''شام چھ بجے۔ میں نے آپ کا ٹکٹ سٹی اسٹیشن سے اور مس کا

کینٹ اسٹیشن سے لیا ہے''...... وائٹ ایگل نے کہا۔

''کوچ نمبر''......عمران نے پوچھا۔

''ایک ہی ہے۔ اتفاق ہی تھا کہ کلرک نے اسی کوچ میں سیٹ بک کر دی جس میں آپ کی بکنگ کرا چکا تھا''...... وائٹ ایگل نے کہا اور اس نے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈال کر دو ٹکٹیں نکال کر عمران کو دے دیں۔ عمران اور جولیا کی سیٹوں میں دو چار سیٹوں کا ہی فرق تھا۔

''گڈ شو''......عمران نے سر ہلایا۔

''جب وہ اسی نمبر کی کوچ میں سیٹ بک کرنے لگا جس میں آپ کی سیٹ پہلے سے بک تھی تو میں نے چارٹ میں دیکھ کر کلرک کو سیٹ نمبر بتا دیا تھا''...... وائٹ ایگل نے کہا۔

''ٹھیک ہے''......عمران نے سر ہلا کر کہا۔

''اطاقہ جانے والی ٹرین حال ہی میں چلائی گئی ہے اس لئے اس میں خاصا رش ہوتا ہے''...... وائٹ ایگل نے بتایا۔

''کوئی خصوصی گاڑی ہے یہ''......عمران نے پوچھا۔

''جی ہاں۔ یہ نان سٹاپ ٹرین ہے۔ اس کے چند مخصوص سٹاپس ہیں''...... وائٹ ایگل نے جواب دیا۔

''ہم کب تک اطاقہ پہنچ جائیں گے''......عمران نے پوچھا۔

''زیادہ سے زیادہ دس گھنٹوں میں''...... وائٹ ایگل نے کہا۔

''اور کم سے کم''......عمران نے ایک بار پھر مخصوص انداز میں

کہا۔

"کم سے کم بھی اتنا ہی وقت لگتا ہے جناب"...... وائٹ ایگل نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو عمران بھی مسکرا دیا۔

"راستے میں کتنے اسٹیشنوں پر رکتی ہے ٹرین"...... عمران نے پوچھا۔

"تین اسٹیشنوں پر۔ جن میں پہلا اسٹیشن عتبہ کا ہے۔ دوسرا حاتمی اور تیسرا اسٹیشن رایان کا ہے۔ چوتھا اور آخری اسٹیشن اطاقہ کا ہے"...... وائٹ ایگل نے جواب دیا۔

"جن اسٹیشنوں پر ٹرین رکے گی وہاں تم نے اپنے آدمیوں کو بھیج دیا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ میرے آدمی ان اسٹیشنوں پر موجود ہیں۔ وہ وہاں مکمل نگرانی کر رہے ہیں۔ اگر انہیں کسی بھی اسٹیشن پر گڑ بڑ کا احساس ہوا تو وہ اس سے مجھے فوراً آگاہ کر دیں گے اور میں آپ کو خطرے کے بارے میں سپیشل ٹرانسمیٹر پر بتا دوں گا"...... وائٹ ایگل نے کہا۔

"اس بات کا بھی دھیان رکھنا کہ تل ابیب سے روانہ ہونے والی ٹرین میں ایسے افراد نہ سوار ہو جائیں جو ہمیں چیک کر لیں اور راستے میں ہی ہم پر حملہ کر دیں"...... عمران نے کہا۔

"میں نے اس بات کا بھی خیال رکھا ہے جناب۔ تل ابیب کے اسٹیشن پر بھی میرے آدمی پہنچے ہوئے ہیں"...... وائٹ ایگل

نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وائٹ ایگل مسلسل جیپ دوڑا رہا تھا۔ دس منٹ بعد اس نے جیپ ایک نئی اور جدید طرز پر تعمیر شدہ کالونی کی طرف موڑی اور پھر جیپ مختلف سڑکوں اور گلیوں میں گھماتا ہوا ایک جدید اور نئے طرز کی کوٹھی نما عمارت کے گیٹ کے پاس لے آیا۔

"کامبو"...... وائٹ ایگل نے جیپ سے اترتے ہوئے کامبو سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس"...... کامبو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"جیپ لے جا کر کسی ایسی جگہ چھوڑ دو جہاں کوئی اس تک نہ پہنچ سکے"...... وائٹ ایگل نے کہا۔

"یس باس"...... کامبو نے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا اور جیپ سے اچھل کر نیچے آ گیا۔ اس کے باقی ساتھی بھی جیپ سے اتر آئے۔ عمران اور جولیا بھی جیپ سے اترے تو وائٹ ایگل نے جیب سے ایک چھوٹا سا آلے نما ریموٹ نکالا اور اس کا رخ دروازے کی طرف کر دیا۔ اس نے آلے کا ایک بٹن پریس کیا تو آلے سے ایک شعاع سی نکل کر دروازے کی سائیڈ دیوار سے ٹکرائی۔ دوسرے ہی لمحے گیٹ آٹومیٹک نظام کے تحت کھلتا چلا گیا۔

"آئیں عمران صاحب"...... وائٹ ایگل نے کہا تو عمران اور جولیا اس کے ساتھ عمارت میں داخل ہو گئے۔ لان سے گزر کر وہ برآمدے میں آئے اور پھر برآمدے سے ہوتے ہوئے وہ سامنے

موجود ایک کمرے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

''یہ عمارت تمہاری ملکیت ہے''...... عمران نے وائٹ ایگل سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''جی ہاں''...... وائٹ ایگل نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور وائٹ ایگل انہیں لے کر عمارت کے رہائشی حصے کی طرف بڑھ گیا۔

میجر ہارلس اپنے آفس میں داخل ہوا ہی تھا کہ اچانک میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو میجر ہارلس تیزی سے میز کی طرف بڑھا اور پھر اس نے کرسی پر بیٹھنے کی بجائے فوراً ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

''میجر ہارلس بول رہا ہوں''...... میجر ہارلس نے کہا۔

''روسٹن بول رہا ہوں باس''...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''کہاں ہو تم''...... کیپٹن کارلس نے پوچھا۔

''میں راستے میں ہی ہوں باس اور آپ کے پاس ہی آ رہا ہوں''...... روسٹن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کب تک پہنچ جاؤ گے میرے پاس''...... میجر ہارلس نے پوچھا۔

''زیادہ سے زیادہ دس منٹ تک''...... روسٹن نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ آ جاؤ۔ میں تمہارا ہی منتظر ہوں"...... میجر ہارلس نے کہا اور ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ وہ آگے بڑھا اور میز کے پیچھے رکھی ہوئی اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔ پھر دس منٹ کے بعد دروازے پر دستک ہوئی تو میجر ہارلس چونک پڑا۔

"لیس۔ کم اِن"...... میجر ہارلس نے اونچی آواز میں کہا تو دروازہ کھلا اور ایک لمبا تڑنگا اور کسرتی جسم کا مالک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کا جسم بے حد طاقتور تھا اور اس کے چہرے پر سختی اور کرختگی جیسے ثبت تھی۔ اندر داخل ہوتے ہی نوجوان نے میجر ہارلس کو فوجی انداز میں سیلوٹ کیا۔

"بیٹھو"...... میجر ہارلس نے کہا۔

"تھینک یو سر"...... روسٹن نے بیٹھتے ہوئے کہا۔

"کیا رپورٹ ہے"...... میجر ہارلس نے کہا۔

"میں نے اس علاقے کا سرچ کیا ہے جناب۔ وہ پیدل کھیتوں کی طرف بھاگے تھے۔ انہوں نے کچھ دیر کے لئے ایک ٹیوب ویل کے پاس پڑاؤ ڈالا تھا اور پھر وہ وہاں سے ایک فورڈ جیپ میں نکل گئے تھے۔ جیپ کے ٹائروں کے نشانات دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ وہ سب وے کی طرف گئے تھے اور وہاں سے شہر کی طرف روانہ ہو گئے تھے"...... روسٹن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ۔ کتنے افراد تھے وہ"...... میجر ہارلس نے کہا۔

"نو افراد تھے جناب۔ جن میں چند زخمی تھے۔ وہاں مجھے ایک عورت کے قدموں کے نشان بھی ملے ہیں"...... روسٹن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا اس بات کا پتہ چل سکا ہے کہ جیپ شہر میں داخل ہو کر کن راستوں پر گئی ہے"...... میجر ہارلس نے پوچھا۔

"میں نے سڑکوں اور مخصوص گلیوں میں لگے سی سی کیمروں کی فوٹیج حاصل کی ہے جناب۔ انہیں دیکھ کر ہی اس بات کا پتہ چل سکتا ہے کہ وہ جیپ کن راستوں سے گزری تھی اور کہاں گئی تھی"۔ روسٹن نے کہا۔

"تو پھر تم نے ان فوٹیج کو چیک کیوں نہیں کیا اب تک"۔ میجر ہارلس نے کہا۔

"میں نے فوٹیج متعلقہ سیکشن کو دے دی ہے جناب۔ سیکشن باریک بینی سے فوٹیج چیک کرے گا اور جیسے ہی سیکشن کو فورڈ جیپ جس میں آٹھ مرد اور ایک عورت دکھائی دے گی وہ اسے سرچ کرنا شروع کر دیں گے اور ہمیں فوراً خبر دے دی جائے گی"...... روسٹن نے کہا۔

"کیا وہ جیپ شہر میں کسی ایسی جگہ سے نہیں گزری تھی جہاں ہمارے آدمی یا پولیس اہلکار موجود ہوں"...... میجر ہارلس نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"نہیں جناب۔ جیپ کو ایسے راستوں پر لے جایا گیا ہے جہاں

نہ تو ہمارے آدمی موجود تھے اور نہ کوئی پولیس موبائل۔ پولیس موبائل مخصوص سڑکوں پر تھی۔ اگر وہ ان میں سے کسی سڑک پر آئے ہوتے تو ان کے زخمی ساتھیوں کی وجہ سے ان کے بارے میں فوراً پتہ چل جاتا“...... روسٹن نے کہا۔

”ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ جب تک سی سی کیمروں کی فوٹیج چیک نہ کر لی جائیں ان کے بارے میں کوئی اندازہ نہیں لگایا جا سکتا کہ وہ کس سمت اور کہاں گئے ہیں“...... میجر ہارلس نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”یس باس۔ شہر میں گنجان آبادی والے علاقے میں بے شمار ذیلی سڑکیں اور گلیاں ہیں۔ ممکن ہے وہ انہی ذیلی سڑکوں یا پھر گلیوں سے ہوتے ہوئے کسی طرف نکل گئے ہوں“...... روسٹن نے کہا۔

”اگر ایسا ہی ہے تو یہ بات یقینی ہو جاتی ہے کہ ان لوگوں کا کوئی نہ کوئی ٹھکانہ وہاں موجود ہے“...... میجر ہارلس نے کہا۔

”یس باس۔ ان لوگوں کا اس علاقے میں یقیناً کوئی ٹھکانہ موجود ہے“...... روسٹن نے کہا۔

”ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ اب بھی تل ابیب میں ہی موجود ہیں“...... میجر ہارلس نے منہ بنا کر کہا۔

”یس باس۔ میں نے اپنے آدمیوں کو ہر طرف پھیلا دیا ہے۔ وہ پولیس کے ساتھ ساتھ ڈی فورس کے ریڈ سیکشن پر بھی نظر رکھ

رہے ہیں تاکہ انہیں بھی اگر جیپ کا علم ہو تو ان کی جگہ ہم ان ایجنٹوں تک پہنچ سکیں“...... روسٹن نے کہا۔

”اپنے آدمیوں سے کہو کہ وہ ہر علاقے، ہر گلی میں جا کر اس جیپ کو تلاش کریں“...... میجر ہارلس نے کہا۔

”یس باس“...... روسٹن نے سر ہلایا۔

”عمارتوں کے کمپاؤنڈ اور گاڑیوں کے ورکشاپوں کو خاص طور سے چیک کیا جانا چاہئے“...... میجر ہارلس نے کہا۔

”اوکے باس“...... روسٹن نے کہا۔

”مجھے امید ہے کہ تم اس جیپ کو تلاش کرنے میں کامیاب ہو جاؤ گے“...... میجر ہارلس نے کہا۔

”یس باس۔ آپ فکر نہ کریں۔ ایک بار سی سی کیمروں کی فوٹیج سامنے آ جائے تو پھر ہم اس سارے علاقے کا گھیراؤ کر لیں گے اور پھر اس جیپ کی تلاش میں ہمیں ایک ایک گھر کی بھی کیوں نہ تلاشی لینی پڑے ہم لیں گے اور ان غیر ملکی ایجنٹوں اور ان کی مدد کرنے والوں کو ڈھونڈ نکالیں گے“...... روسٹن نے کہا۔

”بس تو روانہ ہو جاؤ اور جتنے آدمیوں کی ضرورت ہو ساتھ لے جاؤ۔ میں نتائج چاہتا ہوں“...... میجر ہارلس نے کہا۔

”یس سر“...... روسٹن نے کہا پھر اس نے سیلوٹ کیا اور دروازے کی جانب بڑھتا چلا گیا۔ روسٹن کے جانے کے بعد میجر ہارلس نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھایا اور اسے کان سے لگاتے

ہوئے نمبر پریس کرنے لگا۔

''ڈریم کلب''...... رابطہ ملتے ہی ایک سخت اور بھاری آواز سنائی دی۔

''ہاروے سے بات کراؤ''...... میجر ہارلس نے کہا۔

''کون بول رہا ہے''...... دوسری طرف سے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا گیا۔

''ایس پی سکس''...... میجر ہارلس نے کہا۔

''اوہ اوہ۔ آپ۔ ایک منٹ ہولڈ کریں جناب۔ میں آپ کی ابھی باس سے بات کراتا ہوں۔ ایک منٹ''...... ایس پی سکس کا سن کر دوسری طرف سے یکلخت انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا گیا جیسے اس نے ایس پی سکس کی بجائے موت کا نام سن لیا ہو۔ ایک لمحے کے لئے دوسری طرف خاموشی چھا گئی۔

''یس باس۔ ہاروے بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد دوسری جانب سے انتہائی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''تم نے مجھے اب تک رپورٹ کیوں نہیں دی''...... میجر ہارلس نے کرخت لہجے میں کہا۔

''میں آپ کو کال کرنے ہی والا تھا جناب''...... ہاروے نے کہا۔

''اوکے۔ بتاؤ کیا رپورٹ ہے''...... میجر ہارلس نے اسی طرح کرخت لہجے میں کہا۔

''میں نے ڈی ایجنسی کے سربراہوں کے بارے میں معلوم کیا ہے جناب۔ ڈاکٹر کارٹرس تو پہلے ہی تل ابیب سے اطاقہ جا چکا ہے اور وہ اپنے سیکرٹ لاکر سے تمام کاغذات نکال کر کسی نامعلوم مقام پر منتقل ہو گیا ہے۔ اب کرنل رابرٹ اور اس کا نمبر ٹو میگ بھی اطاقہ پہنچ گیا ہے۔ ڈی ایجنسی نے غیر ملکی ایجنٹوں کی تلاش اور ان کی ہلاکت کا کام ریڈ اور وائٹ فورس کے سپرد کر دیا تھا۔ ریڈ فورس تو اب تک ان ایجنٹوں تک نہیں پہنچ سکی ہے لیکن وائٹ فورس نے ہی کھیتوں کی دوسری طرف ان ایجنٹوں کو گھیرا تھا اور وہاں وائٹ فورس کے انچارج جیک سمیت اس کے تمام ساتھی ہلاک ہو چکے ہیں''...... ہاروے نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''کرنل رابرٹ اور میگ اطاقہ کیوں گئے ہیں۔ یہ معلوم کیا ہے تم نے''...... میجر ہارلس نے پوچھا۔

''کرنل رابرٹ کی پرائم منسٹر صاحب سے بات ہوئی تھی جناب۔ کرنل رابرٹ نے جب پرائم منسٹر صاحب کو بتایا کہ پاکیشائی ایجنٹ اسرائیل پہنچ چکے ہیں اور وہ ٹاپ سیکرٹ فائل حاصل کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں اور انہوں نے ڈاکٹر کارٹرس کا سیکرٹ لاکر توڑ کر وہاں سے ادھوری فائلوں کی تصاویر بھی حاصل کر لی ہیں تو پرائم منسٹر صاحب، کرنل رابرٹ اور ڈاکٹر کارٹرس پر سخت برہم ہوئے تھے۔ عمران اور اس کے ساتھی فائل کے حصول کے لئے کسی بھی حد تک جا سکتے تھے اس لئے پرائم منسٹر صاحب

نے کرنل رابرٹ کو حکم دیتے ہوئے کہا ہے کہ جس طرح ڈاکٹر کارٹرس ٹاپ سیکرٹ فائل کی کاپی لے کر اطاقہ گیا ہے اور روپوش ہو گیا ہے تب تک وہ بھی ٹاپ سیکرٹ سٹرانگ روم سے اصل ٹاپ سیکرٹ فائل نکالے اور اسے لے کر وہ بھی کچھ عرصے کے لئے غائب ہو جائے۔ پرائم منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ وہ کسی صورت میں یہ رسک نہیں لینا چاہتے کہ عمران اور اس کے ساتھی اس فائل تک پہنچیں اس لئے ان سے ٹکرانے سے بہتر ہے کہ فائل کو تل ابیب سے نکال دیا جائے چنانچہ کرنل رابرٹ نے ٹاپ سیکرٹ سٹرانگ روم سے اصل فائل نکالی اور اپنے ساتھی میگ کو ساتھ لے کرتل ابیب سے نکل گیا۔ آخری اطلاع کے مطابق اسے بھی اطاقہ میں دیکھا گیا تھا۔ اس کے بعد وہ دونوں کہاں گئے تاحال میرے آدمی ان کا سراغ نہیں لگا سکے ہیں''...... ہاروے نے کہا۔

''کرنل رابرٹ اور میگ کس ذریعے سے تل ابیب سے نکلے تھے''...... میجر ہارلس نے پوچھا۔

''وہ چارٹرڈ طیارے سے یہاں سے گئے تھے جناب۔ انہوں نے اطاقہ ایئر پورٹ پر اپنے آدمیوں کو الرٹ کر دیا تھا۔ مسلح افراد کا بہت بڑا دستہ انہیں لینے اطاقہ ایئر پورٹ پہنچا تھا اور پھر وہ دونوں اس دستے کی حفاظت میں ایئر پورٹ سے نکل کر گئے تھے۔ میرے آدمیوں نے اس دستے کا تعاقب کرنے کی کوشش کی تھی لیکن بعد میں پتہ چلا کہ کرنل رابرٹ اور اس کا ساتھی میگ اس

دستے کے ہمراہ گئے ہی نہیں تھے۔ ان کے میک اپ میں دوسرے افراد کو ایئر پورٹ سے نکالا گیا تھا۔ میرے آدمی ان کے ڈاج میں آ گئے تھے۔ میرے آدمیوں کے جانے کے بعد ایئر پورٹ پر سپیشل فورس آئی تھی۔ کرنل رابرٹ اور میگ اس فورس کے ساتھ وہاں سے بحفاظت نکل جانے میں کامیاب ہو گئے تھے''۔ ہاروے نے کہا۔

''ہونہہ۔ مطلب تم کرنل رابرٹ اور میگ کی نگرانی کرانے میں ناکام رہے ہو''...... میجر ہارلس نے کہا۔

''یس باس۔ سوری باس۔ مجھے اس بات کا تھوڑا سا بھی اندازہ نہیں تھا کہ کرنل رابرٹ اور میگ اس طرح ڈاج دینے کے لئے مسلح افراد کا دستہ بلوائیں گے اور پھر ان کے ہمراہ نقلی کرنل رابرٹ اور میگ کو بھیجا جائے گا''...... ہاروے نے تاسف بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تو پھر تم اب تک یہ بھی معلوم نہیں کر سکے ہو گے کہ ڈاکٹر کارٹرس اطاقہ میں کہاں چھپا ہوا ہے''...... میجر ہارلس نے کہا۔

''یس باس۔ میرے آدمی اسے ہر طرف تلاش کر رہے ہیں لیکن اس کا بھی ہمیں ابھی تک کوئی سراغ نہیں ملا ہے''...... ہاروے نے اسی انداز میں جواب دیا۔

''کچھ کرو ہاروے۔ میں نے تم سے ناکامی کی رپورٹ سننے کے لئے فون نہیں کیا ہے۔ کرنل رابرٹ اور ڈاکٹر کارٹرس کو جیسے بھی ہو

ہر حال میں تلاش کرو۔ ہمیں ہر حال میں ان سے ٹاپ سیکرٹ فائل کی کاپی حاصل کرنی ہے۔ ان دونوں کی تلاش کے لئے تم اطاقہ کی ہر گلی، ہر گھر اور ہر فلیٹ میں جاؤ۔ مجھے ہر حال میں کامیابی کی رپورٹ دو اور بس“...... میجر ہارلس نے سخت لہجے میں کہا۔

”میں کوشش کر رہا ہوں باس“...... ہاروے نے کہا۔

”کوشش نہیں نانسنس۔ مجھے رزلٹ چاہئے۔ صرف کامیابی کا رزلٹ۔ میں یہاں پاکیشیائی ایجنٹوں کی تلاش میں ہوں۔ اگر وہ مجھے مل گئے تو میں ان سے ٹاپ سیکرٹ فائل کی کاپی حاصل کر لوں گا لیکن چیف مکمل فائل کی کاپی حاصل کرنا چاہتے ہیں اور تم جانتے ہو کہ چیف کو کوشش کے لفظ سے کس قدر نفرت ہے۔ اس سے پہلے کہ انہیں اس بات کا پتہ چلے کہ ہم ڈاکٹر کارٹرس اور کرنل رابرٹ کو تلاش کرنے میں ناکام رہے ہیں تم انہیں تلاش کرنے کا دائرہ بڑھا دو اور اگر وہ قبروں میں بھی چھپے ہوئے ہیں تو انہیں ڈھونڈ نکالو اور جیسے بھی ہو ان سے ٹاپ سیکرٹ فائل کی مکمل کاپی حاصل کرو“۔ میجر ہارلس نے چیختے ہوئے کہا۔

”یس باس“...... ہاروے نے کہا۔

”اس بات کا تم نے خاص طور پر دھیان رکھنا ہے کہ ڈاکٹر کارٹرس یا کرنل رابرٹ کو اس بات کا کسی بھی طرح علم نہ ہو کہ تمہارا تعلق جی پی فائیو کے سیکرٹ سیکشن سے ہے۔ تم نے سارا کام انتہائی راز داری سے کرنا ہے۔ ایسا سیٹ اپ کرو کہ کرنل رابرٹ

اور ڈاکٹر کارٹرس سمیت اسرائیلی پرائم منسٹر تک بھی جب ٹاپ سیکرٹ فائل کی کاپی اُڑنے کی بات پہنچے تو انہیں بھی یہ یقین ہو کہ یہ کام پاکیشیائی ایجنٹوں کا ہے۔ سمجھ گئے تم“...... میجر ہارلس نے کہا۔

”یس باس۔ میں سمجھ گیا“...... ہاروے نے جواب دیا۔

”تو پھر شروع ہو جاؤ۔ اطاقہ بہت بڑا علاقہ نہیں ہے۔ ہر طرف اپنے مخبروں کا جال پھیلاؤ اور ان دونوں کو تلاش کرو اور اگر تمہیں میگ مل جائے تو اسے اٹھا کر کہیں اور لے جاؤ اور اس کی زبان کھلواؤ کہ کرنل رابرٹ اور ڈاکٹر کارٹرس فائلوں سمیت کہاں چھپے ہوئے ہیں“...... میجر ہارلس نے سخت لہجے میں کہا۔

”یس باس۔ وہ تینوں ابھی اطاقہ میں ہی ہیں۔ میں انہیں نئی پلاننگ کے تحت تلاش کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ اس بار ہماری کوشش ضرور رنگ لائے گی اور ہمیں کرنل رابرٹ یا پھر ڈاکٹر کارٹرس کا ضرور پتہ چل جائے گا“...... ہاروے نے کہا۔

”نئی پلاننگ کیا ہے“...... میجر ہارلس نے پوچھا۔

”اطاقہ میں ڈی ایجنسی کا ایک گروپ موجود ہے جو زیرو گروپ کہلاتا ہے۔ اس گروپ کا انچارج ٹیلر ہے۔ ٹیلر کے ٹھکانے کا مجھے علم ہو چکا ہے میں اپنے [illegible]ں کے ساتھ اس تک پہنچتا ہوں۔ ٹیلر اور اس کے ساتھیوں کو قابو کرنے کے بعد ہمیں اس بات کا پتہ چل سکتا ہے کہ ان کے اطاقہ میں کون کون سے خفیہ ٹھکانے ہیں اور کرنل رابرٹ، میگ اور ڈاکٹر کارٹرس کہاں چھپے ہوں گے“۔

ہاروے نے جواب دیا۔

"تو یہ کام تم نے پہلے کیوں نہیں کیا نانسنس۔ ظاہر ہے اگر اطاقہ میں ڈی ایجنسی کا کوئی گروپ موجود ہے تو اس گروپ کے انچارج کو اس بات کا یقیناً علم ہو گا کہ اطاقہ میں ان کے خفیہ ٹھکانے کہاں ہیں۔ جس طرح تم بتا رہے ہو کہ ایئر پورٹ سے کرنل رابرٹ سپیشل فورس کے ہمراہ نکلا تھا۔ ٹیلر سے اور کچھ نہیں تو سپیشل گروپ کے انچارج کا ہی پتہ چل سکتا ہے۔ سپیشل گروپ کے انچارج کا پتہ چل جائے تو تمہارا کرنل رابرٹ تک پہنچنا مشکل نہیں ہو گا"...... میجر ہارلس نے کہا۔

"میں ان گروپس سے بچنے کی کوشش کر رہا تھا باس۔ ابھی ہمارا گروپ اسرائیل کے کسی حصے میں اوپن نہیں ہوا ہے جبکہ ڈی ایجنسی کے تمام گروپس انتہائی فعال اور طاقتور ہیں۔ ان کے سامنے آنا اپنی موت آپ مرنے کے مترادف ہے اور ہمارے کسی گروپ نے اطاقہ میں کسی کے خلاف معمولی سی کارروائی بھی نہیں کی ہے اور ہم چیف اور آپ کے حکم کے تحت انڈر گراؤنڈ رہ کر اپنی طاقت میں اضافہ کر رہے تھے۔ اب اچانک آپ نے ہمیں ڈی ایجنسی کے خلاف کام کرنے کا حکم دے دیا۔ ہم احتیاط کرنے کی ہر ممکن کوشش بھی کر لیں تب بھی ڈی ایجنسی کے گروپ کا ہم کھل کر مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ہم نے ان کے خلاف کام بھی کرنا ہے اور اپنی شناخت بھی چھپانی ہے یہ ہمارے لئے انتہائی مشکل مرحلہ ہے لیکن

اب چونکہ آپ نے حکم دیا ہے اس لئے ہم یہ کام بھی سرانجام دیں گے اور ڈی ایجنسی کے ہر گروپ کے خلاف کام کریں گے تاکہ ہم اپنا پہلا مشن مکمل کر سکیں اور ہمارا مشن کرنل رابرٹ اور ڈاکٹر کارٹرس کو تلاش کر کے ان سے ٹاپ سیکرٹ فائل کی کاپی حاصل کرنی ہے"...... ہاروے نے کہا۔

"اپنے ارادوں میں مضبوطی اور پختگی لاؤ گے تو تم اور تمہارا گروپ کسی بھی لحاظ سے ڈینجر ایجنسی کے کسی طاقتور گروپ سے کم نہیں ہے"...... میجر ہارلس نے کہا۔

"یس باس۔ اور یہ بات اب ہم آپ کو ثابت کر کے دکھائیں گے کہ ہمارا گروپ ڈی ایجنسی کے ہر گروپ سے کہیں زیادہ طاقتور اور فعال ہے"...... ہاروے نے کہا۔

"اوکے۔ اب تم اپنا کام شروع کر دو اور ٹیلر کو تلاش کرو۔ یہ ٹیلر ہی ایک ایسا کلیو ہے جس کے ذریعے تم کرنل رابرٹ یا ڈاکٹر کارٹرس تک پہنچ سکتے ہو"...... میجر ہارلس نے کہا۔

"یس باس"...... ہاروے نے جواب دیا اور میجر ہارلس نے اسے چند مزید ہدایات دے کر رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر قدرے اطمینان کے تاثرات تھے۔ اس نے اپنے گروپس کے ذریعے عمران اور اس کی ساتھی لڑکی کی تلاش کا بھی کام شروع کر رکھا تھا اور اس کے ساتھ ساتھ وہ کرنل رابرٹ اور ڈاکٹر کارٹرس کی بھی تلاش میں تھا۔ کرنل ڈیوڈ نے اس سے کہا تھا

کہ وہ ہر حال میں ڈاکٹر کارٹرس کی ٹاپ سیکرٹ فائل حاصل کرنا چاہتا ہے اور میجر ہارلس نے کرنل ڈیوڈ کے اس حکم کو پورا کرنے کے لئے یہ سوچ لیا تھا کہ وہ پاکیشیائی ایجنٹوں کے ساتھ ساتھ کرنل رابرٹ اور ڈاکٹر کارٹرس کو بھی تلاش کرے گا۔ پاکیشیائی ایجنٹوں کے پاس موجود دستاویزات ادھورے تھے۔ میجر ہارلس، کرنل ڈیوڈ کو ٹاپ سیکرٹ فائل کی مکمل کاپی فراہم کرنا چاہتا تھا تا کہ وہ کرنل ڈیوڈ کے سامنے اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوا سکے۔

اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ چونک کر اپنے خیالوں سے نکل آیا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھایا اور کان سے لگا لیا۔

”میجر ہارلس بول رہا ہوں“...... میجر ہارلس نے کرخت لہجے میں کہا۔

”کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں“...... دوسری طرف سے کرنل ڈیوڈ کی اس سے بھی زیادہ کرخت اور سرد آواز سنائی دی اور کرنل ڈیوڈ کی آواز سن کر میجر ہارلس بے اختیار ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”اوہ۔ چیف آپ۔ حکم چیف“...... میجر ہارلس نے ہڑبڑاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”تم نے ابھی تک مجھے رپورٹ نہیں دی۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کو کچھ پتہ چلا یا نہیں“...... کرنل ڈیوڈ نے سرد لہجے میں کہا۔

”ان کی تلاش جاری ہے چیف۔ میرے آدمی تل ابیب میں ہر

طرف پھیلے ہوئے ہیں۔ ان کی جگہ جگہ تلاش جاری ہے۔ وہ جس جیپ میں فرار ہوئے تھے۔ وہ جیپ تل ابیب میں دیکھی گئی تھی۔ شہر کے بہت سے حصوں پر سی ٹی وی کیمرے لگے ہوئے ہیں۔ ان کیمروں نے جیپ کو شہر میں داخل ہوتے چیک کیا تھا۔ ہم ان کیمروں سے حاصل کی گئیں فوٹیج کو چیک کر رہے ہیں۔ جلد ہی ہمیں پتہ چل جائے گا کہ وہ جیپ شہر کے کس حصے میں گئی ہے۔ جیسے ہی ہمیں اس علاقے کا پتہ چلے گا ہم اس علاقے کو مکمل طور پر اپنے گھیرے میں لے لیں گے اور پھر عمران اور اس کے ساتھیوں کا ہمارے ہاتھوں سے بچ نکلنا ناممکن ہو جائے گا“...... میجر ہارلس نے تیز تیز اور مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”یہ تم کیا کر رہے ہو نانسنس۔ میں نے تمہیں کب کہا ہے کہ تم عمران اور اس کے ساتھیوں کو تلاش کر کے ان کا گھیراؤ کرو۔ اگر تم نے ایسا کیا تو تم اور تمہارا سیکرٹ گروپ نہ صرف ڈی ایجنسی کی نظروں میں آ جائے گا بلکہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو بھی تمہاری حقیقت کا پتہ چل جائے گا۔ وہ تمہیں اور تمہارے گروپ کو چیونٹیوں کی طرح مسل کر رکھ دیں گے نانسنس۔ میں نے تمہیں ان کی نگرانی کرنے کا کہا ہے۔ صرف نگرانی۔ نانسنس“...... کرنل ڈیوڈ نے بری طرح سے گرجتے ہوئے کہا۔

”یس۔ یس چیف“...... کرنل ڈیوڈ کی گرج سن کر میجر ہارلس نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''کیا لیس چیف۔ نانسنس۔ میں نے تمہیں کہا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کے پیچھے سائے کی طرح لگے رہو تا کہ عمران جب بھی کرنل رابرٹ یا ڈاکٹر کارٹرس سے ٹاپ سیکرٹ فائل حاصل کرے تب تم فوراً اس پر ہاتھ ڈال سکو۔ تم جس طرح اس کے گھیراؤ کا پروگرام بنا رہے ہو تمہارا یہ گھیراؤ تو وہ آسانی سے توڑ کر نکل جائے گا۔ نانسنس''...... کرنل ڈیوڈ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''یس۔ لیس چیف''...... میجر ہارلس سے کوئی جواب نہ بن پڑا تو اس نے اسی طرح ہکلاتے ہوئے کہا۔

''میں تم سے پھر کہہ رہا ہوں نانسنس۔ ان کو ابھی ٹریس کرو۔ صرف ٹریس۔ جب وہ مل جائیں تو ان کی تم نے سائنسی آلات سے نگرانی کرنی ہے۔ تمہیں خود کو اور اپنے گروپ کو نہ صرف عمران اور اس کے ساتھیوں سے چھپانا ہے بلکہ ڈی ایجنسی کو بھی تمہارے بارے میں کچھ معلوم نہیں ہونا چاہئے۔ سمجھے تم نانسنس''...... کرنل ڈیوڈ نے چیختے ہوئے کہا۔

''لیس چیف۔ سمجھ گیا''...... میجر ہارلس نے کہا۔

''کیا سمجھ گئے ہو نانسنس۔ بتاؤ مجھے کیا کہا ہے میں نے تم سے۔ بولو''...... کرنل ڈیوڈ نے اسی طرح سے گرجتے ہوئے کہا۔

''آپ نے حکم دیا ہے کہ ہمیں عمران اور اس کے ساتھیوں کو تلاش کرنا ہے اور ان کے ملنے پر ہمیں ان کی سائنسی آلات سے نگرانی کرنی ہے''...... میجر ہارلس نے کرنل ڈیوڈ کے الفاظ

دوہراتے ہوئے کہا۔

''تم اس وقت تک عمران اور اس کے ساتھیوں کو نہیں چھیڑو گے جب تک وہ کرنل رابرٹ یا ڈاکٹر کارٹرس سے مکمل ٹاپ سیکرٹ فائل نہیں حاصل کر لیتے''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''لیس چیف۔ ہم اس وقت تک عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہاتھ نہیں لگائیں گے جب تک وہ کرنل رابرٹ یا ڈاکٹر کارٹرس سے مکمل ٹاپ سیکرٹ فائل حاصل نہیں کر لیتے''...... میجر ہارلس نے ایک بار پھر طوطے کی طرح کرنل ڈیوڈ کی بات دوہراتے ہوئے کہا۔

''شٹ اپ یو نانسنس۔ تمہیں میری بات دوہرانے کی جرأت کیسے ہوئی ہے۔ بولو۔ جواب دو''...... کرنل ڈیوڈ نے چیختے ہوئے کہا تو میجر ہارلس کے جسم سے ٹھنڈا ٹھنڈا پسینہ پھوٹ نکلا اور اس کا جسم یوں کانپنا شروع ہو گیا جیسے اسے یکلخت جاڑے کا بخار ہو گیا ہو۔

''سس۔ سس۔ سوری چیف۔ ریئلی ویری سوری۔ مم مم۔ میں''...... میجر ہارلس نے لرزتی ہوئی آواز میں کہا۔

''میری بات پر دھیان دو۔ عمران اور اس کی ساتھی لڑکی کو یہاں سے کسی بھی صورت میں بچ کر نہیں نکلنا چاہئے۔ مجھے عمران اور اس کے ساتھ آنے والی لڑکی زندہ چاہئے۔ وہ بھی اس وقت جب وہ ڈاکٹر کارٹرس کی ٹاپ سیکرٹ فائل حاصل کر لیں''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''لیس چیف۔ آپ بے فکر رہیں۔ ہم عمران اور اس کے

ساتھیوں کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کریں گے۔ ہم ان کی سائنسی آلات سے نگرانی کریں گے اور پھر......" میجر ہارلس نے ایک بار پھر کرنل ڈیوڈ کی باتیں دوہرانے کی کوشش کی لیکن پھر جیسے اس کی زبان کو یکلخت بریک لگ گئے۔

"اور پھر ان دونوں کو فائل سمیت مجھ تک تم نے زندہ پہنچانا ہے"...... کرنل ڈیوڈ نے اس کی بات مکمل کرتے ہوئے کہا۔

"یس چیف۔ وہ دونوں فائل سمیت آپ تک زندہ پہنچیں گے"...... میجر ہارلس نے کہا۔

"ایک بات کا اور دھیان رکھنا"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔ اس بار اس کی آواز میں غصے کا عنصر قدرے کم ہو گیا تھا۔

"یس چیف"...... میجر ہارلس نے کہا۔

"عمران اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ ساتھ جب تم فائل حاصل کر لو تو عمران اور اس کے ساتھیوں کو طویل مدت کے لئے بے ہوش کر دینا۔ انہیں بے ہوشی کی ڈبل، ٹرپل ڈوز دے دینا۔ جب تک میں آ کر ان کا اپنے ہاتھوں سے خاتمہ نہ کر دوں انہیں کسی بھی صورت میں ہوش میں نہیں آنا چاہئے۔ میں اس بار انہیں ایسا کوئی موقع نہیں دوں گا کہ وہ اپنے بچاؤ کے لئے کچھ کر سکیں۔ میں انہیں بے ہوشی کی حالت میں ہی ہلاک کر دوں گا"...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

"یس چیف"...... میجر ہارلس نے کہا اور اس کا جواب سن کر

دوسری طرف سے کرنل ڈیوڈ نے رابطہ ختم کر دیا۔ رابطہ ختم ہوتے ہی میجر ہارلس نے سکون کا سانس لیا اور رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ اس نے جیب سے رومال نکالا اور پھر وہ رومال سے پیشانی پر آیا ہوا پسینہ صاف کرنے لگا۔ کرنل ڈیوڈ سے بات کرتے ہوئے اس کی حالت اسی طرح غیر ہو جاتی تھی۔ اسی لمحے ایک بار پھر فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ چونک پڑا۔ ایک لمحے کے لئے اس کے چہرے پر پھر خوف کے تاثرات نمودار ہو گئے کہ کہیں پھر کرنل ڈیوڈ نے فون نہ کر دیا ہو۔ پھر اس نے حوصلہ کرتے ہوئے ہاتھ بڑھایا اور رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

"میجر ہارلس بول رہا ہوں"...... اس نے بڑے دھیمے لہجے میں کہا۔

"ایلڈر بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے مردانہ آواز سنائی دی اور یہ آواز سن کر میجر ہارلس کے چہرے پر سکون کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

"یس ایلڈر۔ کیوں فون کیا ہے"...... میجر ہارلس نے اپنے لہجے میں سختی لاتے ہوئے کہا۔

"پاکیشیائی ایجنٹوں کے بارے میں مجھے آپ کو رپورٹ دینی تھی باس"...... ایلڈر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے"...... میجر ہارلس نے آنکھیں چمکاتے ہوئے کہا۔

”ان کے بارے میں۔ میں نے پاکیشیا میں موجود اپنے فارن ایجنٹوں سے تمام معلومات حاصل کرا لی ہیں۔ ایجنٹوں کی دی ہوئی رپورٹس کے مطابق اسرائیل پہنچنے والے عمران اور اس کی ساتھی لیڈی ایجنٹ جو پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف ہے۔ اس کا نام جولیا ہے اور وہ سوئس نژاد ہے“...... ایلڈر نے جواب دیا۔

”کیا یہ معلوم ہو سکا ہے کہ ان کا اسرائیل پہنچنے کا مقصد کیا ہے“...... میجر کارلس نے پوچھا۔

”یس باس۔ وہ دونوں یہاں ڈاکٹر کارٹرس کی ٹاپ سیکرٹ فائل کے حصول کے لئے ہی یہاں پہنچے ہیں“...... ایلڈر نے کہا۔

”ہونہہ۔ آخر ڈاکٹر کارٹرس کی ٹاپ سیکرٹ فائل میں ایسا ہے کیا جس کے لئے یہ دونوں خصوصی طور پر یہاں آئے ہیں“...... میجر ہارلس نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

”میں نے اس کے بارے میں بھی تھوڑی سی معلومات حاصل کی ہیں جناب“...... ایلڈر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ کیا معلومات ملی ہیں تمہیں۔ جلدی بولو“...... میجر ہارلس نے چونکتے ہوئے کہا۔

”معلومات کے مطابق ڈاکٹر کارٹرس نے ایک نیا اور انتہائی جدید سائنسی اسلحہ ایجاد کیا ہے جس کا چند روز قبل بحرالکاہل کے وسطی جزیرے واٹار میں کامیاب تجربہ کیا گیا تھا۔ اس تجربے کے نتائج پر مبنی ایک فائل بنائی گئی تھی تاکہ اس فائل کو اعلیٰ حکام کو بھیج کر نئے

اور جدید سائنسی اسلحہ کی بھاری تعداد میں تیاری کی منظوری حاصل کی جائے اور اس اسلحہ کی بھرپور انداز میں تیاری کے لئے فیکٹری لگائی جائے۔ فائل میں اسلحہ سازی کی مفصل رپورٹ کے ساتھ اس کے فارمولے کی کاپی اور اسلحے کے تجربے کی مکمل رپورٹ ہے“...... ایلڈر نے جواب دیا۔

”تمہیں یہ ساری معلومات کہاں سے ملی ہیں“...... میجر ہارلس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ڈاکٹر کارٹرس کے اسسٹنٹ ولیم سے جو اس تجربے میں ڈاکٹر کارٹرس اور حکومتی نمائندوں کے ساتھ جزیرہ واٹار بھی ہی گیا تھا اور اس نے ڈاکٹر کارٹرس کے ساتھ مل کر یہ جامع رپورٹ فائل کی تھی۔ وہ میرا دوست ہے۔ آپ کے حکم کے تحت میں پچھلے کئی دنوں سے اس کے ساتھ ہوں اور اسے ٹٹولنے کی کوشش کر رہا تھا۔ کل رات اسے میں نے اپنے فلیٹ میں ڈرنک آفر کی تھی۔ وہ خصوصی طور پر ریڈ لیبل پینا پسند کرتا ہے جو یہاں کی سب سے پرانی اور قیمتی شراب ہے۔ میں نے اسے وہ شراب مہیا کی تھی اور اس کی شراب میں ڈرگز ملا دی تھی۔ جب وہ آؤٹ ہو گیا تو پھر مجھے اس سے معلومات حاصل کرنے میں کوئی دشواری نہیں ہوئی تھی“...... ایلڈر نے جواب دیا۔

”ہوش میں آنے کے بعد اگر اس نے کسی کو بتا دیا کہ اس نے فائل کے بارے میں تمہیں سب کچھ بتا دیا ہے تو“...... میجر ہارلس

نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”اسے میں نے این وی ایکس ڈرگ دیا تھا باس۔ اس ڈرگ کے استعمال سے انسانی دماغ چند گھنٹوں کے لئے مفلوج ہو جاتا ہے اور مفلوج دماغ سے لاشعوری طور پر سب کچھ اگلوایا جا سکتا ہے۔ جب دوا کا اثر ختم ہوتا ہے تو آدمی کو خود ہوش آ جاتا ہے لیکن اسے یہ بات قطعی طور پر بھول جاتی ہے کہ لاشعوری حالت میں وہ کیا کرتا رہا تھا۔ میں نے معلومات حاصل کرنے کے بعد اسے اس کے فلیٹ میں واپس پہنچا دیا تھا۔ صبح جب میری اس سے بات ہوئی تو اسے یہ تک یاد نہیں تھا کہ وہ رات میرے پاس آیا تھا اور اس نے کئی بوتلیں چڑھائی تھیں“...... ایلڈر نے جواب دیا۔

”گڈ شو۔ تم نے انتہائی قیمتی اور خفیہ معلومات حاصل کی ہیں ایلڈر۔ ان معلومات کے لئے چیف نجانے کب سے بے چین ہیں۔ جب میں انہیں یہ خوشخبری دوں گا کہ یہ ساری معلومات تم نے حاصل کی ہیں تو وہ بے حد خوش ہوں گے اور مجھے یقین ہے کہ وہ تمہاری اس کارکردگی پر تمہیں انعام بھی دیں گے“۔ میجر ہارلس نے کہا۔

”میرا انعام آپ کی اور چیف کی خوشنودی کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا باس۔ آپ کی تعریف ہی میرے لئے بہت بڑا انعام ہے“۔ ایلڈر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”بہرحال یہ بتاؤ کہ یہ عمران اور اس کی ساتھی لڑکی کس طرح

اسرائیل پہنچنے میں کامیاب ہوئے تھے۔ میرا مطلب ہے اسرائیل پہنچنے کے لئے انہوں نے کون کون سے راستے اختیار کئے تھے“۔ میجر ہارلس نے پوچھا۔

”دونوں پہلے ایکریمیا پہنچے تھے باس۔ ایکریمیا سے پالینڈ اور پالینڈ سے انہوں نے چند یورپی ممالک کا سفر کیا اور پھر وہ واپس ایشیا چلے گئے۔ ایشیا میں پاکیشیا پہنچنے کی بجائے وہ کافرستان پہنچے تھے اور پھر وہاں سے وہ قبرص کے لئے روانہ ہوئے تھے اور قبرص پہنچ کر وہ اسرائیل آئے تھے۔ اس سارے سفر میں انہیں خاصا وقت لگا تھا لیکن وہ ہر سفر میں اپنی شناخت اور اپنا میک اپ بدل لیتے تھے۔ انہیں ٹریس کرنے کے لئے مجھے ان تمام ایئر پورٹس کے امیگریشن کو ٹٹولنا پڑا تھا۔ تب جا کر معلوم ہوا کہ انہوں نے اسرائیل پہنچنے کے لئے کن کن ممالک کا اور کن کن ناموں اور حلیوں میں سفر کیا تھا“...... ایلڈر نے کہا۔

”ویل ڈن۔ تم نے واقعی ان کے بارے میں قیمتی معلومات حاصل کی ہیں۔ تم واقعی مبارکباد کے ساتھ انعام کے بھی مستحق ہو۔ میں چیف سے تمہاری سفارش ضرور کروں گا“...... میجر ہارلس نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تھینک یو باس۔ رئیلی تھینک یو“...... ایلڈر نے بھی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اب تم کہاں ہو“...... چند لمحے توقف کے بعد میجر ہارلس نے

ایلڈر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"میں تل ابیب میں اپنے مخصوص ٹھکانے پر ہوں باس۔ میرے لئے کوئی اور حکم ہے تو بتائیں"...... ایلڈر نے کہا۔

"اگر تمہارے پاس اور کوئی کام نہیں ہے تو پھر سنو۔ عمران اور اس کی ساتھی لڑکی جس کا تم نے جولیا نام بتایا ہے تل ابیب میں ہی موجود ہیں۔ چیف نے مجھے انہیں ٹریس کرنے اور ان کی نگرانی کا حکم دیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم انہیں ٹریس کرنے میں میری مدد کرو۔ اسرائیل کے تمام شہروں اور علاقوں میں تمہارے بہترین مخبر ہیں جو اسرائیل میں داخل ہونے والے ہر نئے پرندے کے بارے میں بھی تمہیں خبر دیتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ تمہارے مخبر عمران اور جولیا کے بارے میں بھی بتا دیں گے کہ وہ کہاں موجود ہیں"۔ میجر ہارلس نے کہا۔

"لیس باس۔ میں ابھی ان کی تلاش شروع کرا دیتا ہوں۔ اور کوئی حکم"...... ایلڈر نے کہا۔

"انہیں تلاش کرنے کے ساتھ ساتھ تمہیں یہ بھی معلوم کرنا ہے کہ ان کے پیچھے کون سا فلسطینی گروپ ہے جو ہر مرحلے میں ان کی مدد کر رہا ہے"...... میجر ہارلس نے کہا۔

"میں یہ بھی معلوم کر لوں گا"...... ایلڈر نے کہا۔

"تو پھر لگ جاؤ ابھی سے اس کام پر اور مجھے جلد سے جلد رپورٹ کرو۔ یہ سمجھو کہ اب میں یہاں تمہاری طرف سے ملنے والی

رپورٹ کا ہی منتظر ہوں"...... میجر ہارلس نے کہا۔

"لیس باس۔ آپ فکر نہ کریں۔ میں جلد سے جلد آپ کو ساری معلومات حاصل کر کے رپورٹ کرتا ہوں"...... ایلڈر نے کہا۔

"ایک بات اور"...... میجر ہارلس نے چونک کر کہا جیسے اچانک اس کے ذہن میں کوئی بات آ گئی ہو۔

"لیس باس۔ بتائیں۔ اور کیا بات ہے"...... ایلڈر نے کہا۔

"ہماری معلومات کے مطابق ڈینجر ایجنسی کے دونوں چیف جن میں ایک نام کرنل رابرٹ کا ہے اور دوسرا ڈاکٹر کارٹرس کا۔ دونوں تل ابیب سے نکل گئے ہیں اور اطاقہ میں موجود ہیں۔ اگر تم مجھے ان کے بارے میں بھی معلومات فراہم کرو گے تو میں تمہارا اکاؤنٹ ڈالروں سے بھر دوں گا اور تمہیں اتنی دولت دوں گا کہ تمہاری نسلیں بھی کئی سال سکون سے کھاتی رہیں گی"...... میجر ہارلس نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس۔ میں ان کی بھی معلومات حاصل کرتا ہوں۔ وہ دونوں اطاقہ میں جہاں بھی موجود ہیں ان کے پتے ٹھکانے معلوم کر کے میں آپ کو خود کال کروں گا"...... ایلڈر نے کہا تو میجر ہارلس نے اسے مزید چند ہدایات دینے کے بعد رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ ایلڈر کا تعلق جی پی فائیو اور اس کے سیکرٹ گروپ سے نہ تھا۔ اس کا تعلق انڈر ورلڈ سے تھا اور اس کا اسرائیل اور دنیا کے دیگر ممالک میں مخبری کا وسیع نیٹ ورک تھا۔ کسی بھی انسان کو ٹریس کرنے کے لئے اس سے بہتر کوئی آدمی نہ تھا۔ ایلڈر معلومات

فروخت کرنے کا دھندہ کرتا تھا اور اس کی فراہم کی ہوئی ہر معلومات مستند ہوتی تھی جس کا میجر ہارلس بارہا فائدہ اٹھا چکا تھا۔ رسیور رکھنے کے بعد وہ ایک بار پھر اپنے خیالوں میں گم ہو گیا۔ وہ اپنے خیالوں میں گم تھا کہ ایک بار پھر فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ چونک کر اپنے خیالوں سے نکل آیا۔

''میجر ہارلس بول رہا ہوں''...... میجر ہارلس نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے مخصوص لہجے میں کہا۔

''کرنل ڈیوڈ بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے ایک بار پھر کرنل ڈیوڈ کی کرخت آواز سنائی دی تو میجر ہارلس یکلخت سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

''یس چیف''...... میجر ہارلس نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''سنو۔ مجھے اس فائل کی تفصیلات مل گئی ہیں''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا تو میجر ہارلس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اس نے ایلڈر سے جو معلومات حاصل کی تھیں وہ ان معلومات کے بارے میں کرنل ڈیوڈ کو بتانا چاہتا تھا کہ اس نے ٹاپ سیکرٹ فائل کی معلومات حاصل کر لی ہیں لیکن اس سے پہلے کہ وہ کرنل ڈیوڈ کو فون کرتا اور اسے فائل کے ٹاپ سیکرٹ کے بارے میں بتاتا، کرنل ڈیوڈ نے اسے خود ہی فون کر لیا تھا اور وہ کہہ رہا تھا کہ اسے ٹاپ سیکرٹ فائل کے بارے میں معلومات مل گئی ہیں۔

''اوہ۔ کیا معلومات ملی ہیں چیف اور کس نے بتائی ہیں آپ کو

یہ معلومات''...... میجر ہارلس نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''میری پرائم منسٹر صاحب سے بات ہوئی تھی۔ انہوں نے ہی مجھے ساری تفصیل بتائی ہے''...... کرنل ڈیوڈ نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔

''پرائم منسٹر صاحب نے''...... میجر ہارلس نے کہا۔

''ہاں۔ پرائم منسٹر صاحب نے مجھے کال کی تھی اور انہوں نے خود ہی مجھے ساری صورتحال سے آگاہ کر دیا تھا۔ انہوں نے کہا ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ جو ڈاکٹر کارٹرس کی ادھوری فائل لے گئے ہیں۔ وہ فائل جی پی فائیو کو ہر صورت میں پاکیشیائی ایجنٹوں سے حاصل کرنی ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ حفاظت کے پیش نظر انہوں نے ڈینجر ایجنسی کو پاکیشیائی ایجنٹوں سے بچانے کے لئے مکمل طور پر انڈر گراؤنڈ کر دیا ہے۔ اب ان ایجنٹوں کے خلاف ڈی ایجنسی کوئی کام نہیں کرے گی۔ پاکیشیائی ایجنٹوں کے خلاف انہوں نے جی پی فائیو کو کام کرنے کا حکم دیا ہے''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا تو میجر ہارلس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''میں کچھ سمجھا نہیں چیف۔ پرائم منسٹر صاحب نے ڈی ایجنسی کو پاکیشیائی ایجنٹوں کے خلاف کام کرنے سے کیوں روک دیا ہے۔ ای ایجنسی تو اسرائیل کی انتہائی طاقتور اور فعال ایجنسی ہے''۔ میجر ہارلس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''پرائم منسٹر صاحب جانتے ہیں کہ عمران اور اس کے ساتھیوں

نے جب بھی اسرائیل میں آ کر اسرائیلی ایجنسیوں کا مقابلہ کیا ہے تو ان کے مقابلے میں اسرائیلی ایجنسیوں نے شکست ہی کھائی ہے اور عمران اور اس کے ساتھی ان ایجنسیوں کے چیفس اور ان کے ہیڈ کوارٹرز تباہ کر کے ہی یہاں سے واپس گئے ہیں۔ اسرائیل کی واحد ایجنسی جی پی فائیو ہی ہے جس نے عمران اور اس کے ساتھیوں سے متعدد بار شکست تو کھائی ہے لیکن ہم نے ان کا ڈٹ کر مقابلہ کیا ہے اور یہ مقابلہ ایک دو بار نہیں کئی بار ہو چکا ہے۔ جی پی فائیو کے چند عام ہیڈ کوارٹرز عمران اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھوں تباہ ہوئے ہیں لیکن عمران اور اس کے ساتھی آج تک جی پی فائیو کے مین ہیڈ کوارٹر تک نہیں پہنچ سکے۔ پرائم منسٹر صاحب کو جب یہ معلوم ہوا کہ عمران اور اس کی ایک ساتھی لڑکی ڈاکٹر کارٹرس کے سیکرٹ لاکر کو ٹریس کر کے وہاں سے ڈاکٹر کارٹرس کی بہت سی فائلوں اور دستاویزات کی اسپائی کیمرے میں تصویریں بنا کر لے اُڑا ہے تو پرائم منسٹر صاحب نے فوراً ڈی ایجنسی کو عمران اور اس کے ساتھیوں کے خلاف کارروائی کرنے سے روک دیا اور انہیں اصل ٹاپ سیکرٹ فائل سمیت انڈر گراؤنڈ کر دیا ہے۔ کرنل رابرٹ اور اس کے ساتھی تو عمران اور اس کے ساتھیوں کے خلاف کام کرنا اور انہیں ہلاک کرنا چاہتے ہیں لیکن پرائم منسٹر صاحب کے سختی سے حکم دینے پر وہ سب انڈر گراؤنڈ ہو گئے ہیں۔ اب ڈی ایجنسی کا کوئی گروپ یا کوئی کارندہ عمران اور اس کے ساتھیوں کے خلاف کام نہیں کرے گا۔

ان کی جگہ یہ کام ہمارے سپرد کر دیا گیا ہے۔ پرائم منسٹر صاحب نے مجھے حکم دیا ہے کہ عمران اور اس کا کوئی بھی ساتھی ہو ہم اسے ہر حال میں ٹریس کریں اور ان سے ڈاکٹر کارٹرس کی فائلوں اور دستاویزات کی بنائی ہوئی فلم حاصل کریں اور عمران اور اس کی ساتھی لڑکی اور وہ فلسطینی گروپ جو ان کی معاونت کر رہا ہے انہیں کیفر کردار تک پہنچائیں۔ اس لئے میں تمہیں احکامات دیتا ہوں کہ اب تم عمران اور اس کے ساتھیوں کی محض نگرانی نہیں کرو گے بلکہ جیسے ہی وہ ٹریس ہوں ان پر پوری قوت سے حملہ کر دو اور انہیں ہلاک کر دو۔ میری طرف سے تمہیں ان سب کو ہلاک کرنے کے مکمل اختیارات ہیں۔ انہیں جلد سے جلد ٹریس کرو اور انہیں ان کے آخری انجام تک پہنچاؤ۔ اب انہیں ان کے آخری انجام تک پہنچانے کی ساری ذمہ داری تمہاری ہے“...... کرنل ڈیوڈ نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”یس چیف۔ آپ نے مجھے ان کے خاتمے کی اجازت دے کر بہت اچھا کیا ہے۔ مجھے اب ان کے خلاف کارروائی کرنے میں کوئی جھجک اور پریشانی نہیں ہو گی۔ میں کھل کر ان کا مقابلہ کر سکتا ہوں اور انہیں ان کے انجام تک پہنچا سکتا ہوں“...... میجر ہارلس نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ بات دھیان میں رکھنا کہ عمران بہت ذہین اور شاطر انسان ہیں۔ اسے ایک بھی موقع دینا اپنی موت کو دعوت دینے کے

مترادف ہے اس لئے جیسے ہی ان کے بارے میں کچھ بھی پتہ چلے ان پر بغیر کسی تاخیر کے دھاوا بول دینا اور جب تک ان کی ہلاکت کی تصدیق نہ ہو جائے اس بات پر یقین نہ کرنا کہ وہ ہلاک ہو چکے ہیں''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''یس چیف۔ میں جب تک اپنی آنکھوں سے ان کی لاشیں نہ دیکھ لوں گا اس وقت تک کسی کی بات پر یقین نہیں کروں گا کہ وہ ہلاک ہو چکے ہیں''...... میجر ہارلس نے کہا۔

''جیسے ہی وہ ہلاک ہوں ان کی کٹی پھٹی لاشیں اپنے قبضے میں لے لینا اور انہیں فوراً برقی بھٹی میں جلا کر بھسم کر دینا۔ میں چاہتا ہوں اس بار اسرائیل میں عمران کا یہ لاسٹ مشن ہو اور وہ اس مشن کو پورا کئے بغیر موت کے منہ میں چلا جائے اور اس کا وجود تک مٹ جائے''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''یس چیف۔ ایسا ہی ہو گا۔ آپ فکر نہ کریں''...... میجر ہارلس نے کہا۔

''کوشش کرنا کہ اگر وہ تل ابیب میں ہیں تو انہیں یہاں سے نکلنے کا موقع نہ ملے۔ اگر وہ یہاں سے نکل گئے تو پھر انہیں تلاش کرنا مشکل ہو جائے گا۔ میرے دوسرے سیکشن ایک اور معاملے میں مصروف ہیں۔ ورنہ میں تمہاری مدد کے لئے کسی اور سیکشن کو بھی تمہارے انڈر کر دیتا لیکن اب جو بھی کرنا ہے تمہیں کرنا ہے۔ اس بار عمران اور اس کے ساتھیوں کی ہلاکت تمہارے سیکشن کے ہاتھوں

ہی ہو گی''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''یس چیف۔ عمران اور اس کے ساتھی میرے ہاتھوں سے نہیں بچ سکیں گے۔ ان کی ہلاکت کے لئے میں اپنی ہر حد سے گزر جاؤں گا''...... میجر ہارلس نے کہا۔

''اور کچھ پوچھنا ہے تمہیں''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''یس چیف''...... میجر ہارلس نے کہا۔

''پوچھو۔ کیا پوچھنا ہے''...... کرنل ڈیوڈ نے کہا۔

''کیا یہ کنفرم ہے کہ پرائم منسٹر صاحب نے ڈینجر ایجنسی کو مکمل طور پر انڈر گراؤنڈ کر دیا ہے اور اب وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کے معاملے میں ہمارے راستے کی رکاوٹ نہیں بنے گی اور ہمارے کسی بھی کام میں مداخلت نہیں کرے گی''...... میجر ہارلس نے کہا۔

''ہاں۔ بے فکر رہو۔ پرائم منسٹر صاحب سے میری اس سلسلے میں طویل گفتگو ہوئی تھی۔ انہوں نے مجھے یقین دلایا ہے کہ جب تک عمران اور اس کے ساتھی ہمارے ہاتھوں اپنے انجام تک نہیں پہنچ جاتے اس وقت تک ڈی ایجنسی معطل رہے گی۔ پرائم منسٹر کے احکامات کے تحت ڈی ایجنسی کے تمام دفاتر غیر معینہ مدت تک کے لئے کلوز کر دیئے گئے ہیں اور ان کے تمام ورکرز کو رخصت پر بھیج دیا گیا ہے۔ اس لئے تم فکر نہ کرو۔ اس معاملے میں ڈی ایجنسی اب تمہیں کہیں دکھائی نہیں دے گی۔ اس لئے ان کے راستے میں آنے اور کسی رکاوٹ ڈالنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا''...... کرنل

ڈیوڈ نے کہا تو میجر ہارلس کے چہرے پر مسرت کے تاثرات گہرے ہو گئے۔

"تب ٹھیک ہے۔ اب میں اور میری ٹیم بغیر کسی رکاوٹ کے پاکیشیائی ایجنٹوں اور ان کے مددگار فلسطینی گروپ کا مقابلہ کر سکتے ہیں"...... میجر ہارلس نے کہا۔ کرنل ڈیوڈ نے اسے چند مزید ہدایات دیں اور پھر رابطہ ختم کر دیا۔ اب میجر ہارلس کے چہرے پر گہرا اطمینان جھلک رہا تھا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کے خلاف اسے کھل کر کام کرنے کا اختیار مل گیا تھا۔ اب اسے ان کے خلاف چھپ کر اور خاموشی سے کام کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ میجر ہارلس سوچ رہا تھا کہ ایک بار اسے عمران اور اس کے ساتھیوں کا پتہ ٹھکانہ معلوم ہو جائے تو وہ ان کے خلاف بھرپور اور انتہائی جارحانہ کارروائی کرتے ہوئے انہیں تباہ کر کے رکھ دے گا۔ ابھی وہ انہی خیالوں میں گم تھا کہ ایک بار پھر فون کی گھنٹی بج اٹھی تو وہ چونک کر اپنے خیالوں سے نکل آیا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

"میجر ہارلس بول رہا ہوں"...... میجر ہارلس نے کرخت لہجے میں کہا۔

"روسٹن بول رہا ہوں باس"...... دوسری جانب سے روسٹن کی آواز سنائی دی۔

"یس روسٹن۔ کیوں فون کیا ہے"...... میجر ہارلس نے کرخت

لہجے میں کہا۔

"میں نے اس جیپ کو تلاش کر لیا ہے چیف"...... روسٹن نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا تو میجر ہارلس اچھل پڑا۔

"اوہ۔ کہاں ہے وہ جیپ اور کیا یہ وہی جیپ ہے جس میں عمران اور اس کے ساتھی کھیتوں سے فرار ہو کر تل ابیب آئے تھے"۔ میجر ہارلس نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ جیپ کی حالت دیکھ کر ہی پتہ چلتا ہے کہ یہ کہاں کہاں سے گزر کر آئی ہے۔ جیپ ہمیں شہر سے ہٹ کر ایک ویران علاقے میں ملی ہے"...... روسٹن نے جواب دیا۔

"ویران علاقے میں۔ کیا مطلب۔ کیا جیپ جان بوجھ کر وہاں چھوڑی گئی ہے"...... میجر ہارلس نے چونک کر کہا۔

"یس باس۔ جیپ کو جان بوجھ کر اس علاقے سے دور لا کر چھوڑا گیا ہے تاکہ ہم یہ سراغ نہ لگا سکیں کہ پاکیشیائی ایجنٹ کہاں ہے"...... روسٹن نے جواب دیا۔

"ہونہہ۔ تو کیا تم نے مجھے صرف اس جیپ کے ملنے کا بتانے کے لئے فون کیا ہے۔ نانسنس"...... میجر ہارلس نے منہ بنا کر انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"نو باس۔ میں نے اس عمارت کا پتہ لگا لیا ہے جہاں پاکیشیائی ایجنٹ اور ان کے ساتھی موجود ہیں"...... روسٹن نے کہا تو میجر ہارلس ایک بار پھر چونک پڑا۔

"تمہیں جیپ ویران علاقے میں ملی ہے۔ پھر تم نے کیسے پتہ چلا لیا کہ پاکیشیائی ایجنٹ کہاں اور کس عمارت میں ہیں"...... میجر ہارلس نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"جیپ میں ٹریکر لگا ہوا تھا باس۔ جب مجرموں نے جیپ کو ویران علاقے میں چھوڑا تو انہوں نے جیپ کے ٹریکر کو توڑ دیا تھا۔ میں نے ٹوٹے ہوئے ٹریکر کو نکال کر چیک کیا تو اس کا میموری سسٹم والا حصہ ٹوٹنے سے بچ گیا تھا۔ میں نے فوراً ٹریکر سے میموری سسٹم باہر نکالا اور پھر جب میں نے میموری چیک کی تو میرے سامنے اس جیپ کے سفر کی تمام معلومات آ گئیں۔ جیپ کہاں سے چلی تھی کہاں کہاں اور کتنی دیر رکی تھی اس کی پوری معلومات میموری میں موجود ہے۔ میں نے ان تمام علاقوں کو مارک کر لیا ہے اور ان معلومات کو سامنے رکھ کر میں اس رہائش گاہ تک پہنچ گیا ہوں جہاں پاکیشیائی ایجنٹ اور ان کے ساتھی ڈراپ ہوئے تھے"...... روسٹن نے جواب دیا تو میجر ہارلس کے چہرے پر حیرت کے ساتھ انتہائی مسرت بھرے تاثرات نمودار ہو گئے۔

"گڈ شو۔ کس علاقے میں ہیں وہ"...... میجر ہارلس نے پوچھا۔

"جیپ ویران علاقے میں پہنچنے سے پہلے سات منٹ اور چھتیس سیکنڈز کے لئے ہارس سٹریٹ، سارٹ کالونی، بلاک سکس، کوٹھی نمبر چار سو گیارہ کے پاس رکی تھی۔ اس کے بعد جیپ روانہ ہوئی اور اس کا لاسٹ اسٹاپ وہی تھا جہاں سے ہم نے جیپ ری کور کی

ہے"...... روسٹن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ بھی تو ممکن ہے کہ جیپ کو اس جگہ خاص طور پر روکا گیا ہو اور پھر وہ جیپ سے اتر کر پیدل کسی اور طرف گئے ہوں"۔ میجر ہارلس نے کہا۔

"نو باس۔ میں نے اس علاقے میں موجود اپنے چند آدمیوں کو بھیج کر معلومات حاصل کرائی ہیں۔ ان معلومات کے تحت جیپ میں نو افراد موجود تھے۔ جن میں ایک عورت تھی۔ ان میں چار افراد زخمی تھے اور وہ سب اسی عمارت میں گئے ہیں جس کا میں نے آپ کو پتہ بتایا ہے"...... روسٹن نے کہا۔

"ہونہہ۔ تو عمران، جولیا اور ان کے فلسطینی ساتھی اسی رہائش گاہ میں ہی ہیں"...... میجر ہارلس نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"یس باس"...... روسٹن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"تم اب کہاں ہو اور اس عمارت کی نگرانی کے لئے تم نے کسی کو مامور کیا ہے یا نہیں"...... میجر ہارلس نے پوچھا۔

"میں اس عمارت کے پاس ہی ہوں باس۔ میں نے اپنے آدمیوں کو چاروں طرف پھیلا دیا ہے۔ ہمارے پاس ایکس ایکس ریز تھی جس کے چند فلیش کیپسول ہم نے عمارت کے اندر پھینک دیئے تھے۔ ان کیپسولز سے ہمیں عمارت میں موجود تمام افراد کی موجودگی کا علم ہو رہا ہے اور ہم انہیں بلیو رے سکرین پر مانیٹر کر رہے ہیں"...... روسٹن نے جواب دیا۔

''یہ تم نے اچھا کیا ہے جو اپنے ساتھ ایکس ریز اور چیکنگ کرنے والے سائنسی آلات لے گئے ہو۔ چیف نے ان کی اسی طرح نگرانی کی ہدایات دی ہیں۔ وہ عمارت میں کیا کرتے ہیں اور عمارت سے نکل کر کہاں جاتے ہیں۔ تمہیں صرف ان پر نظر رکھنی ہے۔ ان کے راستے میں آنے کی کوشش نہ کرنا اور نہ ہی ان کے سامنے جانا۔ ان کی تم جو بھی مانیٹرنگ کرو اس کے بارے میں مجھے تفصیل فراہم کرتے رہنا۔ میں اس مانیٹرنگ رپورٹ کے تحت تمہیں احکامات دیتا رہوں گا''...... میجر ہارلس نے کہا۔

''یس باس''...... روسٹن نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

''بلکہ تم ایک کام کرو۔ ان کی مانیٹرنگ کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے سارے آدمی اس عمارت کے گرد لگا دو تاکہ ضرورت پڑنے پر عمارت سے باہر جانے والے ہر فرد کی نگرانی اور تعاقب ہوتا رہے۔ ایک بار کنفرم ہو جائے کہ وہ عمران اور اس کے ساتھی ہیں تو پھر ہم ان کے خلاف بھرپور اور انتہائی جارحانہ کارروائی کریں گے اور انہیں ان کے انجام تک پہنچا دیں گے''...... میجر ہارلس نے کہا۔

''یس باس''...... روسٹن نے کہا۔

''اس کے علاوہ عمارت کے مکینوں اور مالکان کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کرو اور یہ کام جتنے کم وقت میں کر سکتے ہو کر ڈالو''...... میجر ہارلس نے کہا۔

''یس باس''...... روسٹن نے اسی انداز میں کہا۔

''میں تمہاری رپورٹ کا منتظر رہوں گا''...... میجر ہارلس نے کہا۔

''اوکے باس''...... روسٹن نے کہا اور میجر ہارلس نے رسیور رکھ دیا اب وہ سوچ رہا تھا کہ اس نے بالکل صحیح انداز سے سوچا اور اس پر عمل کرایا تھا اور اسی کے نتیجے میں اسے کامیابی نصیب ہوئی تھی یقیناً عمران اور جولیا اپنے مددگاروں کے ساتھ اسی عمارت میں ہوں گے اور اگر اس کا خیال صحیح نکلا تو وہ چند گھنٹوں میں انہیں گرفتار کر کے کاغذات کی تصویریں برآمد کر لے گا۔ خاص طور سے ٹاپ سیکرٹ فائل کی تصویریں۔ وہ کمرے میں ٹہلنے لگا اسے بے چینی سے روسٹن کی اگلی رپورٹ کا انتظار تھا اور وہ رپورٹ دس منٹ بعد ہی اسے مل گئی تھی۔

''باس۔ وہ لوگ دو گاڑیوں میں عمارت سے روانہ ہو گئے ہیں''...... روسٹن کہہ رہا تھا۔

''ان کا تعاقب ہوشیاری سے کرو۔ وہ یقیناً کسی نئے ٹھکانے پر جا رہے ہوں گے''...... میجر ہارلس نے کہا۔

''تعاقب چار گاڑیوں میں کیا جا رہا ہے۔ ہر دو منٹ بعد آگے والی گاڑی پیچھے چلی جاتی ہے اور......'' روسٹن نے کہا۔

''میں سمجھ گیا۔ ہاں یہ بتاؤ کہ کل کتنے آدمی گاڑیوں میں ہیں''...... میجر ہارلس نے اس کی بات کو درمیان سے کاٹتے ہوئے کہا۔

”دونوں کاروں میں چار چار افراد ہیں باس“...... روسٹن نے جواب دیا۔

”کیا ان میں کوئی لڑکی بھی ہے“...... میجر ہارلس نے پوچھا۔

”اس بارے میں کچھ کہنا مشکل ہے کیونکہ ان لوگوں کو گاڑیوں میں بیٹھتے ہوئے....“ اچانک آواز آنا بند ہوگئی۔

”ایک منٹ باس۔ میں آپ کو دوبارہ کال کرتا ہوں“...... چند سیکنڈ بعد روسٹن کی آواز آئی اور پھر روسٹن نے رابطہ منقطع کر دیا تھا اور میجر ہارلس دوبارہ رابطہ قائم ہونے کا انتظار کرنے لگا۔

”یس باس“۔ایک منٹ بعد روسٹن نے دوبارہ اسے کال کی۔

”کیا بات تھی۔ رابطہ منقطع کیوں کر دیا تھا تم نے“...... میجر ہارلس نے غصیلے لہجے میں پوچھا۔

”عمارت سے ایک آدمی نکل کر میری گاڑی کی جانب آ گیا تھا باس اسی لئے میں نے رابطہ منقطع کر دیا تھا“...... روسٹن نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ جب وہ لوگ منزل پر پہنچ جائیں تو مجھے رپورٹ کرنا“...... میجر ہارلس نے کہا۔

”یس باس“...... روسٹن نے کہا اور رابطہ منقطع کر دیا مگر دو منٹ بعد ہی وہ پھر روسٹن کی کال وصول کر رہا تھا۔

”بہت افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ ایک گاڑی ڈاج دے کر نکل گئی ہے جبکہ دوسری گاڑی کا تعاقب کامیابی سے کیا گیا ہے وہ گاڑی اب ریلوے کینٹ اسٹیشن کی پارکنگ میں موجود ہے“۔

روسٹن نے کہا تو میجر ہارلس نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

”اور اس میں سوار افراد“...... میجر ہارلس نے غرا کر پوچھا۔

”وہ پلیٹ فارم کی جانب چلے گئے ہیں باس اور ان میں ایک یقیناً لڑکی ہے“...... روسٹن نے کہا۔

”تم نے اس کا چہرہ دیکھا ہے“...... میجر ہارلس نے بے چینی سے پوچھا۔

”تعاقب کرنے والے ان میں سے ایک کا بھی چہرہ نہیں دیکھ سکے کیونکہ وہ کافی دور رہ کر نگرانی کر رہے ہیں تاکہ ان لوگوں کو کسی قسم کا شبہ نہ ہونے پائے“...... روسٹن نے کہا۔

”ہونہہ۔ چیک کرو کہ وہ کس جگہ کے لئے ٹکٹ حاصل کرتے ہیں اور کتنے افراد کے لئے“...... میجر ہارلس نے کہا۔

”یس باس“...... روسٹن نے کہا۔

”ان کی نگرانی جاری رکھو میں خود وہاں پہنچ رہا ہوں“...... میجر ہارلس نے کہا۔

”یس باس“...... روسٹن نے کہا۔

”اگر ٹرین روانہ ہونے لگے تو ان چاروں کو بلا جھجک گرفتار کر لینا“...... میجر ہارلس نے کہا۔

”یس سر“...... روسٹن نے کہا تو میجر ہارلس نے رابطہ منقطع کیا اور اٹھ کھڑا ہوا اس کی دانست میں عمران اور جولیا اب اس کی گرفت میں آ چکے تھے۔

”وائٹ ایگل“...... عمران نے عقب میں دیکھتے ہوئے وائٹ ایگل کو پکارا۔

”یس باس“...... وائٹ ایگل نے چونک کر کہا۔ وہ سٹیرنگ سیٹ پر تھا، اور سامنے سے آنے والی ایک گاڑی کو دیکھ رہا تھا جو کہ بڑی تیزی سے اس کی گاڑی کے برابر سے گزرتی چلی گئی تھی۔

”تم نے تعاقب چیک کیا“...... عمران نے کہا۔

”ہاں۔ ایک گاڑی ہمارا تعاقب کر رہی ہے اور یہ شاید چیک پوسٹ سے ہمارے پیچھے لگی ہے“...... وائٹ ایگل نے کہا۔

”ایک نہیں دو گاڑیاں تعاقب کر رہی ہیں“...... عمران نے کہا۔

”دو“...... وائٹ ایگل نے چونک کر کہا۔

”ہاں کبھی ایک آگے آ جاتی ہے اور کبھی دوسری اور یہ اس جگہ سے ہمارے تعاقب میں ہیں جہاں سے ہم روانہ ہوئے ہیں میں ان گاڑیوں کو وہاں گلی کے سرے پر دیکھ چکا ہوں“...... عمران نے

کہا۔

”گویا ہم پھر ان کی نظروں میں آ گئے ہیں“...... وائٹ ایگل نے کہا۔

”ہاں مگر انہیں ابھی ہم پر صرف شبہ ہے کہ ہم فرار ہونے والوں میں سے ہیں“...... عمران نے کہا۔

”شبہ“...... وائٹ ایگل نے کہا۔

”ہاں کیونکہ اگر انہیں اس بات کا یقین ہوتا کہ مطلوبہ فرد ہم ہی ہیں تو وہ ہمیں گرفتار کرنے میں ایک لمحے کی بھی دیر نہ کرتے تعاقب کا مطلب شبہ کی تصدیق کرنا ہی ہوسکتا ہے“...... عمران نے کہا۔

”کوئی بات نہیں ہم انہیں ڈاج دے دیں گے“...... وائٹ ایگل نے کہا۔

”یہ ضروری ہے۔ انہیں ہماری منزل کے بارے میں علم ہو گیا تو سارا منصوبہ ختم ہو جائے گا“...... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے“...... وائٹ ایگل نے سر ہلا کر کہا۔

”جولیا والی گاڑی کا بھی یقیناً تعاقب کیا جا رہا ہو گا“...... عمران نے کہا۔

”یقیناً۔ جب ہم نظروں میں ہیں تو دوسری گاڑی کیسے محفوظ رہ سکتی ہے“...... وائٹ ایگل نے کہا۔

”انہیں اس بارے میں ہدایات دے دو تاکہ وہ بھی تعاقب

کرنے والوں کو جھٹک سکیں“ ...... عمران نے کہا۔

”بہتر ہے“ ...... وائٹ ایگل نے کہا۔ پھر اس نے ٹرانسمیٹر نکال کر آن کیا اور دوسری گاڑی میں موجود اپنے آدمیوں کو کال کرنے لگا مگر کافی کوشش کے باوجود رابطہ قائم نہیں ہو سکا تھا۔ عمران کے ماتھے پر شکنیں پڑ گئیں۔ دوسری گاڑی سے رابطہ نہ ہونے کا مطلب یہی ہوسکتا تھا کہ وہ لوگ کسی خطرے سے دو چار ہو چکے ہیں۔

”اب“ ...... وائٹ ایگل نے عمران سے پوچھا۔

”اسٹیشن کتنی دور ہے“ ...... عمران نے پوچھا۔

”بس پہنچنے ہی والے ہیں“ ...... وائٹ ایگل نے کہا۔

”اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہمارے ساتھی کینٹ اسٹیشن پہنچ چکے ہیں“۔ عمران نے کہا۔

”جی ہاں اگر کوئی غیر معمولی بات نہ ہوئی ہو گی تو وہ کینٹ اسٹیشن پہنچ چکے ہیں“ ...... وائٹ ایگل نے کہا۔

”ہونہہ“ ...... عمران نے ہنکارہ بھرا وہ سوچ رہا تھا کہ شاید ان لوگوں کو کال موصول کرنے کا موقع نہ مل سکا ہو۔ ظاہر ہے پلیٹ فارم پر وہ ٹرانسمیٹر کال موصول نہیں کر سکتے تھے۔ عمران سوچتا رہا اور کار دوڑتی رہی اور پھر کچھ دیر بعد اچانک گاڑی کی رفتار کم ہونے لگی۔ عمران نے چونک کر سامنے کی جانب دیکھا۔ سامنے چوراہا تھا اور سگنل سبز تھا پھر جانے کیوں وائٹ ایگل نے رفتار کم کر

دی تھی اچانک ایک خیال عمران کے ذہن میں ابھرا اور وہ چونک کر عقب کی جانب مڑا۔ تعاقب کرنے والے دو تین گاڑیوں کے پیچھے تھے اور دوسری گاڑی اس سے بھی پیچھے تھی عمران سمجھ گیا کہ وائٹ ایگل کیا کرنا چاہتا ہے پھر وائٹ ایگل نے کیا بھی وہی تھا۔ اس نے رفتار سگنل تک پہنچ کر بہت کم کر دی تھی مگر جیسے ہی سگنل کی بتی زرد ہوئی وائٹ ایگل نے رفتار بڑھائی اور سگنل ریڈ ہونے سے پہلے ہی چوراہا کراس کر گیا۔ نتیجے کے طور پر تعاقب کرنے والی دونوں گاڑیاں پیچھے رہ گئیں اور وہ تیز رفتاری سے آگے بڑھنے لگے۔

”میں اسٹیشن سے باہر گاڑی روکوں گا۔ ہمارے اترتے ہی تم گاڑی لے جانا“ ...... وائٹ ایگل نے اپنے ایک ساتھی سے کہا۔

”یس باس“ ...... اس کے ساتھی نے جواب دیا۔

”نہیں۔ کار سے صرف میں اتروں گا تم ٹکٹ مجھے دے دو اور واپس کینٹ جا کر دوسرے ساتھیوں کو دیکھو“ ...... عمران نے کہا۔

”مگر ......“ وائٹ ایگل نے کچھ کہنا چاہا مگر اسی لمحے ٹرانسمیٹر پر اشارہ موصول ہوا اور اس نے تیزی سے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

”ہیلو ہیلو۔ وائٹ ایگل۔ راشد کالنگ۔ ہیلو ہیلو۔ اوور“۔

ٹرانسمیٹر سے راشد کی آواز ابھری جس کے ساتھ جولیا کینٹ اسٹیشن روانہ ہوئی تھی۔ راشد ان کا انچارج تھا۔

”یس راشد۔ خیریت تو ہے نا۔ اوور“ ...... وائٹ ایگل نے کہا۔

’’یس باس۔ ہم پلیٹ فارم پر تھے اس لئے آپ کی کال وصول نہیں کر سکے تھے۔ اوور‘‘...... راشد نے کہا۔

’’او کے۔تمہارے ساتھی کہاں ہیں۔ اوور‘‘...... وائٹ ایگل نے پوچھا۔

’’وہ مادام کے پاس پلیٹ فارم پر ہیں۔ اوور‘‘...... راشد نے جولیا کا نام لینے سے گریز کرتے ہوئے کہا۔

’’اچھا دیکھو چوکنے رہو اور......‘‘ وائٹ ایگل نے کہنا چاہا تھا۔

’’ایک منٹ باس۔ باہر سے کوئی ہاتھ روم کا دروازہ کھٹکھٹا رہا ہے۔ میں آپ کو دوبارہ کال کرتا ہوں۔ اوور‘‘...... راشد کی سرگوشی کی آواز آئی پھر اس کے ساتھ ہی رابطہ منقطع ہو گیا تھا کسی کی موجودگی محسوس کر کے راشد نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا تھا۔

’’اب آپ کیا کہتے ہیں‘‘...... وائٹ ایگل نے عمران سے پوچھا۔

’’یہی کہ تم کینٹ اسٹیشن جا کر ان لوگوں کو دیکھو گے۔ ہاں ٹکٹ اور کاغذات مجھے دے دو‘‘...... عمران نے کہا۔

’’ٹھیک ہے۔ ایک نظر دیکھ لیجئے‘‘...... وائٹ ایگل نے کہا اور جیب سے ایک لفافہ نکال کر عمران کو دے دیا اور عمران نے لفافہ وائٹ ایگل سے لے لیا۔

’’ٹھیک ہیں‘‘...... عمران نے لفافہ کھول کر کاغذات چیک کرتے ہوئے کہا۔

’’اب میں آپ کو اسٹیشن پر ہی ملوں گا‘‘...... وائٹ ایگل نے کہا۔

’’ایک بات کا خیال رکھنا کہ جولیا اور اپنے آدمیوں کے نزدیک مت جانا۔ دور رہ کر ان پر نظر رکھنا تا کہ بوقت ضرورت ان کی مدد کر سکو‘‘...... عمران نے کہا۔

’’ٹھیک ہے‘‘...... وائٹ ایگل نے سر ہلا کر کہا۔

’’اگر کوئی گڑبڑ ہو تو مجھے رومال سے چہرہ صاف کرنے کا سگنل دے کر آگاہ کر دینا‘‘...... عمران نے کہا۔

’’آپ کے خیال میں وہاں کوئی گڑبڑ ہو سکتی ہے‘‘...... وائٹ ایگل نے پوچھا۔

’’ہاں۔ ہمیں کھو دینے کے بعد وہ لوگ ساری توجہ جولیا اور چاروں ساتھیوں پر لگا دیں گے‘‘...... عمران نے سر ہلا کر کہا تو وائٹ ایگل نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

’’اس کے علاوہ یہ بھی ممکن ہے کہ وہ جولیا کو گرفتار کرنے کی کوشش کریں اس خیال کے تحت کہ اس طرح وہ ہم تک آسانی سے پہنچ سکتے ہیں‘‘...... عمران نے کہا۔

’’پھر تو مجھے فوراً وہاں پہنچنا چاہئے‘‘...... وائٹ ایگل نے تشویش زدہ لہجے میں کہا اور اس کے چہرے پر فکر مندی کے تاثرات گہرے ہوتے چلے گئے۔ عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

’’یہاں سے گاڑی کس وقت روانہ ہو گی‘‘...... عمران نے

پوچھا۔

"آپ کے اسٹیشن پہنچنے کے دس منٹ بعد"...... وائٹ ایگل نے ریسٹ واچ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"بس تو اسی وقفے میں تمہیں وہاں پہنچنا ہے اور ہاں اپنی گاڑی اسٹیشن سے دور ہی رکھنا کیونکہ اس کا نمبر اب ان کے ذہن میں ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ فکر نہ کریں۔ میں وہی کروں گا جو آپ نے کہا ہے"...... وائٹ ایگل نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اپنے ساتھیوں کی کارکردگی دوبارہ چیک کر کے ان کو نئے سرے سے منظم کرنا اور یہ دیکھنا کہ ڈی ایجنسی آخر بار بار ہم تک کس طرح پہنچتی رہی ہے"...... عمران نے کہا۔

"یہ معلوم ہونا تو بے حد ضروری ہے اور میں اس سلسلے میں فوری قدم اٹھاؤں گا"...... وائٹ ایگل نے کہا۔

"ہمیں پوائنٹ تھری سے چیک کیا جا رہا ہے۔ وہ لوگ کسی سائنسی آلے سے ہماری نگرانی کر رہے تھے۔ میں نے عمارت میں بلیو لائٹس کی چمک دیکھی تھی جس سے وہ ہمیں عمارت کے اندر بھی دیکھ رہے تھے۔ میں نے باہر جا کر ان کی موجودگی چیک کی تھی۔ چونکہ ان کی طرف سے مجھے عمارت پر کسی ایکشن کے تاثرات دکھائی نہ دے رہے تھے اس لئے میں نے بھی کوئی ایکشن نہیں لیا تھا اور خاموشی سے تمہارے ساتھ وہاں سے نکل آیا تھا۔ اب تم

پوائنٹ تھری جانے سے بھی گریز کرنا کیونکہ پوائنٹ فائیو کی طرح پوائنٹ تھری بھی دشمنوں کے نظروں میں آ چکا ہے"...... عمران نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں عمران صاحب۔ آج کے بعد میری وائٹ ایگل والی شخصیت بھی گم ہو جائے گی"...... وائٹ ایگل نے کہا۔

"ٹھیک ہے"...... عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا ٹھیک اسی لمحے وائٹ ایگل نے گاڑی ایک جانب موڑ کر روک دی۔ اسٹیشن آ گیا تھا عمران گاڑی سے اترا اور وائٹ ایگل گاڑی آگے بڑھا لے گیا۔

عمران اسٹیشن کی حدود میں داخل ہو گیا وہ پوری طرح سے چوکنا تھا۔ جلد ہی اسے یقین ہو گیا کہ اس کا تعاقب یا نگرانی نہیں ہو رہی وہ پلیٹ فارم پر پہنچ گیا۔ ہائی ایکسپریس روانگی کے لئے تیار تھی۔ اس نے آگے بڑھ کر اپنی کوچ تلاش کی پھر کوچ کا اندر سے جائزہ لیا اور مطمئن انداز میں سر ہلا دیا۔ سرِ دست اسے کوئی مشکوک مسافر نظر نہیں آیا تھا۔ وہ ایک ٹی اسٹال پر کھڑا ہو گیا اور اس وقت وہاں سے ہٹا کہ جب ٹرین حرکت میں آ گئی تھی وہ چند قدم دوڑا اور ٹرین میں سوار ہو گیا۔ گاڑی کی رفتار آہستہ آہستہ تیز ہوتی جا رہی تھی۔ ٹرین کے ساتھ الیکٹرک انجن لگا ہوا تھا اور اس کی رفتار ڈیڑھ سو کلو میٹر فی گھنٹہ تک کی جا سکتی تھی۔

دس منٹ بعد ٹرین کینٹ اسٹیشن کی حدود میں داخل ہوئی اور عمران دروازے میں پہنچ کر نزدیک آتے ہوئے پلیٹ فارم کا جائزہ

لینے لگا۔ پلیٹ فارم خاصا بڑا تھا مگر عمران کی تیز نظروں نے راشد اور اس کے تینوں ساتھیوں کو تلاش کر لیا مگر ان کے ساتھ اسے جولیا نظر نہیں آئی تھی۔ گاڑی رک چکی تھی اور راشد اور اس کے ساتھی عمران والی کوچ سے صرف چند گز دور کھڑے تھے مگر عمران یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ راشد اور اس کے ساتھی پریشان اور تشویش زدہ سے دکھائی دے رہے تھے۔ جلد ہی ان کی پریشانی کی وجہ بھی عمران کی سمجھ میں آ گئی۔ راشد اور اس کے ساتھیوں کے آس پاس چند ایسے افراد نظر آ رہے تھے جو چہرے مہروں سے ہی مشکوک دکھائی دے رہے تھے۔ ان کے چہروں پر کرختگی اور سرد مہری دکھائی دے رہی تھی۔ ان کی پھولی ہوئی جیبیں دیکھ کر عمران کو بخوبی انداز ہو رہا تھا کہ وہ سب مسلح ہیں اور وہ راشد اور اس کے ساتھیوں کے گرد ہی منڈلاتے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ عمران نے پلیٹ فارم پر دور تک نظر ڈالی اور یہ دیکھ کر چونک پڑا کہ وائٹ ایگل، راشد سے چند گز دور موجود ہے۔ نہ صرف موجود ہے بلکہ وہ عمران کو خطرے کا سگنل بھی دے رہا تھا۔ عمران نے سر ہلا کر وائٹ ایگل کو اشارہ کیا کہ اس نے سگنل دیکھ لیا ہے لیکن اس کی نظریں اب جولیا کو تلاش کر رہی تھیں۔

جولیا نے اچانک محسوس کیا کہ اس کی چھٹی حس خطرے کی نشاندہی کر رہی ہے۔ ایسے خطرے کی جو اس کے قریب ہی کہیں موجود ہے۔ مگر وہ خطرہ کیا تھا۔ فوری طور پر یہ اس کی سمجھ میں نہیں آ سکا تھا۔ اس نے مڑ کر عقب میں دیکھا اور چونک پڑی ایک سیاہ رنگ کی کار ان کی کار کے پیچھے چلی آ رہی تھی اور وہ اس کار کو پہلے بھی کئی بار اپنی کار کے تعاقب میں دیکھ چکی تھی۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ ان کا باقاعدہ تعاقب کیا جا رہا ہے۔ وہ راشد سے کچھ کہنے کے لئے مڑی تھی۔ مگر اسی لمحے راشد نے گاڑی روک دی وہ کینٹ اسٹیشن پہنچ چکے تھے انجن بند کر کے راشد اس کی جانب مڑا۔

"آئیں مادام۔ ہم منزل پر پہنچ گئے ہیں"...... راشد نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹکٹ اور کاغذات مجھے دے دو"...... جولیا نے راشد سے کہا۔

"یہ لیں"...... راشد نے ایک لفافہ جولیا کو دے دیا۔

"اب چوکنے ہو کر چلو ہمارے ارد گرد کچھ مشکوک افراد موجود ہیں"...... جولیا نے کہا تو راشد بے اختیار چونک پڑا۔ جولیا نے اشارے سے اسے سیاہ کار کے بارے میں بتایا تو راشد محتاط انداز میں اس کار کی طرف دیکھنے لگا۔ سیاہ کار رک گئی تھی۔ اس کار سے چار لمبے تڑنگے اور انتہائی سخت چہروں والے افراد اترے تھے اور آہستہ آہستہ چلتے ہوئے ان کی جانب بڑھ رہے تھے۔ جولیا نے راشد کو اشارہ کیا اور وہ تیزی سے مڑ کر پلیٹ فارم کی طرف بڑھ گئے۔ پلیٹ فارم میں داخل ہوتے ہی جولیا نے محسوس کیا کہ راشد کچھ بے چین سا ہے۔

"کیا بات ہے"...... جولیا نے سرگوشی میں پوچھا۔

"باس کی کال ہے شاید"...... راشد نے اسی لہجے میں جواب دیا۔

"باتھ روم میں جا کر اٹنڈ کر لو"...... جولیا نے مشورہ دیا۔

"یہی کرنا پڑے گا۔ تب تک آپ کسی سٹال پر رک کر چائے یا کافی پی لیں"...... راشد نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ لیکن اپنے ارد گرد نظر رکھنا۔ ان کے ساتھ اور بھی لوگ ہو سکتے ہیں"...... جولیا نے کہا۔ تعاقب کرنے والوں میں سے ایک قریب آ کر ان سے کچھ فاصلے پر رک گیا تھا۔ جولیا اسے اندیکھا کرتے ہوئے ایک ٹی سٹال کی طرف بڑھ گئی جبکہ راشد سائیڈ پر بنے ہوئے ٹوائلٹس کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

جولیا نے ٹی سٹال سے ڈسپوزیبل گلاس میں چائے لی اور سائیڈ میں آ کر ایک پلر کے ساتھ لگ کر کھڑی ہو گئی اور چائے کے سپ لیتی ہوئی بڑی لاپرواہی سے پلیٹ فارم کا جائزہ لینے لگی اس کے انداز سے ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ زندگی میں پہلی بار ٹرین میں سفر کرنے والی ہو۔ وہ چائے پیتے ہوئے نگرانی کرنے والے افراد پر نظر رکھے ہوئے تھی ایک بار جیسے ہی ان میں فاصلہ بڑھا اور دوسرے مسافر درمیان میں آئے وہ راشد کے ساتھیوں کی طرف مڑی۔

"میری بات غور سے سنو"...... جولیا نے ان سے کہا۔

"یس مادام"...... ان میں سے ایک نے چونک کر کہا۔

"ہمارا تعاقب اور نگرانی کی گئی ہے"...... جولیا نے کہا۔

"اوہ۔ کون ہیں وہ اور کہاں ہیں"...... ان میں سے ایک نے پریشانی کے عالم میں کہا اور بے اختیار ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

"خود کو قابو میں رکھو۔ ورنہ تعاقب کرنے والے سمجھ جائیں گے کہ ہم ان کی موجودگی سے آگاہ ہو چکے ہیں پھر شاید وہ کوئی انتہائی قدم اٹھا بیٹھیں گے"...... جولیا نے کہا۔

"اوہ"...... ایک آدمی کے منہ سے نکلا۔

"وہ کتنے ہیں"...... دوسرے آدمی نے پوچھا۔

"چار ہیں۔ میں تم لوگوں سے موقع ملنے پر الگ ہو جاؤں گی"...... جولیا نے کہا اور پھر اس نے سیاہ کار والوں کی اپنے

ساتھیوں کو شناخت کرا دی۔

''اس طرح آپ مزید خطرے میں آ جائیں گی مادام''۔ ایک نے کہا۔

''پرواہ مت کرو ویسے بھی اس وقت ہم خطرے سے دور کب ہیں''...... جولیا نے مسکرا کر کہا۔

''تو پھر آپ......'' دوسرے نے کہنا چاہا۔

''میں تم لوگوں سے الگ ہو کر بھی تمہارے قریب ہی رہوں گی۔ وہ قریب آ رہے ہیں اس لئے دوسری باتیں شروع کر دو اور جو میں نے کہا ہے وہ راشد کو بھی بتا دینا''...... جولیا نے کہا۔ واقعی نگرانی کرنے والے ان کے قریب آ رہے تھے۔

''یس مادام''...... ایک نے کہا اور پھر وہ ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگے۔ باتیں کرتے ہوئے وہ ٹہل بھی رہے تھے اسی دوران ایک جگہ پھر نگرانی کرنے والے ان سے دور ہو گئے۔ ان کے اور نگرانی کرنے والوں کے درمیان بہت سے مسافر آ گئے تھے جولیا نے اس موقعے سے فائدہ اٹھایا تھا۔ وہ ذرا سا جھکی اور مسافروں کی بھیڑ میں مل کر اکانومی کلاس کے مسافر خانے کی جانب بڑھتی چلی گئی پھر مسافر خانے میں داخل ہو کر اس نے چاروں جانب دیکھا اور ایک جگہ اس کی نظر ٹک گئی۔ یہ ایک لڑکی تھی جس کے پاس ایک شولڈر بیگ رکھا ہوا تھا اور وہ اس میں سے کچھ نکال رہی تھی جس کی وجہ سے بیگ سے کپڑوں کے کئی پیکٹ فرش پر گر پڑے تھے۔

جولیا اس کے پاس ہی جا بیٹھی۔ لڑکی نے اسے دیکھا اور مسکرا دی جواباً جولیا بھی مسکرائی تھی۔

''اکیلی ہو''...... اس لڑکی نے پوچھا۔

''جی ہاں اور آپ''...... جولیا نے جواباً پوچھا۔

''میرے شوہر میرے ساتھ ہیں۔ بچے کو ٹی اسٹال تک لے گئے ہیں''...... اس لڑکی نے کہا۔

''اوہ''...... جولیا نے کہا۔ ایک پیکٹ میں ایک اسکرٹ بلاؤز اور موزے پیک تھے پلاسٹک کی شفاف تھیلی میں سے وہ صاف نظر آ رہے تھے۔ باتوں کے دوران جولیا نے وہ پیکٹ اپنی جانب کھسکا لیا پھر جب وہ سامان رکھنے لگی تو جولیا نے بڑی صفائی سے اس پیکٹ کو اپنی کمر کے پیچھے کر لیا۔ اب مسئلہ تھا پیکٹ کو اپنے بیگ میں رکھنے کا اور اس کا یہ مسئلہ بھی اس طرح حل ہو گیا کہ وہ لڑکی اپنا بیگ اٹھا کر دروازے کی طرف چلی گئی تھی۔ جہاں ایک آدمی ایک چھوٹے بچے کو سنبھالے کھڑا تھا۔ جولیا نے ان کے باہر جاتے ہی پیکٹ بیگ میں رکھ لیا اور باتھ روم کی طرف بڑھ گئی۔ دس منٹ بعد باتھ روم سے نکلی تو اس کے جسم پر وہی اسکرٹ بلاؤز اور موزے تھے جو اس نے اڑائے تھے۔ اس نے میک اپ بھی صاف کر دیا تھا اور بالوں کا سٹائل بھی بدل لیا تھا۔ شولڈر بیگ سے کام کی چیزیں اس نے پرس میں رکھ کر اسے باتھ روم ہی میں چھوڑ دیا تھا۔ پھر وہ تیسرے درجے کے مسافر خانے سے نکل ہی رہی تھی کہ

تعاقب کرنے والوں میں سے ایک وہاں داخل ہوا۔ اس نے جولیا کی جانب اچٹتی سی نظر ڈالی اور اندر داخل ہو گیا۔ جولیا پلیٹ فارم پر آ گئی اور اپنے ساتھیوں کے قریب جا کھڑی ہوئی اب وہاں نگرانی کرنے والوں میں سے صرف دو رہ گئے تھے۔ باقی دو شاید اسے تلاش کر رہے تھے۔ اس کے لبوں پر مسکراہٹ ابھر آئی تھی۔ وہ اپنے ساتھیوں کے قریب ہی چند دوسری لڑکیوں کے پاس اس طرح جا کھڑی ہوئی تھی کہ جیسے وہ انہی کی ساتھی ہو اچانک وہاں لاؤڈ سپیکر کی آواز ابھری۔ ٹرین کی آمد کا اعلان کیا جا رہا تھا۔ جولیا نے دیکھا کہ نگرانی کرنے والے چاروں آدمی اس کے ساتھیوں کے گرد اس طرح کھڑے ہو گئے تھے کہ جیسے انہیں گرفتار کرنا چاہتے ہوں۔ وہ ان سے ذرا دور ہٹی ہی تھی کہ اس نے وائٹ ایگل اور اس کے ساتھیوں کو دیکھا۔ وہ راشد سے کچھ ہی دور کھڑے ہوئے تھے شاید وائٹ ایگل نے نگرانی کرنے والوں کو تاڑ لیا تھا۔ روانگی کے وقت عمران بھی وائٹ ایگل کے ساتھ تھا تو کیا عمران بھی کینٹ اسٹیشن ہی آ گیا ہے یا نہیں۔ جولیا نے سوچا عمران اس قسم کی حماقت نہیں کر سکتا تھا کہ وہ سٹی کے ٹکٹ پر کینٹ سے سوار ہو کر خود کو مشکوک کر لے۔ پھر یہ وائٹ ایگل یہاں کیسے۔ مگر جولیا کو اس سوال کا جواب نہیں مل سکا تھا کیونکہ گاڑی آ گئی تھی پھر جس کوچ میں جولیا کو سوار ہونا تھا وہ بالکل اس کے سامنے آ کر رکی اور وہ تیزی سے ٹرین میں چڑھ گئی۔ پھر اپنی سیٹ پر بیٹھ کر اس نے باہر جھانکا اسے

عمران کی تلاش تھی اور وہ جلد ہی اسے نظر آ گیا۔ وہ برابر والی کوچ کی کھڑکی سے سر نکالے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا جبکہ وائٹ ایگل اور اس کے ساتھی اور راشد اور اس کے ساتھی عمران کی نظروں کے سامنے ہی پلیٹ فارم پر موجود تھے پھر وہ ادھر ادھر کیوں دیکھ رہا تھا۔

"اوہ"...... اچانک وہ چونک پڑی۔ یقیناً وہ اسے نہ پا کر پریشان ہو گا اور اس کی نظریں اس کو تلاش کر رہی ہوں گی۔ یہ سوچ کر جولیا کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھر آئی تھی کہ وہ عمران کے برابر موجود تھی اور وہ پلیٹ فارم پر اسے تلاش کر رہا تھا۔ اچانک جولیا نے وائٹ ایگل کو جیب سے رومال نکال کر اپنا چہرہ صاف کرتے دیکھا وہ چہرہ صاف کرتے ہوئے عمران کی طرف متوجہ تھا جیسے وہ اسے کوئی اشارہ کر رہا ہو۔ اس اشارے کا مطلب یہ تھا کہ وہ ایکشن میں آ رہے ہیں جولیا نے عمران کو اثبات میں سر ہلاتے دیکھا۔ گویا اس نے ایکشن میں آنے کی اجازت دے دی تھی۔ اس کے دیکھتے ہی دیکھتے وائٹ ایگل کے دو ساتھی وہاں سے چلے گئے۔ جولیا نے ان چاروں کی جانب دیکھا جو اس کے ساتھ آئے تھے۔ وہ اب پوری طرح سے مشکوک افراد کے گھیرے میں تھے اور اب مشکوک افراد کی تعداد چار سے زیادہ ہو گئی تھی۔ شاید انہوں نے مزید ساتھی منگوا لئے تھے۔ ان کی تعداد آٹھ ہو چکی تھی۔

اچانک پلیٹ فارم کے ایک حصے میں ایک زور دار دھماکہ ہوا۔

دھماکے کے ساتھ ہی پلیٹ فارم کے اس حصے میں یکلخت آگ کے شعلے بلند ہوتے چلے گئے پھر اس سے پہلے کہ لوگ کچھ سمجھ پاتے دوسرا دھماکہ ہوا اور پلیٹ فارم پر موجود افراد میں بھگدڑ مچ گئی۔ ٹھیک اسی لمحے گارڈ نے سیٹی دی اور گاڑی آہستہ آہستہ حرکت کرنے لگی۔

جولیا کی نظریں وائٹ ایگل اور اس کے ساتھیوں پر جمی ہوئی تھیں اور وہ سادہ لباس والوں کو گھور رہا تھا۔ اچانک وائٹ ایگل کا ہاتھ جیب سے باہر آیا اور اس کے ساتھ ہی وہاں فائر کی آواز ابھری اور جولیا نے ایک سادہ لباس والے کو گرتے دیکھا۔ اس کے ساتھ ہی وائٹ ایگل کے ساتھیوں نے ان پر یلغار کر دی تھی اس کے آگے جولیا نہ دیکھ سکی کیونکہ گاڑی نے رفتار پکڑ لی تھی اور وائٹ ایگل کے ساتھیوں اور اس کے درمیان لوگوں کی بھیڑ حائل ہو گئی تھی جو بری طرح بھاگ رہے تھے۔ جولیا نے ٹھنڈا سانس بھرا اور سیٹ پر بیٹھ گئی اب اسے عمران کا انتظار تھا کہ وہ اپنی سیٹ پر آ جائے۔ کچھ دیر بعد عمران نظر آیا تھا مگر وہ اسے اشارہ کرتا ہوا گزرتا چلا گیا جولیا اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ عمران نے اسے اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کیا تھا وہ کئی کوچز سے گزر کر ڈائننگ کار تک پہنچ گئے۔ عمران ایک میز کے گرد پڑی کرسی پر بیٹھ گیا تھا جولیا اس کے سامنے سیٹ پر جا کر بیٹھ گئی۔ ڈائننگ کار زیادہ آباد نہ تھی۔

”تو تم نے مجھے دیکھ لیا تھا“...... جولیا نے ویٹر کے آرڈر لے

جانے کے بعد کہا۔

”اگر دیکھا نہیں ہوتا تو وائٹ ایگل کو ایکشن میں آنے کی اجازت کیوں دیتا“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اب کیا کرنا ہے“...... جولیا نے پوچھا۔

”پہلے تم واش روم میں جا کر اپنا میک اپ بدلو۔ اپنے اسی حلیئے میں آ جاؤ جس میں پوائنٹ تھری سے نکلی تھی“...... عمران نے کہا۔

”مگر۔ اس میک اپ میں وہ لوگ مجھے دیکھ چکے ہیں“...... جولیا نے کہا۔

”مجبوری ہے۔ کیونکہ کاغذات پر جو تصویر ہے تمہیں اسی کے مطابق میک اپ کرنا ہے“...... عمران نے کہا۔

”اس طرح ہم خطرے میں پھنس سکتے ہیں“...... جولیا نے کہا۔

”تو اب کون سا ہم خطرے سے باہر ہیں۔ یہاں قدم قدم پر اور ہر جگہ خطرہ ہی خطرہ تو ہے۔ سب سے بڑا خطرہ تو یہ ہے کہ اگر تم نے میری کسی بات سے ناراض ہو کر چلتی ٹرین سے چھلانگ لگا دی تو میں واپس جا کر تنویر کو کیا جواب دوں گا“...... عمران نے اپنے مخصوص موڈ میں آتے ہوئے کہا۔

”میرا مطلب کچھ اور ہے“...... جولیا نے منہ بنا کر کہا۔

”اوہ۔ سمجھا تم اس ڈائننگ کار میں مجھ سے شادی کرنا چاہتی ہو۔ یہاں باراتیوں کا کھانا پینا تو ہو جائے گا لیکن نکاح خواں کا کیا کریں گے۔ وہ کہاں سے آئے گا۔ اگر تمہارا یہی پروگرام تھا تو تم

مجھے پہلے بتا دیتی۔ میں پاکیشیا سے ہی کسی نکاح خواں کو ساتھ لے آتا“...... عمران نے اسی انداز میں کہا۔

”میں اس وقت مذاق کے موڈ میں نہیں ہوں“...... جولیا نے سر جھٹک کر کہا۔

”تو کیا تم میری باتوں کو مذاق سمجھ رہی ہو۔ میں سنجیدہ ہوں۔ بے شک میرے چہرے پر دیکھ لو۔ تمہیں میرے چہرے پر چٹانوں کی سی سنجیدگی نہ دکھائی دے تو کہنا“...... عمران نے کہا اور پھر اس نے چہرے پر اس قدر یتیمیت اور مسکینیت طاری کر لی کہ اس کا چہرہ دیکھ کر جولیا نہ چاہتے ہوئے بھی ہنس پڑی۔

”اب تم غیر سنجیدہ ہو رہی ہو۔ تم بھی ہو جاؤ سنجیدہ“...... عمران نے اسے ہنستے دیکھ کر کہا۔

”میں سنجیدہ ہو کر کیا کروں گی“...... جولیا نے منہ بنا کر کہا۔

”مجھ سے شادی“...... عمران نے برجستہ کہا تو جولیا اس کی طرف عجیب سی نظروں سے دیکھنے لگی۔ عمران کی بات سن کر اس کی آنکھوں میں یاس اور امید کی ایک کرن سی چمکی تھی جو فوراً معدوم ہو گئی تھی۔ وہ عمران کا مزاج بخوبی سمجھتی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ عمران یہ سب باتیں اس کا دل بہلانے کے لئے کرتا ہے اور اس کی ان باتوں میں کوئی صداقت نہیں ہوتی۔

”فضول باتیں چھوڑو اور کام کی بات کرو“...... جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”شادی سے بڑھ کر کام کی بات کیا ہو سکتی ہے۔ ہم یہاں بیٹھ کر سکون سے اپنے مستقبل کی پلاننگ کر سکتے ہیں۔ یہاں نہ تمہارے چوہے کا ڈر ہے اور نہ مجھے رقیب و روسفید کا۔ ہر طرف سکون ہی سکون ہے“...... عمران نے اسی انداز میں کہا تو جولیا ایک طویل سانس لے کر رہ گئی۔ اسی لمحے ویٹر ان کے آرڈر کی چیزیں لے آیا اس نے سنیکس کی دو پلیٹیں اور چائے کے برتن میز پر لگائے اور دوسری میز کی جانب بڑھ گیا۔

”میرا مطلب یہ تھا کہ اگر ان لوگوں نے چیکنگ شروع کی تو مجھے دیکھتے ہی پہچان لیں گے“...... جولیا نے کہا۔

”وہ چیکنگ ضرور کریں گے مگر ان سے پہلے گارڈ نے آ کر ہر ایک کا ٹکٹ اور سیٹ نمبر اور کاغذات چیک کر لئے تو لینے کے دینے پڑ جائیں گے۔ ایک بار گارڈ کو ٹکٹ چیک کر لینے دو اس کے بعد جو مرضی روپ بھر لینا میں تمہیں منع نہیں کروں گا“...... عمران نے کہا۔

”کاغذات۔ کیا مطلب۔ گارڈ کا کاغذات سے کیا تعلق۔ وہ ٹکٹ کے ساتھ کاغذات کیسے چیک کر سکتا ہے“...... جولیا نے کہا۔

”اسرائیل میں ہر ریلوے گارڈ کو اس بات کا اختیار ہے کہ وہ ٹکٹ کے ساتھ ٹکٹ ہولڈر کا آئی ڈی کارڈ یا پھر غیر ملکی ہونے کی صورت میں اس کے تمام کاغذات بھی چیک کرے“...... عمران نے کہا۔

”اوہ“...... جولیا کے منہ سے نکلا۔

"اوہ۔ چھوڑو اور جا کر فوراً اپنے پہلے حلیئے میں آ جاؤ۔ گارڈ کسی بھی وقت چیکنگ کے لئے یہاں آ سکتا ہے"...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ چائے پیتے ہی میں جا کر اپنا میک اپ بدل لوں گی"...... جولیا نے چائے بناتے ہوئے کہا۔

"بس تو یہاں سے تم سیدھی باتھ روم جاؤ گی۔ میک اپ کی چھوٹی کٹ تمہارے پرس میں موجود ہے نا"...... عمران نے کہا۔

"ہاں"...... جولیا نے سر ہلا کر کہا۔

"چاہے پیو ٹھنڈی نہ ہو جائے۔ سوکلو میٹر کی رفتار یہاں بہت زیادہ ہے"...... عمران نے پہلے جولیا کی چائے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اور پھر کھڑکی سے باہر دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ریگستانی زمین ہے پٹڑی دھنس سکتی ہے"...... جولیا نے کہا۔

"یہ گاڑی حال ہی میں چلائی گئی ہے۔ ممکن ہے یہ تجرباتی طور پر چلائی جا رہی ہو"...... عمران نے کہا۔

"ہونہہ۔ اسرائیل بہت تیزی سے ترقی بھی کر رہا ہے اور وسعت بھی اختیار کرتا جا رہا ہے"...... جولیا نے کہا۔

"ہاں اور اس کی وجہ بھی ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"وہ کیا"...... جولیا نے پوچھا۔

"ایکریمیا کی آمدنی کا تیس فیصد سے زیادہ حصہ اور بھر پور

تعاون اسرائیل کی ترقی کا راز ہے"...... عمران نے کہا۔

"وہ تو سب جانتے ہیں۔ ورنہ فوج اور آبادی سمیت اسرائیل کی عددی طاقت جتنی ہے اتنی مصر اور شام کی صرف فوج ہے"۔ جولیا نے کہا۔

"ہاں مگر چونکہ ایکریمین ایجنسیاں ہر لمحہ اسرائیل کو مصر، شام اور اردن سمیت سارے عرب ممالک کی فوجی قوت اور اہم ترین رازوں سے آگاہ کرتی رہتی ہیں اس لئے وہ ان سب پر بھاری رہتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"مگر......" جولیا نے کچھ کہنا چاہا تھا لیکن وہ جملہ پورا نہ کر سکی اور اس کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا اور نظریں ابھی ابھی ڈائننگ کار میں داخل ہونے والے چند افراد پر جم کر رہ گئی پھر آنے والوں کی نظر جولیا پر پڑیں اور ان کے لبوں پر یکلخت انتہائی خونخوار سی مسکراہٹ دوڑتی چلی گئی۔

میجر ہارلس نے کینٹ اسٹیشن پہنچ کر کار پارکنگ میں روکی اور پھر کار سے اتر کر تیزی سے اسٹیشن کی طرف دوڑتا چلا گیا۔ اسٹیشن میں داخل ہوتے ہی وہ پلیٹ فارم کی طرف لپکا۔ اس وقت تک ٹرین پلیٹ فارم پر لگ چکی تھی اور اس کی روانگی کا وقت ہو چکا تھا۔ میجر ہارلس پلیٹ فارم میں داخل ہوا ہی تھا کہ اسی لمحے ٹرین نے وسل دی اور پھر گارڈ کے سبز جھنڈی لہراتے ہی ٹرین حرکت میں آ گئی۔ ٹرین کو حرکت میں آتے دیکھ کر میجر ہارلس بے چین سا ہو گیا۔ وہ انتہائی بے چینی سے پلیٹ فارم پر موجود روسٹن اور اس کے ساتھیوں کو تلاش کر رہا تھا۔ اچانک پلیٹ فارم کے ایک حصے میں زور دار دھماکہ ہوا اور وہاں آگ کے شعلے بھڑک اٹھے پھر اس سے پہلے کہ مسافر کچھ سمجھتے دوسرا دھماکہ ہوا اور آگ پھیلتی چلی گئی اس کے ساتھ ہی پلیٹ فارم پر بھگدڑ سی مچ گئی تھی۔

اسی لمحے روسٹن اور اس کا ایک ساتھی دوڑتا ہوا تیزی سے میجر

ہارلس کی طرف آیا۔ اس سے پہلے کہ وہ دونوں میجر ہارلس کے نزدیک پہنچتے اچانک ایک طرف سے فائر ہوا اور روسٹن کے ساتھ بھاگ کر آنے والے آدمی کے حلق سے ایک زور دار چیخ نکلی اور وہ اچھل کر منہ کے بل فرش پر گرا اور بری طرح سے تڑپنے لگا۔ ایک بار پھر فائر ہوا۔ اس بار میجر ہارلس کو یوں محسوس ہوا جیسے گولی اس کے کان کے قریب سے سائیں کی آواز کے ساتھ نکل گئی ہو۔ میجر ہارلس نے فوراً خود کو نیچے گرایا ہی تھا کہ دوبارہ فائر ہوا اور اس کے بعد گویا فائر کرنے والوں نے اندھا دھند گولیاں برسانی شروع کر دی تھیں جس کی زد میں آ کر اس کے ساتھیوں سمیت کئی آدمی زمین پر گر پڑے اور پھر بھاگنے والوں کی ایک بھیڑ ان سے ٹکرائی اور میجر ہارلس کو ایسا لگا جیسے اس پر ٹنوں بوجھ لاد دیا گیا ہو۔ چند لمحے وہ کچلا جاتا رہا پھر جب اس بوجھ سے نجات ملی تو اس کا حلیہ خراب ہو چکا تھا۔ اس کے ساتھیوں میں سے کئی اب زندگی کی بازی ہار چکے تھے جبکہ مشکوک افراد میں سے ایک بھی وہاں موجود نہیں تھا۔ میجر ہارلس بے بسی سے دانت پیس کر رہ گیا تھا۔ پلیٹ فارم پر لگی آگ بجھائی جا رہی تھی۔ اس نے اپنے ساتھیوں میں سے ایک کو ہدایت دے کر اسٹیشن سے باہر کھڑی وائرلیس وین کی جانب بھیج دیا اور خود ان کی جانب متوجہ ہوا جو مشکوک افراد کی نگرانی کر رہے تھے۔ میجر ہارلس نے ایک آدمی کو اپنے قریب بلا تو وہ تیزی سے اس کے پاس آ گیا۔

’’کیا نام ہے تمہارا‘‘...... میجر ہارلس نے پوچھا۔

’’جیرم۔ میرا نام جیرم ہے باس‘‘...... نوجوان نے کہا۔

’’ان لوگوں میں کوئی لڑکی نہیں تھی۔ جبکہ روسٹن نے وائرلیس پر کسی لڑکی کی موجودگی کے بارے میں اطلاع دی تھی‘‘...... میجر ہارلس نے جیرم سے مخاطب ہو کر سخت لہجے میں کہا۔

’’یس باس۔ ہم بھی لڑکی کی تلاش میں ہیں‘‘...... جیرم نے کہا۔

’’کہاں گئی وہ لڑکی‘‘...... میجر ہارلس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

’’وہ ایک جگہ بھیڑ سے فائدہ اٹھا کر اپنے ساتھیوں سے جدا ہو گئی تھی اور پھر نظر نہیں آئی‘‘...... جیرم نے کہا۔

’’اسے تلاش نہیں کیا گیا‘‘...... میجر ہارلس نے کہا۔

’’کیا تھا جناب مگر وہ کہیں نہیں ملی۔ باس روسٹن کا خیال تھا کہ وہ یا تو اسٹیشن سے نکل گئی ہے یا پھر وہ ٹرین میں چلی گئی ہے‘‘۔ جیرم نے کہا۔

’’روسٹن ہے کہاں‘‘...... میجر ہارلس نے پوچھا۔

’’پتہ نہیں۔ وہ اس لڑکی کو ہی تلاش کرنے دوسرے پلیٹ فارم کی جانب گئے تھے یا پھر ہو سکتا ہے کہ وہ لڑکی کے پیچھے ٹرین میں چلے گئے ہوں‘‘...... جیرم نے کہا۔

’’تب تو اسے بھی تلاش کرنا پڑے گا‘‘...... میجر ہارلس نے غراہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

’’یس باس‘‘...... جیرم نے کہا۔

’’ٹھیک ہے۔ اپنے ساتھیوں کی لاشیں اٹھاؤ اور واپس چلے جاؤ۔ روسٹن کو میں خود ڈھونڈ لیتا ہوں‘‘...... میجر ہارلس نے کہا۔

’’یس باس‘‘...... جیرم نے کہا اور پھر وہ تیزی سے ایک طرف دوڑتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد میجر ہارلس کو دوسرے پلیٹ فارم سے روسٹن نکل کر اس طرف آتا دکھائی دیا۔

’’تم کہاں چلے گئے تھے۔ نانسنس‘‘...... میجر ہارلس نے اسے دیکھ کر غصیلے لہجے میں کہا۔

’’میں اس لڑکی کو تلاش کر رہا تھا باس۔ وہ اچانک جس طرح میرے ساتھیوں کو ڈاج دے کر نکل گئی تھی۔ مجھے شک تھا کہ وہ دوسرے پلیٹ فارم کی طرف نہ چلی گئی ہو کیونکہ اس پلیٹ فارم کی نسبت دوسرے پلیٹ فارم پر زیادہ رش تھا لیکن دھماکے ہوتے ہی سب اسٹیشن سے نکل گئے تھے‘‘...... روسٹن نے کہا۔

’’تو کیا وہ لڑکی بھی وہاں سے نکل گئی ہے یا پھر وہ ٹرین میں سوار ہو کر یہاں سے فرار ہو گئی ہے‘‘...... میجر ہارلس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

’’اگر وہ ٹرین میں سوار ہوئی ہے تو کوئی فکر نہیں ہے۔ ٹرین میں میرے آدمی موجود ہیں۔ وہ تمام کوچز کو چیک کر کے اسے ڈھونڈ لیں گے لیکن اگر وہ اسٹیشن سے نکل گئی ہے تو پھر ہمیں اسے نئے سرے سے تلاش کرنا پڑے گا‘‘...... روسٹن نے کہا۔

’’ہونہہ۔ تم سے کہا تھا کہ کوشش کرنا کہ تم یا تمہارا کوئی آدمی ان

کی نظروں میں نہ آئے۔ پھر نجانے تم سے کیسے بے احتیاطی ہو گئی''...... میجر ہارلس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''شاید انہوں نے ہمارا تعاقب چیک کر لیا تھا یا پھر ہم جیسے ہی اسٹیشن میں داخل ہوئے انہوں نے ہمیں دیکھ لیا''...... روسٹن نے تاسف بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ دھماکے کس نے کئے ہیں۔ کچھ پتہ چلا اس کا''...... میجر ہارلس نے پوچھا۔

''نو باس۔ ایسا لگ رہا ہے جیسے وہاں بم پہلے سے ہی پلانٹ کر دیئے گئے تھے جنہیں ہماری توجہ ہٹانے کے لئے بلاسٹ کیا گیا ہے''...... روسٹن نے کہا۔

''کیا وہ ریموٹ کنٹرولڈ بم تھے''...... میجر ہارلس نے پوچھا۔

''یس باس''...... روسٹن نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''کتنا نقصان ہوا ہے بموں سے''...... میجر ہارلس نے پوچھا۔

''بم پلیٹ فارم سے ہٹ کر بلاسٹ ہوئے ہیں۔ پلیٹ فارم کے دو حصوں کو نقصان پہنچا ہے اور چند افراد زخمی ہوئے ہیں''۔ روسٹن نے کہا۔

''کوئی ہلاکت تو نہیں ہوئی''...... میجر ہارلس نے پوچھا۔

''نو باس۔ پریشر بم تھے جنہوں نے صرف آگ لگائی تھی اور بس''...... روسٹن نے جواب دیا۔

''اب ٹرین میں کتنے افراد ہیں جو اس لڑکی یا مشکوک افراد کو

چیک کر سکتے ہیں''...... میجر ہارلس نے کہا۔

''چھ افراد ہیں باس۔ میں نے انہیں ہدایات دے کر ٹرین میں سوار کیا تھا۔ اگر وہ لڑکی ٹرین میں ہوئی تو میرے آدمیوں کی نظروں سے نہیں چھپ سکے گی''...... روسٹن نے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

''اگر اس لڑکی نے ٹرین کے واش روم میں جا کر لباس اور میک اپ بدل لیا تو''...... میجر ہارلس نے کہا۔

''تب بھی میرے آدمی اسے پہچان لیں گے۔ میرے آدمیوں نے آنکھوں میں وائٹ لینز لگائے ہوئے ہیں جن سے میک اپ کی فوراً پہچان کی جا سکتی ہے''...... روسٹن نے کہا۔

''گڈ شو۔ اب چلو یہاں سے۔ ہم بھی اس ٹرین کے پیچھے جائیں گے''...... میجر ہارلس نے کہا تو روسٹن چونک پڑا۔

''ٹرین کے پیچھے۔ کیا مطلب۔ میں کچھ سمجھا نہیں''...... روسٹن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تم ہیلی کاپٹر منگواؤ۔ پھر تمہیں خود ہی میری باتوں کی سمجھ آ جائے گی''...... میجر ہارلس نے منہ بنا کر کہا تو روسٹن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پلیٹ فارم پر زیادہ تباہی نہ ہونے کے باوجود ابھی تک ہڑبونگ مچی ہوئی تھی۔ لوگ پاگلوں کی طرح چیختے چلاتے ہوئے بھاگ رہے تھے۔ اسٹیشن کے باہر انتظامیہ نے دھماکوں کی وجہ سے ہلاکتوں اور زخمیوں کو مدِ نظر رکھ کر بہت سی ایمبولینسز منگوالی تھیں جن کے سائرن دور سے ہی گونجتے سنائی دے رہے تھے۔

میجر ہارلس نے روسٹن کو ساتھ لیا اور پھر وہ دونوں اسٹیشن سے نکلتے چلے گئے۔

"کیا تم یقین سے کہہ سکتے ہو کہ وہ لڑکی عمران کی ساتھی جولیا ہی تھی"...... میجر ہارلس نے ساتھ چلتے ہوئے روسٹن سے مخاطب ہو کر کہا۔

"لیس باس۔ ہم اس عمارت سے شروع سے ہی ان کے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔ وہ لڑکی یقیناً جولیا ہی تھی"...... روسٹن نے کہا۔

"اور عمران۔ اس کا پتہ نہیں چلا کہ وہ کہاں ہے"...... میجر ہارلس نے کہا۔

"نو باس۔ لیکن وہ بھی ان کے ساتھ ہو گا۔ ایک بار اس لڑکی کا پتہ چل جائے کہ وہ کہاں ہے تو اسے پکڑ کر ہم عمران کے بارے میں معلوم کر لیں گے کہ وہ کہاں ہے"...... روسٹن نے کہا۔

"ہونہہ۔ سمجھ میں نہیں آ رہا کہ آخر عمران اور جولیا نے ٹرین سے جانے کا فیصلہ کیوں کیا تھا۔ تل ابیب سے نکلنے کے اور بھی تو بہت سے راستے تھے۔ انہوں نے آسان راستے چھوڑ کر ٹرین ہی کیوں منتخب کی"...... میجر ہارلس نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

"شاید ان کا خیال تھا کہ ہم آمدورفت کے دوسرے ذرائع پر نظر رکھیں گے اور ان کے ٹرین میں سفر کرنے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکیں گے"...... روسٹن نے کہا۔

"ہاں۔ ممکن ہے ایسا ہی ہو"...... میجر ہارلس نے اثبات میں سر

ہلا کر کہا۔

"تم فوراً ہیڈ کوارٹر کال کرو اور ہیلی کاپٹر تیار رکھنے کا کہو۔ ہم ہیڈ کوارٹر پہنچتے ہی ہیلی کاپٹر میں ہائی ایکسپریس کے پیچھے جائیں گے"...... میجر ہارلس نے کہا۔

"لیس باس"...... روسٹن نے کہا۔

"ٹرین جا کہاں رہی ہے"...... میجر ہارلس نے پوچھا۔

"اطاقہ"...... روسٹن نے جواب دیا۔

"ٹرین کے گارڈ کے ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی معلوم ہے تمہیں"۔ میجر ہارلس نے کہا۔

"نو باس۔ لیکن ہیڈ کوارٹر پہنچتے ہی میں متعلقہ سیکشن فون کر کے گارڈ کا نام اور اس کے ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی بھی حاصل کر لوں گا"...... روسٹن نے کہا۔

"کیا تم جانتے ہو کہ اطاقہ تک پہنچنے سے پہلے ٹرین کہاں کہاں رکتی ہے"...... میجر ہارلس نے کہا۔

"لیس باس"...... روسٹن نے کہا اور پھر ہائی ایکسپریس جن اسٹیشنوں پر رکتی تھی اس نے میجر ہارلس کو ان اسٹیشنوں کے بارے میں بتانا شروع کر دیا۔

"ان علاقوں میں موجود اپنے آدمیوں کو کال کر کے اسٹیشن پہنچنے کا حکم دو۔ اگر ہمیں ٹرین تک پہنچنے میں دیر ہو گئی تو کہیں ایسا نہ ہو کہ عمران اور جولیا اطاقہ جانے کی بجائے راستے میں ہی کہیں

ڈراپ ہو جائیں“...... میجر ہارلس نے کہا۔

”لیس باس“...... روسٹن نے کہا اور اس نے جیب سے سیل فون نکالا اور ہیڈ کوارٹر کال کر کے ہیلی کاپٹر تیار رکھنے کا کہا اور پھر وہ ان علاقوں میں موجود جی پی فائیو کے سیکرٹ سیکشن کے افراد کو کال کر کے میجر ہارلس کے احکامات دینے لگا۔

تقریباً ایک گھنٹے بعد وہ ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو رہے تھے۔ ہیڈ کوارٹر کے ایک حصے میں ہیلی پیڈ موجود تھا جہاں ایک طاقتور اور انتہائی تیز رفتار ہیلی کاپٹر موجود تھا۔ میجر ہارلس کے کہنے پر روسٹن کار ہیلی پیڈ کے قریب لیتا چلا گیا۔ ہیلی کاپٹر کے پاس پائلٹ کی وردی میں ایک نوجوان کھڑا تھا اور ہیلی کاپٹر کے قریب چند مسلح افراد مستعد کھڑے تھے۔

ہیلی پیڈ کے پاس پہنچتے ہی روسٹن نے کار روکی تو میجر ہارلس کار سے اتر کر باہر آ گیا۔ روسٹن بھی کار سے نکل آیا۔

”اپنے ساتھ چھ سات مسلح افراد کو لے لو اور اندر جا کر سب سے پہلے متعلقہ سیکشن سے ٹرین کے گارڈ کا نام اور اس کے ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی معلوم کرو۔ اس کے بعد تمہیں گارڈ سے بات کرنی ہے اور اسے ہماری ٹرین میں آمد کا بھی بتانا ہے“...... میجر ہارلس نے کہا تو روسٹن نے اثبات میں سر ہلایا اور تیزی سے ایک طرف بھاگتا چلا گیا۔

ہارلس تیز تیز چلتا ہوا ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھا۔ اسے ہیلی کاپٹر

کی طرف آتے دیکھ کر پائلٹ اپنی سیٹ پر جا بیٹھا تھا اور اس نے ہیلی کاپٹر کو اسٹارٹ کرنا شروع کر دیا تھا۔ میجر ہارلس سائیڈ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ کچھ ہی دیر میں روسٹن اور اس کے ساتھ سات مسلح افراد ہیلی کاپٹر کی پچھلی سیٹوں پر بیٹھ گئے۔

”چلو“...... ان سب کے ہیلی کاپٹر میں سوار ہوتے ہی میجر ہارلس نے پائلٹ سے مخاطب ہو کر کہا تو پائلٹ نے اثبات میں سر ہلایا اور اس نے ہیلی کاپٹر آہستہ آہستہ بلند کرنا شروع کر دیا۔

”ہائی ایکسپریس کا روٹ معلوم ہے“...... میجر ہارلس نے پائلٹ سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”لیس باس۔ وہ خلیج اطاقہ والی ریلوے لائن پر چلتی ہے اور میں اس سے بخوبی واقف ہوں“...... پائلٹ نے جواب دیا۔

”پہلے اس طرف گئے ہو“...... میجر ہارلس نے کہا۔

”لیس باس۔ اُردن سے جنگ کے دوران میری ڈیوٹی اسی محاذ پر تھی“...... پائلٹ نے کہا۔

”گڈ شو۔ ہمیں ہائی ایکسپریس کے پہلے اسٹاپ پر پہنچنے سے پہلے ہی اسے پکڑنا ہے“...... میجر ہارلس نے کہا۔

”لیس باس۔ آپ فکر نہ کریں۔ میں پکڑ لوں گا“...... پائلٹ نے کہا اور میجر ہارلس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پائلٹ نے بلندی پر لاتے ہی ہیلی کاپٹر موڑا اور پھر وہ تیزی سے اسے آگے بڑھاتا لے گیا۔ ہیلی کاپٹر کی بڑھتی ہوئی رفتار کے ساتھ ہی میجر ہارلس کا

دماغ بھی بڑی تیزی سے حالات کا جائزہ لے رہا تھا وہ سوچ رہا تھا کہ اس نے یہ قدم اٹھا کر صحیح کیا یا غلط۔ اگر جولیا اور عمران ٹرین میں نہ ملے تو وہ کرنل ڈیوڈ کو کیا جواب دے گا۔ اس نے جس اعتماد سے یہ قدم اٹھایا تھا اس کا کیا بنے گا۔ وہ سوچتا رہا اور وقت گزرتا رہا۔ اس کے ذہن میں مختلف سوالات پیدا ہو رہے تھے جبکہ دل کہہ رہا تھا کہ اس کا اقدام صحیح ہے جولیا اور عمران گاڑی میں ہی ہوں گے ان کے پاس ٹرین میں سوار ہونے کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں تھا اگر ہوتا تو وہ اسٹیشن کا رخ کیوں کرتے۔

"روسٹن"...... میجر ہارلس نے روسٹن سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس"...... روسٹن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ٹرین کے گارڈ کا نام اور اس کے ٹرانسمیٹر کی فریکوئنسی معلوم کی ہے نا تم نے"...... میجر ہارلس نے کہا۔

"یس باس۔ گارڈ کا نام سٹون ہے۔ اس کی ٹرانسمیٹر فریکوئنسی معلوم کر کے میں نے اس سے بات بھی کر لی ہے۔ وہ ہماری ہر ممکن مدد کرنے کے لئے تیار ہے"...... روسٹن نے کہا تو میجر ہارلس نے اثبات میں سر ہلایا اور خاموش ہو گیا۔ پائلٹ نے ریلوے ٹریک دیکھی اور پھر وہ اس ٹریک کے اوپر ہیلی کاپٹر اڑانے لگا۔ تقریباً بیس منٹ بعد ٹریک پر دور ایک ٹرین جاتی ہوئی دکھائی دی۔

"سر ٹرین نظر آنے لگی ہے"...... پائلٹ نے میجر ہارلس سے مخاطب ہو کر کہا تو میجر ہارلس چونک کر ہیلی کاپٹر کی ونڈ سکرین سے

ٹرین دیکھنے لگا۔ ٹرین کی رفتار بے حد تیز تھی اور وہ ٹریک پر تیزی سے دوڑ رہی تھی۔ چونکہ یہ الیکٹرک ٹرین تھی اس لئے وہ ہیلی کاپٹر ٹرین کی چھت پر نہیں اتار سکتے تھے۔ میجر ہارلس نے سر ہلایا اور پائلٹ کو ہدایت دینے لگا۔ پائلٹ نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ ہیلی کاپٹر، ٹرین کے قریب لے گیا۔ ٹرین کے نزدیک پہنچتے ہی اس نے ہیلی کاپٹر کو نیچے کرنا شروع کر دیا۔ کچھ ہی دیر میں ہیلی کاپٹر ٹرین کی ہی رفتار سے اس کی آخری کوچ کے اوپر اُڑ رہا تھا۔ ٹرین کے ایک جانب بجلی کے پول تھے جن کے اوپری حصوں میں لگے تار چھجے کی طرح ٹرین پر جھکے ہوئے تھے جبکہ ٹرین کا دوسری طرف کا حصہ صاف تھا مگر ہیلی کاپٹر اس طرف سے بھی ٹرین کے نزدیک نہیں ہو سکتا تھا۔ میجر ہارلس اس بات کو جانتا تھا اسی لئے اس نے پائلٹ کو ہدایت دی تھیں۔ پائلٹ نے ہیلی کاپٹر ایک سائیڈ پر کیا اور رسی کی سیڑھی نیچے کی جانب لٹکاتا چلا گیا۔ رسی کی سیڑھی گارڈ کے ڈبے کے سامنے صاف سائیڈ پر لٹکنے لگی فوراً ہی میجر ہارلس سیٹ سے اٹھا اور اپنے ساتھیوں کو ہدایات دے کر سیڑھی پکڑ کر لٹکا اور نیچے اترتا چلا گیا۔ آخری کوچ ٹرین کے گارڈ کی تھی۔ اس نے شاید ہیلی کاپٹر کو دیکھ لیا تھا۔ وہ ٹرین کی کھڑکی سے سر نکالے ہیلی کاپٹر کی طرف دیکھ رہا تھا پھر اس نے ہیلی کاپٹر سے سیڑھی لٹکتے دیکھ کر کھڑکی سے سر ہٹایا اور پھر چند لمحوں بعد اس نے کوچ کا دروازہ کھول دیا۔

دروازہ دیکھ کر میجر ہارلس نے دروازے کی سیدھ میں سیڑھی کو جھولا سا دیا۔ جیسے ہی سیڑھی دروازے کے قریب ہوئی وہاں کھڑے ہوئے گارڈ نے یکلخت دونوں ہاتھ بڑھا کر اسے پکڑ لیا دوسرے ہی لمحے میجر ہارلس کوچ میں تھا۔ گارڈ کافی ذہین معلوم ہوتا تھا۔ اس نے اپنے سینے پر ایک رسی باندھی ہوئی تھی جس کا ایک سرا اس نے عقب میں موجود ٹرین کے ایک راڈ سے باندھ رکھا تھا۔ یہ اقدام اس نے دروازے پر کھڑے ہو کر سیڑھی کے رسی سے لٹکنے والے شخص کو دونوں ہاتھوں سے پکڑنے کے لئے کیا تھا تاکہ وہ جب جھپٹا مارے تو اس کے پاؤں نہ اکھڑ جائیں اور وہ چلتی ہوئی تیز رفتار ٹرین سے نیچے نہ گر سکے۔

''ویل ڈن''...... میجر ہارلس نے گارڈ کا شانہ تھپتھپاتے ہوئے کہا تو گارڈ کے چہرے پر مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔ روسٹن اور اس کے ساتھی رسی کی سیڑھی سے لٹکتے ہوئے نیچے آئے تو گارڈ نے ایک ایک کر کے انہیں بھی پکڑ کر اندر کر لیا۔ ان کے کوچ میں پہنچنے کے بعد پائلٹ نے سیڑھی اوپر کھینچ لی اور ہیلی کاپٹر تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔

''مجھے آپ کا وائرلیس پیغام مل گیا تھا جناب اور میں آپ کا منتظر تھا''...... گارڈ نے میجر ہارلس سے کہا۔

''ٹرین کے ساتھ کتنی کوچز ہیں''...... میجر ہارلس نے پوچھا۔

''دس ہیں جناب''...... گارڈ نے جواب دیا جس کا نام روسٹن

نے ستون بتایا تھا۔

''سب اپنی آنکھوں پر وائٹ گلاسز والے چشمے لگا لو۔ ان چشموں سے تمہیں علم ہو جائے گا کہ کون سا مسافر میک اپ میں ہے''...... میجر ہارلس نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلا کر جیبوں سے سفید شیشوں والے چمکدار چشمے نکالے اور آنکھوں پر لگا لئے۔ میجر ہارلس نے بھی ایسا ہی ایک چشمہ نکال کر آنکھوں پر لگا لیا۔

''چلو۔ ہمیں ایک ایک مسافر کو چیک کرنا ہے''...... میجر ہارلس نے کہا تو ان سب نے اثبات میں سر ہلائے اور پھر وہ گارڈ کی کوچ سے نکل کر پسنجر کوچ میں پہنچے۔ دو آدمیوں نے اس کوچ کے مسافروں کو چیک کرنا شروع کر دیا جبکہ میجر ہارلس، روسٹن اور ان کے باقی ساتھی آگے بڑھتے چلے گئے۔ ہر کوچ میں جاتے ہوئے ان کے دو دو ساتھی رک جاتے تھے اور وہ آگے بڑھ جاتے تھے۔ راستے میں ان کے وہ ساتھی بھی مل گئے جو پہلے سے ہی ٹرین میں سوار تھے اور مسافروں کو چیک کر رہے تھے۔

''کچھ پتہ چلا''...... روسٹن نے ان میں سے ایک سے مخاطب ہو کر کہا۔

''نو باس۔ ٹرین میں خاصا رش ہے۔ ایک ایک آدمی کو چیک کرنا خاصا مشکل ہو رہا ہے''...... اس آدمی نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم سب دو دو کی ٹولیاں بنا لو اور ہر کوچ میں جا

کر چیکنگ کرو''...... میجر ہارلس نے کہا تو اس آدمی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ دو دو آدمیوں کو کوچز میں چھوڑتے ہوئے میجر ہارلس اور روسٹن آگے بڑھتے جا رہے تھے۔ وہ وہاں موجود ایک ایک مسافر کو غور سے دیکھ رہے تھے۔ جب وہ لوگ دوسری کوچ تک پہنچے تو میجر ہارلس کے ساتھ چار آدمی رہ گئے تھے جن میں ایک روسٹن تھا اور باقی تین مسلح افراد۔

''تم اپنے ساتھ دو آدمیوں کو لے جاؤ اور پہلی دو کوچز چیک کرو''...... میجر ہارلس نے روسٹن سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس باس''...... روسٹن نے سر ہلا کر کہا۔

''اور تم میرے ساتھ رہو گے''...... میجر ہارلس نے آخری آدمی سے مخاطب ہو کر کہا تو اس آدمی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

روسٹن اور اس کے دو ساتھی آگے بڑھ گئے اور میجر ہارلس ایک مسلح آدمی کے ساتھ ڈائننگ کار کی راہداری میں آگے بڑھا اور دروازے سے اندر داخل ہو گیا۔ اندر داخل ہوتے ہی اس نے وہاں موجود افراد کا جائزہ لیا۔ پھر ایک لڑکی پر نظر پڑتے ہی وہ چونک پڑا اور دوسرے لمحے اس کے ہونٹوں پر یکلخت انتہائی خونخوار مسکراہٹ ابھرتی چلی گئی۔ لڑکی کے ساتھ ایک نوجوان تھا۔ لڑکی نے سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا تو میجر ہارلس نے اس کے چہرے پر یکلخت بدحواسی اور پریشانی کے تاثرات دیکھے جیسے لڑکی نے اسے پہچان لیا ہو۔

''زیادہ حیرت ظاہر مت کرو''...... اچانک عمران کی سرگوشی ابھری اور جولیا یکلخت چونک کر سنبھل گئی۔

''تم نے بھی انہیں دیکھ لیا ہے''...... جولیا نے پوچھا۔

''ہاں۔ کیا یہ انہی لوگوں میں سے ایک ہے جنہوں نے تمہیں پلیٹ فارم پر گھیرا تھا''...... عمران نے پوچھا۔

''ہاں''...... جولیا نے کہا۔

''خود کو نارمل رکھو۔ وہ ہماری طرف آ رہے ہیں''...... عمران نے کن انکھیوں سے ان کی جانب دیکھتے ہوئے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے وہ آدمی تیز تیز چلتا ہوا ان کے قریب آ گیا۔ اس کے ساتھ دوسرے آدمی کے ہاتھ میں مشین گن تھی جس کا رخ اس نے ان کی طرف کر رکھا تھا۔

''ہیلو مس جولیا''...... اس آدمی نے آگے بڑھ کر جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے انتہائی کرخت لہجے میں کہا تو جولیا چونک کر

ادھر ادھر دیکھنے لگی۔

"کیا مطلب۔ کون جولیا۔ میرا نام جولیا نہیں کیتھرین ہے"۔ جولیا نے اس کی طرف دیکھ کر تیز لہجے میں کہا۔

"میرا نام میجر ہارلس ہے مس جولیا اور تم مجھے دھوکہ نہیں دے سکتی۔ میں نے دیکھ لیا ہے تم میک اپ میں ہو اور میک اپ کے پیچھے مجھے تمہارا اصلی چہرہ واضح دکھائی دے رہا ہے۔ مجھے یہ مہارت حاصل ہے کہ میں میک اپ زدہ چہرے کو آسانی سے پہچان سکوں"...... میجر ہارلس نے اسی انداز میں کہا۔ اس کی آنکھوں میں فاتحانہ چمک تھی۔

"مگر......" جولیا کچھ کہتے کہتے رک گئی۔ کیونکہ عمران نے میز کے نیچے سے اس کے پیر پر پیر رکھ دیا تھا یہ اس بات کا اشارہ تھا کہ وہ بات ختم کر دے۔

"اور مسٹر تم۔ اگر میرا اندازہ غلط نہیں ہے تو تم یقیناً علی عمران ہی ہو سکتے ہیں"...... میجر ہارلس نے کہا۔

"آپ کا اندازہ ٹھیک ہے مینجر اوہ ہپ۔ میرا مطلب ہے مارجن۔ نن نن۔ نہیں وہ کیا کہتے ہیں۔ ہاں یاد آیا میجر صاحب۔ کیا نام بتایا آپ نے میجر پارسل"...... عمران نے مہذبانہ انداز سے کہا۔

"میجر پارسل نہیں۔ میرا نام میجر ہارلس ہے"...... میجر ہارلس نے غرا کر کہا۔

"اوہ۔ اچھا۔ آئی ایم سوری مینجر ہارلس۔ میری یادداشت تھوڑی کمزور ہے۔ میں اکثر نام بھول جاتا ہوں"...... عمران نے دانت نکال کر کہا۔

"ہونہہ۔ مجھے خوشی ہے کہ تم نے ہمیں ڈاج دینے اور جھوٹ بولنے کی کوشش نہیں کی"...... میجر ہارلس نے کہا۔

"یہ ننھی سی بچی ہے۔ چھوٹا سا دل ہے بے چاری کا۔ اس بے چاری کو شاید سمجھ آ گیا ہے کہ اب ہمارا آپ کی گرفت سے نکل جانا ممکن نہیں ہے اس لئے میں نے سوچا کہ سچ بول دینا ہی اچھا ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہونہہ۔ تم شاید خود کو بہت ذہین اور سمارٹ سمجھتے ہو"...... میجر ہارلس نے غرا کر کہا۔

"ارے نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ میں نے کب کہا کہ میں خود کو ذہین سمجھتا ہوں البتہ میں سمارٹ ہوں یا نہیں یہ مجھ سے بہتر جولیا بتا سکتی ہے"...... عمران نے کہا۔

"اب اپنا منہ بند کرو اور ہمارے ساتھ چلو"...... میجر ہارلس نے سرد لہجے میں کہا۔

"ارے۔ اتنی جلدی۔ ابھی تو ہم نے لنچ بھی نہیں کیا۔ میں تو کہتا ہوں کہ آپ بھی ہمارے ساتھ تشریف رکھیں مل بیٹھ کر لنچ کرتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ لنچ کے لئے ہمارے پاس رقم کم پڑ جائے۔ ایسی صورت میں آپ ہماری مدد تو کر سکتے ہیں"...... عمران

نے کہا تو میجر ہارلس غرا کر رہ گیا۔

"تمہاری بھلائی اسی میں ہے عمران کہ تم اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ اور ہمارے ساتھ چلو۔ ورنہ......" میجر ہارلس نے اسی طرح غراتے ہوئے کہا۔

"ورنہ۔ یہ ورنہ کیا ہے"...... عمران نے معصومیت سے پوچھا۔

"کرنل ڈیوڈ نے تمہارے اور تمہارے تمام ساتھیوں کے ڈیتھ وارنٹ پر دستخط کر دیئے ہیں۔ ہمیں حکم ہے کہ تمہیں دیکھتے ہی گولی مار دی جائے۔ یہ میری شرافت ہے کہ میں تمہیں زندہ رہنے کا موقع دے رہا ہوں۔ اس لئے میرے ساتھ حماقت آمیز باتیں مت کرو۔ سمجھے تم"...... میجر ہارلس نے کہا۔ اس کا لہجہ انتہائی کرخت اور سرد مہرانہ تھا۔

"کرنل ڈیوڈ۔ کیا مطلب۔ کیا تم کرنل ڈیوڈ کے لئے کام کرتے ہو لیکن وہ تو جی پی فائیو کا سربراہ تھا۔ کیا اس نے جی پی فائیو چھوڑ دی ہے اور وہ ڈی ایجنسی میں آ گیا ہے"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہونہہ۔ کرنل ڈیوڈ جی پی فائیو کا ہی چیف ہے۔ اگر تم سمجھ رہے ہو کہ ہمارا تعلق ڈی ایجنسی سے ہے تو یہ تمہاری غلط فہمی ہے۔ ہم جی پی فائیو سے ہی تعلق رکھتے ہیں"...... میجر ہارلس نے کہا۔

"اوہ۔ تو ڈی ایجنسی کے ساتھ ساتھ اب جی پی فائیو بھی ہمارے پیچھے لگ گئی ہے"...... عمران نے کہا۔

"ڈی ایجنسی کو تمہارے راستے سے ہٹا دیا گیا ہے۔ اب تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کے خلاف کارروائی کرنے کا اختیار ہمارے پاس ہے صرف ہمارے پاس"...... میجر ہارلس نے کہا۔

"کیوں۔ ڈی ایجنسی کو ہمارے راستے سے کیوں ہٹایا گیا ہے"...... عمران نے اسی طرح حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں یہاں تمہارے سوالوں کے جواب دینے کے لئے نہیں آیا نانسنس"...... میجر ہارلس نے غرا کر کہا۔

"تو کس لئے آئے ہو۔ اگر چائے کافی پینی ہے تو بتاؤ۔ اس کی پیمنٹ میں کر دوں گا۔ ڈائننگ کار خالی ہے۔ کہیں بھی بیٹھ جاؤ"...... عمران نے کہا تو میجر ہارلس کا رنگ سرخ ہو گیا۔

"میں تمہیں لاسٹ وارننگ دے رہا ہوں عمران۔ اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ۔ ورنہ......" میجر ہارلس نے غصے سے چیختے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے جیب سے ریوالور نکال کر اس کا رخ عمران کی طرف کر دیا۔ اس کے ہاتھوں میں ریوالور دیکھ کر ڈائننگ کار میں بیٹھے ہوئے افراد خوفزدہ ہو گئے۔

"ارے باپ رے۔ تم تو سچ مچ غصے میں آ گئے۔ چلو ڈیئر۔ انہیں شاید ہمارا اکٹھے بیٹھ کر کھانا پینا پسند نہیں آیا۔ یہ ہمیں اپنے ساتھ شاہی مہمان خانے میں لے جانا چاہتے ہیں اور وہیں ہمارے لئے قیام و طعام کا بندوبست کرنا چاہتے ہیں۔ کیوں میجر ہرکولیس......"...... عمران نے پہلے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر میجر

ہارلس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میجر ہارلس"...... اپنا نام بگڑتے دیکھ کر میجر ہارلس نے غرا کر اپنے نام کی تصحیح کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہاں۔ میجر چارلس"...... عمران نے کہا تو میجر ہارلس اسے گھور کر رہ گیا۔ عمران اٹھ کر کھڑا ہوا تو جولیا بھی ایک طویل سانس لیتی ہوئی اٹھ کر کھڑی ہوگئی۔

"اگر تم دونوں کے پاس اسلحہ ہے تو وہ ہمارے حوالے کر دو"...... میجر ہارلس نے کہا۔

"ہم شریف لوگ ہیں۔ اسلحہ کا ہم سے کیا کام"...... عمران نے کہا تو میجر ہارلس اسے گھور کر رہ گیا۔

"ٹھیک ہے۔ چلو یہاں سے"...... میجر ہارلس نے کچھ سوچ کر کہا۔

"چلتی ٹرین سے دھکا تو نہیں دے دو گے ہمیں"...... عمران نے اس کی طرف دیکھ کر خوف بھرے لہجے میں کہا۔

"ضرورت پڑی تو میں ایسا بھی کر سکتا ہوں"...... میجر ہارلس نے روکھے پن سے کہا۔

"اور ضرورت نہ پڑی تو"...... عمران نے کہا تو میجر ہارلس نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا لیکن پھر اس نے سختی سے ہونٹ بھینچ لئے۔

"اب چپ چاپ چلو"...... میجر ہارلس نے انتہائی سرد لہجے میں

کہا۔

"جو حکم ماسٹر صاحب۔ آپ کہیں تو میں ہونٹوں پر انگلی رکھ لیتا ہوں"...... عمران نے کہا اور پھر اس نے واقعی ہونٹوں پر انگلی رکھ لی۔ میجر ہارلس کا عمران کی احمقانہ حرکتوں پر خون کھول رہا تھا لیکن وہ وہاں موجود افراد کے سامنے بے بس تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ عمران اور جولیا کو اسی جگہ گولیاں مارے۔ عمران اور جولیا کے پاس اسلحہ ہوسکتا تھا۔ ڈائننگ کار میں جو افراد تھے ان کے ساتھ ساتھ ٹرین کو بھی نقصان پہنچ سکتا تھا۔ اس لئے وہ انتہائی تحمل اور بردباری سے کام لے رہا تھا۔

عمران اور جولیا آگے بڑھے تو ان کے پیچھے مشین گن بردار آ گیا اور میجر ہارلس اس کے پیچھے چلنے لگا۔ میجر ہارلس انہیں لے کر ایک الگ کیبن میں آ گیا۔ اس نے اس کوچ میں موجود دو مسلح افراد کو اشارے سے قریب بلا لیا۔ قریب آنے پر اس نے دونوں مسلح افراد کو کیبن کے باہر کھڑا رہنے کا کہا اور ایک آدمی کے ساتھ کیبن میں آ کر اس نے کیبن کا دروازہ بند کر لیا۔

"بیٹھ جاؤ"...... میجر ہارلس نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا جو ہونقوں کی طرح کیبن کو دیکھ رہا تھا۔

"صرف میں یا ہم دونوں"...... عمران نے اسی انداز میں کہا تو میجر ہارلس غرا کر رہ گیا۔

"دونوں بیٹھو"...... میجر ہارلس نے غرا کر کہا تو عمران اور جولیا

سامنے سیٹ پر بیٹھ گئے۔ میجر ہارلس ان کے سامنے بیٹھ گیا۔ اس کی نظریں عمران کے چہرے پر جمی ہوئی تھیں۔

"ہاں تو علی عمران کیا ہمیں یہاں دیکھ کر تمہیں حیرت نہیں ہوئی"...... میجر ہارلس نے بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ہوئی ہے جناب۔ بہت زیادہ ہوئی ہے بلکہ میں تو آپ کو دیکھ کر حیرت کے سمندر میں قلابازیاں کھا رہا ہوں۔ ہم آپ کو اسٹیشن کے پلیٹ فارم پر چھوڑ آئے تھے پھر اچانک وہاں سے تیز رفتار ٹرین میں آپ کا اچانک ظاہر ہونا میرے لئے تو انتہائی تعجب کی بات ہے۔ ایسا لگ رہا ہے جیسے آپ جادوگر ہوں اور جادو کے زور سے اسٹیشن سے غائب ہو کر چلتی ہوئی تیز رفتار ٹرین میں آ گئے ہوں"...... عمران نے کہا تو میجر ہارلس نے ہونٹوں پر زہر انگیز مسکراہٹ آ گئی۔

"ہونہہ۔ میں جادوگر نہیں ہوں اور یہ حیرت تمہارے لئے ہے ہمارے لئے نہیں"...... میجر ہارلس نے کہا۔

"میں سمجھا نہیں"...... عمران نے کہا۔

"ہم لوگ ہر وقت، ہر لمحے، ہر خطرے اور ہر ایکشن کے لئے تیار رہتے ہیں۔ بس جیسے ہی ہمیں یہ احساس ہوا کہ تم لوگ ٹرین میں جا چکے ہو ہم ہیلی کاپٹر سے یہاں پہنچ گئے"...... میجر ہارلس نے کہا۔

"ہیلی کاپٹر۔ اوہ۔ تو آپ اُڑتے ہوئے یہاں پہنچے ہیں"۔

عمران نے مخصوص انداز میں اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں اب یہ بتاؤ کہ فائل کہاں ہے جو تم نے ماسٹر لاکرز کے سیکرٹ لاکر سے اڑائی ہے"...... میجر ہارلس نے کہا۔

"فائل۔ کون سی فائل۔ میں نے کوئی فائل نہیں اڑائی"۔ عمران نے ہکلا کر کہا۔

"ہونہہ۔ تم نے ڈاکٹر کارٹرس کے سیکرٹ لاکر کو توڑ کر وہاں موجود فائلوں اور دستاویزات کی جو مائیکرو فلم بنائی ہے۔ میں اس فلم کا پوچھ رہا ہوں"...... میجر ہارلس نے کہا۔

"مائیکرو فلم۔ میں کچھ سمجھ نہیں سکا کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں"...... عمران نے حیرت سے دوہراتے ہوئے کہا۔

"کیا تم مجھے احمق سمجھتے ہو"۔ میجر ہارلس نے منہ بنا کر کہا۔

"یس سر"...... عمران نے اثبات میں سر ہلا کر کہا تو اس کا جواب سن کر میجر ہارلس کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔

"یو شٹ اپ نانسنس۔ میں تمہیں زندہ رہنے کا موقع دے رہا ہوں اور تم اس کا ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہو۔ تم مجھے، میجر ہارلس کو احمق کہہ رہے ہو نانسنس"...... میجر ہارلس نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"میں نے کب کہا"...... عمران نے بھولپن سے کہا۔

"ابھی تو کہا تھا تم نے نانسنس"...... میجر ہارلس نے غرا کر کہا۔

"نہیں۔ نانسنس۔ تو آپ خود کہہ رہے ہیں اور آپ نے پوچھا

تھا کہ کیا میں آپ کو احمق سمجھتا ہوں تو میں نے یس سر کہہ دیا اب میرے یس سر کہنے سے اگر آپ خود کو سچ مچ احمق سمجھنے لگ گئے ہیں تو میں کیا کہہ سکتا ہوں''...... عمران نے اسی انداز میں کہا تو میجر ہارلس غرا کر رہ گیا۔

''میں تمہاری رگ رگ سے واقف ہوں عمران۔ اس لئے یہ احمقانہ انداز ختم کرو اور جس طرح میں بات کر رہا ہوں اسی طرح جواب دیتے رہو''...... میجر ہارلس نے کہا۔

''جو حکم عالیجاہ''...... عمران نے بڑے معصوم لہجے میں کہا۔

''یہ عالیجاہ کیا ہوتا ہے''...... میجر ہارلس نے غرا کر کہا۔

''پتہ نہیں''...... عمران نے کہا۔

''تو پھر تم نے مجھے کیوں کہا''...... میجر ہارلس نے کہا۔

''منہ سے نکل گیا۔ اب میں آپ کو عالیجاہ نہیں بلکہ خاکروب کہوں گا''...... عمران نے کہا۔

''خاکروب۔ کیا مطلب۔ خاکروب کیا ہے''...... میجر ہارلس نے حیرت زدہ لہجے میں کہا تو عمران کے ساتھ ساتھ جولیا کے ہونٹوں پر بھی مسکراہٹ آ گئی۔

''خاکروب ہمارے ملک کے شہزادے کا لقب ہے جناب۔ جس کا کام گلیوں محلوں کی صفائی ہے۔ ہمارے ملک کے تمام خاکروب شہزادوں کی طرح ہوتے ہیں جو اپنی مرضی سے آ کر کام کرتے ہیں۔ ان کی مرضی نہ ہو تو کئی کئی دن گھروں سے نکلنے کا نام ہی

نہیں لیتے لیکن تنخواہ لینے کے لئے وہ ہمیشہ وقت پر پہنچتے ہیں اور جب تک وہ اپنی تنخواہ وصول نہ کر لیں اس وقت تک جان نہیں چھوڑتے۔ گلی محلے کے لوگ اگر انہیں تنخواہ نہ دیں تو وہ پورے شہر کا کوڑا کرکٹ لا کر اس گھر کے سامنے ڈال دیتے ہیں اس لئے ہم سب ان سے ڈر کر رہتے ہیں اور ان کو تنخواہ دینے کے لئے ہمیں بھیک بھی مانگنی پڑے تو ہم اس سے بھی دریغ نہیں کرتے''۔ عمران نے کہا۔

''نجانے کیا بک بک کر رہے ہو۔ میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آ رہا''...... میجر ہارلس نے منہ بنا کر کہا۔

''کچھ خاکروب عقل کے اندھے بھی ہوتے ہیں جناب''۔ عمران نے کہا۔

''ہونہہ۔ تم میرا وقت ضائع کر رہے ہو''...... میجر ہارلس نے ایک بار پھر غرا کر کہا۔

''وقت ہوتا ہی ضائع کرنے کے لئے ہے۔ اگر اچھا وقت نہ ہو تو برے وقت کا ضائع ہو جانا ہی اچھا ہوتا ہے۔ کیوں ڈیئر''۔ عمران نے بڑے فلسفیانہ لہجے میں کہا تو جولیا اسے گھور کر رہ گئی۔

''سیدھی طرح بتاؤ۔ تم نے کاغذات کی تصویریں لی ہیں یا مائیکرو فلم بنائی ہے''...... میجر ہارلس نے کہا۔

''تصویریں لی ہیں''...... عمران نے یکلخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر سے حماقتوں کا نقاب یکلخت یوں غائب ہو

گیا جیسے اس سے زیادہ سنجیدہ انسان دنیا میں کوئی اور ہو ہی نہ۔

''کہاں ہیں وہ تصویریں۔ تمہارے پاس ہیں یا جولیا کے پاس ہیں''...... میجر ہارلس نے کہا۔

''ہم دونوں میں سے کسی کے بھی پاس نہیں ہیں''...... عمران نے کہا۔

''کیا مطلب''...... میجر ہارلس نے غرا کر کہا۔

''اگر میں کہوں کہ وہ تصویریں اب تک اسرائیل سے باہر پہنچ چکی ہوں گی تو''...... عمران نے کہا۔

''ناممکن۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ تم جھوٹ بول رہے ہو''...... میجر ہارلس نے غراتے ہوئے کہا۔

''یہ اسی طرح ممکن ہے میجر ہارلس جس طرح آپ کا اس تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی گاڑی میں آ جانا ممکن بن سکا ہے''۔ عمران نے کہا۔

''ہونہہ۔ طریقہ کار بتاؤ''...... میجر ہارلس نے اسے خونخوار انداز میں گھورتے ہوئے پوچھا۔

''کیوں نہیں۔ صبح چھ بجے سے دس بجے تک کتنی پروازیں تل ابیب سے بیرون ملک جاتی ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''کیا کہنا چاہتے ہو''...... میجر ہارلس نے کہا۔

''یہی کہ چھ بجے سے دس بجے تک بیرون ملک جانے والی اسرائیلی ایئر لائن کی کسی ایک پرواز سے وہ تصویریں اسرائیل سے

باہر بڑی کامیابی سے لے جائی جا چکی ہیں اور یہ کام میرے آدمیوں نے نہیں بلکہ ایک یہودی نے کیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''ناممکن ہے۔ کوئی یہودی ایسا نہیں ہو سکتا جو اسرائیل سے غداری کرے''...... میجر ہارلس نے کہا۔

''ایک نہیں درجنوں ہیں۔ ایسے ہی ایک یہودی نے وہ کاغذات دو لاکھ ڈالرز کے بدلے باہر پہنچائے ہیں''...... عمران نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

''ہونہہ۔ کون ہیں وہ غدار۔ مجھے ان کے نام بتاؤ''۔ میجر ہارلس نے اسی طرح سے غرا کر کہا۔

''بہت سے نام ہیں۔ اب میں کس کس کے نام بتاؤں''۔ عمران نے کہا۔

''میں سب کو دیکھ لوں گا۔ ایک ایک غدار کو پھانسی کے تختے پر پہنچا دوں گا''...... میجر ہارلس نے غراتے ہوئے کہا۔

''ضرور پہنچانا بشرطیکہ وہ تمہارے ہاتھ آ جائیں''...... عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''ان کے نام اور پتے تم بتاؤ گے عمران''...... میجر ہارلس نے غراتے ہوئے کہا۔

''میں ان لوگوں کے نام پتے بھول چکا ہوں میجر ہارلس اس لئے تمہیں کچھ بھی نہیں بتا سکوں گا''...... عمران نے کہا۔

''اچھا۔ جب تمہارے جسم سے ایک ایک بوٹی کر کے گوشت

اتارا جائے گا تو تم خود بخود سب کچھ بتاتے چلے جاؤ گے بالکل رٹے رٹائے ہوئے طوطے کی طرح''...... میجر ہارلس نے غراتے ہوئے کہا۔

''تمہارا مطلب ہے کہ اب تم مجھے جادو سے طوطا بنا دو گے۔ چلو مجھے منظور ہے لیکن یہ بتاؤ کہ جولیا کو کیا بناؤ گے طوطی یا پھر مینا''...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

''تم اس سلسلے میں کیا کہتی ہو مس جولیا''...... میجر ہارلس نے عمران کی بات نظر انداز کرتے ہوئے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

''عمران کے ہوتے ہوئے مجھے بھلا کچھ کہنے کی کیا ضرورت ہے''...... جولیا نے کہا۔

''بہتر ہے کہ تم عمران کی باتوں پر نہ جاؤ۔ مجھ سے تعاون کرو میں تمہیں بے موت مرنے سے بچا سکتا ہوں اور اگر تم ہمارا ساتھ دو تو میں تمہیں جی پی فائیو میں اعلیٰ عہدے پر بھی فائز کر سکتا ہوں۔ تمہیں ہماری مدد کرنے پر لاکھوں ڈالرز نقد انعام، خوبصورت بنگلہ اور اسرائیل کی شہریت بھی دی جا سکتی ہے۔ بولو کیا کہتی ہو''...... میجر ہارلس نے کہا۔

''تم بتاؤ۔ مجھے تمہاری اس بات کا کیا جواب دینا چاہئے''۔ جولیا نے زہریلے لہجے میں کہا۔

''میرا مشورہ ہے کہ تم میری اس آفر کو قبول کر لو اسی میں تمہاری بھلائی ہے''...... میجر ہارلس نے کہا۔

''اور اگر میں انکار کروں تو''...... جولیا نے کہا۔

''تو تمہارا انجام بہت برا ہو گا''...... میجر ہارلس نے کہا۔

''کتنا برا''...... جولیا نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا تو میجر ہارلس غرا کر رہ گیا۔

''جواب دو مجھے۔ تم ہماری مدد کرو گی یا نہیں''...... میجر ہارلس نے غرا کر کہا۔

''نہیں''...... جولیا نے کہا تو میجر ہارلس کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔

''اب تم بتاؤ عمران۔ کیا تم مجھے وہ مائیکرو فلم دے رہے ہو یا نہیں''...... میجر ہارلس نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''کون سی مائیکرو فلم''...... عمران نے انجان بنتے ہوئے کہا۔

''میں اب دس تک گنوں گا۔ اگر میرے دس گننے تک تم نے مجھے مائیکرو فلم نہ دی تو میرا آدمی تم پر برسٹ مارے گا اور تمہیں گولیوں سے چھلنی کر دے گا''...... میجر ہارلس نے غرا کر کہا۔

''کیا اسے مشین گن چلانی آتی ہے''...... عمران نے اسی طرح اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''جب یہ مشین گن کا ٹریگر دبائے گا تو تمہیں خود ہی علم ہو جائے گا کہ اسے مشین گن چلانی آتی ہے یا نہیں''...... میجر ہارلس نے غرا کر کہا۔

''اچھا تم جولیا سے سودا کر رہے تھے۔ اگر میں تم سے ایک سودا

اتارا جائے گا تو تم خود بخود سب کچھ بتاتے چلے جاؤ گے بالکل رٹے رٹائے ہوئے طوطے کی طرح''...... میجر ہارلس نے غراتے ہوئے کہا۔

''تمہارا مطلب ہے کہ اب تم مجھے جادو سے طوطا بنا دو گے۔ چلو مجھے منظور ہے لیکن یہ بتاؤ کہ جولیا کو کیا بناؤ گے طوطی یا پھر مینا''...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

''تم اس سلسلے میں کیا کہتی ہو مس جولیا''...... میجر ہارلس نے عمران کی بات نظر انداز کرتے ہوئے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

''عمران کے ہوتے ہوئے مجھے بھلا کچھ کہنے کی کیا ضرورت ہے''...... جولیا نے کہا۔

''بہتر ہے کہ تم عمران کی باتوں پر نہ جاؤ۔ مجھ سے تعاون کرو میں تمہیں بے موت مرنے سے بچا سکتا ہوں اور اگر تم ہمارا ساتھ دو تو میں تمہیں جی پی فائیو میں اعلیٰ عہدے پر بھی فائز کر سکتا ہوں۔ تمہیں ہماری مدد کرنے پر لاکھوں ڈالرز نقد انعام، خوبصورت بنگلہ اور اسرائیل کی شہریت بھی دی جا سکتی ہے۔ بولو کیا کہتی ہو''...... میجر ہارلس نے کہا۔

''تم بتاؤ۔ مجھے تمہاری اس بات کا کیا جواب دینا چاہئے''۔ جولیا نے زہریلے لہجے میں کہا۔

''میرا مشورہ ہے کہ تم میری اس آفر کو قبول کر لو اسی میں تمہاری بھلائی ہے''...... میجر ہارلس نے کہا۔

''اور اگر میں انکار کروں تو''...... جولیا نے کہا۔

''تو تمہارا انجام بہت برا ہو گا''...... میجر ہارلس نے کہا۔

''کتنا برا''...... جولیا نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا تو میجر ہارلس غرا کر رہ گیا۔

''جواب دو مجھے۔ تم ہماری مدد کرو گی یا نہیں''...... میجر ہارلس نے غرا کر کہا۔

''نہیں''...... جولیا نے کہا تو میجر ہارلس کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔

''اب تم بتاؤ عمران۔ کیا تم مجھے وہ مائیکرو فلم دے رہے ہو یا نہیں''...... میجر ہارلس نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''کون سی مائیکرو فلم''...... عمران نے انجان بنتے ہوئے کہا۔

''میں اب دس تک گنوں گا۔ اگر میرے دس گننے تک تم نے مجھے مائیکرو فلم نہ دی تو میرا آدمی تم پر برسٹ مارے گا اور تمہیں گولیوں سے چھلنی کر دے گا''...... میجر ہارلس نے غرا کر کہا۔

''کیا اسے مشین گن چلانی آتی ہے''...... عمران نے اسی طرح اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''جب یہ مشین گن کا ٹریگر دبائے گا تو تمہیں خود ہی علم ہو جائے گا کہ اسے مشین گن چلانی آتی ہے یا نہیں''...... میجر ہارلس نے غرا کر کہا۔

''اچھا تم جولیا سے سودا کر رہے تھے۔ اگر میں تم سے ایک سودا

کروں تو"...... عمران نے کہا۔
"کیسا سودا"...... میجر ہارلس نے کہا۔
"ہمیں چھوڑنے کا کیا لو گے"...... عمران نے کہا۔
"میں بکنے والا انسان نہیں ہوں نانسنس"...... میجر ہارلس نے عمران کی بات سن کر یکلخت بری طرح سے بھڑکتے ہوئے کہا۔
"اگر تم ہمیں جانے دو تو میں تمہیں دس لاکھ ڈالرز دے سکتا ہوں"...... عمران نے جیسے اس کی بات سنے بغیر کہا۔
"شٹ اَپ یو نانسنس۔ تم مجھے رشوت دینے کی کوشش کر رہے ہو"...... میجر ہارلس نے بری طرح سے چیختے ہوئے کہا۔
"نہیں۔ اپنی جان بچانے اور اسرائیل سے نکل جانے کا انعام"...... عمران نے کہا۔
"مجھے تمہارے کسی انعام کی ضرورت نہیں ہے اور اب بس بہت ہو گیا۔ اب تمہارے پاس زندہ رہنے کا آخری چانس ہے۔ میرے دس گننے تک تم نے مجھے مائیکرو فلم نہ دی تو تم دونوں کی یہاں لاشیں تڑپ رہی ہوں گی"...... میجر ہارلس نے چیختے ہوئے کہا۔
"لاشیں کیسے تڑپ سکتی ہیں۔ تکلیف زندہ انسانوں کو ہوتی ہے تو وہ تڑپتے ہیں اور جب ان کی روحیں نکل جائیں اور وہ لاشیں بن جائیں تو لاشیں ساکت و بے جان ہو جاتی ہیں۔ لگتا ہے تم نے ٹھیک سے پڑھائی لکھائی نہیں کی اور جعلی ڈگریوں سے میجر کے عہدے تک پہنچ گئے ہو"...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"اگر تم اس خیال میں ہو کہ تم دونوں مجھے ڈاج دے کر یہاں سے فرار ہونے میں کامیاب ہو جاؤ گے تو یہ تمہاری زندگی کی سب سے بڑی بھول ہو گی"...... میجر ہارلس نے کہا۔
"اس اہم اطلاع کا شکریہ"...... عمران نے مسکرا کر کہا۔
"ٹرین اب آنے والے جس اسٹیشن پر رکے گی وہاں سوائے میرے مسلح ساتھیوں کے کوئی اور نہیں ہو گا اور میرے مسلح ساتھیوں کے گھیرے سے نکل جانا تمہارے لئے ناممکن ہو گا"...... میجر ہارلس نے کہا۔
"یہ بات تم ہمیں بتا رہے ہو یا ہمیں ڈرانے کے لئے کہہ رہے ہو"...... عمران نے اسی انداز میں۔
"بتا بھی رہا ہوں اور سمجھا بھی رہا ہوں"۔ میجر ہارلس نے کہا۔
"کیا تمہارے گھیرے سے نکل جانے کا ہمارے پاس واقعی کوئی طریقہ نہیں ہے میجر ہارلس"...... عمران نے کہا۔
"نہیں۔ دس منٹ بعد اسٹیشن آئے گا اور پھر تم کو شاہی مہمان بنا کر ہیڈ کوارٹر پہنچا دیا جائے گا تب تک آرام سے بیٹھے رہو"۔ میجر ہارلس نے ریسٹ واچ دیکھتے ہوئے کہا۔
"شکریہ"...... عمران نے سر ہلا کر کہا اور پھر سیٹ کی پشت سے سر ٹکا کر آنکھیں موند لیں۔
"تمہارے باقی ساتھی کہاں ہیں"...... میجر ہارلس نے پوچھا۔
"...... دو ہی ہیں۔ ہمارا یہاں اور کون ساتھی ہو سکتا ہے۔ تم سے

دوست بننے کی بات کی تھی لیکن تم مانے ہی نہیں“...... عمران نے کہا۔

”اب میں گنتی گننے لگا ہوں۔ اگر ان دونوں نے میرے دس گننے تک مائیکروفلم میرے حوالے نہ کی تو انہیں گولیاں مار دینا۔ بلکہ اپنے دونوں ساتھیوں کو بھی اندر بلا لو“...... میجر ہارلس نے کہا تو اس کے ساتھی نے دروازہ کھولا اور کیبن کے باہر کھڑے دونوں مشین گن برداروں کو اندر آنے کا کہا تو وہ دونوں بھی اندر آ گئے۔ اب عمران اور جولیا کے سروں پر میجر ہارلس سمیت تین مشین گن افراد مسلط تھے۔

”ابھی تم کہہ رہے تھے کہ ہم آرام سے بیٹھے رہیں۔ اسٹیشن پر ہمیں گرفتار کر کے شاہی مہمان خانے میں پہنچایا جائے گا اور اب پھر تم ہمیں گولیاں مارنے کی دھمکی دے رہے ہو۔ تم انسان ہو یا گرگٹ جو بار بار رنگ بدلتا ہے“...... عمران نے کہا۔

”ہونہہ۔ میں تم سے بات نہیں کر رہا۔ ہاں مس جولیا۔ میری آفر اب بھی قائم ہے۔ میری آفر مان لو اور عمران کا ساتھ چھوڑ دو۔ عمران اب تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا“...... میجر ہارلس نے ایک بار پھر جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

”بالکل ٹھیک۔ یہ اپنی مدد آپ کرے گی اور میں اپنی مدد آپ کروں گا۔ کیوں جولیا ٹھیک ہے نا“...... عمران نے آنکھیں کھول کر جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”بکومت“...... جولیا نے غرا کر کہا۔

”ارے باپ رے۔ ایسے نہ ڈانٹا کرو مجھے۔ میں کمزور دل کا آدمی ہوں۔ کسی دن تمہاری ڈانٹ سن کر میرا دل رک گیا تو تم شادی سے پہلے ہی بیوہ ہو جاؤ گی“...... عمران نے سہم جانے والے انداز میں کہا ساتھ ہی اس نے جولیا کو آئی کوڈ میں اشارہ کر دیا۔ اس کا اشارہ دیکھ کر جولیا چونک پڑی۔ پھر اس نے ایک لمبا سانس لیا اور پھر یکلخت سانس روک لیا۔ عمران نے جب یہ دیکھا کہ جولیا سانس روک چکی ہے تو اس نے اپنے جوتے کی ایڑی دوسرے جوتے کی ایڑی سے مخصوص انداز میں ٹکرا کر دبا دی۔ فوراً ہی اس کی ایڑی میں ایک خانہ کھلا۔ ایک سوراخ نمودار ہوا اور اس میں سے بے رنگ اور بے بو دھواں نکلا اور وہاں پھیلتا چلا گیا میجر ہارلس اور اس کا ساتھی دھواں دیکھ کر چونک پڑے۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتے دھواں ان کی ناک کے راستے ان کے دماغ تک پہنچ گیا تھا۔ میجر ہارلس نے سانس روکنے کی کوشش کی لیکن دیر ہو چکی تھی۔ وہ لڑکھڑایا اور گرتا چلا گیا۔ اس کے تینوں مشین گن بردار ساتھی بھی الٹ کر گرتے چلے گئے۔ عمران اور جولیا نے چند لمحے سانس روکے رکھا پھر عمران اٹھا اور اس نے ایک کھڑکی کھول دی۔ کھڑکی کھلتے ہی کیبن میں بھرا ہوا دھواں تیزی سے ہوا میں تحلیل ہو گیا تو عمران نے آہستہ آہستہ سانس لینا شروع کر دیا۔ اسے سانس لیتے دیکھ کر جولیا بھی سانس لینے لگی۔

''اب کیا کرو گے''...... جولیا نے کہا۔
''کیا مطلب''...... عمران نے پوچھا۔
''مطلب یہ کہ ان کو بیہوش کر کے تم کیا کرنا چاہتے ہو''۔ جولیا نے کہا۔
''یہاں سے فرار ہونے کی کوشش''...... عمران نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔
''سو کلو میٹر کی رفتار سے دوڑنے والی ٹرین سے تم اتر نہیں سکتے اور اگلے اسٹیشن پر مسلح افراد موجود ہیں۔ ٹرین میں بھی کئی مسلح افراد موجود ہیں''...... جولیا نے کہا۔
''ارے باپ رے۔ یہ سب تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا''۔ عمران نے کہا اور دھم سے سیٹ پر گر پڑا۔
''احمقانہ حرکتیں چھوڑ دو اور سوچو کہ ہمیں کیا کرنا ہے کیونکہ ہمارے پاس صرف چھ منٹ باقی ہیں۔ چھ منٹ بعد ٹرین اسٹیشن پر جا کر رک جائے گی پھر ہم شاید کچھ نہ کر سکیں''...... جولیا نے بے چینی اور سنجیدگی سے کہا۔
''چھ منٹ کیسے''...... عمران نے انجان بن کر پوچھا۔
''یاد نہیں کہ میجر ہارلس نے کیا کہا تھا''...... جولیا نے کہا۔
''یاد ہوتا تو پوچھتا کیوں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
''اس نے کہا تھا کہ صرف دس منٹ بعد جو اسٹیشن آنے والا ہے وہ مسلح افراد کے گھیرے میں ہے''...... جولیا نے اسے یاد

دلاتے ہوئے میجر ہارلس کی بات کو دوہرایا۔
''ارے باپ رے۔ تم تو مجھے ڈرا رہی ہو''...... عمران نے خوفزدہ ہونے کی اداکاری کرتے ہوئے کہا۔
''اور اب اس میں سے ساڑھے چار منٹ گزر چکے ہیں۔ ساڑھے پانچ منٹ میں جو کر سکتے ہو کر لو''...... جولیا نے کہا۔
''ہونہہ''...... عمران نے سر ہلایا۔ پھر وہ اس طرح اچھل کر کھڑا ہوا تھا جیسے سیٹ میں کانٹے نکل آئے ہوں پھر وہ اسی تیزی سے میجر ہارلس کی طرف جھپٹا تھا۔
''کیا ہوا''...... جولیا نے گھبرا کر پوچھا۔
''ساڑھے پانچ منٹ کا فوبیا ہو گیا ہے''...... عمران نے کہا۔ اس کے ہاتھ بڑی تیزی سے میجر ہارلس کی تلاشی لے رہے تھے میجر ہارلس کی جیب سے سوائے جولیا اور اس کی تصویروں کے کوئی اور کارآمد چیز نہیں ملی تھی۔ میجر ہارلس کی تلاشی لینے کے بعد عمران اس کے ساتھیوں کی طرف بڑھا اور ان کی جیبیں چیک کرنے لگا اور پھر اس نے ان دونوں کی جیبوں سے نکلنے والی تمام چیزیں نکال کر اپنی جیبوں میں ڈال لیں اور پھر وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔
''صرف چار منٹ رہ گئے ہیں''...... جولیا نے ریسٹ واچ دیکھتے ہوئے کہا۔
''آؤ''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے کیبن کا دروازہ کھولا اور باہر جھانکنے لگا۔ باہر راہداری خالی تھی۔ عمران نے جولیا کو اشارہ

کیا اور تیزی سے کیبن سے نکل گیا۔ جولیا بھی اس کے پیچھے کیبن سے باہر آ گئی۔ عمران کے کہنے پر اس نے کیبن کا دروازہ بند کر دیا۔ عمران تیز تیز چلتا ہوا ٹرین کے خارجی دروازے کے پاس پہنچ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا تو ہوا کا تیز ریلا اس سے ٹکرایا۔ عمران نے سائیڈوں پر لگے ہینڈل پکڑے اور ٹرین سے سر نکال کر باہر دیکھنے لگا۔ ٹرین برق رفتاری سے منزل کی جانب اڑی جا رہی تھی۔ اس وقت وہ جس علاقے سے گزر رہی تھی وہ ریتلا علاقہ تھا اور ریلوے ٹریک دس بارہ فٹ بلند پشتہ بنا کر ڈالی گئی تھی جس کی وجہ سے وہ سطح زمین سے دس بارہ فٹ بلند ہو گئی تھی۔ پشتے کی ڈھلوان پر ریت ہی ریت تھی۔ عمران کو کہیں بھی پتھر کا کوئی ٹکڑا نظر نہیں آیا تھا۔

''تین منٹ رہ گئے ہیں''...... جولیا نے کہا تو عمران چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔ پھر اس نے دور تک کا جائزہ لیا بظاہر گاڑی صحرا سے گزر رہی تھی مگر ریلوے ٹریک سے تقریباً سو فٹ دور اسے پختہ سڑک بھی نظر آ رہی تھی اور اس سڑک پر دور سے آتا ہوا ٹرک بھی۔ عمران کا ذہن بڑی تیزی سے سوچ رہا تھا۔ ٹرین میں مزید سفر کرنا ان کے لئے خطرات کا باعث بن سکتا تھا کیونکہ میجر ہارلس اور اس کے ساتھی ایک گھنٹے میں ہوش میں آ سکتے تھے اور اگر ان کو طبی امداد مل جاتی تو ہوش میں آنے کا وقفہ کم ہو کر پندرہ بیس منٹ کا رہ جاتا اور ہوش میں آتے ہی وہ سب سے پہلے ان کے

بارے میں معلوم کرتے اور پھر پوری ٹرین کی تلاشی شروع ہو جاتی۔ ایسی صورت میں وہ میک اپ کر کے بھی ان سے نہیں بچ سکتے تھے کیونکہ ان کے پاس کاغذات نہیں تھے۔

''صرف دو منٹ باقی ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''او کے۔ ٹرین سے کود جاؤ''...... عمران نے کہا تو جولیا چونک پڑی۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ ٹرین سے کود جاؤں۔ مگر......'' جولیا نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

''یہ باتوں کا وقت نہیں ہے جولیا۔ چلو جلدی کرو''...... عمران نے کہا اور پھر اس نے جولیا کا بازو پکڑا اور اسے اچانک کھینچ کر پوری قوت سے دروازے سے باہر دھکا دے دیا۔ جولیا کی صحرا میں چیخ سی لہرائی اور اس کے ساتھ ہی عمران نے بھی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی ٹرین سے باہر چھلانگ لگا دی۔ اس کا جسم ہوا میں اڑتا ہوا ڈھلوان پر گرا اور اسے ایسا محسوس ہوا کہ جیسے اسے گرم بھٹی میں جھونک دیا گیا ہو۔ چاروں طرف آگ ہی آگ محسوس ہو رہی تھی پھر اس کی آنکھوں کے گرد جیسے تاریکیاں لہرانے لگیں اور ذہن ماؤف ہونے لگا۔ وہ جیسے آگ کے سمندر میں گر گیا تھا۔

روسٹن ٹرین کی پہلی کوچ میں پہنچ گیا تھا اور وہاں موجود ایک ایک مسافر کی چیکنگ کر رہا تھا۔ اس کوچ میں خاصا رش تھا۔ اس نے چونکہ آنکھوں پر وائٹ گلاس لگا رکھے تھے اس لئے اسے مسافروں کے صرف چہرے ہی دیکھنے تھے اور یہ چیک کرنا تھا کہ آیا وہ میک اپ میں ہیں یا نہیں۔ دو آدمیوں کے ساتھ وہ تمام مسافروں کو بغور دیکھ رہا تھا لیکن اسے ان میں سے کوئی ایک بھی ایسا فرد دکھائی نہ دیا تھا جس کے چہرے پر میک اپ ہو۔

”فرسٹ کوچ کو چیک کرنے کے بعد وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ دوسری کوچ میں آیا اور وہاں موجود مسافروں کی چیکنگ کرنے لگا لیکن سوائے ناکامی کے اسے کچھ حاصل نہ ہوا۔ اس نے میجر ہارلس کو ڈائننگ کار میں جاتے دیکھا تھا۔ پہلے تو اس نے سوچا کہ وہ ڈائننگ کار میں جا کر میجر ہارلس کو بتا دے کہ فرسٹ اور سیکنڈ کوچ میں ایسا کوئی مسافر نہیں ہے جس پر شک کیا جا سکتا ہو لیکن

پھر وہ رک گیا اور اس نے احتیاط کے پیش نظر ایک بار پھر ان دونوں کوچز کو چیک کرنے کا فیصلہ کیا۔ وہ ایک بار پھر اپنے ساتھیوں کے ساتھ فرسٹ اور سیکنڈ کوچ میں گیا اور ہر مسافر کا چہرہ غور سے دیکھنے لگا۔ چونکہ اس کے ساتھ مشین گن بردار تھے اس لئے مسافر انہیں ٹرین کے محافظ سمجھ رہے تھے یہی وجہ تھی کہ روسٹن کے اس طرح گھور کر دیکھنے کے باوجود بھی کسی نے کوئی ریمارکس نہیں دیا تھا۔ جب دوسری بار اس نے کوچز کو چیک کیا اور اسے وہاں کوئی چہرہ میک اپ میں دکھائی نہ دیا تو اس کا منہ بن گیا۔

”تم باقی کوچز میں جا کر اپنے ساتھیوں سے پوچھو کہ انہیں ٹرین میں کوئی مشکوک آدمی اور عورت ملے ہیں یا نہیں“...... روسٹن نے اپنے ایک ساتھی سے مخاطب ہو کر کہا تو اس آدمی نے اثبات میں سر ہلایا اور تیزی سے ایک طرف دوڑتا چلا گیا۔ بیس منٹ بعد اس کے تمام ساتھی وہاں تھے۔ سب کے پاس ناکامی کی رپورٹ تھی۔

”باس کہاں ہیں“...... ان میں سے ایک نے پوچھا۔

”وہ ڈائننگ کار چیک کرنے گئے تھے۔ دیکھو۔ شاید وہ کہیں مل جائیں“...... روسٹن نے کہا تو وہ آدمی تیزی سے کوچ کے اندر سے ہوتا ہوا ڈائننگ کار کی طرف جانے والی راہداری کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ابھی تھوڑی ہی دیر گزری ہو گی کہ ٹرین کی رفتار کم ہونے لگی۔

روسٹن اور اس کے ساتھی چونک پڑے۔ روسٹن آگے بڑھا۔ اس

نے راہداری کی ایک کھڑکی کھولی اور جھک کر کھڑکی سے سر نکال کر باہر دیکھنے لگا۔ دور اسے اسٹیشن کی جھلک دکھائی دی تو وہ مطمئن ہو گیا۔ ٹرین اپنے پہلے اسٹیشن پر رکنے جا رہی تھی اسی لئے اس کی رفتار کم ہوتی جا رہی تھی۔ میجر ہارلس کے کہنے پر اس نے مسلح افراد کا ایک دستہ اس اسٹیشن پر بلا لیا تھا تاکہ اگر مجرم اس ٹرین میں ہوں تو انہیں اسٹیشن سے فرار ہونے کا موقع نہ مل سکے۔

ٹرین کو اسٹیشن کی طرف بڑھتے دیکھ کر روسٹن نے کھڑکی سے سر ہٹایا اور تیز تیز چلتا ہوا سائیڈ میں موجود دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس نے دروازہ کھولا اور پھر پائیدان پر راڈز پکڑ کر کھڑا ہو گیا۔ کچھ ہی دیر میں ٹرین اسٹیشن میں داخل ہو گئی اور یہ دیکھ کر روسٹن کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آ گئی کہ اسٹیشن کو مسافروں سے خالی کرایا جا چکا تھا۔ وہاں ہر طرف اس کے گروپ کے مسلح افراد پھیلے ہوئے تھے جو ٹرین کو اسٹیشن میں داخل ہوتے دیکھ کر الرٹ ہو گئے تھے اور پلیٹ فارم کے دونوں اطراف جمع ہونا شروع ہو گئے تھے تاکہ ٹرین کو دونوں اطراف سے گھیرے میں لیا جا سکے۔

ٹرین آہستہ آہستہ چلتی ہوئی اسٹیشن پر جا کر رک گئی۔ جیسے ہی ٹرین رکی پلیٹ فارموں پر موجود مسلح افراد نے ٹرین چاروں اطراف سے گھیر لی۔

ٹرین کے رکتے ہی اسٹیشن کا لاؤڈ اسپیکر جاگ اٹھا اور ایک بھاری آواز سنائی دی۔

”ہائی ایکسپریس میں سوار تمام مسافروں کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ وہ اپنی اپنی سیٹوں پر بیٹھے رہیں اس وقت تک جب تک ان کے لئے اگلا حکم اسی طرح نہ سنایا جائے۔ اس کے علاوہ ہر مسافر اپنے کاغذات اور ٹکٹ اپنے ہاتھ میں رکھے۔ خیال رہے کہ ہدایت کی خلاف ورزی کرنے والے کو بغیر دوسری وارننگ دیئے گولی ماری دی جائے گی۔ اس لئے ہدایت پر پوی طرح عمل کیا جائے“...... یہ آواز اس کے کسی ساتھی کی تھی۔

مسلح افراد کے ہاتھوں میں موجود مشین گنوں کا رخ کوچز کی طرف ہو گیا تھا۔ روسٹن فوراً نیچے اترا اور پھر وہ مسلح افراد کو چیخ چیخ کر ہدایات دینے لگا۔ پھر وہ اپنے کئی ساتھیوں کے ساتھ ایک کوچ میں چڑھ گیا۔ اب وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک ایک کوچ کا بغور جائزہ لے رہا تھا۔ اسے میجر ہارلس کی تلاش تھی۔ اسی لمحے اس کا ایک ساتھی جو پہلے سے ہی ٹرین میں تھا دوڑتا ہوا وہاں آ گیا۔

”باس ایک کوچ کے کیبن میں بے ہوش پڑے ہوئے ہیں“۔ اس آدمی نے آگے آتے ہی روسٹن سے مخاطب ہو کر کہا تو روسٹن بے اختیار اچھل پڑا۔

”باس بے ہوش ہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کہاں ہیں وہ۔ جلدی بتاؤ“...... روسٹن نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”آئیں میرے ساتھ“...... اس آدمی نے کہا اور تیزی سے مڑ کر کوچ میں داخل ہو گیا۔ روسٹن بھی اس کے پیچھے لپکا۔ ایک

بوگی کی راہداری سے گزرتے کے بعد وہ آدمی روسٹن کو لے کر ایک کیبن کے پاس آ گیا۔ کیبن کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور کیبن میں واقعی میجر ہارلس اور اس کے تین ساتھی بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ ان تینوں کو بے ہوش دیکھ کر روسٹن بری طرح سے بوکھلا گیا۔ اس نے کیبن میں داخل ہو کر اپنے آدمیوں کی مدد سے میجر ہارلس کو اٹھا کر سیٹ پر ڈالا اور پھر وہ میجر ہارلس کو ہوش میں لانے کے جتن کرنے لگا۔

پندرہ منٹ بعد میجر ہارلس ہوش میں آ گیا۔ ہوش میں آتے ہی جیسے ہی میجر ہارلس کا شعور جاگا وہ تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور چاروں طرف دیکھنے لگا۔

"وہ دونوں کہاں ہیں"...... میجر ہارلس نے پوچھا۔

"کون دونوں باس"...... روسٹن نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"وہی دونوں۔ علی عمران اور جولیا"...... میجر ہارلس نے کہا۔

"نو سر۔ ہمیں تو کیبن میں صرف آپ بیہوش ملے تھے یا پھر آپ کے ساتھی"...... روسٹن نے کہا۔

"وہ اسی کیبن میں میرے ساتھ تھے نانسنس۔ میں نے انہیں ڈائننگ کار سے گرفتار کیا تھا۔ ڈھونڈو انہیں۔ وہ ابھی ٹرین میں ہی ہوں گے"...... میجر ہارلس نے چیختے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تو کیا آپ کو عمران نے بے ہوش کیا تھا"...... روسٹن

نے چونک کر کہا۔

"ہاں"...... میجر ہارلس نے کہا اور اس نے اسے ساری روئیداد سنا دی۔

"آپ بے فکر رہیں باس۔ ٹرین کے تمام دروازے لاکڈ کر دیئے گئے ہیں۔ آپ ہمیں ان دونوں کے حلیئے بتا دیں تاکہ انہیں تلاش کیا جا سکے"...... روسٹن نے کہا۔

"ہونہہ۔ چلو میرے ساتھ۔ میں خود تلاش کروں گا انہیں۔ دیکھتا ہوں وہ میرے ہاتھوں سے بچ کر کہاں جاتے ہیں"...... میجر ہارلس نے اٹھ کر غراتے ہوئے کہا۔

"ٹرین میں خاصا رش ہے باس۔ آپ ہمیں بھی ان کے حلیئے بتا دیں تاکہ ہر طرف انہیں تلاش کیا جا سکے"...... روسٹن نے کہا تو میجر ہارلس نے انہیں جولیا اور عمران کے حلیوں کے بارے میں بتانا شروع کر دیا۔ میک اپ کے ساتھ اس نے انہیں عمران اور جولیا کے لباسوں کے بارے میں بھی بتا دیا تھا تاکہ اگر اس دوران ان دونوں نے ٹرین کے واش روم میں جا کر اپنے میک اپ بدل لئے ہوں تو وہ لباسوں کی وجہ سے پہچانے جا سکیں۔

"عمران نے آپ کو بے ہوش کیسے کیا تھا باس"...... روسٹن نے پوچھا۔

"اس شیطان نے شاید کوئی گیس استعمال کی تھی"...... میجر ہارلس نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"آپ نے ٹھیک کہا تھا باس۔ واقعی عمران ضرورت سے زیادہ ہی ذہین اور شاطر انسان ہے جس نے آپ کو بے ہوش کر دیا"...... روسٹن نے کہا۔

"ان کی ذہانت اور شاطرانہ پن میرے سامنے نہیں چلے گا۔ اب وہ میرے ہاتھ آ جائیں تو میں ان سے کوئی سوال و جواب نہیں کروں گا بلکہ اپنے ہاتھوں سے ان دونوں کو فوراً گولیاں مار دوں گا"۔ میجر ہارلس نے غراتے ہوئے کہا۔

"یس باس"...... روسٹن نے کہا۔

"اب تم لوگ اپنے آدمیوں کے ساتھ انہیں پوری ٹرین میں تلاش کرو اور جیسے ہی وہ مل جائیں انہیں گردنوں سے پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے میرے پاس لے آؤ۔ میں ان دونوں کو اپنے ہاتھوں سے گولیاں مارنا چاہتا ہوں۔ سمجھے"...... میجر ہارلس نے کہا۔

"یس باس"...... روسٹن نے کہا۔ وہ چیخ چیخ کر اپنے ساتھیوں کو ہدایات دینے لگا اور پھر اس کے ساتھی تیزی سے ٹرین کے دروازے کھلوا کر اندر داخل ہوتے چلے گئے۔ میجر ہارلس اور روسٹن بھی ایک کوچ میں گھس گئے اور پھر وہ کوچ میں موجود ایک ایک مسافر کا بغور جائزہ لینے لگے۔ مگر عمران اور جولیا ٹرین میں ہوتے تو ملتے۔ آدھے گھنٹے بعد وہ پلیٹ فارم پر کھڑا اپنے آدمیوں سے ناکامی کی رپورٹ سن رہا تھا اور دانت پیس رہا تھا۔

"وہ ٹرین ہی میں ہیں اس کے علاوہ اور کہیں نہیں ہو سکتے"

میجر ہارلس نے ان کو گھورتے ہوئے کہا۔

"مگر باس ہم نے ایک ایک فرد کو دیکھ لیا ہے وہ ہمیں کہیں بھی نہیں ملے"...... روسٹن نے کہا۔

"ملیں گے ضرور ملیں گے"...... میجر ہارلس نے غرا کر کہا۔

"یس باس۔ آپ کہتے ہیں تو ہم آپ کی تسلی کے لئے ایک بار پھر ان تمام مسافروں کو چیک کر لیتے ہیں"...... روسٹن نے پوچھا۔

"ہاں۔ سب کو پھر سے چیک کرو اور ٹرین کا ایک ایک کونہ چھان مارو۔ ٹرین کی چھت پر اور ٹرین کے نچلے حصوں کو بھی دیکھو۔ وہ یقیناً ہم سے چھپنے کی کوشش کر رہے ہیں"...... میجر ہارلس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"یس باس"...... روسٹن نے کہا اور وہ اپنے ساتھیوں کو لے کر ایک بار پھر ٹرین میں سوار ہو گیا۔ جب اسے مسافروں میں کوئی مشکوک آدمی نہ ملا تو اس نے تمام مسافروں کو ٹرین سے نکل جانے کا حکم دے دیا۔ اس نے تمام مسافروں کو ٹرین سے باہر نکال کر ایک جگہ جمع کیا اور ان کے گرد اپنے مسلح افراد تعینات کر دیئے۔ اس کے بعد وہ پھر ٹرین میں داخل ہوا اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ ٹرین کے ایک حصے کی تلاشی لینے لگا۔ اس نے ٹرین کا کوئی حصہ ایسا نہیں چھوڑا جہاں کسی کے چھپنے کا امکان ہو سکتا تھا۔ یہاں تک کہ انہوں نے مسافروں کے ٹرین میں موجود بڑے بڑے باکسز

کے تالے توڑ توڑ کر ان کو بھی اندر سے دیکھا تھا کہ جس میں ایک یا ایک سے زیادہ آدمی چھپ سکتے تھے مگر ناکامی کے سوا ان کے ہاتھ کچھ نہ آیا۔

عمران اور جولیا کا اس قدر تیز رفتار ٹرین سے فرار ممکن نہ تھا اس لئے میجر ہارلس کو اس بات کا یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ وہ ٹرین میں نہیں ہیں اس لئے اس کا پارہ چڑھتا جا رہا تھا اور وہ روسٹن اور اپنے دوسرے ساتھیوں پر بری طرح سے گرج رہا تھا لیکن وہ بے چارے بھلا کیا کر سکتے تھے۔ انہوں نے ٹرین کا کونہ کونہ چھان مارا تھا اور انہیں ٹرین میں ایک مشکوک فرد بھی نہیں مل سکا تھا۔ پھر ٹھیک اس وقت کہ جب وہ پوری طرح سے ناامید ہو چکا تھا۔ اسے امید کی کرن نظر آئی تھی مفروروں کے بارے میں ایک کلیو ملا تھا۔ اس نے روسٹن کے ساتھ ایک آدمی کو اپنی جانب آتے دیکھا۔

”باس یہ ان لوگوں کے بارے میں کچھ بتا رہا ہے“...... روسٹن نے قریب آ کر کہا۔

”کیا جانتے ہو“...... میجر ہارلس نے اس آدمی سے پوچھا۔

”سر ایک لڑکی اور ایک مرد کو میں نے ڈائننگ کوچ کی ساتھ والی کوچ کے دروازے کے پاس کھڑے دیکھا تھا اور پھر انہوں نے تیز رفتاری سے چلتی ہوئی ٹرین سے باہر چھلانگ لگا دی تھی“...... اس آدمی نے کہا۔

”کیا!!!“...... میجر ہارلس نے حیرت سے پوچھا۔

”یس سر۔ پہلے لڑکی کودی تھی پھر آدمی کود پڑا تھا میں نے انہیں برابر والی کوچ سے دیکھا تھا“...... اس آدمی نے کہا۔

”اوہ“...... میجر ہارلس کے منہ سے نکلا۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے عمران اور جولیا نے ٹرین سے چھلانگ لگا کر اس کے ارمانوں پر اوس ڈال دی ہو۔ وہ انہیں پکڑ کر اپنے ہاتھوں سے ہلاک کرنا چاہتا تھا لیکن عمران اور جولیا بغیر کسی خوف کے تیز رفتار ٹرین سے باہر کود گئے تھے۔

انہیں ایسا محسوس ہوا تھا کہ جیسے وہ آگ کے سمندر میں ڈوبتے ابھرتے اور لڑھکتے چلے جا رہے ہوں۔ مگر یہ حقیقی آگ کا سمندر نہیں تھا۔ یہ تو دن بھر کی تپتی ہوئی ریت تھی جس میں دھنسے وہ نیچے ڈھلان کی جانب مسلسل لڑھک رہے تھے۔ تپتی ہوئی ریت آگ کا سمندر محسوس ہو رہی تھی۔ پھر وہ نیچے پہنچ کر رک گئے۔ ان کے جسم ریت میں اَٹ گئے تھے اور آنکھیں کھولنا دشوار ہو رہا تھا۔ بمشکل تمام انہوں نے آنکھیں صاف کر کے کھولی تھیں پھر عمران نے ریلوے ٹریک کی جانب دیکھا اسے ہائی ایکسپریس دور بہت دور ایک دھبے کی مانند نظر آئی تھی۔ پھر یہ دھبہ بھی دھندلکوں میں گم ہوتا چلا گیا عمران کپڑے جھاڑنے لگا۔ مگر پورے جسم پر گرم ریت گوند کی مانند چپک کر رہ گئی تھی۔

"بہت برا حلیہ ہو گیا ہے عمران"...... جولیا نے کہا۔

"ہاں"...... عمران نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

"اس طرح ہم کسی بھی آبادی والے علاقے سے گزریں گے تو فوراً نظروں میں آ جائیں گے"...... جولیا نے کہا۔

"یہ بھی ٹھیک ہے"...... عمران نے کہا۔

"پھر اس کا کوئی علاج کرو"...... جولیا نے کہا۔

"میں کیا کر سکتا ہوں بولو"...... عمران نے کہا۔

"میں کیا بتاؤں"...... جولیا نے جھلا کر کہا۔

"اوہ ہاں۔ اس کا ایک بہت بہترین علاج ہے"...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

"وہ کیا"...... جولیا نے پوچھا۔

"کہیں سے پانی مل جائے تو غسل کر کے ان ریت کے ذروں سے نجات مل سکتی ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہوش ٹھکانے ہیں تمہارے"...... جولیا نے غرا کر کہا۔

"ہاں۔ کیوں، کیا ہوا"...... عمران نے حیرت سے کہا۔

"ہوا یہ کہ غسل کے لئے اس صحرا میں پانی نظر آ رہا ہے تمہیں"...... جولیا نے غصے سے کہا۔

"کسی آبادی میں تو مل ہی جائے گا"...... عمران نے کہا۔

"اور اسی آبادی میں دھر لئے جائیں گے۔ کیونکہ میجر ہارلس ہوش میں آتے ہی ہماری تلاش شروع کرا دے گا اور سب سے پہلے قریب ترین آبادیوں کو چیک کرے گا"...... جولیا نے کہا۔

"یہ تو ہے"...... عمران نے کہا۔

”پھر کچھ کرو۔ ورنہ اسی صحرائی میدان میں ٹاک ٹوئیاں مارتے مارتے میجر ہارلس کے ہتھے چڑھ جائیں گے اور اس کے ہتھے چڑھنے کا مطلب تم سمجھتے ہی ہو کہ کیا ہے“...... جولیا نے کہا۔

”ہاں۔ اب چل پڑو“...... عمران نے کہا۔

”کس طرف“...... جولیا نے پوچھا۔

”سڑک سامنے ہے کوئی نہ کوئی سواری مل ہی جائے گی“۔ عمران نے کہا۔

”سواری والے کو کہانی کیا سناؤ گے“...... جولیا نے پوچھا۔

”میرے پاس کہانیاں کے لئے عمرو عیار کی پوری زنبیل بھری ہوئی ہے۔ اس کی پرواہ مت کرو۔ بس اب یہاں سے چل پڑو“...... عمران نے کہا۔

”چلو“...... جولیا نے کہا اور وہ پیدل ہی آگے بڑھنے لگے ظاہر ہے سواری کا میلوں پتہ نہیں تھا تو انہیں پیدل ہی چلنا تھا۔ وہ چلتے رہے۔ چلتے رہے۔ ان کے پاؤں ریت میں دھنس رہے تھے۔ اور قدم اٹھانا دشوار محسوس ہو رہا تھا اچانک عمران کو کوئی خیال آیا اور وہ اپنی جیبیں ٹٹولنے لگا۔

”کیا ہوا“...... جولیا نے پوچھا۔

”اپنی سب چیزیں چیک کر لو۔ کہیں کوئی چیز ریت میں گرنے سے جیب سے نہ گر پڑی ہو“...... عمران نے کہا۔

”کوئی چیز نہیں گری۔ پرس بھی شانے پر موجود ہے“...... جولیا

نے سب کچھ چیک کرنے کے بعد کہا۔

”گڈ“...... عمران نے کہا۔

”وہ سڑک کے قریب پہنچنے والے تھے کہ اچانک عمران کو دور سے ایک گاڑی آتی نظر آئی وہ اسی سمت سے آ رہی تھی جس سمت سے وہ ٹرین میں آئے تھے یعنی تل ابیب کی جانب سے۔ گاڑی بہت دور تھی اسی لئے یہ واضح نہیں تھا کہ وہ کار ہے یا کوئی مال بردار قسم کا ٹرک۔ کچھ دیر بعد گاڑی واضح ہوتی چلی گئی۔ وہ کوئی بڑا ٹرک تھا اور اسی جانب بڑھتا چلا آ رہا تھا۔

”ٹرک آ رہا ہے عمران“...... جولیا نے عمران سے کہا۔ ٹرک قریب آتا جا رہا تھا۔ جوں جوں قریب آ رہا تھا اس کی ہیئت واضح ہوتی چلی جا رہی تھی۔

”یہ تو سامان ترسیل کرنے والا عام سا ٹرک لگتا ہے“...... عمران نے کہا۔

”ہاں“...... جولیا نے سر ہلا کر کہا۔

”اب لفٹ مل جائے تو کام بن سکتا ہے“...... عمران نے کہا۔

”کیا اس حلیئے میں وہ ہمیں لفٹ دے دے گا۔ وہ ہمیں مشکوک نہیں سمجھے گا“...... جولیا نے کہا۔

”نہیں۔ اس لئے کہ اب اندھیرا ہونے لگا ہے اور اس ملگجے اجالے میں وہ ہمیں صاف طور پر نہیں دیکھ سکے گا اس لئے کوئی شک نہیں کر سکے گا“...... عمران نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔

''ہونہہ''...... جولیا نے سر ہلا دیا۔ عمران سڑک کے درمیان کھڑا ہو گیا اور رومال جیب سے نکال کر ہلانے لگا تاکہ ٹرک والا دور ہی سے اسے دیکھ لے۔ وہ کامیاب رہا تھا کیونکہ تیز رفتار ٹرک کی رفتار کم ہوتی چلی گئی پھر وہ عمران کے بالکل نزدیک آ کر رک گیا تھا۔

''کیا بات ہے۔ کون ہو تم''...... ٹرک سے ایک بلغم زدہ آواز آئی۔

''بھائی مسافر ہیں۔ اپنی گاڑی میں جا رہے تھے مگر......'' عمران نے ڈرائیونگ سائیڈ کی جانب آتے ہوئے کہا۔

''مگر کیا''...... ڈرائیور نے پوچھا۔

''ڈاکو مل گئے اور سب کچھ چھین لیا''...... عمران نے کہا۔

''اوہ''...... اس کے منہ سے نکلا تھا۔

''نہ صرف سب کچھ چھین لیا بلکہ ہمیں ریت میں لٹا لٹا کر مارا پیٹا اور چلے گئے''...... عمران نے معصومیت سے کہا۔

''بہت برا ہوا''...... ڈرائیور نے کہا۔ عمران نے محسوس کیا کہ وہ اس کی بجائے جولیا کو گھور رہا ہے چہرے مہرے سے وہ شرابی اور عیاش نظر آ رہا تھا۔ ٹھوڑی کی بناوٹ اسے چالاک اور مکار بھی ظاہر کر رہی تھی۔

''اب تمہاری مہربانی کے منتظر ہیں''...... عمران نے کہا۔

''کیا چاہتے ہو''...... ڈرائیور نے پوچھا۔

''لفٹ''...... عمران نے کہا۔

''کہاں جانا ہے''...... ڈرائیور نے پھر پوچھا نظریں جولیا کے سراپا پر ہی جمی ہوئی تھیں۔

''اطاقہ''...... عمران نے کہا۔

''اطاقہ۔ اطاقہ کی بندگاہ''...... ڈرائیور نے چونک کر کہا۔

''ہاں۔ تم چونکے کیوں ہو''...... عمران نے سر ہلا کر پوچھا۔

''اس لئے کہ اطاقہ کافی دور ہے''...... ڈرائیور نے کہا۔

''اسی لئے تو لفٹ مانگ رہے ہیں بھائی''...... عمران نے کہا۔

''مگر۔ اطاقہ بہت دور ہے اور میں وہاں تک نہیں جا رہا البتہ......'' وہ کہتے کہتے رک گیا۔

''البتہ کیا''...... عمران نے پوچھا۔

''میں یہاں سے کالاب جا رہا ہوں۔ چاہو تو چلے چلو''۔ ڈرائیور نے کہا۔

''مجبوری ہے وہیں تک لے چلو کیونکہ کسی آبادی میں پہنچنے کے بعد ہی ہم اپنے آگے جانے کے لئے کوئی انتظام کر پائیں گے''...... عمران نے کہا۔

''وہ کیسے۔ کیا وہاں تمہارے رشتے دار یا جاننے والے رہتے ہیں''...... ڈرائیور نے پوچھا۔

''نہیں۔ وہاں سے فون کر کے ہم اپنے سفارتخانے سے مدد حاصل کر سکتے ہیں''...... عمران نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔

''اوہ۔ کس ملک سے تعلق ہے تمہارا''...... ڈرائیور نے مسکرا کر

کہا۔

”سوئٹزر لینڈ سے“...... عمران نے کہا۔

”یہ لڑکی کون ہے“...... ڈرائیور نے جولیا کی جانب اشارہ کرتے ہوئے پوچھا۔

”میری بیوی ہے“...... عمران نے کہا۔

”ہونہہ۔ میں تمہیں لفٹ بھی دوں گا اور......“ ڈرائیور نے کہا۔

”اور کیا“...... عمران نے پوچھا۔

”کالاب میں میرا ایک مکان ہے تم وہاں غسل بھی کر سکو گے اور اپنے لباس بھی بدل سکو گے۔ مگر......“ ڈرائیور بات کرتے کرتے پھر رک گیا۔

”یار یہ تم اگر مگر زیادہ کرتے ہو۔ اب جو مگر کہا ہے اس سے آگے بھی بتا دو“...... عمران نے منہ بنا کر کہا۔

”مگر تمہیں دو چار دن میرے مہمان بن کر کالاب میں رہنا پڑے گا میں تمہیں دولت بھی دوں گا اور کالاب سے اطاقہ تک جانے کا انتظام بھی کر دوں گا“...... ڈرائیور نے کہا۔ اس کی نظریں بدستور جولیا پر جمی ہوئی تھیں جیسے وہ آنکھوں ہی آنکھوں میں اسے کھا جائے گا۔ اس کے اس انداز میں دیکھنے پر جولیا غصے سے بھڑک اٹھی اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتی عمران نے اسے خاموش رہنے کا اشارہ کیا تو جولیا تلملاتی ہوئی خاموش ہو گئی۔

”ٹھیک ہے بھائی“...... عمران نے نیم رضا مندی سے سر ہلا کر

کہا۔

”اسے تو اعتراض نہ ہو گا“...... ڈرائیور نے جولیا کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ جب میں راضی ہوں تو اس بے چاری کو کیا اعتراض ہو سکتا ہے“...... عمران نے سرگوشی میں کہا۔

”گڈ۔ یہ تمہارے ہاتھ کیسے لگ گئی“...... ڈرائیور نے سر ہلا کر پوچھا۔

”اسے سیاحت کا شوق تھا اور مجھے دولت حاصل کرنے کا خبط بس دونوں اپنی ضرورتوں کے تحت مل بیٹھے ہیں“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”چلو بیٹھو“...... ڈرائیور نے بھی جواباً مسکراتے ہوئے کہا۔

عمران جولیا کی جانب پلٹا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر آگے سے گھوم کر دوسری جانب آیا۔

”ضرورت سے زیادہ تم پر فریفتہ ہو گیا ہے خیال رکھنا“۔ عمران نے جولیا سے کہا۔

”ہونہہ“...... جولیا کے حلق سے خونخوار شیرنی جیسی غراہٹ نکلی۔ وہ عمران کا مطلب سمجھ گئی تھی۔

”بیٹھو“...... عمران نے کہا پھر اس نے ڈرائیور کے برابر والی سیٹ کا دروازہ کھول کر پہلے جولیا کو بیٹھایا پھر خود سوار ہو گیا ان کے بیٹھتے ہی ٹرک چل پڑا تھا۔

"تم لوگوں کے نام کیا ہیں"...... ڈرائیور نے پوچھا۔

"شہریار اور یہ میری بیوی شائنا"...... عمران نے کہا۔

"اچھے نام ہیں۔ میرا نام راسکو ہے"...... ڈرائیور نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تل ابیب میں میرا بہت بڑا فارم ہے جس میں گائے بھینس اور مرغیاں بکثرت ہیں"...... راسکو نے چند لمحے توقف کے بعد کہا۔

"اچھا۔ مرغیاں مجھے بہت اچھی لگتی ہیں"...... عمران نے کہا۔

"مجھے بھی اچھی لگتی ہیں بشرطیکہ دستر خوان پر ہوں"...... راسکو نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔

"کالاب کیوں جا رہے ہو"...... عمران نے پوچھا۔

"دودھ انڈے اور مکھن لے کر۔ میں وہاں پر یہ چیزیں سپلائی کرتا ہوں"...... راسکو نے کہا۔

"رات کے وقت"...... عمران نے پوچھا۔

"ہاں"...... راسکو نے کہا۔

"ہم کب تک کالاب پہنچ جائیں گے"...... عمران نے پوچھا۔

"آٹھ بجے تک پہنچیں گے۔ پھر وہ لوگ سامان صبح ہی صبح سپلائی کر دیں گے"...... راسکو نے کہا۔

"وہ لوگوں سے کیا مطلب ہے تمہارا"...... عمران نے پوچھا۔

"مارکیٹ کا وہ آدمی جو مجھ سے یہ سب لیتا ہے"...... راسکو نے کہا۔

"کون ہے وہ"...... عمران نے پوچھا۔

"راجم مارکیٹ کا آڑھتی بالٹی مور۔ اسے میں ایک معاہدے کے تحت مال سپلائی کرتا ہوں"...... راسکو نے کہا۔

"جب صبح تک تم وہاں رہتے ہو تو دوسرے دن سپلائی کون لاتا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"میرے دو ملازم۔ البتہ رقم میں خود اکٹھی وصول کر لیتا ہوں"۔ راسکو نے کہا۔

"یہ رقم بنتی کتنی ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"کئی ہزار درہم سمجھ لو"...... راسکو نے کہا۔

"یہاں درہم تو نہیں چلتے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں یہاں کا سکہ دوسرا ہے مگر میں نے تمہیں سمجھانے کے لئے درہم کہا ہے"...... راسکو نے کہا۔ وہ ایک باتونی آدمی تھا مسلسل ان کے کان کھاتا رہا اور عمران کرید کرید کر اس سے اس کے بارے میں معلومات حاصل کرتا رہا کہ اس کے بیوی بچے کتنے ہیں نام کیا ہیں اس کے بھائی بہن ماں باپ کہاں ہیں۔ نوکر کتنے ہیں۔ بالٹی مور آڑھتی سے اس کے تعلقات کیسے ہیں غرض عمران نے اس کے بارے میں اس سے ہر بات معلوم کر لی تھی۔ راسکو کا صرف ایک ہی بھائی تھا اور وہ شادی شدہ تھا اس کے بچے نہیں تھے جبکہ وہ خود غیر شادی شدہ تھا۔ اور اپنے بھائی بھاوج کا پورا پورا خرچہ اٹھاتا تھا انہیں عیش و آرام سے رکھتا تھا۔ عمران ہر بات میں

اس کی ہاں میں ہاں ملاتا رہا تھا۔

''تم سیدھے مارکیٹ جاؤ گے یا رہائش گاہ پر''...... عمران نے پوچھا۔

''مارکیٹ کیوں''...... راسکو نے چونک کر پوچھا۔

''ہم لوگوں کا حلیہ بہت خراب ہے۔ لوگ دیکھ کر کیا سوچیں گے''...... عمران نے کہا۔

''تم گاڑی میں ہی بیٹھے رہنا۔ جب تک نیچے نہیں اترو گے تمہارا حلیہ کسی کو نظر نہیں آئے گا''...... راسکو نے کہا۔

''ایسا کیوں نہیں کرتے کہ ہمیں اپنی رہائش گاہ پر چھوڑ دو اور خود مارکیٹ چلے جاؤ''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ ایسا نہیں ہوسکتا''...... راسکو نے کہا۔

''کیوں۔ نہیں ہوسکتا۔ جب تک تم مارکیٹ سے لوٹو گے تب تک ہم نہا کر تازہ دم ہو جائیں گے''...... عمران نے کہا۔

''نہیں''...... راسکو نے نفی میں سر ہلا کر کہا۔

''کیوں''...... عمران نے پوچھا۔

''بس ایسے ہی''...... راسکو نے کہا اور عمران خاموش ہو گیا وہ سمجھ گیا تھا کہ راسکو کسی وجہ سے ان دونوں کو اپنی رہائش گاہ پر اپنی غیر موجودگی میں چھوڑنا نہیں چاہتا ویسے بھی اسے پتہ تھا کہ یہودی فطری طور پر غدار ہوتے ہیں اور وہ خود اپنی اولاد پر بھی اعتماد نہیں کرتے۔

''ذرا رکو۔ بس دو منٹ کے لئے۔ راسکو''...... عمران نے جولیا کو اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''کیا بات ہے''...... راسکو نے ٹرک کو روکتے ہوئے کہا۔ عمران ٹرک سے نیچے اتارا اور راسکو کی جانب آ کر اسٹیئرنگ سیٹ کا دروازہ کھول دیا۔

''ذرا نیچے تو آؤ''...... عمران نے کہا۔

''کیوں''...... راسکو نے کہا۔

''ایک کام ہے''...... عمران نے کہا۔

''کام۔ کیا کام ہے''...... راسکو نے حیرت سے کہا۔

''بھائی نیچے تو آؤ تمہارے ہی فائدے کی بات ہے''...... عمران نے کہا۔

''کہو''...... راسکو نے نیچے اترنے کے بعد کہا۔

''ادھر آؤ''...... عمران نے کہا اور راسکو کا ہاتھ پکڑ کر سڑک کے کنارے کی جانب بڑھا پھر اسے سڑک سے اتار کر ریتلے حصے میں لے گیا۔

''بولو نا کیا بات ہے''...... راسکو نے اپنا ہاتھ چھڑاتے ہوئے کہا۔

''بات یہ ہے کہ''...... عمران نے کہا۔ دوسرے ہی لمحے سیاہ نال کا سائیلنسر لگا ریوالور راسکو کی جانب اٹھا ہوا تھا اور وہ حیرت سے پھٹی پھٹی نظروں سے عمران کو گھور رہا تھا۔

‘‘ان کے لباس کیسے تھے’’...... میجر ہارلس نے پوچھا۔

‘‘ان کے لباس’’...... اس نوجوان نے دوہرایا پھر وہ عمران اور جولیا کے لباسوں کے بارے میں بتانے لگا جو ان دونوں نے پہن رکھے تھے۔

‘‘ہونہہ۔ اب سچ اگل دو کہ تم ان دونوں کی نگرانی کیوں اور کس لئے کر رہے تھے۔ بولو’’...... اس کے خاموش ہونے کے بعد میجر ہارلس نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

‘‘نگرانی۔ کک کک۔ کیا مطلب’’...... اس نوجوان نے بری طرح سے ہکلا کر کہا۔

‘‘ہاں’’...... میجر ہارلس نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

‘‘مگر میں تو ان کی نگرانی نہیں کر رہا تھا’’...... نوجوان نے خود کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

‘‘صحیح صحیح جواب نہیں دو گے تو سمجھ لو کہ تمہیں بھی ان کا ساتھی

سمجھا جائے گا’’...... میجر ہارلس نے غراتے ہوئے کہا۔

‘‘نہیں میں ان کا ساتھی نہیں ہوں’’...... اس نوجوان نے کہا۔

‘‘پھر ان کی نگرانی کیوں کر رہے تھے’’...... میجر ہارلس نے پوچھا۔

‘‘لل۔ لڑکی۔ لڑکی’’...... اس نے ہکلا کر کہا۔

‘‘لڑکی۔ کیا کہنا چاہتے ہو’’...... میجر ہارلس نے پوچھا۔

‘‘لڑکی کی وجہ سے میں ان کے پیچھے لگا تھا’’...... اس نے کہا۔

‘‘صاف صاف کہو’’...... میجر ہارلس نے اسی لہجے میں کہا۔

‘‘جب وہ لڑکی گاڑی میں بیٹھی تھی اس وقت وہ میری نظروں میں آ گئی تھی۔ خوبصورت تھی اور غیر ملکی بھی اس لئے میں اس میں دلچسپی لینے لگا تھا’’...... اس نے کہا۔

‘‘دلچسپی کی وجہ’’...... میجر ہارلس نے پوچھا۔

‘‘میرا پیشہ جناب’’...... نوجوان نے کہا۔

‘‘کھل کر کہو پہلیاں مت بجھواؤ’’...... میجر ہارلس نے کہا۔

‘‘صاحب اس لڑکی کو میں نے فروخت کرنے کا ارادہ کیا تھا اسی لئے اس کے پیچھے لگا تھا’’...... نوجوان نے کہا۔

‘‘تو تم بردہ فروش ہو’’...... میجر ہارلس نے اسے گھورتے ہوئے کہا۔

‘‘نہیں میں بردہ فروش بھی نہیں ہوں’’...... نوجوان نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”ابھی تم نے خود قبول کیا ہے“...... میجر ہارلس نے غرا کر کہا۔
”آپ میرا مطلب نہیں سمجھے سر“...... اس نوجوان نے کہا۔
”چلو سمجھاؤ مگر جلدی“...... میجر ہارلس نے غراتے ہوئے کہا۔
”میرا کام یہ ہے کہ میں مختلف شہروں سے غریب دولت کی بھوکی، حسین اور پرشباب لڑکیوں کو ورغلا کر اپنے ساتھ لے آتا ہوں پھر جو بھی مجھے ان کی اچھی قیمت دیتا ہے اسے اس شیخ یا سرمائے دار کے حوالے کر دیتا ہوں“...... اس نوجوان نے اپنے پیشے کی تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
”یہ بردہ فروشی نہیں ہے تو اور کیا ہے۔ بہرحال آگے بولو“۔ میجر ہارلس نے کہا۔
”راستے میں آپ لوگوں سے پہلے اس کا احمق ساتھی آ گیا اور وہ دونوں ڈائننگ کار میں جا بیٹھے جہاں سے آپ لوگوں نے انہیں پکڑ لیا تھا“...... نوجوان نے کہا۔
”ہونہہ۔ اور کچھ“...... میجر ہارلس نے غرا کر کہا۔
”میں سمجھ رہا تھا کہ اس کا احمق ساتھی مجرم ہے اور آپ لڑکی کو چھوڑ دیں گے تو میں اسے ساتھ چلنے پر تیار کر لوں گا اور اس طرح میرا ٹرپ کامیاب ہو جائے گا“...... نوجوان نے کہا۔
”پھر“...... میجر ہارلس نے پوچھا۔
”مگر کیبن سے جب وہ دونوں ساتھ نکلے تو میں نے سمجھا کہ دونوں بے گناہ تھے اور اب وہ اپنی سیٹ پر جائیں گے مگر اس کے

بجائے ان دونوں نے پہلے کچھ باتیں کیں پھر ایک ایک کر کے کوچ کا دروازہ کھول کر باہر کود گئے“...... نوجوان نے کہا۔
”انہوں نے تمہیں نہیں دیکھا تھا“...... میجر ہارلس نے پوچھا۔
”نہیں اور وہ اس لئے کہ انہیں کیبن سے نکلتا دیکھ کر میں کوچ کے راستے والی سائیڈ میں چھپ گیا تھا اور وہ اس طرف نہیں آئے تھے“...... نوجوان نے کہا۔
”ہیلی کاپٹر کہاں ہے“...... میجر ہارلس نے پہلے نوجوان کی بات سن کر سر ہلایا پھر اس نے روسٹن سے پوچھا۔
”آپ کے حکم سے اسے واپس بھیج دیا گیا تھا جناب“۔ روسٹن نے کہا۔
”اسے طلب کر لو ہم وہاں چلیں گے جہاں اس نوجوان نے انہیں کودتے دیکھا ہے“...... میجر ہارلس نے کہا۔
”مگر سر۔ اندھیرا ہونے والا ہے اس لئے اگر آپ کی اجازت ہو تو دو تین ہیلی کاپٹر لے لئے جائیں“...... روسٹن نے کہا۔
”ٹھیک ہے۔ ان میں سرچ لائٹس نصب ہونی ضروری ہیں“۔ میجر ہارلس نے کہا۔
”وہ تو ہر ہیلی کاپٹر میں ہوتی ہیں باس“...... روسٹن نے کہا۔
”میں ایکسٹرا سرچ لائٹس کے بارے میں کہہ رہا ہوں۔ نانسنس“...... میجر ہارلس نے کہا۔
”اوکے باس“...... روسٹن نے سر ہلایا۔

’’فوراً کال کر کے انہیں طلب کرو ایسا نہ ہو کہ وہ شیطان اس جہنم زار صحرا سے کسی اور طرف نکل جانے میں کامیاب ہو جائیں‘‘...... میجر ہارلس نے کہا۔

’’نو باس۔ وہ اس آگ اگلتے صحرا سے آسانی سے کسی آبادی تک نہیں پہنچ سکتے، کیونکہ جب وہ کودے تھے تو اس وقت ٹرین کا دس منٹ کا راستہ باقی تھا اور یہ دس منٹ کا راستہ سترہ میل کا ہے‘‘...... روسٹن نے کہا۔

’’ہونہہ۔ ٹھیک ہے جاؤ‘‘...... میجر ہارلس نے سر ہلا دیا۔

’’اوکے باس‘‘...... روسٹن نے کہا اور وہ وہاں سے چلا گیا۔

’’اس نوجوان کو لے جاؤ یہ ہمارے ساتھ وہاں تک جائے گا‘‘...... میجر ہارلس نے روسٹن سے کہا۔

’’یس باس‘‘...... روسٹن نے کہا اور اپنے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور انہوں نے نوجوان کو حراست میں لے لیا۔

’’یہ۔ یہ کیا ہے‘‘...... راسکو نے گھبرا کر خوفزدہ لہجے میں عمران کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

’’اسے ریوالور کہتے ہیں کیا تم نہیں جانتے‘‘...... عمران نے سفاکی سے بھرپور لہجے میں کہا۔

’’کک کک۔ کیا مطلب۔ کیا تم لٹیرے ہو اور کیا تم مجھے قتل کرنا چاہتے ہو‘‘...... راسکو نے خوف سے لرزتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

’’ہاں‘‘...... عمران نے اثبات میں سر ہلایا۔

’’مم۔ مگر کیوں‘‘...... راسکو نے پوچھا۔

’’اس لئے کہ اس کی ضرورت ہے‘‘...... عمران نے کہا۔

’’مگر۔ میں نے تو تمہیں لفٹ دے کر تم پر احسان کیا ہے پھر تم مجھے کیوں قتل کرنا چاہتے ہو‘‘...... راسکو نے کہا۔

’’یہ تمہارا احسان نہیں۔ تمہاری نظر میری ساتھی پر تھی۔ تم جس

طرح میری ساتھی کی طرف دیکھ رہے تھے میں تمہارا ارادہ بخوبی سمجھ رہا تھا“...... عمران نے غرا کر کہا۔

”مم۔ مگر......“ راسکو نے کہنا چاہا تھا۔

”مجھے اگر مگر کی زبان نہیں آتی“...... عمران نے منہ بنا کر کہا اور ساتھ ہی اس نے ٹریگر دبا دیا۔ راسکو کی کھوپڑی کسی ناریل کی طرح بکھرتی چلی گئی۔ وہ لہرایا اور گرتا چلا گیا۔ عمران نے ریوالور جیب میں رکھا پھر بڑی تیزی سے راسکو کی تلاشی لے کر سب کچھ نکال کر اپنی جیبوں میں رکھا اور اسے گھسیٹ کر ایک ریتیلے ٹیلے کی جڑ میں ڈال دیا۔ پھر ٹیلے پر چڑھ کر ریت کو دھکیلا ایک لمحے بعد ہی راسکو کی لاش کو اوپر سے گرنے والی ریت نے ڈھانپ لیا تھا۔ عمران نے اس کے کھینچے جانے سے بننے والے نشانات برابر کئے پھر جس جگہ وہ گرا تھا وہاں خون پر ریت ڈالی۔ پھر اچھی طرح مطمئن ہو کر کہ راسکو کا کوئی نشان نظر نہیں آ رہا وہ ٹرک میں آ بیٹھا اور انجن اسٹارٹ کر کے ٹرک کو حرکت میں لے آیا۔ جولیا اسے گھور رہی تھی۔

”تم نے اسے قتل کیوں کر دیا“...... جولیا نے پوچھا۔

”پھر کیا کرتا“...... عمران نے پوچھا۔

”اسے زندہ رکھ کر بہت سے فائدے اٹھا سکتے تھے“...... جولیا نے کہا۔

”پہلے کیوں نہیں بتایا تھا۔ میں اسے قتل نہ کرتا بلکہ لوریاں سنا کر

میٹھی نیند سلا دیتا“...... عمران نے مخصوص انداز میں کہا تو جولیا ایک طویل سانس لے کر رہ گئی۔ ایک ڈیڑھ میل کا فاصلہ طے کرنے کے بعد عمران نے ٹرک روک دیا پھر انجن بند کر دیا۔

”اب کیوں رکے ہو“...... جولیا نے پوچھا۔

”ٹرک میں جو سامان ہے اس کا جائزہ لینا ہے“...... عمران نے کہا۔

”جب آبادی میں پہنچ کر ٹرک چھوڑ دینا ہے تو پھر سامان کا جائزہ لینے سے کیا فائدہ“...... جولیا نے کہا۔

”اول تو اس لئے سامان کا جائزہ لینا ضروری ہے کہ کہیں چیکنگ ہو تو آسانی سے جوابدہی کی جا سکے۔ اس کے علاوہ میرے ذہن میں جو کچھ ہے اس پر عمل کرنے کے لئے بھی ٹرک میں موجود سامان سے واقفیت ضروری ہے“...... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ جاؤ۔ لے لو جا کر جائزہ“...... جولیا نے منہ بنا کر کہا۔ عمران ٹرک سے نیچے اتر گیا اور چند لمحے بعد جولیا نے عقبی حصے میں کھڑکھڑاہٹوں کی آوازیں سنی۔ اسے ٹارچ کی روشنی بھی نظر آئی تھی۔ یہ ٹارچ عمران کو ٹرک کے ڈیش بورڈ پر رکھی ہوئی ملی تھی۔

”جولیا نیچے آؤ“...... عمران نے جولیا سے کہا۔

”کیوں کیا بات ہے“...... جولیا نے پوچھا۔ پھر وہ دروازہ کھول کر نیچے اتر آئی تھی کیونکہ عمران اس کی بات کا جواب دیئے بغیر ہی ٹرک کے عقبی حصے کی جانب چلا گیا تھا وہ بھی اسی جانب بڑھی تھی۔

پھر عقبی حصے میں پہنچی تو چونک پڑی۔ عمران نے دودھ کا ایک ڈبہ نیچے اتار رکھا تھا یہ ڈبہ کافی بڑا تھا اور جولیا کا اندازہ تھا کہ اس میں ایک سے ڈیڑھ من دودھ بھرا ہوا ہو گا۔ ٹرک میں ایک بڑا سا واٹر کولر تھا جو صاف پانی سے بھرا ہوا تھا۔

”میں آگے جا رہا ہوں تم کپڑے اچھی طرح جھاڑ لو اور واٹر کولر سے پانی لے کر جسم پر سے ریت صاف کر لو“...... عمران نے کہا۔

”کیا مطلب“...... جولیا نے چونک کر کہا۔

”ابھی میرے پاس مطلب بتانے وقت نہیں ہے۔ جلدی کرو“...... عمران نے کہا پھر وہ جواب کا انتظار کئے بغیر ہی اگلے حصے کی جانب چلا آیا۔ پھر وہ پانی گرنے کی آوازیں سنتا رہا پانچ چھ منٹ بعد جولیا اس کے قریب آ گئی اس نے اپنے جسم سے ریت صاف کر کے لباس پہن لیا تھا البتہ بالوں سے پانی رس رہا تھا۔

”یہاں رکو میں بھی اپنا حلیہ درست کر لوں“...... عمران نے کہا اور عقبی حصے میں چلا آیا اس نے لباس سے ریت جھاڑنے اور نہانے میں چند منٹ سے زیادہ نہیں لگائے تھے پھر وہ اگلے حصے میں چلا آیا۔ واٹر کولر اس نے واپس ٹرک میں رکھ دیا تھا اس میں اب بھی اتنا پانی تھا کہ اگر انہیں دور دراز کا بھی سفر کرنا پڑے تو پانی راستے بھر کے لئے کافی تھا۔ اسٹیرنگ سنبھالتے ہی اس نے رفتار بڑھانی شروع کر دی تھی پھر وہ ساٹھ کلو میٹر کی رفتار سے ٹرک

دوڑانے لگا نظریں سڑک پر تھیں اور ذہن تیزی سے سوچ رہا تھا وہ بالٹی مور آڑھتی کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ وہ اس کے منصوبے پر کہاں تک عمل کر سکے گا۔ اچانک عمران کی چھٹی حس جاگ اٹھی اور اسے کسی خطرے کا احساس ہونے لگا مگر خطرہ کہاں تھا اس کا وہ اندازہ نہیں کر سکا اس نے ایک بار سڑک کا جائزہ لیا۔ جہاں تک روشنی پہنچ رہی تھی وہاں تک سڑک سیدھی جاتی نظر آ رہی تھی اس نے سڑک کا جائزہ لینے کے بعد ہیڈ لائٹس کے ساتھ ٹرک کی اندرونی لائٹس بھی بجھا دیں۔

”میں بھی یہی کہنے والی تھی“...... جولیا نے کہا۔

”کیا۔ بتیاں بند کرنے کے بارے میں“...... عمران نے پوچھا۔

”ہاں کیونکہ میری چھٹی حس خطرے کی آمد کا احساس دلانے لگی ہے“...... جولیا نے کہا۔

”یہی حال میرا بھی ہے۔ اسی لئے میں نے لائٹس آف کر دی ہیں تاکہ ٹرک نظر نہ آئے“...... عمران نے کہا۔

”کیسے نظر نہ آئے“...... جولیا نے چونک کر پوچھا۔

”آبادی والوں کو“...... عمران نے کہا۔

”آبادی قریب ہے کیا“...... جولیا نے پوچھا۔

”ہاں اور کسی بھی لمحے آبادی کی روشنیاں نظر آ سکتی ہیں۔ کیونکہ وقت کے لحاظ سے ہم منزل پر پہنچنے ہی والے ہیں“...... عمران نے کہا۔

”وقت سے تمہارا اشارہ کیا میجر ہارلس کے بتائے ہوئے دس منٹ سے ہے“...... جولیا نے پوچھا۔

”ہاں ہائی ایکسپریس کی رفتار سو کلو میٹر فی گھنٹے تھی اور میجر ہارلس نے دس منٹ بعد اسٹیشن آنے کا اعلان کیا تھا اس لئے اس حساب سے کل سترہ اٹھارہ میل کا فاصلہ بنتا ہے۔ اب ہم پندرہ میل کے لگ بھگ سفر طے کر چکے ہیں اس لئے آبادی کے قریب ہی پہنچنے والے ہیں“...... عمران نے کہا۔

”اگر آبادی میں داخلے سے پہلے چیکنگ ہوئی تو“...... جولیا نے کہا۔

”اس کا امکان کم ہے بہرحال چیکنگ ہوئی تو دیکھا جائے گا“...... عمران نے کہا۔

”ہمارے پاس صرف ریوالور ہیں“...... جولیا نے کہا۔

”پرواہ مت کرو“...... عمران نے کہا۔ پھر اچانک اس کی نظر دور بہت دور فضا میں چمکنے والے جگنوؤں جیسے روشن دھبوں پر پڑی اور وہ چونک پڑا۔ دھبے آہستہ آہستہ بڑے ہوتے جا رہے تھے۔

”یہ تو ہیلی کاپٹر لگتے ہیں“...... جولیا نے کہا۔

”لگتے ہیں نہیں بلکہ ہیلی کاپٹر ہی ہیں اور تین عدد ہیں اور رخ بھی ہماری جانب ہی ہے“...... عمران نے کہا۔

”اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ ہمیں دیکھ لیں گے“...... جولیا نے کہا۔

”اس کا امکان کم ہے“...... عمران نے کہا۔

”وہ کیوں“...... جولیا نے قریب آتے ہوئے روشن دھبوں کو دیکھتے ہوئے پوچھا دھبے اب کافی بڑے ہو گئے تھے۔

”رات اندھیری ہے اور ٹرک کی کوئی لائٹ روشن نہیں ہے۔ اس لئے ہمارا دیکھا جانا ناممکن ہے“...... عمران نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ جب ہیلی کاپٹر بہت قریب آ گئے تو عمران نے ٹرک روک کر انجن بند کر دیا اور اس وقت تک دوبارہ ٹرک حرکت میں نہیں لایا جب تک ہیلی کاپٹر ان کے سروں پر سے گزر کر دور نہ نکل گئے۔

”ریڈار کی وجہ سے تم نے انجن بند کیا تھا“...... جولیا نے پوچھا۔

”ہاں“...... عمران نے سر ہلایا۔ عمران نے اسی خیال سے ٹرک روک کر انجن بند کیا تھا کہ اگر کسی ہیلی کاپٹر میں جدید ترین ریڈار لگا ہوا ہوتا تو وہ فوراً ہی پائلٹ کو بتا دیتا کہ ان کے نیچے زمین پر کوئی گاڑی موجود ہے۔ وہ چلتے رہے دو تین منٹ بعد انہیں آبادی کی روشنیاں نظر آنے لگی تھی پھر وہ کسی چیکنگ سے دو چار ہوئے بغیر آبادی میں داخل ہو گئے تھے عمران نے ایک جگہ ٹرک روک دیا۔ وہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ راجم مارکیٹ کہاں ہے کہ چونک پڑا اسے قریب ہی سے کسی کی آواز سنائی دی تھی۔

”راجم مارکیٹ جا رہے ہو تو مجھے بھی لیتے چلو“...... عمران نے

آواز کی سمت دیکھا اس کے ٹرک سے دو قدم کے فاصلے پر کھڑی ہوئی سیاہ کار کے پاس موجود دو میں سے ایک آدمی نے دوسرے سے کہا تھا۔

"تمہاری گاڑی کا کیا بنا۔ ابھی تک مرمت ہو کر نہیں آئی کیا"...... دوسرے آدمی نے پہلے سے کہا۔

"نہیں"...... پہلے آدمی نے سر ہلا کر کہا۔

"چلو پھر سوچ کیا رہے ہو"...... دوسرے نے کہا۔ پھر وہ گاڑی میں بیٹھے اور گاڑی حرکت میں آ گئی۔ عمران نے خدا کا شکر ادا کیا کہ اس نے ایک بڑی مشکل حل کر دی ورنہ یہ بھی ممکن تھا کہ وہ کسی سے راجم مارکیٹ کا پتہ پوچھتا اور بعد میں پتہ بتانے والا پولیس کی پوچھ گچھ کے دوران بتا دیتا کہ اس نے ایک مرد اور ایک لڑکی کو جو ٹرک میں سوار تھے راجم مارکیٹ کا بتایا ہے بس پھر پولیس راجم مارکیٹ کی طرف متوجہ ہو جاتی اور راسکو کے ٹرک کی وجہ سے ان کا پتہ با آسانی لگ جاتا۔ جبکہ اب وہ اس خطرے سے کسی حد تک محفوظ تھے وہ سیاہ کار کا تعاقب کرتے ہوئے راجم مارکیٹ پہنچ گئے۔ یہاں اور بھی ٹرک کھڑے تھے جن پر مال لادا اور اتارا جا رہا تھا۔ عمران نے آس پاس کا جائزہ لے کر ٹرک ایک مناسب جگہ پارک کیا پھر جولیا کی طرف مڑا۔

"میں بالٹی مور آڑھتی کا پتہ لگانے جا رہا ہوں تم چوکنی رہنا"۔ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے"...... جولیا نے کہا۔

"کوئی خطرہ ہو تو رسٹ واچ ٹرانسمیٹر پر سگنل دے دینا۔ ویسے بھی تم غیر ملکی ہو اور عبرانی زبان سے ناواقف ہو اس لئے کوئی پوچھ گچھ کرے تو تم ایکریمین زبان بولنا شروع کر دینا"...... عمران نے کہا۔

"اس سے کیا ہو گا"...... جولیا نے پوچھا۔

"ایکریمین لب لہجے میں بات کرو گی تو وہ ایکریمین سمجھتے ہوئے درگزر سے کام لیں گے کیونکہ اسرائیل، ایکریمیا کا لاڈلا ملک ہے"...... عمران نے مسکرا کر کہا۔

"اوہ اچھا سمجھ گئی"...... جولیا نے کہا۔

"خیال رکھنا"...... عمران نے کہا اور ٹرک سے اتر کر مارکیٹ میں داخل ہو گیا۔ یہاں بھی خوش قسمتی اس کے ساتھ تھی اندر داخل ہوتے ہی بائیں سمت کی دوسری دکان پر نظر ڈالتے ہی وہ رک گیا۔ دکان پر عبرانی زبان میں ایک بورڈ لگا ہوا تھا جس پر بالٹی مور اینڈ کو لکھا ہوا تھا اور عمران عبرانی زبان سے بخوبی واقف تھا۔ وہ اسی طرف بڑھتا چلا گیا دکان پر صرف دو افراد تھے۔

"فرمائیں"...... عمران کو دیکھتے ہی ان میں سے ایک نے پوچھا زبان عبرانی استعمال کی گئی تھی۔

"مسٹر بالٹی مور سے ملنا ہے"...... عمران نے بھی عبرانی ہی میں جواب دیا۔

"میں ہی بالٹی مور ہوں بولیں"...... اس سے بات کرنے والے نے کہا۔

"میں راسکو کا بھائی کراسکو ہوں"......عمران نے کہا۔

"ارے۔ آؤ بیٹھو۔ وہ راسکو کہاں ہیں"...... بالٹی مور نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"گھر پر ہے۔ اس کی طبیعت ناساز تھی اس لئے اس نے ٹرک پر مجھے مال دے کر بھیجا ہے"......عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس نے راسکو سے کرید کرید کر اس کے بارے میں ہر بات تفصیل سے پوچھ لی تھی اس لئے وہ اطمینان بھرے انداز میں بالٹی مور کے سوالوں کے جواب دے سکتا تھا۔

"ٹرک کہاں ہے"...... بالٹی مور نے پوچھا۔

"دروازے پر"......عمران نے کہا۔

"کراڈ۔ جاؤ مال اتروا کر گودام میں رکھو اور قہوہ بھجوا دو"۔ بالٹی مور نے اپنے ایک آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جی اچھا"......کراڈ نے کہا اور کھڑا ہو گیا۔

"ٹرک میں میری بیوی بیٹھی ہے اس کا خیال رکھنا"......عمران نے کراڈ سے کہا اور بالٹی مور چونک پڑا۔

"تم اپنی بیوی کو ساتھ لائے ہو خیریت تو ہے نا۔ کیا پھر کسی نے اس سے زیادتی کی ہے"...... بالٹی مور نے حیرت زدہ لہجے میں پوچھا۔

"زیادتی"......عمران نے دوہرایا فوراً ہی بجلی کی طرح ایک خیال اس کے ذہن میں آیا تھا کہ شاید پہلے کسی نے کراسکو کی بیوی کے ساتھ زیادتی کی ہو گی جس کا بالٹی مور کو علم ہے اس لئے اب اس بات سے اسے فائدہ اٹھانا چاہئے۔

"ہاں پہلے بھی کوئی آفیسر تمہاری بیوی کے پیچھے لگ گیا تھا اور اسے اغوا کر کے بے عزت کرنا چاہا تھا مگر راسکو نے بروقت اپنا اثر رسوخ استعمال کرتے ہوئے اسے بچا لیا تھا"...... بالٹی مور نے کہا۔

"اب بھی ایسی ہی بات ہے۔ انٹیلی جنس کے ایک آفیسر کا حکم ہے کہ میں اپنی بیوی کو ان کی سیکرٹری بنا دوں اور جب تک وہ اس کی سیکرٹری رہے میں اس سے کوئی تعلق نہ رکھوں"......عمران نے مظلوم سا لہجہ بنا کر کہا۔

"اوہ۔ تو پھر"...... بالٹی مور نے پوچھا۔

"ہمارے انکار پر اس نے میرے اور میری بیوی کے خلاف فلسطینیوں کی مدد کرنے کا مقدمہ کھڑا کر دیا ہے"......عمران نے جواب دیا تو بالٹی مور کے چہرے پر تشویش کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

"پھر"...... بالٹی مور نے تشویش زدہ لہجے میں پوچھا۔

"وہ ہمیں گرفتار کرنا چاہتے تھے مگر راسکو نے ٹرک دے کر ہمیں یہاں آپ کے پاس بھیج دیا ہے"......عمران نے کہا۔

"ہونہہ۔ٹھیک ہے"...... بالٹی مور نے سر ہلا کر کہا۔

"راسکو نے کہا تھا کہ آپ ہماری مدد کریں گے اور......" عمران نے کہا۔

"راسکو نے اب میری بات مانی ہے جبکہ پانی سر سے گزر چکا ہے"...... بالٹی مور نے بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"جی میں سمجھا نہیں"......عمران نے کہا۔

"میں پہلے بھی اس سے کہہ چکا تھا کہ تمہیں وہ یہاں چھوڑ دے میں تمہاری ہر طرح مدد کروں گا مگر وہ نہیں مانا"...... بالٹی مور نے منہ بنا کر کہا۔

"مگر اب تو ہم یہاں بھی نہیں رہ سکتے"......عمران نے کہا۔

"میں سمجھتا ہوں۔ پولیس وہاں تمہیں اور تمہاری بیوی کو نہ پا کر ادھر ہی کا رخ کرے گی کیونکہ سب کو علم ہے کہ راسکو کا ایک گھر یہاں بھی ہے اور کاروبار بھی وہ یہاں سے ہی کرتا ہے"...... بالٹی مور نے کہا۔

"میں یہی کہنا چاہتا تھا"......عمران نے کہا۔

"فکر مت کرو۔ آج رات دو بجے یہاں سے میرے دو ٹرک مال لے کر غزہ جا رہے ہیں تم دونوں کو ان کے ذریعے میں غزہ بھجوا دوں گا وہاں میرا مکان بھی موجود ہے"...... بالٹی مور نے کہا۔

"شکریہ"......عمران نے کہا۔

"اس مکان میں جب تک تمہارا دل چاہے چھپے رہ سکتے ہو مگر اخراجات بہرحال تمہیں دینے ہوں گے"...... بالٹی مور نے کہا۔

"ضرور۔ راسکو نے کہا تھا کہ اگر آپ ہماری مدد پر تیار ہو جائیں تو آج کا سارا مال آپ کی نظر کر دیا جائے"......عمران نے کہا۔

"کیا۔سارا مال"...... بالٹی مور نے حیرت سے کہا۔

"ہاں۔آپ میری مدد پر تیار ہیں اس لئے آج آنے والا سارا مال آپ کا ہو گیا ہے"......عمران نے کہا۔

"راسکو کا دل واقعی بہت بڑا ہے۔اب تم فکر مت کرو۔ میرے ہوتے ہوئے تمہیں اور تمہاری بیوی کو کوئی چھو بھی نہیں سکتا۔ تم دونوں کی حفاظت اب میری ذمہ داری ہے"...... بالٹی مور نے مسرت آمیز لہجے میں کہا۔

"جی"......عمران نے سعادت مندی سے کہا۔

"لو قہوہ پیو۔تمہاری بیوی کو بھی بھجوا دوں"...... بالٹی مور نے قہوہ لانے والے سے قہوہ لے کر اس کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

"ضرور"......عمران نے سر ہلا دیا۔ بالٹی مور نے ایک آدمی کے ذریعے ٹرک میں جولیا کے لئے قہوہ بھجوایا تھا۔

"قہوہ پی کر ہم یہاں سے چل دیں گے"...... بالٹی مور نے کہا۔

"کہاں پر"......عمران نے بے ساختہ پوچھا۔

"اپنی رہائش گاہ پر لے جاؤں گا وہاں تم لوگ کچھ کھا پی لینا اتنی دیر میں غزہ جانے والے ٹرک لوڈ ہو جائیں گے"...... بالٹی مور نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ زیادہ دیر کسی پبلک مقام پر ہمارا رہنا مناسب بھی نہیں ہے"...... عمران نے کہا۔

"اسی لئے تمہیں یہاں سے اپنی رہائش گاہ لے جا رہا ہوں"...... بالٹی مور نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلایا اور وہ قہوہ پینے لگے۔

قہوہ پی کر بالٹی مور نے عمران اور جولیا کو ساتھ لیا اور اپنی کار میں بٹھا کر وہ انہیں اپنی رہائش گاہ میں لے آیا۔ بالٹی مور ان کو اپنی رہائش گاہ پر چھوڑ کر واپس چلا گیا تھا۔ جانے سے پہلے اس نے نوکروں کو ان کے بارے میں کچھ ہدایتیں دی تھی پھر عمران کو بتایا تھا کہ وہ ڈیڑھ بجے تک لوٹ آئے گا اور ان کو اپنے ساتھ لے جا کر ٹرک میں بٹھا دے گا۔ اس کے جانے کا سبب بھی ٹرک ہی تھے اسے اپنے سامنے مال لوڈ کرانا تھا اور مال اس طرح لوڈ کرانا تھا کہ ان کے بیٹھنے کی جگہ اس میں اس طرح بن سکے کہ سارا سامان باہر نکالے بغیر کوئی ان کو ہرگز نہ دیکھ سکے اور یہ کام رازداری سے کرنا تھا۔ اس کے چلے جانے کے بعد ان دونوں نے پھر غسل کیا تھا اور اپنے جسم پر سے ریت کا ایک ایک ذرہ صاف کر دیا تھا پھر انہوں نے نوکروں کے مہیا کئے ہوئے لباس پہن لئے

تھے۔ لباسوں کے بارے میں بھی بالٹی مور ہی نے نوکروں کو ہدایت دی تھی اور وہ ان کے لئے لباس لائے تھے۔ ان کے تیار ہو جانے کے بعد نوکروں نے ان کے لئے کھانا لگا دیا تھا۔

"کیا بالٹی مور پر اعتماد کیا جا سکتا ہے"...... کھانا کھانے کے بعد کافی پیتے ہوئے جولیا نے پوچھا۔

"نہ کرنے کی وجہ"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"یہودی دنیا بھر میں بے اعتماد قوم کے طور پر مشہور ہیں"۔ جولیا نے کہا۔

"ہاں مگر دولت کا لالچ بالٹی مور کو دھوکہ دینے سے باز رکھے گا"...... عمران نے کہا۔

"کیوں۔ اگر اسے حقیقت کا علم ہو گیا اور اس نے محبّ وطن بن کر یہ سوچتے ہوئے کہ ہمارے بعد بھی سارا مال اسی کا ہے کیا وہ ہمیں گرفتار نہیں کرا سکتا"...... جولیا نے کہا۔

"بات صرف ہماری ذات تک محدود ہوتی تو وہ ضرور ایسا کر گزرتا"...... عمران نے کہا۔

"کیا مطلب۔ میں سمجھی نہیں"...... جولیا نے پوچھا۔

"اسے یہ علم ہے کہ اگر اس نے ہم سے دھوکہ کیا تو راسکو اس کی گردن دبوچنے کے لئے موجود ہے"...... عمران نے کہا۔

"تو یہ بات ہے۔ اس لئے تم نے اس پر بھروسہ کیا ہے کہ اسے راسکو کا خوف تعاون کرنے پر مجبور رکھے گا"...... جولیا نے کہا۔

"راسکو کا خوف اور دولت کا لالچ۔ یقیناً راسکو کافی با اثر آدمی تھا"...... عمران نے کہا۔

"اگر اسے راسکو کے بارے میں علم ہو جائے کہ......" جولیا نے کہنا چاہا مگر عمران نے ہاتھ اٹھا کر اسے روک دیا۔

"دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"مگر یہاں ہماری مقامی زبان سمجھنے والا کون ہے"...... جولیا نے کہا۔

"نہ ہو مگر احتیاط اپنی جگہ پر"...... عمران نے کہا۔

"اب تمہارے ذہن میں کیا ہے۔ میرا مطلب ہے کہ غزہ جا کر کیا کرو گے"...... جولیا نے پوچھا۔

"وہاں سے ہم اُردن میں داخل ہو جائیں گے۔ وہاں ہمارا سفارتخانہ موجود ہے"...... عمران نے کہا۔

"سرحد عبور کرنا آسان نہ ہوگا"...... جولیا نے کہا۔

"سرحد کیسے عبور کریں گے یہ غزہ پہنچ کر دیکھیں گے"...... عمران نے کہا۔

"پہلے تمہارا ارادہ اطاقہ جانے کا تھا"...... جولیا نے کہا۔

"نہیں۔ جانا غزہ ہی تھا۔ اطاقہ تو صرف دکھاوے کے لئے کہا تھا۔ میں نہیں چاہتا کہ کسی کو ہماری اصل منزل کا پتہ چلے"۔ عمران نے کہا۔

"تو کیا تم اپنا مشن پورا نہیں کرو گے۔ تم نے تو کہا تھا کہ ہم

نے ٹاپ سیکرٹ فائل کے جو پرنٹ حاصل کئے ہیں وہ ادھورے ہیں"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"دیکھنے میں پرنٹ واقعی ادھورے ہیں لیکن ایسا ہے نہیں"۔ عمران نے مسکرا کر کہا تو جولیا چونک پڑی۔

"ایسا نہیں ہے کا کیا مطلب ہے"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر کارٹرس واقعی انتہائی ذہین اور شاطر انسان ہے۔ اس نے دکھاوے کے طور پر اپنے سیکرٹ لاکر میں جو فائلیں اور دستاویزات رکھی ہوئی تھیں وہ سب مخصوص پیپر پر پرنٹ تھیں۔ جن کی اگر کاپیاں بنائی جائیں یا کسی بھی اسپائی کیمرے سے پرنٹ نکالے جائیں تو ایسا لگتا ہے جیسے آدھے ادھورے پرنٹ آئے ہوں لیکن ایسا نہیں تھا۔ جب میں ٹاپ سیکرٹ فائل اور دوسری دستاویزات دیکھ رہا تھا تو مجھے ان تمام پرنٹس میں ایک کامن بات محسوس ہوئی تھی۔ اس کامن بات نے مجھے بہت الجھایا ہوا تھا لیکن پھر بعد میں میرے دماغ کے بند دریچے کھل گئے اور مجھے پتہ چل گیا ہے کہ پرنٹس میں، میں نے جو کامن بات محسوس کی تھی وہ کیا ہو سکتی ہے"...... عمران نے اسی طرح مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا ہے وہ کامن بات"...... جولیا نے پوچھا۔

"تم نے بھی پرنٹس دیکھے تھے۔ تمہیں یاد ہوگا کہ ان تمام پرنٹس میں ایک صفحے پر کچھ لکھا ہوا تھا جبکہ دوسرا صفحہ خالی تھا اور گہرے

نیلے رنگ کا تھا۔ میں نے احتیاطاً فائلوں اور دستاویزات کے بلینک پیپرز کی بھی تصاویر اتار لی تھیں نیلے رنگ کے بلینک پیپرز پر مجھے جگہ جگہ سرخ دھبے سے دکھائی دیئے تھے اور کچھ ایسی ٹیڑھی میڑھی لکیریں دکھائی دیتی ہیں جو سمجھ سے بالاتر ہیں۔ میں ان لکیروں کے جالوں میں ہی الجھا رہا تھا۔ مجھے ایسا لگ رہا تھا جیسے ایسے سرخ دھبے اور لکیروں کے جالوں والے پرنٹس میں پہلے بھی کہیں دیکھ چکا ہوں۔ بہت سر کھپانے کے بعد جب میں نے تمہارے ساتھ ٹرین سے ریگستان میں چھلانگ لگائی تو گرم ریت پر گرتے ہی میرا سر بھی گرم ہو گیا جس نے میرے دماغ کی بند رگوں کو گرما دیا اور میرے دماغ کی بند کھڑکیاں کھلتی چلی گئیں اور مجھے بلینک پرنٹس پر ریڈ ڈاٹس اور لکیروں کے جال کا مطلب سمجھ آ گیا"۔ عمران نے کہا۔

"کیا مطلب ہے ریڈ ڈاٹس اور لکیروں کے جال کا"...... جولیا نے اس کی جانب بدستور حیرت بھری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ ڈاٹ لائن کوڈ ہیں۔ ڈاکٹر کارٹرس نے سیکرٹ لاکر میں جتنی بھی فائلیں اور دستاویزات رکھی ہیں انہیں اس نے انتہائی ذہانت سے ترتیب دیا تھا۔ ہر صفحے پر پرنٹ لے کر اس نے اگلا صفحہ ڈاٹ لائن کوڈ سے تحریر کیا تھا اور سادہ پیپر پر ایسی روشنائی استعال کی جو دکھائی نہیں دیتی اور پیپر بلینک دکھائی دیتا ہے لیکن اگر اس صفحے کا پرنٹ نکال لیا جائے تو تحریر ریڈ ڈاٹ اور ٹیڑھی میڑھی لکیروں کی

شکل میں واضح ہو جاتا ہے۔ بس پھر اسے ڈی کوڈ کرنا ہوتا ہے اور فائل مکمل ہو جاتی ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ تم نے جان بوجھ کر فائلوں اور دستاویزات کے بلینک پیپرز کی بھی تصاویر لی تھیں"...... جولیا نے چونکتے ہوئے کہا۔

"نہیں۔ اس وقت میرے دماغ میں ایسی کوئی بات نہیں تھی۔ میں غیر ارادتاً ہی تصویریں اتارتا چلا گیا تھا۔ اصل شک تو مجھے بلینک پیپرز کے نکلے ہوئے پرنٹس کو دیکھ کر ہوا تھا جو نیلے رنگ کے آئے تھے اور سرخ دھبوں اور لکیروں سے بھرے ہوئے تھے۔ میرا دماغ ہر وقت اسی ادھیڑ بن میں رہتا تھا کہ بلینک پیپرز کے ایسے پرنٹ کیسے بن سکتے ہیں۔ بہت سوچ کر اور دماغ کھپانے کے بعد آخر کار مجھے ڈاٹ لائن کوڈ سمجھ آیا اور میں نے جب اس پر غور کیا تو میرے دماغ میں ٹاپ سیکرٹ فائل خود بخود مکمل ہوتی چلی گئی"۔ عمران نے کہا تو جولیا کے چہرے پر مسرت کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

"گڈ شو۔ اس کا مطلب ہے کہ ہم یہاں جس کام کے لئے آئے تھے وہ پورا ہو چکا ہے"...... جولیا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں"...... عمران نے جواب دیا۔

"تو پھر ہمیں اس طرح ادھر ادھر بھاگنے کی کیا ضرورت ہے۔

ہمیں تو فوری طور پر اسرائیل سے نکل جانا چاہئے''...... جولیا نے کہا۔

''میں یہی تو کر رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''ٹاپ سیکرٹ فائل کا راز ہے کیا''...... جولیا نے پوچھا۔

''ڈاکٹر کارٹرس چونکہ بنیادی طور پر ایک سائنس دان ہے اس لئے اس نے ایک نئے سائنسی اسلحے پر ریسرچ کی تھی۔ یہ ایک خصوصی گن ہے جن سے کلسٹر بموں جیسے بم برسائے جا سکتے ہیں۔ گن کی مدد سے ان بموں کو ہزاروں کلومیٹر دور تک کی رینج تک فائر کیا جا سکتا ہے اور ان بموں میں اگر کیمیائی مواد بھر دیا جائے تو اس سے ہونے والی تباہی ایٹم بموں سے ہونے والی تباہی سے قطعی مختلف نہ ہو گی اور یہ بم گن سے تسلسل کے ساتھ برسائے جا سکتے ہیں جنہیں راستے میں نہ تو کسی بیلسٹک میزائل سے روکا جا سکا ہے اور نہ ہی ان کی تباہی سے بچا جا سکتا ہے۔ ڈاکٹر کارٹرس نے اس نئی ایجاد کے تجربات بھی کئے تھے۔ ان تجربات کے بارے میں چیف کو پتہ چلا تو چیف نے فوری طور پر ہم دونوں کو یہاں بھیج دیا تاکہ ہم ڈاکٹر کارٹرس کی اس نئی ایجاد کا پتہ چلا سکیں۔ چیف کے حکم کے تحت ہمیں ڈاکٹر کارٹرس کی ٹاپ سیکرٹ فائل حاصل کرنی تھی جس میں تجربات کے ساتھ اس گن اور کلسٹر بموں جیسے اٹامک بم بنانے کا فارمولا بھی موجود تھا۔ اس کے علاوہ اس فائل میں اینٹی فارمولا بھی موجود ہے جس سے ان بموں سے ہونے والی تباہی کو

نہ صرف روکا جا سکتا ہے بلکہ ایٹمی تابکاری کے اثرات کو فوراً زائل کیا جا سکتا ہے''...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''مطلب یہ کہ ہمارے پاس گن اور بموں سمیت اینٹی فارمولا بھی موجود ہے''...... جولیا نے کہا۔

''ہاں۔ یہ سب مجھے بہت غور وخوض کرنے سے معلوم ہوا ہے۔ میرے دماغ کی بند کھڑکی کھلتے ہی مجھے ڈاٹ لائن کوڈ سمجھ آ گیا تھا جس سے مجھے یقین ہو گیا کہ ہم نے رہوڈا کی مدد سے ڈاکٹر کارٹرس کے سیکرٹ لاکر سے جو فائل حاصل کی ہے وہ نامکمل اور ادھوری نہیں ہے اور یہ بات واقعی ٹرین سے کودتے وقت اچانک میرے ذہن میں آئی تھی ورنہ میرا یہی پروگرام تھا کہ میں اطاقہ جاؤں اور جا کر کرنل رابرٹ یا ڈاکٹر کارٹرس کو تلاش کروں اور ان سے مکمل فائل حاصل کروں''...... عمران نے کہا۔

''اسی لئے تم نے اطاقہ جانے کی بجائے اب غزہ جانے کا پروگرام بنا لیا ہے تاکہ اسرائیل سے نکلا جا سکے''...... جولیا نے مسکرا کر کہا۔

''ہاں۔ اور ہمیں اسرائیل سے نکلنے کا یہ بہترین موقع ملا ہے۔ میں اس موقع کو ضائع نہیں کرنا چاہتا''...... عمران نے کہا۔

''وائٹ ایگل اور اس کے ساتھی کہاں غائب ہو گئے ہیں۔ ہمیں ٹرین میں چھوڑ جانے کے بعد نہ انہوں نے تم سے رابطہ کیا

ہے اور نہ تم نے''...... جولیا نے کہا۔

''ان کا کام ختم ہو گیا ہے۔ میں نے وائٹ ایگل کو پہلے ہی ہدایات دے دی تھیں کہ اطاقہ میں ہم دونوں ہی کام کریں گے اس لئے ان کے وہاں آنے یا ہمارے لئے کچھ کرنے کی ضرورت نہیں ہے''...... عمران نے کہا تو جولیا ایک طویل سانس لے کر رہ گئی۔

وہ لوگ ڈیڑھ بجے تک اسرائیل سے نکلنے کے معاملے پر غور کرتے رہے تھے پھر یہ مسئلہ بھی ڈسکس ہوا کہ ان کے پاس اسلحہ کے نام پر صرف ریوالور ہیں۔ اسلحہ وہ بالٹی مور کے ذریعے حاصل کر سکتے تھے مگر بہانہ کیا کرتے۔ جبکہ وہ پولیس سے مظلوم بن کر فرار ہونے کا ڈرامہ رچا رہے تھے ایسی صورت میں اسلحہ کا مطالبہ انہیں مشکوک کر سکتا تھا۔ پھر یہ بھی ممکن تھا کہ بالٹی مور شک میں پڑ کر ان کے بارے میں انکوائری کرنے لگتا یا راسکو ہی سے فون پر رابطے کی کوشش کرتا اور ان دونوں کا بھانڈا پھوٹ جاتا۔ اس لئے انہوں نے یہی فیصلہ کیا کہ وہ اسلحہ حاصل کرنے کے لئے کوئی اور طریقہ کار اختیار کریں گے۔ وہ دونوں انہی باتوں پر غور کر رہے تھے کہ بالٹی مور کمرے میں داخل ہوا مگر اس کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر وہ چونک پڑے۔ بالٹی مور حیرت زدہ نظروں سے انہیں گھور رہا تھا۔

''کیا بات ہے۔ آپ اس طرح سے گھور گھور کر ہمیں کیوں دیکھ رہے ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''سچ بتاؤ اصل بات کیا ہے''...... بالٹی مور نے انہیں گھورتے ہوئے پوچھا۔

''کیسی بات''...... عمران نے پوچھا۔

''یہی کہ تم کس وجہ سے وہاں سے بھاگ کر یہاں آئے ہو اور یہاں سے غزہ جانے کا تمہارا اصل مقصد کیا ہے۔ بولو''...... بالٹی مور نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''وہی جو ہم آپ کو پہلے بتا چکے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''اگر ایسا ہے تو یہ بتاؤ کہ پولیس تمہیں غیر ملکی ایجنٹ کیوں سمجھ رہی ہے۔ بولو۔ جواب دو''...... بالٹی مور نے کہا۔

''غیر ملکی ایجنٹ۔ گویا یہاں کالاب میں بھی ہماری تلاش شروع ہو چکی ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں اور میری اطلاعات کے مطابق وہ ایک ایسے جوڑے کو تلاش کرتے پھر رہے ہیں جو غیر ملکی ایجنٹ ہیں''...... بالٹی مور نے کہا۔

''فلسطینیوں کی مدد کرنے کے الزام کے بعد اب ان لوگوں نے ہم دونوں پر غیر ملکی ایجنٹ ہونے کا نیا الزام لگایا ہے''۔ عمران نے منہ بنا کر کہا۔

''الزام''...... بالٹی مور نے چونک کر کہا۔

''ہاں۔ کیا میں نے پہلے ہی نہیں بتایا تھا کہ ان لوگوں نے ہم پر کیا الزام لگایا ہے''...... عمران نے کہا۔

''مجھے یاد ہے۔ مگر ایک بات نے مجھے الجھا دیا ہے''...... بالٹی مور نے کہا۔

''وہ کیا''......عمران نے پوچھا۔

''وہ سیدھے تمہاری مقامی رہائش گاہ کیوں نہیں گئے۔ جبکہ انہیں اچھی طرح سے علم ہو گا کہ یہاں راسکو کی......'' بالٹی مور نے کہنا چاہا لیکن عمران نے اس کی بات کاٹ دی۔

''میں سمجھ گیا کہ آپ کیا کہنا چاہ رہتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ شاید ان لوگوں نے پہلے ہی سے ہماری مقامی رہائش گاہ کی تلاشی لے لی ہو گی اور وہاں ہمیں نہ پا کر ہی غیر ملکی ایجنٹ ہونے کا شوشہ چھوڑا ہو گا''......عمران نے کہا۔

''اس سے انہیں فائدہ''...... بالٹی مور نے شک بھرے لہجے میں کہا۔

''بہت بڑا۔ تمہارے علاوہ اگر ہم نے کسی اور جگہ پناہ لی ہوتی تو پناہ دینے والا ہمیں غیر ملکی ایجنٹ سمجھ لیتا اور پولیس کو ہمارے بارے میں اطلاع کر دیتا''......عمران نے کہا۔

''تمہاری بات سمجھ میں آ رہی ہے مگر......'' بالٹی مور کہتے کہتے رک گیا۔

''مگر کیا''......عمران نے پوچھا۔

''کیا میں ایسا نہیں کر سکتا''...... بالٹی مور نے عمران کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

''نہیں اور اس کی وجہ ہے''......عمران نے کہا۔

''وہ کیا''...... بالٹی مور نے پوچھا۔

''اول یہ کہ بھائی راسکو کو آپ پر بھروسہ تھا کہ آپ خلوص دل سے ہماری مدد کریں گے''......عمران نے کہا۔

''اور''...... بالٹی مور نے پوچھا۔

''اور یہ کہ نہ صرف مدد کریں گے بلکہ پولیس کی دسترس سے بھی بچائیں گے خواہ ہم پر کیسا ہی الزام کیوں نہ ہو''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اور اگر تمہیں بچاتے ہوئے میں پھنس گیا تو''...... بالٹی مور نے کہا۔

''راسکو نے اس پر بھی غور کیا تھا اور طے یہ پایا تھا کہ اگر آپ کو کچھ ہوا تو پھر وہ وزیراعظم تک بات لے جائیں گے اور آپ جانتے ہی ہیں کہ ان کے تعلقات کیسے ہیں''......عمران نے کہا۔

''ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ اسی بھروسے پر تو میں اب سب کچھ کروں گا کہ کوئی بات ہوئی تو راسکو سنبھال لے گا''...... بالٹی مور نے کہا۔

''ایسی نوبت شاید نہ آئے۔ کیونکہ آپ جو طریقہ کار اختیار کر رہے ہیں وہ بہت محفوظ ہے''......عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ کیا تم لوگ چلنے کے لئے تیار ہو''...... بالٹی مور نے کہا۔

''جی ہاں''......عمران نے کہا۔

"آؤ چلو"...... بالٹی مور نے اٹھتے ہوئے کہا۔ وہ عمارت سے باہر آئے یہاں اس کی کار موجود تھی وہ گاڑی کی عقبی نشست پر بیٹھ گئے اور بالٹی مور نے اسٹیئرنگ سنبھال لیا۔

"سیٹ پر لیٹ جاؤ۔ میں نہیں چاہتا کہ کوئی تمہیں دیکھ لے"......سڑک پر آنے کے بعد بالٹی مور نے کہا۔

"ٹھیک ہے"...... عمران نے کہا۔ پھر وہ دونوں سیٹوں کے درمیان میں نیم دراز ہو گئے اب اس وقت تک انہیں نہ دیکھا جا سکتا تھا کہ جب تک کوئی گاڑی کے اندر گردن ڈال کر نہ دیکھتا۔

گودام میں گاڑی بالٹی مور نے اس طرح کھڑی کی کہ وہ ٹرکوں کی آڑ میں رہے۔ پھر اس نے ان دونوں کو ایک ٹرک میں چڑھا کر اسٹیئرنگ سیٹ کی دیوار کے برابر بنائی ہوئی جگہ میں بٹھا دیا۔ اس چوبی دیوار میں ایک چھوٹی سی کھڑکی تھی جس کے ذریعے وہ ڈرائیونگ کرنے والے سے بات کر سکتے تھے۔

"راسکو کو کس طرح اطلاع دو گے کہ میں نے تمہیں غزہ بھجوا دیا ہے"...... بالٹی مور نے پوچھا۔ وہ اسٹیئرنگ سیٹ پر بیٹھ کر درمیانی کھڑکی کھول کر بات کر رہا تھا۔ اس کے آدمی ٹرک کا پٹرول ٹینک فل کر رہے تھے۔

"یہ کام آپ کو کرنا ہو گا۔ مگر کل صبح کیونکہ بھائی سے صبح سے پہلے رابطہ نہیں ہو سکے گا"......عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے میں اطلاع کر دوں گا اور کوئی بات ہو تو کہو کیونکہ

ٹرک کی روانگی کا وقت ہو گیا ہے"...... بالٹی مور نے کہا۔

"راستے میں چیک پوسٹ بھی ہے"......عمران نے پوچھا۔

"ہاں ہے مگر سرسری طور پر چیکنگ ہوتی ہے کوئی دشواری پیش نہیں آئے گی"...... بالٹی مور نے کہا۔

"ٹھیک ہے"......عمران نے سر ہلا دیا۔

"گڈ بائے"...... بالٹی مور نے کہا اور نیچے اتر گیا۔ عمران نے کھڑکی بند کر دی مگر فوری طور پر ایک خیال آتے ہی اس نے کھڑکی دوبارہ کھول کر بالٹی مور کو آواز دی۔

"کیا بات ہے بولو"...... بالٹی مور جو قریب ہی موجود تھا، نے پوچھا۔

"ڈرائیور کو ہمارے بارے میں کیا بتایا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"یہی کہ تم میرے خاص آدمی ہو اور تمہیں بحفاظت غزہ پہنچا دے۔ بے فکر رہو وہ کافی ہوشیار آدمی ہے"...... بالٹی مور نے کہا۔

"ڈرائیور ہے کون"......عمران نے پوچھا۔

"تعارف کرا دیتا ہوں"...... بالٹی مور نے کہا۔ پھر اس نے کسی کو آواز دی اور جسے آواز دی تھی اس کے قریب آ جانے پر عمران سے اس کا تعارف کرا دیا تھا۔ عمران نے ڈرائیور کا جائزہ لیا وہ کافی چالاک اور سخت گیر آدمی نظر آیا تھا۔ وہ لوگ ڈھائی بجے وہاں سے روانہ ہوئے تھے کل چھ ٹرک تھے جن میں سے صرف دو بالٹی مور

کے تھے۔ کالاب سے باہر نکلنے سے پہلے ٹرکوں کی تلاشی لی گئی تھی۔ مگر یہ تلاشی ایسی ہی تھی کہ جسے صرف خانہ پری ہی کہا جا سکتا تھا کیونکہ ایک پولیس والے نے ادھر ادھر ہاتھ مار کر اوکے کا اعلان کیا تھا اور ٹرک آگے بڑھ گئے تھے۔

''کوئی خاص چیکنگ نہیں ہوتی''...... عمران نے درمیانی کھڑکی کھول کر سرگوشی کرنے والے لہجے میں کہا۔

''نہیں جناب۔ ہماری خاص چیکنگ نہیں کی جاتی''...... ڈرائیور نے کہا۔

''کیا مطلب''...... عمران نے پوچھا۔

''یہاں سے گزرنے والے ہر ٹرک کو ایک بڑا نوٹ ان کی نظر کرنا پڑتا ہے۔ اگر ایسا نہ کریں تو یہ سارا سامان اتار کر زمین پر ڈال دیتے ہیں''...... ڈرائیور نے کہا۔

''اوہ۔ اب اگلی چیک پوسٹ کہاں اور کس وقت آئے گی''۔ عمران نے کہا۔

''غزہ پہنچ کر ہی چیک پوسٹ کا سامنا کرنا پڑے گا اور غزہ ہم کل صبح پہنچ جائیں گے''...... ڈرائیور نے کہا۔

''راستے میں کہیں رکو گے''...... عمران نے پوچھا۔

''نہیں۔ کیوں''...... ڈرائیور نے پوچھا۔

''ایسے ہی پوچھ لیا تھا''...... عمران نے کہا۔

''آپ کے پاس ایک پیٹی رکھی ہے اس میں تھرموس میں کافی

ہے اور پیکٹس میں کھانے پینے کا سامان بھی موجود ہے۔ پانی بھی اسی میں ہے''...... ڈرائیور نے کہا۔

''میرا یہ مطلب نہیں تھا''...... عمران نے کہا۔

''پھر بھی آپ کو اس بارے میں بتانا تو ضروری تھا''۔ ڈرائیور نے کہا۔

''ٹھیک ہے''...... عمران نے کہا۔

''آپ چاہیں تو سو سکتے ہیں''...... ڈرائیور نے کہا۔

''تم کافی وغیرہ نہیں لو گے کیا''...... عمران نے پوچھا۔

''میرے پاس الگ تھرموس ہے اور اس میں میرا پسندیدہ قہوہ بھرا ہوا ہے''...... ڈرائیور نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا پھر اس نے کھڑکی بند کر دی اور چوبی دیوار سے ٹک گیا۔ چوبی دیوار کی درزوں سے ہلکی ہلکی ٹھنڈی اور خوشگوار ہوا کے جھونکے آ کر ان کے جسموں سے ٹکرا کر فرحت بخش رہے تھے۔

''کتنی ٹھنڈی ہوا ہے''...... جولیا نے عمران سے کہا۔

''ہاں۔ ریگستانی علاقوں کے دن جتنے گرم ہوتے ہیں راتیں اسی قدر ٹھنڈی ہوتی ہیں''...... عمران نے کہا۔

''کیا ہم غزہ تک آسانی سے پہنچ جائیں گے''...... جولیا نے پوچھا۔

''شاید''...... عمران نے کہا۔

''شاید سے تمہاری کیا مراد ہے''......جولیا نے پوچھا۔

”میجر ہارلس خاصا ذہین اور باصلاحیت آدمی ہے“...... عمران نے کہا۔

”کیا مطلب“...... جولیا نے پوچھا۔

”وہ حالات کا تجزیہ کر کے ہماری راہ فرار کا اندازہ لگا لے گا“...... عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

”یہ کیسے ممکن ہے۔ جبکہ اپنے پیچھے ہم نے کوئی نشان تک نہیں چھوڑا پھر وہ کیسے ہماری راہ فرار جان لے گا“...... جولیا نے کہا۔

”یہ تمہارا خیال ہے کہ ہم نے کوئی نشان نہیں چھوڑا۔ ورنہ اتنے واضح نشانات ہم نے چھوڑے ہیں کہ ایک ذہین آدمی ان کے ذریعے ہماری راہ فرار آسانی سے سمجھ سکتا ہے“...... عمران نے کہا۔

”مگر کیسے“...... جولیا نے پوچھا۔

”کیا تمہیں وہ ہیلی کاپٹر یاد نہیں کہ جنہیں کالاب پہنچنے سے پہلے ہم نے راہ میں دیکھا تھا“...... عمران نے کہا۔

”یاد ہیں۔ مگر وہ کیا کر لیں گے“...... جولیا نے کہا۔

”بہت کچھ۔ ممکن ہے اس میں میجر ہارلس ہی ہو اور ہمیں تلاش کرنے صحرا میں جا رہا ہو“...... عمران نے کہا۔

”کیا اسے علم غیب ہو گیا ہو گا کہ ہم صحرا میں کود گئے ہیں“۔ جولیا نے منہ بنا کر کہا۔

”اندازہ جولیا اندازہ۔ ہمیں ٹرین میں نہ پا کر اس نے یہی سوچا ہو گا کہ ہم ٹرین سے کود گئے ہیں“...... عمران نے کہا۔

”چلو یہ ٹھیک ہے مگر وہ یہ اندازہ کیسے لگائے گا کہ ہم ٹرین سے کس جگہ کودے ہوں گے“...... جولیا نے پوچھا۔

”بہت آسانی سے۔ جب وہ بیہوش ہو رہے تھے تو میجر ہارلس نے کہا تھا کہ دس منٹ بعد اگلا اسٹیشن آنے والا ہے جہاں اس کی مسلح فورس گھیرا ڈالے ہوئے ہے“...... عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے کہا تھا“...... جولیا نے کہا۔

”بس میجر ہارلس دس منٹ کے وقفے میں ٹرین کا جتنا سفر باقی تھا اتنے حصے میں وہ ہمیں تلاش کریں گا“...... عمران نے کہا۔

”اور ناکام رہیں گے“...... جولیا نے کہا۔

”نہیں۔ راسکو کی لاش انہیں اگر مل گئی تو یقینی طور پر وہ بالٹی مور تک پہنچ جائیں گے“...... عمران نے کہا۔

”مگر تم نے تو راسکو کی جیب سے سب کچھ نکال لیا تھا پھر وہ کیسے اسے شناخت کر پائیں گے“...... جولیا نے کہا۔

”وہ نہیں تو کالاب قصبے کے لوگ تو اسے شناخت کر سکتے ہیں نا۔ راسکو کو ایک تاجر کی حیثیت سے قصبے کے سارے آڑھتی بخوبی جانتے اور پہچانتے ہوں گے“...... عمران نے کہا۔

”یہ سب ٹھیک ہے مگر تم نے لاش بھی چھپا دی ہے اور خون کے دھبے بھی پھر وہ کس طرح لاش تک پہنچ سکتے ہیں جبکہ اس وقت گہری تاریکی بھی ہے“...... جولیا نے پوچھا۔

”میجر ہارلس اگر سراغرساں کتے ساتھ لے آیا تو ان کے لئے

راسکو کی لاش دریافت کرلینا مشکل نہ ہو گا۔ اس کے علاوہ ہیلی کاپٹروں کے ساتھ سرچ لائٹس ضرور ہوں گی ایسی سرچ لائٹس جو الگ سے نصب کی جاتی ہیں‘‘......عمران نے کہا۔

’’اس طرح تو ہم ہر وقت خطرے کی زد میں رہیں گے‘‘۔ جولیا نے کہا۔

’’بالکل اور اس کا ایک حل میں نے سوچا ہے‘‘......عمران نے کہا۔

’’وہ کیا‘‘......جولیا نے پوچھا۔

’’یہی کہ ہم اس پناہ گاہ سے نکل کر سامان کے اوپر بیٹھ کر سفر طے کریں گے تاکہ کوئی خطرہ ہو تو بے خبر نہ رہیں‘‘......عمران نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر وہ دونوں کافی اور پانی سے بھرے تھرموس اور کھانے پینے کی چیزوں کے پیکٹ سنبھال کر ٹرک کے اوپری حصے میں سامان پر جا بیٹھے تھے۔ عمران نے کافی نکال کر جولیا کو دی اور خود اردگرد کا جائزہ لینے لگا اپنے عقب میں دیکھتے ہی وہ چونکا تھا۔ دور بہت دور کئی میل کے فاصلے پر اس نے آسمان پر جگنو سے چمکتے دیکھے تھے ایسے جگنو جو بڑی تیزی سے انہی کی جانب بڑھتے چلے آ رہے تھے۔ ان جگنوؤں کو دیکھ کر عمران کے چہرے پر سنجیدگی اور سختی عود کر آئی۔ چٹانوں کی سی سختی جسے دیکھ کر جولیا چونکے بغیر نہ رہ سکی تھی۔

بہت تلاش کے بعد میجر ہارلس اور اس کے ساتھی ایک جگہ ریلوے ٹریک کے پاس اس قسم کے نشانات تلاش کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے کہ جیسے کوئی اوپر سے نیچے کی جانب پھسلتا چلا گیا ہو۔ اس جگہ دو افراد کے مٹے مٹے انہیں قدموں کے نشانات بھی ملے تھے۔ ہیلی کاپٹروں میں لگی سرچ لائٹس کی روشنیوں نے وہاں دن کا سا اجالا کر رکھا تھا۔

وہ قدموں کے نشانات کے پیچھے سڑک کی جانب بڑھنے لگے سڑک پر پہنچ کر بھی انہیں دو افراد کے قدموں کے نشانات نظر آئے تھے پہلے سے سڑک پر موجود ریت کی ہلکی سی تہہ میں جوتوں کے نشان بہت واضح تھے ان نشانات کے ساتھ ہی ایک ٹرک کے پہیوں کے نشانات بھی تھے۔

’’اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ لوگ یہاں سے ٹرک میں سوار ہو کر کالاب کی جانب گئے ہیں‘‘......میجر ہارلس نے کہا۔

"یس باس ایسا ہی لگتا ہے"...... روسٹن نے کہا۔ پھر میجر ہارلس کچھ سوچنے لگا اس کے ذہن میں بہت سے سوالات کلبلا رہے تھے وہ سوچ رہا تھا کہ کیا ٹرک ان دونوں کو لینے ہی کے لئے یہاں آیا تھا کیا یہ سوچا سمجھا منصوبہ تھا۔

"نہیں"...... کچھ دیر بعد اس نے خود ہی اپنے خیال کو رد کر دیا۔ کیونکہ اگر وہ ٹرک سے جانا چاہتے تو ٹرین میں کیوں سوار ہوتے۔ اس کے علاوہ انہیں ٹرین کی روانگی تک خطرے کا علم نہیں تھا۔ کیونکہ وہ دونوں تو اسے یعنی میجر ہارلس کو اسٹیشن پر ہی چھوڑ آئے تھے۔ اس لئے وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ میجر ہارلس ہیلی کاپٹر کے ذریعے ٹرین میں پہنچ جائے گا۔ اس لئے یہ ممکن ہی نہیں کہ انہوں نے پہلے سے ہی ٹرک کا انتظام کیا ہوگا کہ فرار ہوسکیں۔

یقیناً ان دونوں نے کسی عام سے ٹرک والے سے لفٹ لی ہوگی اور شاید اسے ٹھکانے لگا دیا ہوگا۔ ٹرک والے کو ٹھکانے لگانا اس لئے ضروری تھا کہ ان کا راز، راز ہی رہ سکے اور ٹرک والے کو ہلاک کر کے ریت میں دبا دینے کے بعد جب وہ کالاب پہنچ کر ٹرک کسی جگہ چھوڑ کر اپنے ٹھکانے پر چلے جاتے تو پوری طرح سے محفوظ ہو جاتے اور ان کا کوئی سراغ پیچھے نہ رہ پاتا۔ میجر ہارلس نے جتنا غور کیا اتنا ہی اسے اپنا خیال صحیح نظر آیا پھر ایک خیال یہ بھی ذہن میں ابھر آیا کہ اگر ٹرک والے کو ٹھکانے لگایا گیا ہے تو یقیناً کالاب سے پہلے ہی ایسا کیا گیا ہوگا اور اس کا بھی کوئی نہ کوئی نشان ضرور باقی

ہوگا ممکن ہے انہوں نے لاش دبائی نہ ہو یہ سوچ کر ریت پر ڈال کر آگے بڑھ گئے ہوں کہ ہوا سے اڑنے والی ریت خود ہی اسے چھپا دے گی۔ یہی کچھ سوچ کر اس نے تینوں ہیلی کاپٹروں کو سڑک کے ساتھ نیچی پرواز کر کے جائزہ لینے کا حکم دیا تھا۔ جبکہ وہ خود ہیلی کاپٹر سے اتر کر ان راستوں پر پیدل آگے بڑھنے لگا جہاں اسے قدموں کے ہلکے ہلکے نشانات دکھائی دے رہے تھے۔ روسٹن اور کچھ مسلح افراد اس کے ساتھ تھے۔ ہیلی کاپٹر آگے جا چکے تھے اور وہ ٹارچوں کی روشنی میں دیکھتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے لیکن وہ نصف میل ہی بڑھ پائے تھے کہ ایک ہیلی کاپٹر واپس آتا نظر آیا اور وہ رک گئے۔ ہیلی کاپٹر لینڈ ہوا اور اس میں سے پائلٹ نکل کر دوڑتا ہوا میجر ہارلس کے پاس آ گیا۔

"ایک جگہ ہمیں نشانات ملے ہیں باس"...... پائلٹ نے کہا۔

"وہ جگہ کتنی دور ہے"...... میجر ہارلس نے پوچھا۔

"سات آٹھ میل کے فاصلے پر جناب"...... پائلٹ نے کہا۔

"چلو"...... میجر ہارلس نے کہا۔ وہ، روسٹن اور اس کے ساتھی ہیلی کاپٹر میں سوار ہوئے۔ پائلٹ نے ہیلی کاپٹر ہوا میں اوپر اٹھایا اور اس سمت چل پڑا جس سمت نشانات ملے تھے۔ چند منٹ بعد وہ اس لاش کو گھور رہے تھے جو ریت میں دبائی گئی تھی اس کا پتہ سڑک کے قریب ریت پر موجود سیاہ دھبوں سے چلا تھا اور یہ سیاہ دھبے خون کے تھے اس خون کے جو مرنے والے کے سر میں گولی لگنے

کے بعد اس کے سر سے نکل کر ریت پر گرا تھا۔

''لاش ہیلی کاپٹر میں رکھو اور واپس کالاب چلو''...... میجر ہارلس نے کہا۔ اسے اپنا خیال درست ثابت ہونے کی خوشی تھی اور یہ امید پیدا ہو چکی تھی کہ اب ان لوگوں کا سراغ مل جائے گا۔

''باس یہ شاید اس ٹرک کے مالک کی لاش ہے جس سے ان لوگوں نے لفٹ لی ہو گی''...... روسٹن نے کہا۔

''ہاں اور اب اس کی شناخت کروانی ہے''...... میجر ہارلس نے کہا۔

''یقیناً باس۔ اور اس کے لئے ہمیں کالاب پولیس کی مدد لینی پڑے گی''...... روسٹن نے کہا۔

''بالکل''...... میجر ہارلس نے کہا۔ کالاب پہنچتے ہی میجر ہارلس نے کالاب پولیس اسٹیشن کے انچارج کو بلا کر راسکو کی شناخت کے لئے کہا تھا لیکن یہ اتفاق ہی تھا کہ خود انچارج ہی راسکو کو پہچانتا تھا۔ اس طرح وہ بالٹی مور آڑھتی تک جا پہنچے تھے اس وقت دو بجے تھے اور اس وقت مارکیٹ بند ہو چکی تھی لیکن راسکو کا ٹرک انچارج نے پہچان لیا تھا جو مارکیٹ کے باہر کھڑا تھا۔

''بالٹی مور کا گھر کہاں ہے''...... میجر ہارلس نے انچارج سے پوچھا۔

''آئیں''...... انچارج نے کہا اور وہ ایک پولیس جیپ میں سوار ہو کر وہاں سے چل پڑے۔ قصبے کی آبادی زیادہ بڑی نہیں تھی

اسی وجہ سے یہاں کے سارے معزز تاجران کو وہ جانتا تھا جس وقت وہ بالٹی مور کی رہائش گاہ پر پہنچے وہ سونے کے لئے لیٹ چکا تھا میجر ہارلس سیدھا اس کی خواب گاہ جا پہنچا تھا۔ ایک ہی ٹھوکر سے بالٹی مور کی خواب گاہ کا دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوتے چلے گئے تھے۔

''کیا بات ہے''...... بالٹی مور نے بستر سے اٹھتے ہوئے پوچھا اس کے چہرے پر غصے اور پریشانی کے ملے جلے تاثرات تھے۔

''وہ کہاں ہیں''...... میجر ہارلس نے غرا کر پوچھا۔

''وہ کون''...... بالٹی مور نے چونک کر کہا۔

''وہی دونوں جو غیر ملکی ایجنٹ ہیں''...... میجر ہارلس نے کہا۔

''غیر ملکی ایجنٹوں کے بارے میں میں نے اسٹیشن سے آنے والوں سے سنا تھا کہ فوجی دو ایجنٹوں کو تلاش کر رہے ہیں۔ مگر سر میرا ان سے کیا تعلق ہے''...... بالٹی مور نے پوچھا۔

''راسکو کو جانتے ہو''...... میجر ہارلس نے پوچھا۔

''جی ہاں اس کا بھائی آج ایک ٹرک میں مال لے کر یہاں آیا تھا''...... بالٹی مور نے کہا اس نے سمجھ لیا تھا کہ چھپانے سے کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔

''اب وہ کہاں ہے''...... میجر ہارلس نے پوچھا۔

''اپنے بھائی کی رہائش گاہ پر ہو گا سر۔ اس کا بھائی جب آتا بھی وہیں ٹھہرتا ہے''...... بالٹی مور نے کہا۔

"ٹرک لانے والا راسکو کو بھائی نہیں تھا"...... میجر ہارلس نے غراتے ہوئے کہا۔

"کیا"...... بالٹی مور نے کہا اسے واقعی یہ سن کر حیرت ہوئی تھی۔

"ہاں اور اب تم بتاؤ گے کہ وہ دونوں کہاں ہیں"...... میجر ہارلس نے غرا کر کہا۔ چند منٹ بالٹی مور انہیں ٹالنے اور انجان بننے کی کوشش کرتا رہا مگر جب میجر ہارلس نے اس پر اپنے ہاتھ صاف کرنے شروع کئے تو بالٹی مور اس کے سامنے جلد ہی چیں بول گیا اور پھر اس نے طوطے کی طرح فرفر بولنا شروع کر دیا۔

"تو وہ اب غزہ کی جانب روانہ ہوئے ہیں"...... میجر ہارلس نے غرا کر کہا۔

"جی سر۔ مجھے پتہ ہوتا کہ وہ غیر ملکی ایجنٹ ہیں تو کبھی ان کی مدد نہیں کرتا"...... بالٹی مور نے کراہتے ہوئے کہا۔

"بکو مت۔ بتاؤ ان کو روانہ ہوئے کتنا وقت ہوا ہے اور وہ کس راستے سے گئے ہیں"...... میجر ہارلس نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"دو بجے ٹرک روانہ ہوئے ہیں اور یہاں سے غزہ کے لئے ایک ہی راستہ ہے وہ اسی سے گئے ہیں"...... بالٹی مور نے کہا۔

"غزہ میں وہ کہاں جائیں گے ان کا ٹھکانہ بتاؤ"...... میجر ہارلس نے پوچھا۔

"غزہ میں ان کا کوئی ٹھکانہ ہے تو مجھے نہیں پتہ انہوں نے مجھ

غزہ پہنچانے کا کہا تھا"...... بالٹی مور نے کہا۔

"اسے لے جاؤ اور حراست میں رکھو"...... میجر ہارلس نے غراتے ہوئے روسٹن سے کہا۔

"یس باس"...... روسٹن نے ایڑیاں بجا کر کہا۔

"میرے خیال سے ان لوگوں کو سڑک کے راستے پکڑنا اگر ناممکن نہیں تو دشوار ضرور ہے"...... میجر ہارلس نے کہا۔

"یس باس۔ ان لوگوں تک سڑک کے راستے پہنچنے کے لئے بہت تیز رفتاری اختیار کرنا ہو گی پھر بھی اس کا امکان ہے کہ وہ ہم سے پہلے غزہ پہنچ جائیں"...... روسٹن نے کہا۔

"سوائے ہیلی کاپٹروں کے ان تک پہنچنے کا آسان راستہ کوئی نہیں ہے"...... میجر ہارلس نے سر ہلا کر کہا۔

"یس باس"...... روسٹن نے کہا۔

"بس تو تیاری کرو۔ دس منٹ کے اندر روانہ ہونا ہے"...... میجر ہارلس نے کہا۔

"یس باس"...... روسٹن نے ایڑیاں بجاتے ہوئے کہا۔

عمران نے سر ہلایا پھر بڑی تیزی سے اس نے جھک کر چوبی کھڑکی کھول کر ڈرائیور کو آنے والے خطرے سے آگاہ کیا تھا۔

"میں ٹرک روک رہا ہوں آپ نیچے اتر آئیں"...... ڈرائیور نے ٹرک کی رفتار کم کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے"...... عمران نے کہا۔ پھر کھڑکی بند کی اور جولیا کو نیچے آنے کے لئے کہہ کر خود ٹرک کا ایک گول راڈ پکڑ کر ٹرک کی دیوار کے دوسری جانب باہر کی سمت لٹک گیا پھر جیسے ہی ٹرک رکا اس نے چھلانگ لگا دی۔

"ادھر آ جائیں"...... ٹرک ڈرائیور نے اپنی سیٹ سے اترنے کے بعد عقبی حصے کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ وہ دونوں عقبی حصے میں پہنچے تو ڈرائیور ٹرک کے عقبی حصے کا نچلا تختہ کھولنے کی کوشش کرنے لگا وہ ایک طرف کے ہک سے راڈ نکال رہا تھا۔
عمران نے دوسری طرف کی راڈ نکال دی۔ پھر جیسے ہی تختہ الگ ہو

کر نیچے کی جانب لٹکا عمران چونک پڑا اس کی نظریں اس کار نما موٹر بائیک پر جم گئیں جو تختہ الگ ہوتے ہیں نظروں کے سامنے آئی تھی۔

"جلدی کریں۔ اسے نیچے اتاریں"...... ڈرائیور نے کار کے اگلے حصے کو پکڑتے ہوئے کہا۔

"یہ موٹر بائیک ہمارے لئے ہے"...... عمران نے کار اتروانے کے بعد پوچھا۔

"جی ہاں۔ یہ موٹر بائیک ریت کے سمندر پر بھی دوڑ سکتی ہے۔ اس کا پٹرول ٹینک فل ہے اور عقبی کیریر سے بھی بیس لیٹر کے دو کین بندھے ہوئے ہیں چیک کر لیں"...... ڈرائیور نے تختہ دوبارہ لگاتے ہوئے کہا۔

"مگر۔ بالٹی مور نے یہ سب کس لئے کیا تھا"...... عمران نے پوچھا۔

"انہیں اسی بات کا خدشہ تھا جناب جو اب سامنے ہے۔ اسی لئے انہوں نے یہ موٹر بائیک احتیاطاً رکھوائی تھی اس کے آگے بندھے تھیلے میں بم بھی ہیں اور دو مشین گنیں بھی"...... ڈرائیور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہیلی کاپٹر قریب آتے جا رہے ہیں"...... اچانک جولیا نے کہا۔ اس دوران وہ نیچے اتر آئی تھی اس کے شانے سے کافی اور پانی کے تھرموس اور ہاتھوں میں لٹکے تھیلے میں کھانے پینے کی

چیزوں کے پیکٹ تھے۔ جولیا کی بات سن کر عمران نے مڑ کر دیکھا۔
''آپ موٹر بائیک پر روانہ ہو جائیں''...... ڈرائیور نے کہا۔
''اور تم''...... عمران نے پوچھا۔
''میں محفوظ رہوں گا۔ زیادہ سے زیادہ وہ تلاشی لیں گے اور تلاشی میں انہیں کچھ ملے گا نہیں اس لئے وہ میرا کچھ نہیں بگاڑ پائیں گے''...... ڈرائیور نے کہا۔
''یہ راستہ سیدھا غزہ جاتا ہے یا دوسری سڑکیں بھی اس سے آ کر ملتی ہیں''...... عمران نے پوچھا۔
''کئی سڑکیں اس سے ملتی ہیں مگر آپ سیدھے ہاتھ کی سمت سفر کرتے رہیں تو آسانی سے غزہ پہنچ جائیں گے۔ ویسے بھی ہر کراسنگ پر بورڈ نصب ہیں''...... ڈرائیور نے کہا۔
''گڈ''...... عمران نے کہا۔
''وہ اور قریب آ گئے ہیں''...... جولیا نے کہا جو مسلسل ہیلی کاپٹروں کو ہی دیکھ رہی تھی۔
''تم چلو''...... عمران نے ڈرائیور سے کہا۔
''بائی بائی''...... ڈرائیور نے ہاتھ ہلا کر کہا پھر وہ اگلے حصے کی جانب چلا گیا چند لمحے بعد ٹرک بڑی تیزی سے آگے بڑھتا چلا جا رہا تھا۔
''آؤ''...... عمران نے ٹرک کے آگے بڑھ جانے کے بعد کہا۔
''اسٹارٹ کرو''...... جولیا نے کار کی جانب اشارہ کرتے ہوئے

کہا۔
''نہیں ادھر آؤ ادھر ہم اپنا بچاؤ کر سکیں گے''...... عمران نے کہا پھر وہ موٹر بائیک دھکیلتا ہوا ریتیلے حصے میں اتر گیا اور اس ٹیلے کی جانب بڑھنے لگا جو سڑک سے کچھ فاصلے پر نظر آ رہا تھا وہ کافی بلند ٹیلا تھا۔ ہیلی کاپٹر قریب آتے جا رہے تھے اور وہ موٹر بائیک بمشکل ریت میں دھکیل رہے تھے۔ اچانک عمران پر جھلاہٹ سوار ہوئی اور اس نے جھک کر موٹر بائیک کے فریم میں ہاتھ ڈالا اور اسے شانے پر اٹھا لیا۔ پھر تیزی سے ٹیلے کی جانب بڑھنے لگے۔
ہیلی کاپٹر اتنے قریب آ گئے تھے کہ وہ آسانی سے انہیں دیکھ سکتے تھے۔ ہیلی کاپٹروں کی ساری لائٹس روشن تھیں مگر سرچ لائٹس بند تھیں۔ وہ ٹیلے کے عقب میں پہنچ کر رک گئے ٹیلا سڑک سے تیس چالیس فٹ دور تھا اور ہیلی کاپٹر سڑک پر پرواز کر رہے تھے۔ اس لئے ان کے دیکھ لئے جانے کا امکان نہ ہونے کے برابر تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے ہیلی کاپٹر ان کے اوپر سے گزرتے چلے گئے۔ وہ بہت نیچی پرواز کر رہے تھے اتنی کہ عمران اور جولیا نے ان میں بیٹھے ہوئے افراد کو بخوبی دیکھ لیا تھا ان میں سے اگلے ہیلی کاپٹر میں عمران نے اپنی جانب والی سیٹ پر میجر ہارلس کو دیکھا تھا۔
''چلو''...... ہیلی کاپٹروں کے کافی دور نکل جانے کے بعد عمران نے جولیا سے کہا۔ پھر وہ موٹر بائیک شانے پر لاد کر سڑک پر پہنچے اور عمران موٹر بائیک اسٹارٹ کرنے لگا ساڑھے سات ہارس پاور کی

موٹر بائیک ایک ہی کک میں اسٹارٹ ہو گئی تھی۔ جولیا عمران کے پیچھے بیٹھ گئی اور عمران نے بائیک آگے بڑھا دی اور بائیک کی رفتار لمحہ بہ لمحہ تیز سے تیز تر ہوتی جا رہی تھی۔ جلد ہی وہ اسی کلو میٹر کی رفتار سے دوڑ رہی تھی۔ عمران نے موٹر بائیک کی ہیڈ لائٹ آن نہیں کی تھی۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ ہیلی کاپٹر سے انہیں دیکھ لیا جائے مگر یہ ایک اندھا اقدام تھا۔ اس رفتار پر اندھیرے میں دوڑتی ہوئی موٹر بائیک کسی حادثے سے بھی دوچار ہو سکتی تھی مگر وہ عمران تھا جس کے لئے ایسے خطرات کوئی اہمیت نہیں رکھتے تھے۔

"عقب کا خیال رکھنا"...... عمران نے جولیا سے کہا۔

"بے فکر رہو۔ البتہ یہ بتاؤ کہ تم ٹیلے کے عقب میں کیوں چھپے تھے کیا تمہیں ڈر تھا کہ وہ ہمیں دیکھ لیں گے"...... جولیا نے کہا۔

"ہاں"...... عمران نے کہا۔

"اندھیرے میں"...... جولیا نے پوچھا۔ لہجے میں طنز تھا۔

"ہاں کیا تم نے ان کے ہاتھوں میں ٹیلی اسکوپس نہیں دیکھی تھیں"...... عمران نے پوچھا۔

"پھر کیا ہوا"...... جولیا نے کہا۔

"ممکن ہے وہ نائٹ ٹیلی اسکوپس ہوں۔ جن سے اندھیرے میں دیکھنا بھی ممکن ہو۔ ایسی صورت میں وہ ہمیں فوراً ہی دیکھ لیتے۔ اسی لئے میں نے چھپنے کا فیصلہ کیا تھا"...... عمران نے کہا۔

"اب واپس کیوں جا رہے ہو"...... جولیا نے پوچھا۔

"انہیں دھوکہ دینے کے لئے"...... عمران نے کہا۔

"کیسا دھوکہ"...... جولیا نے پوچھا۔

"ہم کالاب واپس جائیں گے اور وہاں سے تل ابیب"۔ عمران نے کہا تو جولیا چونک پڑی۔

"کیا۔ کیا مطلب۔ ہوش میں تو ہو تم۔ تم دوبارہ تل ابیب جا رہے ہو"...... جولیا نے حیرت سے کہا۔

"کیوں اس میں غلط کیا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"یہی کہ خطرے سے نکل کر دوبارہ خطرے میں پھنسنے جا رہے ہو"...... جولیا نے کہا۔

"وہ کالاب تک تو آ جائیں گے مگر یہ ہرگز نہیں سوچ سکیں گے کہ ہم واپس تل ابیب چلے گئے ہوں گے۔ وہ کالاب اور غزہ کے درمیان ہی ہمیں تلاش کرتے رہ جائیں گے اور ہم تل ابیب سے بذریعہ جہاز نکل جائیں گے"...... عمران نے کہا۔

"کیا ایسا آسانی سے ممکن ہے"...... جولیا نے پوچھا۔

"ہاں۔ بشرطیکہ ہم ان کی سوچ کا رخ بدلنے سے پہلے تل ابیب پہنچ کر روانہ ہو جائیں"...... عمران نے کہا۔

"اب تو ہم بہت دور نکل آئے ہیں لائٹ جلا لو"...... جولیا نے کہا۔

"ٹھیک ہے"...... عمران نے کہا اور اس نے ہیڈ لائٹ جلا لی۔ ٹیل لائٹ اب بھی اس نے روشن نہیں کی تھی موٹر بائیک ہوا کی سی

رفتار سے دوڑ رہی تھی۔

''کالاب رکے بغیر چلنا ہے''...... جولیا نے پوچھا۔

''ہاں۔ اس موٹر بائیک پر ہم طویل سے طویل سفر آسانی سے طے کر سکتے ہیں''......عمران نے کہا۔

''مجھے بالٹی مور پر حیرت ہے''...... جولیا نے کہا۔

''کیوں''......عمران نے پوچھا۔

''اس لئے کہ اس نے کیا سوچ کر یہ جدید موٹر بائیک اور اسلحہ ہمارے لئے ٹرک میں رکھوایا تھا''...... جولیا نے کہا۔

''میں بھی تب سے یہی سوچ رہا ہوں''......عمران نے کہا۔

''ہے نا سوچنے کی بات۔ اگر وہ تمہیں راسکو کا بھائی ہی سمجھتا تو یہ سب کچھ نہ کرتا''...... جولیا نے کہا۔

''ہاں۔ ایسا لگتا ہے کہ بالٹی مور نے ہماری کہانی کے کچھ حصے پر یقین کیا ہے اور کچھ پر نہیں''......عمران نے کہا۔

''یعنی''...... جولیا نے پوچھا۔

''یہی کہ وہ مجھے راسکو کا بھائی تو سمجھا تھا مگر ساتھ ہی اسے ہم پر غیر ملکی ایجنٹ ہونے کا شبہ بھی ہو گیا تھا''......عمران نے کہا۔

''اس خیال کی وجہ''...... جولیا نے پوچھا ساتھ ساتھ وہ پیچھے بھی دیکھے جا رہے تھے۔

''سامنے کی بات ہے۔ اگر اس نے ہماری پوری کہانی پر یقین کیا تھا تو نہ یہ سپیشل موٹر بائیک ٹرک میں رکھواتا اور نہ ہی اسلحہ''۔

عمران نے کہا۔

''میں اب بھی نہیں سمجھی''...... جولیا نے کہا۔

''اسے ہم پر غیر ملکی ایجنٹ ہونے کا شبہ ہو گیا تھا اسی لئے اس نے موٹر بائیک اور اسلحہ ٹرک میں رکھوایا تھا مجھے یقین ہے کہ اس نے ڈرائیور کو یہ ہدایت بھی کی ہو گی کہ وہ ہمیں غزہ سے بہت پہلے اتار دے تاکہ اس کا ٹرک کسی مشکل سے دوچار نہ ہو اور نہ ہی ہم راستے میں دشواری میں مبتلا ہوں''......عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

''اب سمجھی۔ شاید اسے یہ یقین رہا ہو گا کہ میجر ہارلس غزہ کی پولیس کو کالاب سے آنے والی گاڑیوں کی سختی سے تلاشی لینے کا حکم دے گا''...... جولیا نے کہا۔

''ہاں۔ اب اگر تلاشی میں ہم ٹرک سے برآمد ہو جاتے تو بالٹی مور پھنس جاتا''......عمران نے کہا۔

''جبکہ اب ایسا نہیں ہو گا''...... جولیا نے کہا۔

''اب کی بات مت کرو۔ اگر ہم غزہ کے قریب ٹرک سے اتر کر موٹر بائیک سنبھالتے تب بالٹی مور محفوظ رہتا مگر اب مجھے خدشہ ہے کہ وہ محفوظ نہیں ہو گا''......عمران نے کہا۔

''وہ کیوں''...... جولیا نے پوچھا۔

''اس لئے کہ بالٹی مور تک پہنچنے کے بعد ہی ان لوگوں نے اس طرف کا رخ کیا ہو گا''......عمران نے کہا۔

"تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ میجر ہارلس، بالٹی مور تک پہنچ گیا ہے"...... جولیا نے حیرت سے پوچھا۔

"ہاں۔ بالٹی مور تک پہنچے بغیر وہ کالاب سے باہر کا رخ ہرگز نہیں کر سکتے تھے۔ وہ کالاب ہی میں ہمیں تلاش کرتے رہ جاتے اور ہم غزہ پہنچ جاتے"...... عمران نے کہا۔

"لیکن۔ تمہارا ارادہ غزہ سے کس طرح نکلنے کا تھا جبکہ اُردن کی سرحد......" جولیا نے کہنا چاہا تھا۔

"خاموش"...... عمران نے غرا کر کہا۔ ساتھ ہی اس نے موٹر بائیک کی ہید لائٹ بھی آف کر دی تھی جولیا نے بھی دور بہت دور چمکنے والی وہ روشنیاں دیکھ لی تھیں جو کالاب سے اس طرف آ رہی تھیں۔

"کیا یہ پولیس ہو سکتی ہے"...... جولیا نے کہا۔

"ہو بھی سکتے ہیں اور نہیں بھی"...... عمران نے کہا۔

"ایسی صورت میں ہمیں کہیں رک جانا چاہئے"...... جولیا نے کہا۔

"ابھی وہ بہت دور ہیں۔ مناسب موقع آنے پر ہم رک جائیں گے"...... عمران نے کہا۔

"کیا ان لوگوں نے ہماری موٹر بائیک کی روشنی نہیں دیکھی ہو گی"...... جولیا نے خدشہ ظاہر کیا۔

"شاید ہی دیکھی ہو۔ کیونکہ میں نے اس کا پورا پورا خیال رکھا

ہے اور جیسے ہی ان کی گاڑیوں کی روشنیاں نظر آئی ہیں میں نے ہیڈ لائٹ آف کر دی تھی"...... عمران نے کہا۔

"پھر بھی امکان تو ہے نا"...... جولیا نے کہا۔

"ہاں"...... عمران نے سر ہلایا۔

"ہیلی کاپٹر ابھی تک نہیں پلٹے"...... جولیا نے پیچھے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ابھی صرف دس منٹ ہوئے ہیں۔ ڈرائیور سے پوچھ گچھ میں خاصی دیر لگ سکتی ہے"...... عمران نے کہا۔

"کیا وہ زبان کھول دے گا"...... جولیا نے کہا۔

"اگر واقعی میرا خیال صحیح ہے اور وہ بالٹی مور تک پہنچ گئے ہیں تو یقیناً انہیں علم رہا ہو گا کہ ہم ٹرک میں موجود ہیں اس لئے ہمیں نہ پا کر وہ اس کی زبان ضرور کھلوائیں گے"...... عمران نے کہا۔

"ڈرائیور مجھے اس معاملے میں بودا نظر آیا ہے"...... جولیا نے منہ بنا کر کہا۔

"جو کچھ بھی ہے۔ جتنی دیر میں وہ زبان کھولے گا ہمیں اتنی ہی دیر میں کالاب پہنچنا ہو گا"...... عمران نے کہا اور اس کی بات سن کر جولیا نے صرف سر ہلایا تھا۔ دور سے نظر آنے والی روشنیاں تیزی سے ان کی جانب بڑھ رہی تھیں اور پھر کچھ دیر بعد عمران رک گیا۔ پھر اس نے موٹر بائیک سڑک سے ریت پر اتار لی اور آگے بڑھنے لگا۔ موٹر بائیک کے ٹائر خصوصی ساخت کے بنے ہوئے تھے جو

ٹھوس سڑک پر دوڑنے کے ساتھ ریگستان کی ریت پر بھی دوڑ سکتے تھے۔ عمران موٹر بائیک ایک ٹیلے کے پاس لایا اور پھر اس نے موٹر بائیک کا انجن بند کر دیا۔ وہ دونوں نیچے اترے اور عمران موٹر بائیک کو دھکیل کر ٹیلے کے عقب میں آ گیا۔ سڑک پر کالاب سے آنے والی کئی گاڑیاں تھیں اور اب بے حد قریب آ چکی تھیں اچانک وہ چونک پڑے۔ دور بہت دور غزہ کی جانب سے فضا میں تیرتے ہوئے کچھ روشن دھبے ان کی جانب بڑھ رہے تھے۔

"ہیلی کاپٹر واپس آ رہے ہیں"...... جولیا نے کہا۔

"ہاں"...... عمران نے کہا۔ وہ بھی اسی جانب دیکھ رہا تھا جس طرف سے ہیلی کاپٹر آ رہے تھے اس کے ساتھ ہی اس نے کالاب کی جانب سے آنے والی گاڑیوں پر بھی نظر رکھی ہوئی تھی وہ اب ٹیلے سے بمشکل ڈیڑھ دو فرلانگ کے فاصلے پر تھیں۔ ہیلی کاپٹروں کی رفتار بہت تیز تھی جس وقت کالاب سے آنے والی گاڑیاں قریب پہنچیں۔ ہیلی کاپٹر بھی ان کے سروں پر پہنچ چکے تھے۔ گاڑیوں کے اوپر پہنچتے ہی ہیلی کاپٹروں کے نیچے لگی ہوئی سرچ لائٹس یکلخت روشن ہوتی چلی گئی تھیں اور گاڑیاں وہیں رک گئیں۔ اب وہاں دن کا سا منظر تھا۔ سرچ لائٹس کی روشنی اتنی تیز تھی کہ گاڑیاں اور ان کے آس پاس کی ہر چیز اس طرح نظر آ رہی تھی جیسے وہاں سورج نکل آیا ہو۔ اچانک ایک ہیلی کاپٹر گاڑیوں سے کچھ فاصلے پر سڑک پر اتر گیا اور اس میں سے نکلنے والے مسلح افراد

نے گاڑیوں کو دو اطراف سے گھیرے میں لے لیا۔ پھر عمران نے میجر ہارلس کو سامنے آتے دیکھا وہ سب سے اگلی گاڑی کی جانب بڑھ رہا تھا۔

"کاش ہم ان کے درمیان ہونے والی گفتگو سن سکتے"...... جولیا نے میجر ہارلس کو گھورتے ہوئے کہا۔

"اس کے بجائے میں کچھ اور سوچ رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"وہ کیا"...... جولیا نے پوچھا۔

"اگر یہ فوجی گاڑیوں میں آئے ہوتے تو ان میں سے دو کی وردیاں ہمارے کام آ جاتیں"...... عمران نے کہا۔

"اب بھی کام آ سکتی ہیں"...... جولیا نے کہا۔

"نہیں۔ اتنی تیز روشنی میں ان میں سے کسی تک پہنچنا مشکل ہے"...... عمران نے کہا۔

"مگر......" جولیا نے کہنا چاہا تھا۔ لیکن وہ جملہ پورا نہ کر سکی کیونکہ میجر ہارلس اسی ٹیلے کی جانب دیکھ رہا تھا اور گاڑیوں سے اترنے والوں میں سے ایک آدمی ٹیلے کی جانب ہاتھ اٹھائے اس سے کچھ کہہ رہا تھا اور میجر ہارلس ٹیلے کی جانب رخ کئے سر ہلا رہا تھا۔

"لگتا ہے کہ انہوں نے ہمیں یہاں چھپتے دیکھ لیا ہے"۔ جولیا نے تشویش زدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ ان کے انداز سے بظاہر ایسا ہی لگ رہا ہے"...... عمران نے کہا۔

"اگر میجر ہارلس کو ذرا سا بھی شک ہو گیا کہ ہم یہاں چھپے ہوئے ہیں تو وہ......" جولیا رک گئی۔ ایک بار پھر وہ جملہ پورا نہ کر سکی تھی کیونکہ میجر ہارلس نے سر اٹھا کر فضا میں پرواز کرنے والے ہیلی کاپٹروں میں سے ایک کو کسی قسم کا اشارہ کیا تھا شاید کچھ کہا بھی تھا۔ دوسرے ہی لمحے ایک ہیلی کاپٹر تیزی سے ان کی جانب بڑھنے لگا ہیلی کاپٹر کے نچلے حصے میں لگی ہوئی سرچ لائٹ کی روشنی بڑی تیزی سے ان کی جانب بڑھ رہی تھی۔ جولیا کو ایسا لگا جیسے سرچ لائٹ کی روشنی کے روپ میں یہودی درندے چیختے چنگھاڑتے ان کی جانب بڑھ رہے ہوں۔ انہیں چیرنے پھاڑنے کے لئے سرچ لائٹ موت کا دائرہ بنائے بڑی تیزی سے ان کی جانب بڑھتی چلی آ رہی تھی۔

ٹرک کے آگے اتر جانے والے ہیلی کاپٹر سے نکلنے والے مسلح افراد نے ٹرک کو گھیر لیا تھا پھر ان میں سے ایک نے ڈرائیور کو نیچے کھینچ لیا اور اسے آگے کی جانب دھکا دیا۔ ڈرائیور منہ کے بل گرا تھا جہاں گرا تھا وہاں دو مسلح افراد تھے۔ ڈرائیور نے سر اٹھا کر دیکھا اور میجر ہارلس کو دیکھ کر چونک پڑا۔ اس کی آنکھوں میں خوف نظر آنے لگا۔

"تم بالٹی مور کے لئے کام کرتے ہو"...... میجر ہارلس نے غرا کر پوچھا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے ایک ساتھی نے ڈرائیور کا سر بالوں سے پکڑ کر اٹھا لیا اور بڑی بے دردی سے اس کی ناف کے نیچے کک جما دی۔ ڈرائیور کے منہ سے تیز کراہ کی آواز نکلی۔ پھر وہ پیٹ پکڑے دوہرا ہوتا چلا گیا مگر اس کے جھکتے ہی کک مارنے والے آدمی نے اس کے منہ پر گھٹنے سے ضرب لگائی۔ اس ضرب نے ڈرائیور کو پاگل کتے کی طرح چیخنے پر مجبور کر دیا تھا وہ بھی پیٹ

پکڑ رہا تھا اور کبھی منہ۔

"جواب دو۔ باس نے کیا پوچھا ہے"...... اس آدمی نے خونخوار انداز میں غرا کر کہا۔

"ہاں۔ ہاں"...... اس نے چیختے ہوئے جواب دیا۔

"ان دونوں غیر ملکی ایجنٹوں کو تم ہی اپنے ٹرک میں لائے ہو جو بالٹی مور کے مہمان تھے"...... میجر ہارلس نے پوچھا۔

"میں دو آدمی لایا ہوں مگر وہ کون ہیں میں نہیں جانتا"۔ ڈرائیور نے کراہتے ہوئے کہا۔

"جھوٹ مت بولو۔ وہ ٹرک میں کہاں چھپے ہوئے ہیں۔ جلدی بتاؤ۔ ورنہ......" میجر ہارلس نے ڈرائیور سے کہا۔

"وہ۔ وہ ٹرک میں نہیں ہیں"...... ڈرائیور نے لرزتی ہوئی آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹرک میں نہیں ہیں تو کہاں ہیں وہ۔ بولو۔ جواب دو"۔ میجر ہارلس نے اس کے منہ پر زوردار تھپڑ رسید کرتے ہوئے کہا۔

"میں نہیں جانتا"...... ڈرائیور نے کہا۔

"ٹرک کی تلاشی لو۔ ہر چیز نکال کر باہر گرا دو"...... میجر ہارلس نے اپنے ساتھوں سے مخاطب ہو کر کہا۔ پھر دس بارہ افراد اپنی مشین گنیں شانوں سے لٹکا کر ٹرک پر سوار ہوئے اور انہوں نے ٹرک میں موجود سامان کو انتہائی بے دردی سے اٹھا اٹھا کر سڑک پر پھینکنا شروع کر دیا۔ دو ہیلی کاپٹر سڑک کے ہموار حصے پر نیچے ات

آئے تھے۔ انہوں نے ٹرک کا سارا سامان نکال کر سڑک پر پھینک دیا مگر انہیں دونوں غیر ملکی ایجنٹ نہ ملنے۔ اپنے ساتھیوں کو ناکام ہوتے دیکھ کر میجر ہارلس ڈرائیور کی طرف متوجہ ہوا تھا۔

"کہاں گئے دونوں۔ بولو۔ جلدی"...... میجر ہارلس نے پوچھا۔

"مم۔ مجھے نہیں پتہ"...... ڈرائیور نے ہکلا کر کہا۔

"جھوٹ بولو گے تو گولی مار دی جائے گی"...... ایک مسلح شخص نے مشین گن کی نال ڈرائیور کی کنپٹی سے لگاتے ہوئے کہا۔

"بولو۔ کہاں گئے وہ دونوں"...... میجر ہارلس نے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ کالاب سے چلتے وقت وہ ٹرک میں ہی تھے صاحب جی"...... ڈرائیور نے کہا۔

"پھر وہ چلتے ٹرک سے کہاں غائب ہو گئے"...... روسٹن نے پوچھا۔ وہ ہیلی کاپٹر سے اتر کر ادھر ہی آ گیا تھا۔

"پپ۔ پتہ نہیں"...... ڈرائیور نے حیرت سے کہا۔

"پتہ نہیں"...... روسٹن نے غرا کر کہا۔ پھر اس نے ساتھیوں کو اشارہ کیا اور وہ مشین گنوں کے دستوں سے ڈرائیور کو پیٹنے لگے۔ ویرانہ اس کی دلدوز چیخوں سے گونج رہا تھا مگر وہ بے حس بنے اسے پیٹ رہے تھے۔

"اب بتاؤ وہ کہاں گئے"...... روسٹن نے ساتھیوں کو رکنے کا اشارہ کرتے ہوئے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم"...... ڈرائیور نے خون تھوکتے ہوئے کہا۔

"راستے میں تم نے کہیں ٹرک روکا تھا"...... اچانک میجر ہارلس نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں میں کہیں نہیں رکا"...... ڈرائیور نے کہا۔

"کس رفتار سے چل رہے تھے"...... میجر ہارلس نے پوچھا۔

"تقریباً سو کلومیٹر کی رفتار سے"...... ڈرائیور نے کہا۔

"کہیں رفتار کم بھی کی تھی"...... میجر ہارلس نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ کالاب سے تیس چالیس میل دور آنے کے بعد انہوں نے کہا تھا کہ میں رفتار کم کردوں"...... ڈرائیور نے بظاہر سوچتے ہوئے کہا۔

"کیوں۔ تم نے وجہ نہیں پوچھی تھی"...... میجر ہارلس نے پوچھا۔

"پوچھی تھی کہنے لگے تھے کہ ذرا ٹھنڈی ہوا کھانا چاہتے ہیں اور چونکہ تیز رفتاری کی وجہ سے مزا نہیں آ رہا اس لئے رفتار کم کر دی جائے"...... ڈرائیور نے کہا۔

"تم نے رفتار کم کر دی تھی"...... میجر ہارلس نے پوچھا۔

"ہاں"...... ڈرائیور نے سر ہلایا۔

"روسٹن۔ یہ جھوٹ پر جھوٹ بول رہا ہے۔ اس سے تم اپنے انداز میں سچ اگلواؤ۔ ہری اپ"...... میجر ہارلس نے ڈرائیور کو گھورتے ہوئے کہا۔

"یس باس"...... روسٹن نے کہا۔ پھر اس کے اشارے پر مسلح آدمی ایک بار پھر ڈرائیور پر پل پڑے۔ اس بار انہوں نے مارتے

مارتے اس کی ہڈیاں توڑ ڈالی تھیں اس کے بعد ہی وہ زبان کھلوا سکے تھے۔

"وہ ڈیزرٹ بائیک پر یہاں سے نکل گئے ہیں"...... ڈرائیور نے کہا تو ڈیزرٹ بائیک کا سن کر میجر ہارلس اور اس کے ساتھی چونک پڑے۔

"ڈیزرٹ بائیک۔ کیا مطلب۔ انہیں ڈیزرٹ بائیک کہاں سے مل گئی"...... میجر ہارلس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"باس بالٹی مور کو خطرہ تھا کہ آپ راستے میں مجھے گھیر سکتے ہیں اس لئے انہوں نے ایک ڈیزرٹ بائیک ٹرک کے نچلے تختوں میں چھپا دی تھی تاکہ جب خطرہ ہو تو میں انہیں بائیک دے کر خود کو آپ کی نظروں میں آنے سے بچا سکوں۔ ظاہر ہے اگر آپ میرے ٹرک کی تلاشی لیتے اور آپ کو وہ دونوں نہ ملتے تو آپ کو مجھ پر شک نہ ہوتا لیکن......" ڈرائیور نے لرزتے ہوئے کہا۔

"ڈیزرٹ بائیک کتنے ہارس پاور کی تھی"...... میجر ہارلس نے غراتے ہوئے پوچھا۔

"پپ۔ پتہ۔ پتہ نہیں۔ اندھیرے میں میں دیکھ نہیں سکا تھا"...... ڈرائیور نے نیم مردہ لہجے میں کہا۔

"وہ دونوں کس طرف گئے ہیں۔ غزہ کی جانب یا واپس کالاب کی طرف"...... میجر ہارلس نے غرا کر پوچھا۔

"شاید کالاب کی طرف"...... ڈرائیور نے بمشکل کہا۔

”شاید۔ شاید سے تمہاری کیا مراد ہے کیا کہنا چاہتے ہو تم۔ بولو“...... میجر ہارلس نے غراتے ہوئے کہا۔

”موٹر بائیک لینے کے بعد انہوں نے مجھے چلے جانے کے لئے کہا تھا“...... ڈرائیور نے کراہتے ہوئے کہا۔

”اور وہ دونوں“...... روسٹن نے پوچھا۔

”میں ان کے کہنے کے مطابق چل پڑا تھا تب سے اب تک میں نے ان کو پھر دوبارہ نہیں دیکھا“...... ڈرائیور نے کہا۔ میجر ہارلس اس کی بات سن کر غرا کر رہ گیا۔

”باس۔ ایسا لگ رہا ہے کہ جیسے وہ دونوں ڈیزرٹ بائیک پر واپس کالاب کی طرف چلے گئے ہیں“...... روسٹن نے کہا۔

”بظاہر ایسا ہی لگتا ہے۔ کیونکہ ڈرائیور نے دوبارہ انہیں نہیں دیکھا اگر وہ غزہ کی جانب جاتے تو ڈرائیور انہیں ضرور دیکھ لیتا“...... میجر ہارلس نے کہا۔

”ممکن ہے یہ اب بھی جھوٹ بول رہا ہو“...... روسٹن نے کہا۔

”نہیں۔ اتنے ٹارچر کے بعد جھوٹ بولنا اس کے بس کی بات نہیں ہے“...... میجر ہارلس نے کہا۔

”پھر تو ہمیں یقین کر لینا چاہئے کہ وہ واپس کالاب ہی کی طرف گئے ہیں“...... روسٹن نے کہا۔

”ہاں۔ اس بدبخت سے پوچھو کہ کیا وہ دونوں مسلح ہیں۔ اگر ہیں تو ان کے پاس کتنا اسلحہ ہے اور اسلحے میں کیا کیا ہے“...... میجر

ہارلس نے کہا۔

”یس باس“...... روسٹن نے کہا۔

”یہ مر چکا ہے“...... ایک مسلح آدمی نے کہا تو میجر ہارلس اور روسٹن چونک پڑے۔ زمین پر واقعی ڈرائیور یوں ساکت و صامت پڑا ہوا تھا جیسے اس کی جان نکل چکی ہو۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ یہ اتنی جلدی کیسے مر سکتا ہے“...... میجر ہارلس اور روسٹن نے ایک ساتھ کہا۔ پھر روسٹن ڈرائیور پر جھک گیا۔ وہ واقعی زندگی کی حد عبور کر چکا تھا اور اس کے اردگرد کی ریت خون سے سرخ ہو رہی تھی۔ روسٹن کھڑا ہو گیا۔

”یہ تو واقعی مر چکا ہے“...... روسٹن نے میجر ہارلس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”لعنت بھیجو اس پر اور واپس چلو۔ ہمیں انہیں کالاب پہنچنے سے پہلے پکڑنا ہے“...... میجر ہارلس نے کہا۔

”یس باس“...... روسٹن نے کہا۔ پھر چیخ چیخ کر وہ اپنے ساتھیوں کو ہیلی کاپٹروں میں سوار ہونے کے لئے کہنے لگا تین چار منٹ بعد وہ ہیلی کاپٹروں میں سوار انتہائی تیز رفتاری سے کالاب کی جانب واپس جا رہے تھے۔ ان کی آنکھوں پر ٹیلی نائٹ اسکوپس لگی ہوئی تھیں جن سے وہ سڑک کا جائزہ لے رہے تھے۔ وہ ابھی کالاب سے چالیس پینتالیس میل دور تھے کہ انہیں سڑک پر چھ ٹرکوں کی روشنیاں نظر آئیں اور میجر ہارلس کے حکم پر ہیلی

کاپٹر ٹرکوں پر فضا میں معلق ہو گئے۔ ہیلی کاپٹروں کے فضا میں معلق ہوتے ہی ٹرک رک گئے تھے۔ ہیلی کاپٹروں کے نیچے لگی سرچ لائٹس نے ٹرکوں اور ان کے اردگرد کی جگہ دن کی طرح روشن کر دی تھی۔ پھر میجر ہارلس والا ہیلی کاپٹر نیچے اترا اور اس میں بیٹھے مسلح افراد نے اتر کر دو طرف سے ٹرکوں کو گھیرے میں لے لیا۔ پھر میجر ہارلس اتر کر آگے والے ٹرک کی جانب بڑھ گیا۔ آگے والے ٹرک کا ڈرائیور فوراً نیچے اتر آیا تھا سائیڈ سیٹ پر ایک لڑکی بھی بیٹھی ہوئی تھی۔

"تم نے کوئی ڈیزرٹ بائیک دیکھی ہے جس پر ایک جوڑا کالاب جا رہا ہو"...... میجر ہارلس نے اس سے پوچھا۔

"جی نہیں صاحب"...... ڈرائیور نے انکار میں سر ہلا کر کہا۔

"غزہ کی طرف جاتے دیکھا ہو"...... میجر ہارلس نے پوچھا۔

"جی نہیں۔ کالاب سے یہاں تک میں نے کوئی کار یا موٹر بائیک نہیں دیکھی"...... ڈرائیور نے کہا۔

"کیا تمہیں یقین ہے"...... روسٹن نے غرا کر پوچھا۔

"جی ہاں"...... ڈرائیور نے کہا۔

"تمہارے ساتھ اور کون ہے"...... میجر ہارلس نے سائیڈ سیٹ پر موجود لڑکی کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"میری بیوی ہے صاحب"...... ڈرائیور نے کہا۔

"ایک بار پھر سوچ لو ممکن ہے کہ کسی کار سوار کو کالاب جا-

دیکھا ہو اور اب بھول رہے ہو"...... میجر ہارلس نے کہا۔

"کار یا موٹر بائیک کو تو نہیں دیکھا صاحب البتہ......" ڈرائیور بولتے بولتے رک کر کچھ سوچنے لگا۔

"البتہ کیا بولو۔ چپ کیوں ہو گئے ہو"...... روسٹن نے غرا کر کہا۔

"بتا رہا ہوں صاحب میں نے سامنے کے رخ سڑک کی جانب ہلکی سی چمک دیکھی تھی"...... ڈرائیور نے کہا۔

"سامنے کے رخ"...... میجر ہارلس نے سر گھماتے ہوئے کہا۔

"جی صاحب"...... ڈرائیور نے کہا۔

"مگر اس طرف تو ٹیلہ ہے سڑک کہاں ہے"...... میجر ہارلس نے کہا۔

"اس ٹیلے کے پیچھے سے سڑک گزرتی ہے۔ آگے سے سڑک اسی جانب گھومتی ہے"...... ڈرائیور نے سڑک سے کچھ دور ریت کے ٹیلے کی جانب ہاتھ اٹھا کر اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ میجر ہارلس چند لمحے سر ہلاتا رہا پھر اس نے سر اوپر کر کے ایک ہیلی کاپٹر کے پائلٹ کو سڑک کی جانب جانے کا اشارہ کیا تھا لیکن پائلٹ اشارہ نہیں سمجھ سکا تھا۔ مجبوراً میجر ہارلس کو حلق پھاڑنا پڑا تھا اس کے بعد ہی ہیلی کاپٹر حرکت میں آیا تھا۔ وہ بڑی تیزی سے ٹیلے کی جانب بڑھتا چلا گیا اس میں نصب سرچ لائٹ تیزی سے ٹیلے کی جانب بڑھ رہی تھی بقیہ ہیلی کاپٹر فضا ہی میں معلق تھے۔

''ٹرکوں کی تلاشی لو''...... میجر ہارلس نے چلا کر کہا۔

''یس باس''...... روسٹن نے کہا پھر وہ آگے بڑھ کر ساتھیوں کو ہدایت دینے لگا اور وہ ٹرکوں کی تلاشی لینے لگے جبکہ میجر ہارلس اس ہیلی کاپٹر کو گھور رہا تھا جو ٹیلے کے اس پار سڑک کی جانب بڑھ رہا تھا۔

وہ دم سادھے ہیلی کاپٹر کو اپنی جانب بڑھتا دیکھ رہے تھے عمران سوچ رہا تھا کہ کیا واقعی ٹرک والوں نے انہیں دیکھ لیا تھا اور اب میجر ہارلس کو ان کے بارے میں بتا دیا ہے۔ وہ سوچتا رہا اور ان کے دلوں کی دھڑکن تیز سے تیز ہوتی چلی گئی اچانک ان کے منہ سے ٹھنڈے سانس نکلے اور ان کے تنے ہوئے اعصاب ڈھیلے پڑتے چلے گئے۔ کیونکہ ہیلی کاپٹر کی روشنی کا دائرہ ان سے تین چار فٹ دور سے گزرتا چلا گیا تھا۔

''اس کا کیا مطلب ہوا''...... جولیا نے بڑبڑانے کے سے انداز میں کہا۔

''یہ کہ کسی بھی ٹرک والے نے ہمیں نہیں دیکھا اور ہیلی کاپٹر کسی اور وجہ سے اس طرف گیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''ایسا تو نہیں ہے کہ کار کی ہیڈ لائٹ کی روشنی ان میں سے کسی نے دیکھ لی ہو''...... جولیا نے خدشہ ظاہر کیا۔

"کچھ نہیں کہا جا سکتا"...... عمران نے کہا اور جولیا اس کی بات سن کر خاموش ہو گئی۔ کچھ دیر بعد ہیلی کاپٹر سڑک کے اس حصے پر نظر آیا تھا جو ٹیلے کی سیدھ میں تھا۔ سڑک اس طرف سے گھومتی ہوئی اسی طرف آئی تھی جہاں اس وقت ٹرک اور ہیلی کاپٹر موجود تھے۔ ہیلی کاپٹر سڑک اور اس کے اردگرد روشنی بکھیرتا ہوا آہستہ آہستہ واپس آ رہا تھا پھر وہ میجر ہارلس کے سر پر پہنچ کر معلق ہو گیا۔ میجر ہارلس پائلٹ سے بات کر رہا تھا۔ ہیلی کاپٹر کی بلندی چودہ پندرہ فٹ سے زیادہ نہیں تھی اور ہیلی کاپٹر کے پنکھوں کی گردش سے ریت اڑنے لگی تھی۔ میجر ہارلس کے ساتھی بھی ٹرکوں کی تلاشی لے چکے تھے۔ ان لوگوں کے دیکھتے ہی دیکھتے وہ دوبارہ ہیلی کاپٹروں میں سوار ہونے لگے مگر اس بار وہ خالی ہاتھ نہیں جا رہے تھے۔ میجر ہارلس نے اگلے ٹرک میں موجود لڑکی کو زبردستی ہیلی کاپٹر میں سوار کرا دیا تھا جب اس ٹرک کا ڈرائیور آپے سے باہر ہونے لگا تو میجر ہارلس کا ہاتھ ہولسٹر پر پہنچا ریوالور باہر آیا ٹریگر دبا اور فائر کی آواز کے ساتھ ہی ڈرائیور کی چیخ بھی فضا میں لہراتی چلی گئی تھی۔ میجر ہارلس نے ریوالور ہولسٹر میں ڈال لیا۔ اس کے ہونٹوں پر انتہائی تضحیک اور حقارت آمیز مسکراہٹ تھی۔ ایسی مسکراہٹ جو شیر کا شکار کرنے کے بعد شکاری کے ہونٹوں پر ہوتی ہے۔ وہ انتہائی خوش دکھائی دے رہا تھا۔

"چلو"...... انہیں میجر ہارلس کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

دوسرے ہی لمحے اس کے ساتھی تیزی سے ہیلی کاپٹروں کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ میجر ہارلس بھی اپنے ہیلی کاپٹر میں جا بیٹھا تھا۔ اس کے اشارے پر ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہوتے چلے گئے۔ ان ہیلی کاپٹروں کا رخ کالاب کی جانب تھا۔ بقیہ ٹرکوں کے ڈرائیور گم صم کھڑے دور ہوتے ہوئے ہیلی کاپٹروں کو دیکھ رہے تھے پھر وہ اپنے سامان کی جانب متوجہ ہو گئے جسے میجر ہارلس کے ساتھیوں نے تلاشی لینے کے لئے نیچے اتار پھینکا تھا۔ ان سب نے مل کر ٹرکوں کا سامان واپس رکھا تھا پھر مردہ ڈرائیور کو اٹھا کر ایک ٹرک میں ڈالا اور ٹرکوں کا یہ قافلہ غزہ کی جانب روانہ ہو گیا۔

"اب کیا کرو گے۔ میرا مطلب ہے غزہ کی جانب چلو گے یا پھر کالاب کا رخ کرو گے"...... جولیا نے پوچھا۔

"غزہ جانا ہوتا تو اس طرف کیوں آتا"...... عمران نے کہا۔

"کالاب کی اب وہ ناکہ بندی کر ڈالیں گے۔ ہم آسانی سے کالاب میں داخل نہیں ہو سکیں گے"...... جولیا نے کہا۔

"تمہارے خیال میں ہمیں کیا کرنا چاہئے"...... عمران نے پوچھا۔

"اگر واقعی تم تل ابیب جانا چاہتے ہو تو ہمیں کالاب میں داخل ہوئے بغیر اسے کراس کرنا ہو گا"...... جولیا نے سوچتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ"...... عمران نے سر ہلایا۔

"کیوں کیا میں نے غلط کہا ہے"...... جولیا نے اسے گھورتے

ہوئے پوچھا۔

"نہیں ایک طرح سے تمہارا مشورہ ٹھیک ہے مگر......" عمران کہتے کہتے رک گیا۔

"مگر کیا"...... جولیا نے پوچھا۔

"ہمیں ہر حال میں کالاب پہنچنا ہے"...... عمران نے کہا۔

"کیوں۔ کالاب رکے بغیر ہم اپنا سفر جاری کیوں نہیں رکھ سکتے"...... جولیا نے پوچھا۔

"اس لئے کہ چند گھنٹوں بعد صبح ہو جائے گی اور دن کی روشنی میں صحرا میں ہمیں چھپنے کی جگہ نہیں ملے گی"...... عمران نے کہا۔

"ریت کے ٹیلے کام نہیں آ سکتے"...... جولیا نے کہا۔

"ضرور آ سکتے ہیں۔ ہم دشمن کو دیکھ کر خود کو ریت میں چھپا لیں گے مگر موٹر بائیک کا کیا کریں گے۔ اس کے نشان ہم دور تک چھوڑ آئے ہیں۔ ان نشانات کو دیکھ کر انہیں ہم تک پہنچنے میں دیر نہیں لگے گی"...... عمران نے کہا۔

"اسے ہم کیموفلاج کر سکتے ہیں"...... جولیا نے کہا۔

"مگر کس طرح سے"...... عمران نے پوچھا۔

"ترپال یا ایسی ہی کسی چیز سے"...... جولیا نے کہا۔

"ترپال وغیرہ لینے بھی ہمیں قصبے میں جانا ہو گا۔ چلو اب دیر مت کرو۔ ہمیں ان کے کالاب کی ناکہ بندی کرنے سے پہلے قصبے میں پہنچنا ہے۔ آؤ"...... عمران نے موٹر بائیک اسٹارٹ کرتے

ہوئے کہا۔

"وہاں چھپو گے کہاں۔ کیونکہ اب شاید بالٹی مور تو ہمارے لئے بیکار ہو چکا ہے"...... جولیا نے کہا۔

"تم ٹھیک کہہ رہی ہو"...... عمران نے کہا۔

"پھر"...... جولیا نے پوچھا۔

"ایسی جگہ چھپیں گے کہ جہاں کے بارے میں میجر ہارلس سوچ بھی نہیں سکے گا"...... عمران نے کہا۔

"راسکو کی رہائش گاہ پر"...... جولیا نے پوچھا اور عمران کے پیچھے بائیک پر بیٹھ گئی۔ عمران بائیک کو حرکت میں لایا اور وہ آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگی اگلے چند منٹوں بعد ان کی بائیک ایک بار پھر پختہ سڑک پر دوڑ رہی تھی۔

"اگر پیدل آتے تو جلدی آ جاتے"...... جولیا نے کہا۔

"اب حماقت تو ہو ہی گئی تھی۔ اتر کر دوسری حماقت نہیں کرنا چاہتا تھا"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جولیا نے منہ بنا لیا۔

عمران نے سڑک پر آتے ہی موٹر بائیک کی رفتار بڑھانی شروع کر دی تھی۔ چند ہی منٹوں میں رفتار ڈیڑھ سو کلو میٹر تک جا پہنچی تھی۔ اتنی رفتار پر ذرا سی بھی لاپرواہی موٹر بائیک کو الٹا سکتی تھی عمران ہونٹ بھینچے سامنے گھور رہا تھا اس نے اس بار بھی ہیڈ لائٹ روشن نہیں کی تھی۔

"تم نے میری بات کا جواب نہیں دیا"...... جولیا نے کہا۔

"کس بات کا"...... عمران نے کہا۔

"یہی کہ کیا تم راسکو کی رہائش گاہ استعمال کرو گے"...... جولیا نے اپنا سوال دوہراتے ہوئے کہا۔

"ہاں"...... عمران نے سر ہلایا۔

"مگر ہم نے اس کی رہائش گاہ دیکھی تو نہیں ہے اور نہ ہی راستوں سے واقف ہیں ایسی صورت میں اتنی رات گئے کسی سے پتہ پوچھنا کیا مناسب ہوگا"...... جولیا نے کہا۔

"اس کی ضرورت نہیں پڑے گی"...... عمران نے کہا۔

"کیوں"...... جولیا نے پوچھا۔

"بالٹی مور کے ساتھ اس کی رہائش گاہ جاتے ہوئے میں نے راسکو کی رہائش گاہ دیکھ لی تھی"...... عمران نے کہا۔

"کیا مطلب"...... جولیا نے پوچھا۔

"انجانے میں یا دانستہ بالٹی مور اس سڑک سے ہمیں اپنی رہائش گاہ لے گیا تھا کہ جس پر راسکو کی رہائش گاہ ہے۔ اس سڑک پر کارنر کا ایک مکان ہے جس کے گیٹ پر بڑا سا سرخ ستارہ بنا ہوا ہے۔ وہی راسکو کی رہائش گاہ ہے راسکو نے یہی نشانی بتائی تھی"...... عمران نے کہا۔

"بالٹی مور کی ہر بات مشکوک لگ رہی ہے"...... جولیا نے کہا۔

"وہ کیوں"...... عمران نے پوچھا۔

"اس لئے کہ جب اس نے تمہیں راسکو کا بھائی تسلیم کر لیا تھا تو

ہمیں راسکو کی رہائش گاہ کے سامنے سے لے جانے کا کیا مطلب ہوسکتا ہے"...... جولیا نے کہا۔

"ہوسکتا ہے کہ بالٹی مور کی رہائش گاہ کو وہی سڑک جاتی ہو اور دوسرے راستے لمبے پڑتے ہوں"...... عمران نے کہا۔

"ہونے کو تو بہت کچھ ہوسکتا ہے"...... جولیا نے کہا۔

"ہاں۔ اسی لئے میں نے کہا تھا کہ بالٹی مور انجانے میں یا دانستہ اس سڑک سے گزرا تھا"...... عمران نے کہا۔

"بہرحال۔ اس نے ہمارے ساتھ کوئی برائی نہیں کی"...... جولیا نے کہا۔

"بالکل۔ اگر برائی کرتا یا ہم پر غیر ملکی جاسوس ہونے کا شک نہ کرتا تو ڈیزرٹ موٹر بائیک، ٹرک میں نہ رکھواتا اور نہ ہی اس کے بارے میں ڈرائیور کو کوئی ہدایت دیتا"...... عمران نے کہا تو جولیا سر ہلا کر خاموش ہوگئی۔ ڈیڑھ سو کلو میٹر کی رفتار سے ڈیزرٹ بائیک دوڑاتے ہوئے وہ صرف پندرہ منٹ میں قصبے کے قریب جا پہنچے تھے۔ عمران نے آبادی شروع ہونے سے پہلے ہی رفتار کم کر لی تھی۔ بائیک کے انجن کی آواز بس ایسی ہی تھی جیسی کپڑوں کی سرسراہٹ ہوتی ہے اس لئے اسے یہ ڈر نہیں تھا کہ انجن کی آواز کوئی سن لے گا۔ آبادی میں داخل ہونے سے پہلے ہی وہ ایک اندھیری جگہ پر رک گیا تھا۔ قصبے کی سڑک دور تک سنسان پڑی تھی عمران کی چھٹی حس خطرے کی نشاندہی کر رہی تھی۔ اس نے

سڑک کے کنارے پڑے ملبے کی آڑ میں بائیک روک دی اور نیچے اتر آیا۔

''میں آگے جاؤں گا تم خیال رکھو گی''...... عمران نے جولیا سے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''ریسٹ واچ ٹرانسمیٹر کیوں نہ آن کر لیا جائے''...... جولیا نے کہا۔

''ٹھیک ہے''...... عمران نے کہا اور آگے بڑھنے لگا وہ تیزی سے مگر چھپ کر آگے بڑھ رہا تھا پھر جیسے ہی وہ پہلے مکان کی دیوار کے پاس پہنچا چونک پڑا۔ اس نے باتیں کرنے کی آواز سنی تھی۔ وہ دیوار کے ساتھ چپک گیا۔ اس مکان کے دوسری جانب گلی تھی اور آوازیں اسی جانب سے آ رہی تھیں بولنے والے بے فکر نظر آ رہے تھے۔

''خواہ مخواہ یہاں ڈیوٹی لگائی ہے''...... کسی نے کہا۔

''بالکل''...... دوسری آواز نے کہا۔

''ارے وہ یہاں کیوں آئیں گے''...... تیسری آواز سنائی دی۔

''آنا تو ان کو یہاں ہی ہے''...... پہلے نے کہا۔

''اگر وہ یہاں آئے تو ان سے بڑھ کر احمق کوئی نہیں ہو گا''...... تیسرے نے تیز لہجے میں کہا۔ اس سے پہلے کہ ان میں مزید کوئی بات ہوتی اچانک تیز قسم کی سیٹی کی آواز ابھری اور عمران چونک پڑا۔

''کال آئی ہے''...... پہلے نے کہا۔

''ٹرانسمیٹر آن کرو''...... دوسرے نے جلدی سے کہا۔

''ہیلو۔ ڈی سی تھری۔ ڈی سی تھری۔ ہیلو۔ ہیلو۔ اوور''۔ ٹرانسمیٹر آن کر دیا گیا تھا کیونکہ وہ آواز ٹرانسمیٹر سے ہی سنائی دے رہی تھی اور تینوں آوازوں سے مختلف تھی۔

''یس۔ ڈی سی تھری اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... ان میں سے ایک نے کہا۔

''کیا رپورٹ ہے''...... دوسری طرف سے آواز آئی۔

''اس طرف ابھی کوئی نہیں آیا ہے جناب۔ اگر کوئی آیا ہوتا تو وہ اب تک ہمارے ہاتھوں مارا جا چکا ہوتا۔ ہم قصبے میں داخل ہونے والے راستے کے کارنر مکان میں چھپے ہوئے ہیں۔ جہاں سے ہم ریگستان سے آنے والی سڑک کو آسانی سے دیکھ سکتے ہیں۔ اوور''۔ ایک آدمی نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ الرٹ رہنا۔ وہ کسی بھی وقت قصبے کی طرف آ سکتے ہیں۔ اوور''...... ٹرانسمیٹر سے آواز آئی۔ اس بار آواز کافی واضح تھی جسے عمران نے پہچان لیا تھا۔ یہ میجر ہارلس کی آواز تھی۔

''یس باس آپ فکر نہ کریں ہم الرٹ ہیں۔ وہ اس طرف آئے تو یہ ان کی زندگی کی سب سے بڑی بھول ہو گی۔ اوور''۔ اس آدمی نے جواب دیا۔

''سڑک کی پوزیشن بتاؤ۔ اوور''...... میجر ہارلس نے پوچھا۔

"سڑک حد نگاہ تک سنسان پڑی ہے کوئی نظر نہیں آ رہا۔ اوور"...... اس آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"نائٹ ٹیلی اسکوپس کا استعمال کرو تاکہ وہ سڑک پر تمہیں دور ہی سے دکھائی دے سکیں۔ اوور"...... میجر ہارلس نے پوچھا۔

"یس باس۔ اوور"...... پہلی آواز والے نے مودبانہ لہجے میں کہا۔ عمران نے سوچا اگر ان کے پاس نائٹ ٹیلی اسکوپس ہیں تو ان لوگوں نے ان کو دور سے آتے ہوئے کیوں نہیں دیکھا کیا انہوں نے نائٹ ٹیلی اسکوپس استعمال نہیں کی تھیں۔

"ایک بار پھر ساری سڑک کا بغور جائزہ لو اور سرکل روڈ آ جاؤ۔ اوور اینڈ آل"...... میجر ہارلس نے کہا۔

"یس باس"...... پہلی آواز والے نے کہا۔ پھر کلک کی ہلکی سی آواز سنائی دی اس کے ساتھ ہی کلک کی دوسری تیز آواز ابھری یہ اس بات کا اشارہ تھا کہ دوسری جانب سے ٹرانسمیٹر آف کر دیا گیا ہے۔

"شراب کی بوتلیں کہاں ہیں"...... ایک آواز ابھری۔

"کیوں"...... دوسرے نے پوچھا۔

"انہیں سرکل روڈ لے جا کر میجر ہارلس کے حوالے کرنا ہے"...... تیسری آواز نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"تم بیوقوفی کی باتیں مت کرو"...... پہلے نے کہا۔

"بیوقوفی کی بات میں کر رہا ہوں یا تم۔ کیوں بوتلیں ساتھ

چلو گے"...... تیسرے نے غراتے ہوئے کہا۔

"گدھے ہو تم۔ میں نے بوتلوں کے بارے میں اس لئے پوچھا تھا کہ اگر اس میں باقی ہو تو یہیں پی لی جائے"...... پہلے نے کہا۔

"اوہ"...... تیسرے کی آواز سنائی دی۔

"چلو اب تو سڑک کا جائزہ لے لو۔ میجر صاحب سے تو ہم نے جھوٹ بول دیا ہے کہ ہم نائٹ ٹیلی اسکوپس کا استعمال کر رہے ہیں لیکن سچ تو یہ ہے کہ ہم نے ان کو ابھی تک چھوا تک نہیں ہے"...... دوسرے نے کہا۔

"ہاں۔ اگر اس دوران وہ غیر ملکی ایجنٹ قصبے میں داخل ہو گئے تو مصیبت آ جائے گی"...... تیسرے نے کہا۔

"بالکل نہیں"...... پہلے نے کہا۔

"وہ کیوں"...... تیسرے نے کہا۔

"اگر وہ غیر ملکی جاسوس قصبے میں اسی راہ سے داخل ہو بھی گئے ہوں گے تو ہم پر الزام نہیں آ سکتا"...... پہلے نے کہا۔

"وہ کیسے"...... دوسرے نے پوچھا۔

"میجر صاحب کو یا کسی اور کو کیا پتہ کہ وہ اسی طرف سے داخل ہوئے ہیں"...... پہلے نے کہا۔

"ہاں یہ تو ہے"...... تیسرے نے کہا۔

"اب چلو جائزہ لو دیر ہو رہی ہے"...... پہلے نے غرا کر کہا۔

"لاؤ ٹیلی اسکوپ دو"...... تیسرے نے کہا۔ عمران تیزی سے

پیچھے ہٹتا چلا گیا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ ان میں سے کوئی اسے دیکھ لے۔ پیچھے ہٹتے ہی اس نے ریسٹ واچ ٹرانسمیٹر منہ کے قریب کیا۔

''ہیلو جولیا۔ اوور''...... عمران نے سرگوشی والے انداز میں کہا۔

''یس۔ اوور''...... جولیا کی آواز آئی۔

''اس طرح چھپی رہو کہ میری طرف سے نظر نہ آ سکو۔ اوور''۔ عمران نے کہا۔

''اندھیرے میں میں ویسے بھی نظر نہیں آؤں گی۔ اوور''۔ جولیا نے کہا۔

''اس بھول میں مت رہنا۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''کیوں۔ اوور''...... جولیا کی کیوں سنائی دی۔

''اس لئے کہ وہ اب نائٹ ٹیلی اسکوپس سے جائزہ لے رہے ہیں۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ اوور''...... جولیا نے کہا۔

''کیا ہوا۔ اوور''...... عمران نے پوچھا۔

''میں تو تمہیں دیکھنے کے چکر میں آڑ سے باہر نکل آئی تھی۔ اب واپس جگہ پر آ گئی ہوں۔ اوور''...... جولیا نے کہا۔

''گڈ''...... عمران نے کہا۔

''تمہیں دھوکہ تو نہیں ہوا''...... جیسے ہی عمران نے ان تینوں کی طرف توجہ کی اسے ان میں سے ایک آدمی کی آواز سنائی دی اور

چونک پڑا۔

''اسی لئے تو دوربین تمہیں دی ہے۔ دیکھو اور بتاؤ کہ کیا مجھے دھوکہ ہوا ہے''...... دوسرے نے کہا۔

''اچھا۔ وہاں صرف ایک کتا نظر آ رہا ہے''...... چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پہلی آواز نے کہا غالباً اس نے نائٹ ٹیلی اسکوپ سے اس جگہ دیکھا تھا جدھر دوسرے نے دیکھنے کو کہا تھا۔

''غور سے دیکھو''...... دوسرے نے کہا۔

''کتا سڑک کے درمیان آ گیا ہے تم خود دیکھ لو''...... پہلے نے کہا پھر وہاں خاموشی چھا گئی۔

''واقعی کتا ہی ہے''...... چند لمحے بعد دوسرے کی آواز ابھری۔

''چلو پھر''...... تیسرے نے کہا۔ اس کے ساتھ ہی بھاری بھاری قدموں کی آواز ابھری تھی پھر ایسی آوازیں سنائی دینے لگی جیسے شیشے کی بوتلیں پھینک پھینک کر توڑی جا رہی ہوں۔ قدموں کی چاپ معدوم ہوتے ہی عمران نے پھر ریسٹ واچ منہ کے قریب کر لی۔

''ہیلو۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''یس۔ اوور''...... جولیا کی آواز آئی۔

''چلی آؤ راستہ صاف ہے۔ اوور''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اوور''...... جولیا کی آواز ابھری۔ پھر چند لمحے بعد [illegible] کے پاس موٹر بائیک دھکیلتی ہوئی پہنچ گئی۔ عمران نے موٹر

بائیک سنبھالی اور جولیا اس کے پیچھے بیٹھ گئی۔

''کون تھے''...... جولیا نے پوچھا۔

''میجر ہارلس کے ساتھی''...... عمران نے کہا اور موٹر بائیک اسٹارٹ کر کے حرکت میں لے آیا۔ وہ گلیوں ہی گلیوں سے ہوتا ہوا اس سڑک پر نکل آیا جہاں راسکو کی رہائش گاہ تھی۔ وہ دور ہی سے کارنر کے مکان کے گیٹ پر سرخ ستارہ بنا دیکھ رہے تھے جیسے ہی وہ اس کے قریب پہنچے۔ بائیں سمت سے ایک جیپ نکل کر ان کے سامنے آئی اور وہ بری طرح چونک پڑے۔ ان کے دل اچھل کر حلق میں اٹک گئے تھے جیپ انتہائی تیزی سے انہی کی جانب بڑھ رہی تھی۔

میجر ہارلس اور روسٹن ریگستان کی سرچنگ کر کے مایوس ہو کر واپس اپنے ہیڈ کوارٹر پہنچ گئے تھے۔ میجر ہارلس کا چہرہ غصے سے بگڑا ہوا تھا۔ اسے غصے میں دیکھ کر روسٹن وہاں خاموش کھڑا تھا۔

''نجانے وہ کہاں غائب ہو گئے ہیں''...... میجر ہارلس ٹہلتے ٹہلتے مٹھیاں بھینچتے ہوئے بڑبڑایا۔

''باس''...... روسٹن نے چونک کر کہا جو اس کے قریب ہی کھڑا تھا۔

''کیا بات ہے''...... میجر ہارلس نے غرا کر کہا۔

''مجھے ایک خیال آیا ہے باس''...... روسٹن نے کہا۔

''کیسا خیال''...... میجر ہارلس نے کہا۔

''کہیں ایسا تو نہیں کہ وہ قصبے میں آئے ہی نہ ہوں''۔ روسٹن نے کہا۔

''کیا مطلب ہے تمہارا''...... میجر ہارلس نے چونک کر کہا۔

"یہی کہ وہ قصبے میں آئے بغیر واپس تل ابیب کی جانب چلے گئے ہوں"...... روسٹن نے کہا۔

"ناممکن ہے"...... میجر ہارلس نے کہا۔

"وہ کیوں باس"...... روسٹن نے پوچھا۔

"اس لئے کہ میرے اندازے کے مطابق وہ ابھی کالاب ہی نہیں پہنچے غزہ والے راستے میں ہی کہیں چھپے ہوئے ہیں۔ اگر وہ کالاب آچکے ہوتے تو ٹرک ڈرائیوروں کی نظر ان پر ضرور پڑ جاتی"...... میجر ہارلس نے کہا۔

"ایسا بھی تو ہوسکتا ہے باس کہ وہ راستے میں کہیں چھپ گئے ہوں اور ٹرکوں کے گزرنے کے بعد ادھر آئے ہوں"...... روسٹن نے کہا۔

"ایسا ممکن ہے مگر مجھے اس کا یقین ہے کہ وہ کالاب واپس نہیں آئے"...... میجر ہارلس نے کہا تو روسٹن اس کی بات پر صرف سر ہلا کر خاموش ہوگیا اس نے میجر ہارلس سے یقین کی وجہ نہیں پوچھی تھی ظاہر ہے میجر ہارلس آفیسر تھا اور وہ ماتحت۔

"اس کے علاوہ اگر وہ براہ راست تل ابیب کے لئے روانہ ہو ہی گئے ہیں تو چند گھنٹے بعد نکلنے والے سورج کی روشنی میں ان کا صحرا میں پکڑا جانا یقینی ہے۔ یہ تمہاری ذمے داری ہے کہ صبح ہوتے ہی صحرا میں ان کو تلاش کرو"...... میجر ہارلس نے روسٹن سے کہا۔

"یس باس"...... روسٹن نے سر ہلا کر کہا۔

"بالٹی مور سے مزید پوچھ گچھ فی الحال ضروری نہیں ہے اس لئے اسے تل ابیب کے لئے روانہ کر دو"...... میجر ہارلس نے کہا۔

"یس باس"...... روسٹن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اور قصبے میں پھیلے ہوئے اپنے ساتھیوں کو ہدایت دے دو کہ اب وہ گھوم پھر کر نگرانی کریں"...... میجر ہارلس نے کہا۔

"کیا سڑکوں سے انہیں ہٹا لیا جائے باس"...... روسٹن نے پوچھا۔

"ہاں اب اس کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ گھوم پھر کر نگرانی کر سکتے ہیں"...... میجر ہارلس نے کہا۔

"یس باس"...... روسٹن نے کہا۔

"راسکو کی رہائش گاہ پر پہرہ موجود ہے نا"...... میجر ہارلس نے پوچھا۔

"یس سر اور بالٹی مور کی رہائش گاہ پر بھی میں نے پہرہ لگوا دیا تھا"...... روسٹن نے کہا۔

"ٹھیک ہے"...... میجر ہارلس نے کہا۔

"ایک بات کہوں باس"...... روسٹن نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

"کہو"...... میجر ہارلس نے کہا۔

"غزہ والے راستے پر ایک بار اور نہ پرواز کر لی جائے"۔ روسٹن نے سوالیہ انداز میں کہا۔

"بیکار ہے"...... میجر ہارلس نے کہا۔

"یس باس"...... روسٹن نے کہا۔ اس کے چہرے سے ایسا لگا تھا جیسے اپنی بات رد کئے جانے پر اسے افسوس ہوا ہو۔

"بد دل نہ ہو روسٹن میں نے کسی وجہ سے ہی تمہاری بات رد کی ہے"...... میجر ہارلس نے کہا۔

"یس باس"...... روسٹن نے کہا۔

"تم یوں سمجھو کہ وہ دونوں ہمیں نفسیاتی ڈاج دینے کے چکر میں غزہ جانے کے بجائے کالاب آئیں گے تاکہ یہاں سے واپس تل ابیب جا سکیں"...... میجر ہارلس نے کہا۔

"مگر تل ابیب جا کر وہ خطرات کیوں مول لیں گے باس جبکہ غزہ جا کر وہ آسانی سے اردن میں داخل ہو کر وہاں سے اپنے سفارتخانے کا تعاون حاصل کر سکتے ہیں"...... روسٹن نے کہا۔

"تمہاری بات ٹھیک ہے مگر نفسیاتی ڈاج وہ اسی چیز کو سامنے رکھ کر دیں گے"...... میجر ہارلس نے کہا۔

"مگر اس سے انہیں فائدہ کیا ہو گا جبکہ وہ تل ابیب جا کر اسرائیل سے نکل نہیں سکتے"...... روسٹن نے کہا۔

"وہ تل ابیب جا کر اپنے ہمدردوں کے پاس چھپ جائیں گے اور اس وقت نکلنے کی کوشش کریں گے کہ جب ہم لوگ یہ سوچ کر اپنی کارروائیاں بند کر دیں گے کہ وہ اسرائیل سے نکل چکے ہیں"...... میجر ہارلس نے کہا۔

"اوہ۔ تو یہ بات ہے"...... روسٹن نے ہونٹ سکوڑتے ہوئے

کہا۔

"اسی لئے میں نے نگرانی کرنے والوں کو سڑکوں کے ناکوں سے ہٹوا دیا ہے تاکہ وہ کالاب میں داخل ہو کر میرے جال میں پھنس جائیں"...... میجر ہارلس نے کہا۔

"جال۔ کیا مطلب۔ کیسا جال باس"...... روسٹن نے چونک کر پوچھا۔

"میں نے سادہ لباس میں اپنے آدمیوں کو قصبے کے ہر اہم حصے میں پھیلا دیا ہے۔ ان کا کام اتنا ہے کہ اگر وہ کالاب میں داخل ہوں تو وہ سامنے آئے بغیر انہیں فالو کرتے رہیں اور ان کی جائے پناہ معلوم ہوتے ہی اطلاع دیں"...... میجر ہارلس نے کہا۔

"اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ میں حیران تھا باس کہ آپ نے سڑکوں کے ناکوں پر سے نگرانی کیوں ختم کرا دی ہے بات اب سمجھ میں آئی ہے"...... روسٹن نے کہا۔

"اسی لئے میں غزہ جانے والے روڈ پر دوبارہ پرواز کی ضرورت محسوس نہیں کر رہا۔ کیونکہ میرے اندازے کے مطابق وہ کالاب میں داخل ہونے ہی والے ہیں"...... میجر ہارلس نے کہا۔

"مگر باس۔ ان سب باتوں کے باوجود ہمیں غزہ والے راستے کی جانب سے بے فکر نہیں ہونا چاہئے"...... روسٹن نے کہا۔

"تم کیا سمجھتے ہو۔ میں نے غزہ والے راستے کو ایسے ہی چھوڑ ہے"...... میجر ہارلس نے منہ بنا کر کہا۔

''نن نن۔ نو باس''...... روسٹن نے کہا۔

''غزہ میں۔ میں نے ایک فاسٹ گروپ کو حکم پہنچا دیا ہے۔ اب تک ہمارے گروپ نے غزہ میں داخلے کے ہر راستے کی ناکہ بندی کر دی ہو گی۔ اب اگر وہ غزہ گئے تو پکڑ لئے جائیں گے''...... میجر ہارلس نے کہا۔

''اوہ۔ تب تو ان کے لئے راہِ فرار واقعی ناممکن ہے''۔ روسٹن نے اثبات میں سر ہلا کر کہا۔

''اب تم ٹرانسمیٹر سنبھالو۔ ہر آنے والی رپورٹ سن کر ضروری ہدایت دو اور ضرورت ہو تو مجھے مطلع کرو''...... میجر ہارلس نے کہا۔

''کیا آپ کہیں جا رہے ہیں باس''...... روسٹن نے کہا۔

''ہاں۔ میں کچھ دیر آرام کرنا چاہتا ہوں۔ مسلسل بھاگ دوڑ نے مجھے بری طرح سے تھکا دیا ہے''...... میجر ہارلس نے کہا۔

''کیا آپ کے لئے واڈکا کی بوتل منگاؤں باس''...... روسٹن نے کہا۔

''نہیں بوتل کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ میں ہوش حواس ہی میں رہنا چاہتا ہوں''...... میجر ہارلس نے کہا۔

''یس باس''...... روسٹن نے کہا پھر جیسے ہی میجر ہارلس دروازے کے قریب پہنچا ٹرانسمیٹر سے بیپ کی آوازیں نکلنے لگیں اور وہ چونک پڑے۔ روسٹن نے ٹرانسمیٹر آن کر کے اسپیکر کا والیوم بڑھا دیا۔

''ہیلو ہیلو۔ پوسٹ فائیو کالنگ یو۔ اوور''...... ٹرانسمیٹر آن ہوتے ہی دوسری جانب سے ایک تیز آواز سنائی دی تو میجر ہارلس تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے روسٹن سے ٹرانسمیٹر جھپٹ لیا۔

''پوسٹ فائیو کیا رپورٹ ہے۔ اوور''...... میجر ہارلس نے ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن پریس کرتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

''باس وہ دونوں ابھی ابھی اس طرف سے گزرے ہیں۔ ایک لڑکی اور ایک مرد۔ اوور''...... دوسری جانب سے آواز آئی۔

''نگران عملہ کس طرف ہے''...... میجر ہارلس نے پوچھا۔

''باس۔ انہی کی غفلت سے وہ لوگ محفوظ رہے ہیں۔ اوور''...... دوسری جانب سے کہا گیا تو میجر ہارلس اور روسٹن چونک پڑے۔

''کیا کہنا چاہتے ہو تم۔ اوور''...... میجر ہارلس نے سرد لہجے میں کہا۔

''یہی کہ نگران عملہ ایک عمارت کی آڑ میں بیٹھا شراب پی رہا تھا جبکہ وہ سڑک سے ہٹ کر ایک جگہ آڑ میں رک گئے تھے پھر نگراں عملے کے وہاں سے چلے جانے کے کچھ دیر بعد وہ قصبے میں داخل ہو گئے اب ان کا رخ سرکل روڈ کی جانب ہے۔ اوور''۔ دوسری جانب سے آواز آئی۔

''جو کچھ تم کہہ رہے ہو کیا یہ سب درست ہے۔ اوور''...... میجر ہارلس نے غرا کر کہا۔

"یس باس۔ وہ لوگ سڑک کے کنارے پڑے ہوئے ملبے کی آڑ میں رکے تھے پھر لڑکی کا ساتھی آگے آیا تھا اور جس عمارت کی آڑ میں ہمارے ساتھی شراب پی رہے تھے۔ اس مرد نے باہر رک کر ان کے درمیان ہونے والی گفتگو سنی تھی۔ پھر نگراں عملے کے جانے کے بعد وہ لوگ قصبے میں داخل ہوئے ہیں۔ اوور"۔ دوسری جانب سے کہا گیا۔

"گویا نگراں عملے نے نائٹ ٹیلی اسکوپ سے سڑک کا جائزہ لینا بند کر رکھا تھا۔ اوور"...... میجر ہارلس نے اسی طرح انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ انہوں نے چلتے وقت ہی سڑک کا جائزہ لیا تھا اور بس۔ اوور"...... دوسری جانب سے کہا گیا۔

"ہونہہ۔ اب وہ دونوں کس طرف گئے ہیں۔ اوور"...... میجر ہارلس نے پوچھا۔

"سرکل روڈ کی جانب باس۔ اوور"...... دوسری جانب سے جواب میں کہا گیا۔

"اوکے۔ تم اپنی فورس لے کر سرکل روڈ کی طرف روانہ ہو جاؤ۔ میں تمہیں وہیں ملوں گا۔ اوور اینڈ آل"...... میجر ہارلس نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے رابطہ منقطع کر دیا۔ اس نے ٹرانسمیٹر روسٹن کی طرف بڑھایا ہی تھا کہ اچانک ٹرانسمیٹر ایک بار پھر جاگ اٹھا۔ میجر ہارلس نے بٹن پریس کیا اور فریکوئنسی ناب گ

کر رابطہ قائم کر لیا۔

"ہیلو ہیلو۔ پوسٹ سکس کالنگ۔ اوور"...... دوسری جانب سے آواز ابھری۔

"میجر ہارلس اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... میجر ہارلس نے کرخت لہجے میں کہا۔

"شہر میں ایک ڈیزرٹ بائیک داخل ہوئی ہے باس۔ بائیک پر ایک لڑکی اور ایک مرد اس طرف آئے ہیں اور ایک گلی میں کھڑے ہوئے ہیں"...... دوسری جانب سے کہا گیا۔

"انہوں نے تمہیں دیکھا تو نہیں۔ اوور"...... میجر ہارلس نے پوچھا۔

"نو باس۔ اوور"...... دوسری جانب سے کہا گیا۔

"تم ان سے کتنے فاصلے پر ہو۔ اوور"...... میجر ہارلس نے پوچھا۔

"وہ مجھ سے دو سو فٹ کے فاصلے پر ہیں۔ اوور"...... دوسری جانب سے جواب ملا۔

"کیا وہ سرخ ستارے والی عمارت کے پاس رکے ہیں۔ اوور"...... میجر ہارلس نے پوچھا۔

"یس باس۔ اوور"...... جواب دیا گیا۔

"وہ سرخ ستارے والی عمارت تم سے کتنے فاصلے پر ہیں۔ اوور"۔ میجر ہارلس نے پوچھا۔

"کم از کم سو ڈیڑھ سو گز کے فاصلے پر جناب۔ اوور"...... دوسری جانب سے جواب ملا۔

"ان پر نظر رکھو اور اگر وہ اس عمارت میں داخل ہوں تو فوراً مجھے اطلاع دینا اوور"...... میجر ہارلس نے کہا۔

"یس باس۔ اوور"...... دوسری جانب سے کہا گیا تو میجر ہارلس نے اوور اینڈ آل کہہ کر رابطہ منقطع کر دیا۔

"آپ کا اندازہ ٹھیک نکلا ہے باس کہ وہ کالاب ہی آئیں گے"...... روسٹن نے کہا۔

"ہاں اور اب میرا خیال یہی ہے کہ وہ لوگ راسکو ہی کی رہائش گاہ میں داخل ہوں گے"...... میجر ہارلس نے کہا۔

"یس باس۔ کیونکہ وہ بالٹی مور کی رہائش گاہ میں اس کے بیوی بچوں کی موجودگی میں داخل نہیں ہو سکتے۔ اس لئے لے دے کر راسکو کی رہائش گاہ رہ جاتی ہے جہاں وہ پناہ لے سکتے ہیں"۔ روسٹن نے کہا۔

"وہاں پناہ لیتے ہی وہ میری گرفت میں آ جائیں گے"...... میجر ہارلس نے مٹھی بند کرتے ہوئے کہا۔

"یس باس"...... روسٹن نے سر ہلا کر کہا۔ پھر دو منٹ بھی نہیں گزرے تھے کہ ٹرانسمیٹر پر پوسٹ سکس کی دوبارہ کال موصول ہوئی اس بار اس نے ان کے عمارت میں داخلے کی اطلاع دی تھی۔

"گڈ شو۔ اب تم عقبی حصے کی نگرانی کرو اور اگر وہ نکلنے کی

کوشش کریں تو ان کو ہر قیمت پر روکنا ہے۔ اوور"...... میجر ہارلس نے کہا۔

"یس باس۔ اوور"...... دوسری جانب سے کہا گیا۔

"میں روسٹن کے ساتھ آ رہا ہوں۔ جب تک میں تمہارے پاس نہ پہنچ جاؤں تم نے ان دونوں کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کرنی سمجھ گئے ہو۔ اوور"...... میجر ہارلس نے کہا اور اوور اینڈ آل کہہ کر اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

تیز رفتاری سے آنے والی جیپ ان کے برابر سے نکلتی چلی گئی تھی جبکہ عمران نے بائیک ایک گلی میں موڑ دی تھی۔ جیپ میں چند لڑکیاں اور ایک مرد بیٹھا ہوا تھا۔

”راسکو کی رہائش گاہ کہاں ہے“...... جولیا نے پوچھا۔

”وہ سامنے جس عمارت کے گیٹ پر ریڈ سٹار بنا نظر آ رہا ہے“...... عمران نے ڈیڑھ سو گز دور ایک عمارت کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”وہ کارنر والی عمارت“...... جولیا نے پوچھا۔

”ہاں“...... عمران نے اثبات میں سر ہلایا۔

”چلو پھر رک کیوں گئے ہو“...... جولیا نے عمران سے کہا۔

”اس لئے کہ میری چھٹی حس خطرے کا اشارہ کر رہی ہے“۔ عمران نے کہا۔

”کیا مطلب“...... جولیا نے پوچھا۔

”ایسا محسوس کر رہا ہوں جیسے غیر مرئی نظریں ہماری نگرانی کر رہی ہیں“...... عمران نے کہا تو جولیا چونک پڑی۔

”مگر۔ آس پاس یا دور دور تک کوئی نظر نہیں آ رہا ہے“۔ جولیا نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں بظاہر ایسا ہی ہے۔ مگر میری چھٹی حس نے مجھے کبھی دھوکہ نہیں دیا ہے“...... عمران نے کہا۔

”پھر کیا کرنا چاہتے ہو“...... جولیا نے پوچھا۔

”کیا کرنا چاہتا ہوں“...... عمران نے جواب دینے کی بجائے جیسے اپنے آپ سے ہی دوہرا کر پوچھا۔ پھر اس نے موٹر بائیک گھمائی اور راسکو کی رہائش گاہ والی عمارت کی عقبی گلی کی طرف بڑھنے لگا۔

”کیا عقب سے اندر چلو گے“...... جولیا نے پوچھا۔

”ہاں“...... عمران نے کہا پھر نصف گلی میں پہنچتے ہی اس نے بائیک روک دی اور چاروں طرف دیکھنے لگا اس کا انداز ایسا ہی تھا جیسے جھنڈ سے بچھڑا ہوا بھیڑیا شکاریوں سے چوکنا ہو۔

”تمہیں وہم ہو رہا ہے“...... جولیا نے اسے چاروں طرف دیکھتا پا کر کہا۔

”وہم“...... عمران نے دوہرایا پھر اس نے بڑی تیزی سے موٹر بائیک دائیں سمت میں مکانوں کی قطار کے درمیان بنے تنگ سے راستے میں گھما دی۔

"ارے۔ مکان تو بائیں سمت ہے"...... جولیا نے چونک کر کہا۔

"اب ہم ادھر نہیں جا رہے"...... عمران نے بائیک کی رفتار بڑھاتے ہوئے کہا۔

"پھر"...... جولیا نے پوچھا۔

"دیکھتی رہو"...... عمران نے کہا پھر ایک جگہ بائیک روک کر وہ اتر اور پھر اس نے اسلحہ کا تھیلا اتار کر جولیا کو دیا اور بائیک دیوار سے لگا کر کھڑی کر دی۔

"مشین گن نکال لو"...... عمران نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا کر تھیلے سے مشین گن نکال کر ایک عمران کی جانب بڑھا دی اور ایک مشین گن خود سنبھال لی پھر اس نے تھیلا کاندھے پر ڈال لیا۔

"چلو"...... عمران نے کہا اور پھر وہ گلیوں گلیوں سے چھپ کر آگے بڑھنے لگے۔ کئی جگہ پر انہوں نے مسلح افراد سے بھری گاڑیاں دیکھی تھیں ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے وہ لوگ کسی کو تلاش کر رہے ہوں۔ وہ چھپتے چھپاتے بالٹی مور کی رہائش گاہ کے سامنے جا پہنچے۔ بالٹی مور کی رہائش گاہ پر انہیں چار مسلح افراد کمپاؤنڈ میں نظر آئے تھے وہ چاروں گیٹ ہی کے پاس کھڑے تھے۔

"یہ تو بالٹی مور کی رہائش گاہ ہے"...... جولیا نے کہا۔

"راسکو کی رہائش گاہ پر خطرہ زیادہ تھا اس لئے مجبوراً ادھر آنا پڑا ہے"...... عمران نے کہا۔

"مگر فورس تو یہاں بھی موجود ہیں"...... جولیا نے کہا۔

"صرف کمپاؤنڈ تک۔ فیملی کی وجہ سے وہ عمارت کے اندرونی حصوں میں نہیں جا سکتے"...... عمران نے کہا۔

"اندر جانے کے لئے عقبی راستہ استعمال کرو گے"...... جولیا نے کہا مگر عمران کے جواب دینے سے پہلے ہی چار میں سے دو مسلح افراد مڑ کر عمارت کے عقبی حصے کی جانب بڑھتے چلے گئے تھے۔ باقی دو جانے والوں کی طرف منہ کئے کھڑے باتیں کر رہے تھے۔

"آؤ"...... عمران نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ پھر وہ تیزی سے بے آواز قدموں سے دوڑتے ہوئے بالٹی مور کی رہائش گاہ کی چار دیواری تک پہنچے اور پھر ایک دیوار پر چڑھ کر اندر کی جانب اتر گئے۔ دونوں مسلح افراد اب بھی آپس میں گفتگو کر رہے تھے۔ عمران اور جولیا آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگے پھر وہ کیاریوں کے سرے پر پہنچ کر رک گئے دونوں افراد اب ان سے ایک فٹ کے فاصلے پر کھڑے اپنی آنے والی موت سے بے خبر باتوں میں مصروف تھے۔

"ایکشن"...... عمران نے کہا۔ پھر وہ دونوں بڑی تیزی سے ان دونوں افراد پر ایک ساتھ جھپٹ پڑے۔ ایک کو عمران نے سنبھالا اور دوسرے کو جولیا نے سنبھال لیا تھا۔ دونوں افراد کی گردنیں ان کی گرفت میں دبی ہوئی تھیں اور وہ تڑپ رہے تھے۔

"ختم کرو"...... عمران نے غرا کر کہا تھا پھر اس نے جھٹکا دیا اور

اس کے بازوؤں میں دبا ہوا آدمی ساکت ہوتا چلا گیا اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی ادھر جولیا نے بھی اپنے حریف کی گردن توڑ ڈالی تھی پھر انہوں نے دونوں لاشوں کو گھسیٹ کر پودوں کے پیچھے ڈال دیا اور تیزی سے عمارت کی جانب بڑھنے لگے۔ برآمدے سے گزر کر وہ راہداری میں پہنچے تھے راہداری میں کوئی نہیں تھا وہ ایک ایک کمرہ دیکھتے ہوئے آگے بڑھنے لگے۔

تیسرے بڑے کمرے میں انہیں بالٹی مور کی فیملی نظر آئی تھی۔

وہ اندر داخل ہو گئے۔ ہال کمرے میں ایک ادھیڑ عمر عورت اور دو بچے موجود تھے جن کی عمریں سولہ سترہ سے زیادہ نہیں تھی۔ یہ شاید بالٹی مور کے بیوی بچے تھے۔ انہیں دیکھ کر وہ چونکے تھے۔ مگر عمران اور جولیا کے ہاتھوں میں موجود مشین گنوں نے انہیں بولنے سے باز رکھا تھا۔

''بالٹی مور کہاں ہے''......عمران نے غرا کر کہا تھا۔

''اسے فورس والے اٹھا کر لے گئے۔ مگر تم کون ہو''...... ادھیڑ عمر عورت نے پوچھا۔

''ہم بالٹی مور کے دوست ہیں''......عمران نے کہا۔

''دوست۔ کہیں تم وہی تو نہیں ہو جن کے بارے میں وہ بالٹی مور سے پوچھ گچھ کر رہے ہیں''......عورت نے چونک کر کہا تھا اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

''سمجھدار ہو۔ لیکن بہرحال ہمارے بارے میں کوئی غلط مطلب

مت نکال بیٹھنا ہم شریف لوگ ہیں خواہ مخواہ ایک ایجنسی کے چکروں میں پھنس گئے ہیں''......عمران نے کہا۔

''کیا مطلب''......ادھیڑ عمر عورت نے کہا۔

''یہی کہ ہمیں گرفتار کرانے کی کوشش مت کرنا''......عمران نے کہا۔

''نہیں ہم ایسا کیوں سوچیں گے''......لڑکی نے کہا۔

''یہ ایسا ضرور کریں گے''......عمران نے زبان بدل کر جولیا سے کہا۔ ساتھ ہی کن انکھیوں سے وہ ان کو دیکھ بھی رہا تھا اس جملے پر اس نے عورت کو چونکتے دیکھا تھا پھر وہ ایسی بن گئی جیسے کہ عمران کا جملہ سمجھی ہی نہ ہو جبکہ عمران اسے چونکتا دیکھ کر سمجھ گیا کہ اس نے جو زبان بولی ہے وہ زبان عورت بخوبی سمجھتی ہے۔

''پھر کیا کریں''...... جولیا نے پوچھا۔

''ان کو باندھ کر ڈال دو''......عمران نے کہا۔

''اس سے فائدہ کیا ہو گا۔ تم خواہ مخواہ وقت ضائع کر رہے ہو''......جولیا نے کہا۔

''نہیں ایسا نہیں ہے''......عمران نے کہا۔

''اب ہم یہاں سے غزہ چلیں گے''......عمران نے جولیا سے کہا۔

''غزہ۔ تم تو کہہ رہے تھے......'' جولیا نے کہنا چاہا تھا۔

''غزہ ہی جائیں گے۔ غزہ جانے والے راستے سے واپس

آنے کے بعد میجر ہارلس سوچ بھی نہیں سکے گا کہ ہم دوبارہ غزہ کے لئے روانہ ہو گئے ہیں“...... عمران نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

”اگر ایسا تھا تو تم یہاں کیوں آئے۔ قصبے میں داخل ہوتے ہی واپس کیوں نہیں چل پڑے تھے“...... جولیا نے منہ بنا کر کہا۔ اسے عمران ہر لمحے گرگٹ کی طرح رنگ بدلتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ کبھی وہ کچھ کہتا تھا اور کبھی کچھ۔

”یہاں آنے کی ایک وجہ ہے اور وہ یہ کہ میں نے کاغذات کی مائیکرو فلم اس کمرے میں چھپا دی تھی جس کمرے میں بالٹی مور ہمیں چھوڑ کر واپس چلا گیا تھا اس لئے فلم کی وجہ سے واپس آنا پڑا ہے۔ تم رکو میں فلم لے آؤں“...... عمران نے کہا تو جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران کمرے سے نکلتا چلا گیا تھا واپسی پانچ منٹ بعد ہوئی تھی۔

”کیا رہا“...... جولیا نے اسے دیکھتے ہی پوچھا۔

”مائیکرو فلم نکال لایا ہوں“...... عمران نے کہا۔

”تو پھر چلو اب یہاں رکنے کی کیا ضرورت ہے“...... جولیا نے کہا۔

”چلو“...... عمران نے کہا پھر وہ مڑے ہی تھے کہ یکلخت باہر سے ایسی آوازیں سنائی دیں جیسے بے شمار گاڑیوں نے ایک ساتھ بریک لگائے ہوں۔ وہ چونک پڑے پھر بڑی تیزی سے کمرے سے

باہر نکل آئے ان کا رخ عقبی حصے کی جانب تھا۔ عقبی حصے میں جولیا نے دو اور آدمیوں کی لاشیں دیکھی تھی وہ سمجھ گئی کہ عمران ہی نے ان کو ٹھکانے لگایا ہے۔ وہ عقبی دیوار پھلانگ کر چند ہی قدم آگے بڑھے تھے کہ چونک پڑے۔ سامنے سے ایک گاڑی آتی نظر آئی تھی اس کی ہیڈ لائٹس کی روشنی سے بچنے کے لئے وہ قریب ہی پڑے کوڑے کے ڈرم کی آڑ میں چھپ گئے تھے۔ آنے والی گاڑی مسلح افراد کی ہی جیپ لگ رہی تھی۔

”ادھر اس طرف“...... عمران نے کہا پھر وہ جولیا کا ہاتھ پکڑ کر تیزی سے کوڑے کے ڈھیر کے برابر موجود ایک تنگ راستے پر مڑ گیا پھر چند قدم آگے بڑھ کر رکا اور جولیا کے ہاتھ سے تھیلا لے کر اس نے دستی بم نکال لئے۔ پھر جیسے ہی جیپ ان کے سامنے سے گزری اس نے پے در پے دو بم اس پر پھینک دیئے۔ چند لمحوں کے وقفے سے دو دھماکے ہوئے اور جیپ کے چیتھڑے اڑ گئے گلی میں آگ ہی آگ پھیلتی چلی جا رہی تھی۔ عمران نے ایک بم بالٹی مور کی رہائش گاہ کی طرف اچھالا اور مڑ کر دوڑنے لگا۔ ایک لمحے بعد دھماکہ ہوا تھا مگر وہ یہ نہ جان سکے کہ بالٹی مور کی رہائش گاہ کو اس دھماکے سے کتنا نقصان پہنچا تھا۔ وہ دوڑتے رہے۔ وہ گلی سے نکل کر چند قدم دوڑے اور پھر ایک اور گلی میں داخل ہو گئے گلیوں گلیوں وہ بالٹی مور کی رہائش گاہ سے بہت دور نکل آئے ایک کوٹھی نما مکان کے سامنے رک گیا۔ چند لمحے

پھر وہ عقبی دیوار پھلانگ کر اس عمارت کے اندر داخل ہو گئے۔ عمارت کے رہائشی حصے کے دروازے اندر سے بند تھے۔ عمران نے گھوم پھر کر عمارت کا جائزہ لیا اور پھر اس نے ایک کھڑکی کا شیشہ توڑا اور وہ اس کھڑکی کے راستے عمارت میں داخل ہوگئے۔ یہاں پانچ کمرے تھے جن میں سے چار خالی تھے۔ ایک کمرے میں ایک لڑکی اور ایک مرد انہیں نظر آئے تھے دونوں ہی خوفزدہ لگ رہے تھے۔ ان کا یہ خوف عمران اور جولیا کے ہاتھوں میں مشین گنیں دیکھ کر تھا۔ عمران چند لمحے سوچتا رہا پھر وہ مرد کی طرف دیکھنے لگا۔

"تمہارا پاسپورٹ اور کاغذات کہاں ہیں"...... عمران نے غرا کر پوچھا۔

"الماری میں"...... مرد نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"نکالو"...... عمران نے غرا کر کہا۔ مرد اٹھ کر الماری کی جانب بڑھا تو اس کے قدم لڑکھڑا رہے تھے اس نے الماری کھول کر کاغذات نکال کر عمران کو تھما دیئے۔ عمران نے کاغذات اور پاسپورٹ کا جائزہ لیا تھا۔

"ان کو ختم کر دو"...... عمران نے جولیا سے کہا۔

"باندھنے سے کام نہیں چلے گا"...... جولیا نے کہا۔

"نہیں"...... عمران نے کہا۔ پھر اس نے خود ہی ریوالور نکال کر ان دونوں کو گولیاں ماریں اور پھر اس نے جولیا کی مدد سے دونوں کی لاشیں اٹھا کر بیڈ کے نیچے ڈال دیں اور خون آلود بیڈ شیٹ

اتار کر بیڈ کے نیچے چھپا دی۔ جولیا نے سائیڈ پر موجود الماری سے نئی بیڈ شیٹ نکال کر بیڈ پر بچھائی اور پھر وہ عمران کی طرف متوجہ ہو گئی جو ایک قد آدم آئینے کے پاس کھڑا تھا۔

"میک اپ باکس نکالو"...... عمران نے جولیا سے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا پھر لباس کے اندر کی جیب سے میک اپ باکس نکال لیا یہ باکس چار انچ سے زیادہ لمبا نہیں تھا۔ عمران نے مرد سے لئے ہوئے کاغذات کے مطابق اپنا اور جولیا کا میک اپ کیا تھا پھر بالوں کا اسٹائل ان کی کاغذات والی تصویروں جیسا بنایا اور الماری سے انہی کے لباس نکال کر پہن لئے۔ پھر انہوں نے پورے مکان کا جائزہ لیا یہاں ان دونوں کے علاوہ اور کوئی نہیں ملا تھا۔

"کھانے پینے کے لئے کچھ لے آؤ۔ صبح ہونے میں ابھی نصف گھنٹہ ہے"...... عمران نے ریسٹ واچ پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب۔ کیا تم یہیں رکو گے"...... جولیا نے پوچھا۔

"ہاں۔ ابھی یہاں سے نکلنا خطرے سے خالی نہیں ہو گا۔ صبح ہوتے ہی ہم اسٹیشن کے لئے چل پڑیں گے کیونکہ ہائی ایکسپریس یہاں سے تل ابیب جانے کے لئے ساڑھے چھ بجے گزرتی ہے"...... عمران نے کہا تو جولیا سر ہلاتی ہوئی کچن میں چلی گئی پھر وہ کچن سے کافی اور سینڈوچز بنا لائی۔ کافی اور سینڈوچز کھا کر انہوں

نے کچھ دیر ریسٹ کیا اور پھر دن نکلتے ہی پورے مکان کی لائٹس آف کیں مکان کو تالا لگایا اور پورچ میں آ گئے جہاں ایک جدید اور نئے ماڈل کی کار موجود تھی۔ عمران کو کمرے سے کار کی چابیاں مل گئی تھیں۔ اس نے کار کا دروازہ کھولا اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ جولیا نے سامان کار کی عقبی سیٹ پر رکھا اور پھر وہ سائیڈ سیٹ کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گئی۔

عمران نے کار اسٹارٹ کی اور پھر گیٹ کے پاس آ گیا۔ گیٹ کے پاس آ کر اس نے کار روکی۔ کار سے نکل کر اس نے گیٹ کھولا اور دوبارہ کار میں آ کر بیٹھ گیا۔ اس نے کار گیٹ سے باہر نکالی اور پھر ایک بار پھر کار روک لی۔ کار روک کر اس نے عمارت کا گیٹ بند کیا اور ایک بار پھر کار میں آ کر بیٹھ گیا اور کار حرکت میں آ گئی۔ وہ کار مختلف سڑکوں سے گزارتا لے جا رہا تھا۔ دو تین جگہ انہیں چیک کیا گیا تھا ہر جگہ مرنے والے میاں بیوی کے کاغذات ان کے کام آئے تھے۔ اسٹیشن کی پارکنگ میں گاڑی کھڑی کر کے وہ ٹکٹ ونڈو پر پہنچ گئے تھے۔ عمران نے فرسٹ کلاس کے دو ٹکٹ تل ابیب کے لئے حاصل کئے اور پھر وہ دونوں پلیٹ فارم پر آ گئے۔ یہاں بھی انہیں سادہ لباس والے نظر آئے تھے مگر وہ بڑی لاپرواہی سے ان کے پاس ہی جا کر کھڑے ہو گئے تھے یہ بھی ان لوگوں سے محفوظ رہنے کا ایک طریقہ تھا۔ وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے کہ جن کو وہ تلاش کر رہے ہیں وہ یوں لاپرواہی سے [illegible]

کے پاس آ کر کھڑے ہو جائیں گے۔

چھ بج کر پچیس منٹ پر ہائی ایکسپریس پلیٹ فارم میں داخل ہوئی تو وہ اپنی سیٹوں پر جا کر بیٹھ گئے ان کے کیبن میں صرف دو آدمی اور تھے انہوں نے بڑی دلچسپی سے جولیا کو دیکھا تھا۔ ہائی ایکسپریس کے روانہ ہوتے ہی ان میں سے ایک نے جولیا سے عبرانی میں بات کرنی چاہی تھی۔

”گونگی ہے بے چاری“...... عمران نے جولیا کے بولنے سے پہلے کہا۔

”اوہ۔ افسوس ہوا یہ سن کر“...... اس آدمی نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

”سر پر چوٹ لگنے سے قوت گویائی متاثر ہوئی ہے۔ اسے علاج کے لئے تل ابیب لے جا رہا ہوں“...... عمران نے کہا۔ پھر اس نے ان کو باتوں میں الجھا لیا تھا اور موقع ملتے ہی جولیا کو لیٹ جانے کا اشارہ کیا تھا تاکہ کوئی اسے پھر مخاطب نہ کر بیٹھے۔ تل ابیب تک عمران نے ان کو جولیا سے بات کرنے کا موقع ہی نہیں دیا تھا اسٹیشن سے وہ بڑی آسانی سے نکل آئے تھے کیونکہ یہاں کوئی چیکنگ نہیں ہوئی تھی۔ اسٹیشن سے باہر آتے ہی عمران نے ایک پبلک فون بوتھ سے ایک کال کی اور پھر وہ بوتھ سے نکل کر باہر آ گیا۔

”[illegible] کسے کال کی ہے“...... جولیا نے پوچھا۔

"وائٹ ایگل کو"...... عمران نے کہا۔
"کیا مطلب۔ کیا تم پھر وائٹ ایگل سے مدد لینا چاہتے ہو"۔ جولیا نے چونک کر کہا۔
"ہاں۔ مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ ہم بغیر وائٹ ایگل سے مدد لئے یہاں سے نہیں نکل سکیں گے"...... عمران نے جواب دیا تو جولیا خاموش ہو گئی۔ عمران نے ایک ٹیکسی ہائر کی اور بتائے ہوئے پتے پر جا پہنچا تھا دروازے کی بیل بجانے پر جس نے دروازہ کھولا وہ خود وائٹ ایگل ہی تھا وہ انہیں گھورنے لگا۔
"فرمائیں"...... وائٹ ایگل نے ان کی طرف ایسی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا جیسے وہ اس کے لئے انجان ہوں۔
"فرمائیں گے۔ ضرور فرمائیں گے مگر پہلے ہمیں اندر تو آنے دو بھائی"...... عمران نے اپنی اصل آواز میں کہا تو وائٹ ایگل اس کی آواز سن کر بری طرح چونک پڑا۔
"اوہ۔ عمران صاحب آپ"...... وائٹ ایگل نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔
"ہاں۔ مگر میرا نام علی عمران ہے اوہ عمران صاحب نہیں"۔ عمران نے مسکرا کر کہا تو وائٹ ایگل بے اختیار ہنس پڑا۔
"کہاں غائب ہو گئے تھے آپ"...... وائٹ ایگل نے کہا۔
"پہلے ہمیں اندر تو آ لینے دو یا ساری باتیں یہیں کھڑے کھڑے پوچھنا چاہتے ہو"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ آئی ایم سوری۔ آئیں۔ تشریف لائیں"...... وائٹ ایگل نے راستہ چھوڑتے ہوئے کہا تو عمران اور جولیا اندر آ گئے۔ وائٹ ایگل نے دروازہ بند کر کے اسے لاک کیا اور ان دونوں کو لے کر سٹنگ روم میں آ گیا۔
"کوئی سوال کرنے سے پہلے ہمیں چائے پلا دو بھائی۔ بڑی مشکل سے ہم جہنم کے دروغوں سے بچنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ مسلسل بھاگ دوڑ کر کر کے میرے تو ہاتھ پاؤں سن ہو گئے ہیں۔ جب تک چائے نہ پی لوں گا تب تک میرے جسم میں نہ جان آئے گی اور نہ ہی میری زبان حرکت کر سکے گی"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔
"جہنم کے دروغے۔ کیا مطلب"...... وائٹ ایگل نے چونک کر کہا۔
"ڈی ایجنسی اور خاص طور پر جی پی فائیو کے نئے سیکرٹ سیکشن سے بچ کر نکلنا جہنم کے دروغوں سے بچ کر نکلنے کے مترادف ہے"...... عمران نے کہا۔
"اوہ۔ او کے میں ابھی چائے بنا کر لاتا ہوں"...... وائٹ ایگل نے کہا اور مڑ کر تیز تیز چلتا ہوا کمرے سے نکلتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر میں وہ چائے کے تین کپ اور سنیکس لے آیا۔ چائے کے دوران عمران نے مختصر طور پر وائٹ ایگل کو حالات سے آگاہ کر دیا۔
"چلتی ہوئی ٹرین سے اور آگ اگلتی ہوئی ریت پر گرنا اور پھر

وسیع ریت کے سمندر سے بچ نکلنا تو واقعی جہنم سے فرار کے مترادف ہے اور یہ آپ دونوں کا ہی حوصلہ ہے''...... وائٹ ایگل نے بے اختیار جھرجھری لیتے ہوئے کہا۔

''میری تو خیر تھی مگر ڈپٹی چیف کو بچانا تو ضروری تھا''......عمران نے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ عمران کے اس ریمارک پر جولیا کا چہرہ خوشی سے دمک اٹھا تھا۔

''کیا واقعی آپ مائیکروفلم بالٹی مور کے مکان پر چھپا آئے تھے''...... وائٹ ایگل نے پوچھا۔

''نہیں وہ میجر ہارلس کو بھٹکانے کی ایک کوشش تھی جو پوری طرح سے کامیاب رہی''......عمران نے کہا۔

''کیا مطلب''...... وائٹ ایگل نے پوچھا۔ جولیا بھی چونکی ہو گئی تھی کیونکہ بات اس کی سمجھ میں بھی نہیں آئی تھی بالٹی مور کی رہائش گاہ سے چلتے ہوئے وہ خود بھی الجھن میں مبتلا تھی۔

''بالٹی مور کے بیوی بچوں کو دیکھتے ہی میرے ذہن میں فوری طور پر یہ خیال آیا تھا کہ اگر میں ان کے سامنے کوئی بات جولیا سے کروں تو وہ میجر ہارلس کو ضرور بتائیں گے''......عمران نے کہا۔

''پھر''...... وائٹ ایگل نے پوچھا۔

''اس لئے میں نے جولیا سے غزہ واپس چلنے کی بات کی تھی''......عمران نے کہا۔

''مگر مائیکروفلم کا تذکرہ کرنے کی کیا ضرورت تھی''...... وائٹ

ایگل نے پوچھا۔

''پوری طرح سمجھو۔ اگر میں فلم کی بات نہ کرتا تو، میجر ہارلس دھوکہ نہ کھاتا وہ سوچتا کہ اگر ایسا ہی تھا تو میں قصبے کے قریب سے واپس کیوں نہ چلا گیا قصبے میں کیوں آیا۔ اس لئے میں نے یہ تصدیق کرنے کے بعد کہ بالٹی مور کی بیوی فارسی سمجھتی ہے جولیا سے کہا کہ ہم غزہ واپس چلیں گے یہاں محض فلم کی وجہ سے واپس آئے ہیں پھر فلم لینے کے بہانے کمرے سے باہر نکل کر میں نے میجر ہارلس کے باقی دونوں ساتھیوں کو بھی ٹھکانے لگا دیا تھا''۔ عمران نے کہا۔

''سمجھ گیا۔ جب بالٹی مور کی بیوی نے میجر ہارلس کو ساری بات بتائی ہو گی تو وہ یہی سمجھا ہو گا کہ چونکہ فلم لینے کے لئے آپ کا قصبے میں آنا ضروری تھا اس لئے خطرہ مول لے کر آپ قصبے میں واپس آئے اور فلم لے کر غزہ کی جانب لوٹ گئے''......عمران کی بات سمجھ کر وائٹ ایگل نے مسکرا کر کہا۔

''بالکل یہی بات ہے اور اب وہ غزہ اور اس کے آس پاس ہمیں تلاش کر رہا ہو گا''...... عمران نے کہا۔

''اب کیا پروگرام ہے''...... وائٹ ایگل نے پوچھا۔

''کاغذات تیار کراؤ تا کہ پہلی فلائٹ سے اس جہنم زار سے روانہ ہو سکیں''......عمران نے کہا۔

''کاغذات تیار ہیں آپ کو صرف میک اپ کرنا ہے پالینڈ کی

فلائٹ دو بجے یہاں سے روانہ ہو گی''...... وائٹ ایگل نے کہا۔

''گڈ۔ تصویریں لاؤ''...... عمران نے کہا۔

''آئیں''...... وائٹ ایگل نے کہا اور کھڑا ہو گیا پھر وہ ایک بجے وائٹ ایگل کے دیئے ہوئے کاغذات میں لگی تصویروں والے میک اپ میں ائرپورٹ پر موجود تھے۔ معمولی سی چیکنگ کے بعد وہ دونوں بھی دوسرے مسافروں کی طرح جہاز میں پہنچ گئے۔ وائٹ ایگل لاؤنج ہی میں سے ان کو دیکھتا رہا پھر دو بجے جہاز روانہ ہو گیا تھا۔ ایک گھنٹے بعد جب جہاز اسرائیل کی حدود سے نکل کر بین الاقوامی فضا میں پہنچا تو انہوں نے اطمینان کا سانس لیا۔ وہ مشن مکمل کر کے واپس لوٹ رہے تھے۔

ختم شد